الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتٰب

تفسیر حقانی کا پانچواں حصہ جو سورہ حجر سے لیکر سورہ نمل کے آخر تک آٹھ پاروں کی تفسیر ہے اور جس میں بہ دلائل
کے موافق قرآن مجید کے لطائف و حقائق کو اردو زبان میں بیان کیا گیا ہے مسمّی

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

مصنفہ جناب [illegible] محمد عبد الحق [illegible] ابو سلیمان [illegible]
[illegible] محمد صاحب [illegible]

مطبع انصاری دہلی میں طبع ہوئی

مصنفہ مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب

البیان فی علوم القرآن

دنیا مین انسان کیلئے مذہب حق کی پیروی سے (ایک آنیوالی نئی زندگی کیلئے) کوئی توشہ بہتر نہین - اسلام کی کردیا کہ اب ایک ہی آسمانی برحق مذہب حنفیہ دنیا پر ہے جو انسان کو ترقی دارین کی راہ دکہاتا ہے -

مگر ان پچھلی صدیونمین اسلامیون کی غفلت اور باہمی خصومات سے مخالفونکو خالی میدان ہاتھ آیا انہون نے اسلام کی اسپر کہ جس سے ناواقفون کو خواہ مخواہ نفرت پیدا ہو اور دہریت اور فلسفہ کا دریا موجزن ہونے لگا - اور سادہ لوح مسلمان بچون کو درسگاہون مین داخل ہونا پڑا - مگر ان کے پاس نہ کوئی ایسی کتاب ہی نہ کوئی ایسا فاضل حقیقت شناس ہے جو انکے شبہات کو اسلئے عملی ... قت - تفسیر حقانی کو جسکی وجہ سے ہزارون گمراہوں کو ہدایت ہوئی ایک ایسے نئے اسلوب مین بدمتانت اور صدہا ضروری مضامین کا اضافہ ہوا ہی - اس لئے اس کا نام ہی البیان - فی علوم القرآن رکہا گیا -

اس ضخیم کتاب مین جو تخمیناً ۰۵ جزر کی ہی نئے علم کلام کا بنیادی پتہر رکہکر ایک ایسی عمارت یا قلعہ بنایا گیا ہی جو مسلمانون کیلئے ہمیشہ کیواسطے اول علم وادراک ور اسکے اقسام وحقیقت پر تحقیق بحث کرکے ثابت کردیا ہی کہ موجودات کا سلسلہ عالم محسوس ہی تک محدود نہین بلکہ ایک عالم اور غیر محسوسات کا وجود ایک ایسی قادر مطلق کیطرف سے ہی جو ہماری حواس سے محسوس نہین ہوسکتا نہ حواس میں اسکی قابلیت ہی اور وہ خدا تعالی کی ذات اور صفات پر بحث - مذاہب باطلہ کا رد - پہر ملائکہ جن ارواح وغیرہا حقائق ثابتہ پر بحث ہی جو جسم عنصری سے پاک ہونیکے سبب پہر ملائکہ وجن وروح کی حقیقت اور اُن کے آثار وخواص اور نیز مرنیکے بعد روح کے حالات اور اسپر جزا وسزا کا مرتب ہونا دلائل عقلیہ ونقلیہ دوزخ کی حقیقت پر بحث ہی اور مسئلہ نجات کا فیصلہ ہے اور ضمن مین جملہ مخالفوں کا رد ہی - پہر نبوت کی حقیقت اور انبیاء کے اسرار بعد مین آنحضرت صلعم کی نبوت ثابت کیگئی ہی اور آپکا حلیہ مبارک ومختصر حال وسیرت پاک کا بہی بیان ہی اور اسکے ضمن مین مخالفون کے حملہ اور مسئلہ نبوت مین جو کچہہ مذاہب دیگر مین آمیزش وہم ہوئی ہی اس کا بہی بیان ہی - پہر عالم کی آفرینش اور نسل انسانی کا حال ہی پہر وعملیات مین انسانی سعادت وشقاوت کی تصویر کہینچکر اس کو آمیزش وہم اور غلط فہمی سے نجات دلائی ہی جو نہ کسی حکیم فیلسوف سے ہی ممکن تھی - پہر علوم قرآنی کا اور جو قرآن واسلام پر مخالفون کے عقلی اور کتابی وتاریخی وفصاحت وبلاغت کے متعلق اعتراض تہے اس طرح سے بیشمار علوم وحقائق کو دلائل سے مدلل کیا گیا ہے -

اس قسم کی کتاب کی جو علوم اسلامیہ پر حاوی ہونیکے ساتھ موجودہ علوم وترقی کے مذاق پر بہی ہو اس زمانہ میں اشد ضرورت تہی آریہ - ہندو عیسائی - یہودی وغیرہ حقیقت آشکار اکر کے اہل انصاف کو دکہا دیا ہے کہ وہ انسانی سعادت وشقاوت کیلئے بالکل غیر کافی ہیں اسکتاب کا طبع ہونا از بس ضروری ہی پہر اس کا انگریزی وغیرہ زبانوں مشتہر کرنا جسقدر ضروری ہے اس کو اہل عقل و دردمندان اسلام خود خیال کرسکتے ہیں جو صاحب اس کار خیر مین جسکے لئے بڑی رقم کثیر درکار ہی بطور عطا وہ بہی بصد شکوری قبول کیجائے گی - قیمت پختہ فی جلد ۸ مقرر ہے -

المشتهر محمد عبد القیوم ابن جناب مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلی محلہ بلیماران کوٹھی نواب صاحب

فہرست مضامین جلد پنجم تفسیر حقانی

تمت

سُورۂ حِجر مکہ میں نازل ہوئی — الجلد الخامس — اس میں ننانویں آیات چھ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ

یہ ہیں آیتیں کتاب اور کھلے قرآن کی — منکر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے — انکو چھوڑ کہ کھائیں اور برت لیں اور انکا آرزو بھلائے رکھے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا

پھر آیندہ تو معلوم ہی کر لینگے۔ اور ہم نے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لیئے (ازل سے) وقت مقرر نہ لکھا گیا ہو کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے اور کہا، یا (کفار نے) اے

الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ

وہ شخص کہ جسپر نصیحت اتاری گئی تو تو ضرور دیوانہ ہے — ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر تو — سچا ہے — ہم فرشتے تو فیصلہ ہی کے لیئے بھیجا کرتے ہیں اور جب تو انہیں مہلت بھی نہ ملے گی

ترکیب ربّ بالتخفیف والتشدید وضم الراء وفتحها وما کافۃ ربّ ویمکن ان یکون نکرۃ موصوفۃ ای ربّ شیٔ یودّہ الذین ربّ حرف جر لا یعمل فیہ ما بعدہ والعامل محذوف تقدیرہ ربّ کافر یود الاسلام الّا ولها جملۃ نعت ہو قریۃ کی لو ما بمعنی ھلا ؛

تفسیر یہ سورہ بھی مکے میں نازل ہوئی اسمیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عبرتناک بات ہے یعنی قوم ثمود کا حال اور حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے الٓر سے مبین تک قرآن کا منجانب اللہ ہونا بیان کر کے دنیا کی لذات شہوات میں مبتلا ہونیوالے کفار کا انجام کار بیان فرماتا ہے کہ ربما یود کہ قیامت کے دن یا وقت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان لائے ہوتے ربّ کے معنی بعض کہتے ہیں بہت کے ہیں کہ بہت حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کم کے ہیں مگر مراد یہاں بہت ہی ہے عرب کی عادت ہے کہ کبھی کثیر الوجود چیز کو یقین لانیکے لیئے بلفظ قلیل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اُس شخص کی نسبت کہ جس سے ہر وقت یا اکثر اوقات یاد کرنا متوقع ہو کہتے ہیں کہ کبھی تو ہمیں یاد کرو کے بکے کے مشرک آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں مصروف تھے اور خدا کی اس مہلت پر ست تھے کہ اگر پیغمبر سچا ہے تو ہمپر کوئی آسمانی عذاب کیوں نہیں آتا ہم تو ویسے کے ویسے مزے اُڑاتے پھر رہے ہیں۔ یہ اُنکی حالت تھی جسکے رد میں اوّل تو الٓر فرمایا جسمیں اشارہ ہے کہ یہ قرآن (الف اللہ نے بواسطہ (لام) جبرئیل (ر) رسول اللہ پر نازل کیا ہے اسمیں کوئی دروغ نہیں۔ دوم اس سورہ حجر کی نسبت جو قرآن مبین کا ایک جزو ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ قرآن مبین اور کتاب الٰہی کی چند آیات ہیں انہیں کے مطالب میں غور کرو آپ معلوم ہو جائیگا کہ یہ مضمون اس فصاحت و بلاغت کیساتھ جس میں ان کی تکمیل کا پورا نقشہ ہے من اللہ ہے۔ پھر مبین کے لفظ سے اشارہ ہے کہ قرآن کی سب باتیں واضح ہیں۔ کوئی بھی خلاف عقل سلیم نہیں۔ پھر اسکے ماننے میں کیوں تردد ہے۔ سوم مرنیکے وقت جو قریب ہے یا مرنیکے بعد یہ اُس جہل و نادانی پر افسوس کریں گے اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے چہارم مہلت کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ چند روزہ ہے۔ اس میں اُن کو مزے کر لینے دو۔ ان کی لمبی چوڑی آرزوئیں و دنیاوی کاروبار کی بابت کہ یوں کرینگے انہیں خود غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں اور یہی طول امل غفلت کا پردہ ہے پھر انکو جلد معلوم ہو جائیگا کہ ہائے کس غفلت میں پڑے ہوئے تھے خصوصاً جبکہ اپنے افعال بد کا نتیجہ دیکھیں گے۔ ان سے پہلے بھی بہت قومیں تباہ ہوئی ہیں مگر انکا ایک وقت مقرر تھا اسلیئے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتے تھے اسیطرح انکا بھی وقت معین ہے چنانچہ بدر میں اور قحط شدید میں ہلاک ہوئے پیشینگوئی صادق آئی وہ کفار آنحضرت صلعم کو دنیاوی مشاغل سے بیفکر و آخرت کی طرف متوجہ دیکھکر کہتے تھے کہ ای محمد تو جو کہتا ہے کہ مجھپر نصیحت یعنی قرآن نازل ہو رہا ہے ضرور دیوانہ ہے جو یہ قول دیوانوں کا تھا اسکا جواب کیا دینا تھا مگر وہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہمیں فرشتے کیوں نہیں لا کر دکھاتا اسکا جواب یا کہ فرشتے تو جب آتے ہیں فیصلے ہی کے لیئے آتے ہیں خواہ عامہ ہلاکت کے وقت یا موت کے وقت پھر جب وہ آئی تو مہلت توبہ کہاں ✣

ملّٰہ قرآن کی سب باتیں عقل سلیم کے نزدیک واضح اور دلائل ہیں کوئی بات بھی ایسی نہیں کہ جس کو عقل محض غلط و خلاف محسوس کیا گیا ہو ۱۲ منہ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا

ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہو اور ہم ہی اسکے نگہباں بھی ہیں اور تجھسے پیشتر ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں اور وہ بھی جب کوئی رسول اُنکے پاس آیا تو

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا

اُس سے تمسخر ہی کرتے رہے اسیطرح سے ہم گنہگاروں کے دلوں میں ڈالدیتے ہیں کہ وہ اُسپر ایمان نہیں لاتے اور یہ تو قدیم دستور چلا آیا ہے اور اگر ہم

عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝

اُنپر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھولدیں پھر وہ اُسمیں چڑھنے بھی لگیں تو بھی یہی کہینگے کہ ہماری نظر بند کر دی گئی ہے بلکہ ہمپر جادو کیا گیا ہے

ع ۱۵

ترکیب

نحن مبتدا نزلنا خبر جملہ انا کی خبر یا نحن انا کی تاکید۔ کذلک ای الامر کذلک نسلکہ سلک ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای سلوکا مثل استہزائہم۔ والضمیر للاستہزاء اسے کمثل او حال لما التکذیب فی قلوب اولئک نسلکہ اے مدخل الاستہزاء فی قلوب المجرمین اے کفار مکۃ

ولو فتحنا جملہ شرطیہ لقالوا اس کی جزا +

تفسیر

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہا تھا جس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ جو کچھ رسول ہمکو سناتا ہی وہ کلام الٰہی نہیں دیوانوں کی بڑ اور بکواس ہے (اور کفار جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتیں کہا کرتے تھے اُس کے چند سبب تھے۔ اول یہ کہ رسول شہوات و لذات باطلہ کے ترک اور عبادت و نیکو کی تاکید کرتے تھے یہ بات اُن پر شاق گزرتی تھی دوم رسوم بد اور مذاہب باطلہ کا ترک کرنا جو پشت در پشت ان میں مروج ہونے کی وجہ سے ایک امر ناحق قرار پا گیا تھا اور بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اب بھی لوگوں کا رسوم و عادات خلاف شرع ترک کرنے میں یہی حال ہی سوم انبیاء فقراء ہوتے تھے نہ اُن کے پاس مال و جاہ تھا نہ اعوان و انصار اسلیئے روساء پر ایسے لوگوں کا مطیع ہونا شاق گزرتا تھا۔ چہارم اُن کا گمراہ ازلی ہونا بڑا سبب تھا) اس کے جواب میں فرماتا ہی انا نحن نزلنا الذکر یعنی قرآن ہمارا ہی نازل کیا ہوا ہی اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں اس **پیشین گوئی** کے مطابق آج تیرہ سو برس ہونے کو آئے قرآن ایسا محفوظ ہی کہ مشرق سے مغرب تک سب مسلمانوں کی زبان پر یکساں ہی ایک لفظ یا زیر و زبر کا بھی فرق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لیکر اب تک بلکہ قیامت تک حفاظ اور قراء اور علماء کی جماعتیں اس کی محافظت پر کمر بستہ ہیں یہ قرآن کا بڑا معجزہ ہی۔ امام رازی فرماتے ہیں واعلم انہ لم یتفق لشئ من الکتب مثل ھذا الحفظ فانہ لا کتاب الا وقد دخلہ التصحیف والتحریف والتغییر + شیعہ میں جو متعصب اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں سے عثمانؓ نے فلاں فلاں سورتیں کم کر دیں اس آیت اور دیگر آیات سے مردود ہیں وہ بھی شیع الاولین میں داخل ہیں جنہوں نے رسولوں کا انکار کیا + ولقد ارسلنا فرماتا ہی کہ ان کا ایسی باتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ تجھسے پیشتر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلی قوموں میں بھی ہمنے رسول بھیجے تھے اُن کا بھی یہی حال رہا کہ جو رسول آیا اُسکو جھٹلاتے رہے اسیطرح ان کفار کے دلوں میں قضاء و قدر نے یہ انکار و تکذیب ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وقد خلت سنۃ الاولین اور پہلوں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا دستور تھا کہ آخیر وہ انکو ہلاک کرتا آیا ہی وہ بھی چلا آتا ہی ولو فتحنا الخ یعنی وہ جو کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور فرشتے کیوں نہیں آتے فرشتے تو کیا اگر ہم اُن کے لیئے آسمان کے دروازے کھولدیتے اور سیڑھی لگا دیتے کہ جس سے چڑھکر وہاں کے حالات دیکھ آتے (یا یہ معنی کہ آسمان کے دروازوں سے فرشتوں کو چڑھتے اُترتے دیکھتے) تو بھی یہی کہدیتے کہ یہ نظر بندی ہے اور جادو +

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور البتہ ہم نے آسمان میں برج بنائے اور اُسکو دیکھنے والوں کے لیے سنگار کردیا اور اُسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ مگر جو کوئی چوری سے سُن گیا تو

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا

اُسکے پیچھے دیکھا ہُوا انگارا پڑگیا اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اُسپر بوجھے[1] ڈالدیے اور اُس میں ہر چیز اندازے سے اُگائی اور اُس میں تمہارے لیئے

مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ

رہنے کے لیئے سامان رکھے اور اُنکے لیے بھی کہ جنکے تم روزی دہندہ نہیں اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس نہوں اور ہم صرف اُسکو ایک اندازہ معین سے نازل کرتے ہیں اور ہم نے

لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

پھر بوالی ہوائیں چلائیں پھر آسمان سے پانی اُتارا پھر وہ تمہیں پلایا حالانکہ تمہارے ہاتھ اُسکے خزانے نہیں اور ہم ہی تو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور اخیر مالک ہم ہی ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

اور ہم کو معلوم ہیں تم میں سے اگلے اور پچھلے تیرا رب اُنکو جمع کریگا وہ حکمت والا خبردار ہے

ع ۱۰ / ۲

[1] یعنی پہاڑ جن کا ثقل طبعی زمین کو ڈگمگانے نہیں دیتا

ترکیب

الامن منصوب ہی استثناء منقطع ہونے کی وجہ سے اور جر بھی ہوسکتا ہے۔ من استرق سے بدل ہوکر اور رفع بھی ہوسکتا ہے مبتدأ ہوکر والخبر فاتبعہ وجاز دخول الفاء فیہ لتضمن المبتدأ معنی الشرط والارض منصوب ہے مددنا محذوف سے ومن لستم منصوب ہے جعلنا سے والمراد بمن العبید والبھائم فانھا مخلوقۃ لنا مثنا۔ اور مجرور بھی ہوسکتا ہی ای لکم ولمن لستم *

تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہی کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سُننے والے کے دل پر بار نہ معلوم ہو اس جگہ جبکہ مسئلہ نبوت میں کلام کرچکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا ہی جس پر کہ اثباتِ نبوت موقوف ہی اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوّتِ نبی کو اُس کے اثر سے مشاہدہ کرادیا ہے کہ جسکے مُنہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنے والی نکلی وہ قطعی نبی ہے نہ کہ مجنون۔ ولقد جعلنا الخ توحید کے ثبوت میں دلائل سماویہ سے یہ اول دلیل ہے کہ ہم نے آسمان میں بُرج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیاطین سے اُسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جا نہیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور وہاں آسمانی بات سُننے کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹا کہتے ہیں اُسکے پیچھے دوڑتا ہی رجیم رجم سے مشتق ہے جسکے معنی پتھراؤ کرنا یعنی پتھر پھینک پھینک مارنا۔ گالی گلوچ اور بہتان لگانے کو بھی اسی لیے رجم کہتے ہیں کہ گویا بیہودہ باتوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ منہ قولہ لارجمنک ای لاسبنک اور اسی مناسبت سے تخمینی اور بے تکی باتوں کو بھی رجم کہتے ہیں۔ منہ قولہ رجما بالغیب گویا شیاطین پر آتشی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں *

مقدمۂ تفسیر میں بیان ہوچکا ہی کہ شیاطین کو لطافتِ مادہ کی وجہ سے ملائکہ کی باتیں سُننے اور اُن کے دیکھنے اور اونچے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے *

بروج برج کی جمع ہے اسیطرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہی تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور ایک جگہ ہی والسماء ذات البروج اس سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح

اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیواروں پر اور دیگر جگہ ہوتی ہے اسیطرح آسمان پر برج بنے ہوئے ہیں بلکہ یہ مراد کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے سے حریرے کی پھانکوں کیطرح آسمان کے بارہ حصے یا ٹکڑے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں اور انکی زبان عرب میں یہ نام مشہور تھے۔ حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی دلو حوت ✤

حکمۂ طبیعت فلکیہ ایک تھی اور اسی لیئے حکمار کے نزدیک اسکی شکل کروی یعنی گول ہی تو پھر یہ بروج مختلف الطبائع اور آسمان میں یہ گوناگوں چیزیں کسنے بنائیں ان برکی ونیچی کسنے کی اور ان اجزا کو کسنے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار وجبار نے۔ پھر اسنے نہ صرف ستاروں کو آسمان کی زیب و زینت بنایا۔ بلکہ وہاں کا انتظام لائق بھی کیا چور شیطانوں کے لیئے شہاب میں کو کوتوال بنایا تو پھر کیا وہ انبیاء کو بھیجکر انتظام بنی آدم نہ کرتا؟ اور نیز شیاطین کو تو عالم علوی کی طرف رسائی ہنیں پھر اگر جا اکا الہام اور جبرئیل امین کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہوگئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ سے کسقدر باتیں ثابت کردیں ✤

والارض مددنٰہا یہ عالم سفلی کے حالات سے **دوسری دلیل** ہی۔ اول زمین کو پھیلانا باوجود کروی ہونے کے اس کا ایسا سطح رکھنا کہ جس پر مخلوق بس سکے اُسی کی صنعت ہی۔ دوم القینا فیہا رواسی مفرد راسی اور اس کی جمع راسیات اسکی جمع یعنی جمع الجمع رواسی ہے رواسی ٹھیرنے اور جمنے والی چیزیں جس سے مراد پہاڑ ہیں۔ یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے منجملہ اُن کے وفی الارض رواسی ان تمید بکم اور کبھی ان پہاڑوں کو اوتاد یعنے زمین کی میخیں بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں اِدھر اُدھر سے مٹی گر کے اونچے نیچے مختلف صورتوں کے ٹیلے جورہ گئے تھے متحجر ہوکر پہاڑ بن گئے یا یوں کہو کہ بدء الخلقت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگر ان کا زمین کے لیئے میخ اور بار اور تھماؤ ہونا کلام تشبیہی ہے گویا فرش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر دھر دیئے ہیں کہ ہلنے نہ پاوے۔ اِس میں بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور اُن کے معادن اور نباتات کے منافع بآواز بلند اپنے خالق یکتا کی توحید وصناعی پر گواہی دے رہے ہیں جس کی طرف وانبتنا فیہا من کل شیئ موزون میں اشارہ ہے۔ موزون سے مراد اندازہ کی ہوئی چیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ بے انتہا جڑی بوٹیاں اس کے اندازے علمی سے باہر نہیں یا یہ مراد کہ وہ وزن رکھتی ہیں یعنے بے فائدہ اور عبث نہیں عمدہ اور متناسب چیز کو موزوں کہتے ہیں جیساکہ کلام موزوں وجعلنا لکم فیہا معایش سوم تم صرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستم لہ برازقین چارپائے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جن کو اپنے زعم میں تم روزی دیتے ہو اُن کی روزی بھی اُسی نے پیدا کی نہ تم نے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو چارپائے تمہارے غلام وغیرہ انکو بھی خدا ہی نے تمہارے لیے پیدا کیا ✤

وان من شیئ یہاں سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدرِ حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ ہمارے ہاں اسیقدر تھا۔ بلکہ اُس کے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنے ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ بارش وغیرہ سب کا یہی حال ہی وارسلنا الریاح لواقح یہ **تیسری دلیل** ہے کہ ابر اٹھانے والی ہواؤں کا چلانا اور مینہ برسانا اور بندوں کو نفع پہنچانا اُسیکا کام ہے وانا لنحن نحیی ونمیت الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ باوجودیکہ اپنی بقا میں کوئی کیسی ہی کوشش کرے مگر ہم مارتے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسمیں کسیکو بھی دخل نہیں اور اگلے جو ہوچکے ہیں اور آیندہ جو ہوں گے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کرلیں گے۔ یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں۔ اسمیں دار آخرت کا بھی کس عمدگی سے اثبات ہی ✤

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ

اور اللہ نے انسان کو کھنک مٹی سے خمیر دیکر بنایا اور جان کو اس سے پہلے آگ کے شعلہ سے بنایا تھا۔ اور جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے

إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ

کہا کہ میں ایک بشر بنانیوالا ہوں کھنک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر میں جب اُسکو ٹھیک بنا چکوں اور اُسمیں اپنی روح پھونک دوں تو تم اُس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا پس سجدہ کیا

الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں رہوا خدا نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہوا کہا

لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ

میں ایسا نہیں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تو نے کھنک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا خدا نے فرمایا یہاں سے دور ہو بیشک تو پھٹکارا گیا ہو اور بیشک تجھ پر لعنت ہے

إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ رَبِّ

قیامت تک اُس نے کہا اے رب مجھے مہلت دے اُس دن تک کہ مردے جی اُٹھیں خدا نے فرمایا اللہ تجھے مہلت ہے وقت معلوم کے دن تک اُس نے کہا اے رب

بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ

تو نے مجھے (انسان کی خاطر) خراب کیا ہے میں بھی اُنہیں زمین پر رجھاؤں اور سب کو گمراہ ہی کر ڈالوں گا مگر اُن میں سے تیرے خالص بندے خدا نے فرمایا یہ طاعت کی راہ

عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ

مجھ تک سیدھی پہنچی ہے میرے بندوں پر تیرا کچھ بس نہیں چلیگا مگر اُس پر جو تیرا تابع ہوگا سرکشوں میں سے اور جہنم سب کا ٹھکانا ہے جس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ۝

ہر دروازے کے لیے اُن میں سے ایک فرقہ بٹا ہوا ہے۔

ترکیب. من حما موضع جر میں صفت ہے صلصال کی باعادۃ الجار - والجان منصوب ہے علی شریطۃ التفسیر انی الخ جملہ مقولہ ہے قال کا فاذا شرط ونفخت عطف ہے سویتہ پر فقعوا ف جواب شرط ہیں اور قعوا امر ہے وقع یقع سے تمام جملہ جبر میں ہے قال کے الا ابلیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان الخ کیتھ متصل ہوگا اسے ولکن - اور اگر متصل مانا جاویگا تو جدا کلام ہوگا سائل کا جواب - الحما الطین الاسود قال ابو عبیدۃ الحماء بسکون المیم والتحریک والجمع الحما مثل تمرۃ وتمر والحما مصدر مثل الہلع والجزع والمسنون قال الفراء ہو المتغیر وصلہ من سننت الحجر علی الحجر اذا حککتہ وما یخرج منہما یقال لہ اسنانۃ - وقیل صلہ من اسن الماء اذا تغیر ومنہ قولہ لم یتسنہ وقولہ من ماء غیر آسن وقال ابو عبیدۃ المسنون المصبوب السن الصب وقال سیبویہ المسنون المصور صلصال طین یابس تصلصل اذا حرک واذا طبخ بالنار فہو الفخار ۱۲ منہ

تفسیر

یہ پانچویں دلیل ہے توحید پر۔ پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی - ان آیات میں انسان اور جن کے پیدا کرنے کا ذکر کرکے اپنی توحید ثابت کرتا ہے جب یہ ثابت ہو چکا کہ حوادث کا سلسلہ غیر متناہی نہیں ضرور اس کی ابتدا ہوتی ہے تو اب انسان کا

سلسلہ کہ جس کی پیدایش یکے از دیگرے ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہوگا کہ جو ماں باپ سے پیدا نہ ہوا ہو اور چونکہ انسان زمین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کثیف رکھتا ہے اور اسی لیے اِس کو بشر کہتے ہیں (اما تفسیر کونہ بشرًا فالمراد منہ کونہ جسمًا کثیفًا یباشر ویلاقی۔ تفسیر کبیر)

اِس لیے ضرور ہوا کہ اِس کا مادّہ غالب خاک ہو ولقد خلقنا الانسان من صلصال۔ مگر خاک سے بغیر خمیر کیے اور گارا بنائے اِس کا پُتلا نہیں بن سکتا من حما مسنون لہذا اِس سرسلسلہ کو جس کا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا اور پھر اُس پُتلے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدۂ تعظیمی کرایا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا ازخود جمع ہونا اور اُس میں روح پڑنا ازخود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و علیم کا کام ہے۔ اور صرف آدمؑ ہی کو ہم نے قدرت کاملہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اِس سے سیکڑوں ہزاروں برس پیشتر جنات کے سرسلسلہ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں +

جان۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے گو بعض نے جان سے مراد ابلیس لیا ہے۔ جان کے معنی لغت میں ساتر یعنے چھپنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن الشیٔ اذا سترہ۔ چونکہ آدمؑ کے خلاف اِس کا غالب مادّہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اسلیے یہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھلائی نہیں دیتی اور اسلیے اِس قوم کو جن اور اِس کے باپ کو جان کہتے ہیں +

قوم جن

خدا تعالیٰ لطیف و خبیر نے اول ملائکہ کو بنایا انکے بعد جن کی قوم کو جنکا مادّہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا۔ پھر انسان کو جس کا مادّہ کثیف ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کب بنائے۔ آدمؑ سے پہلے یا پیچھے۔ لیکن اسمیں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سرسلسلہ ہے جس سے یہ انواع پھیلے ہوں گے۔ اِس آیت سے یہ بات تو صاف صاف معلوم ہوگئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اِس سے پہلے بنی ہے اور اِسکا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہونیکی وجہ سے بہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا انکار کرتا ہے اور توجیہ باطل کرکے اِن کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے +

اِن جنوں کا سرسلسلہ جان نبی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ اِس قوم میں جو کافر سرکش ہیں جن کا پہلا پیشوا ابلیس ہے اِن کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کسیقدر ہم مقدمۂ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہ بنائے گئے تھے۔ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں آچکی ہے +

ہر چند آدمؑ خاک سے بنایا گیا مگر اِس میں وہ اسرارِ حکمت رکھے تھے کہ جن کی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو خبر تھی اِس لیے اِسکے پیدا ہونے سے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دے دیا کہ جب وہ بن کے تیار ہو تو سب کے سب اِس کے آگے جُھک جانا تعظیم کے لیے۔ فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اِسکے مادۂ خاکی پر لحاظ کرکے اِسکو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تکبر کی راہ سے حکم الٰہی نہ بجالایا اس کی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے بہکانے کا بیڑا اُٹھایا۔ اسلیے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہاں سے وقت معین یعنے صور پھونکنے تک کی منظوری ہوئی موت سے چارہ نہ ہوا اور فرما دیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلیگا اور جو تیرے کہنے میں آئے گا جہنم میں جائے گا جسکے سات دروازے با طبقے ہیں یعنے جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی تیار کر رکھی ہے +

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۝

مرد پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے (کہا جائیگا) ان باغوں میں سلامتی اور امن سے جاکر رہو اور جو کچھ انکے دلوں میں رنجش ہے کی انکو دور کردینگے وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی سے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ وَ

نہ انکو وہاں کچھ رنج پہنچے گا نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ میرے بندوں کو جتلا دو کہ میں بڑا معاف کرنے والا رحم کرنیوالا ہوں اور یہ بھی کہ میرا عذاب بھی سخت ہے اور

نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝

ابراہیم کے مہمانوں کا حال انکو سنا دو جبکہ وہ اُن کے پاس آئے اور سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمیں تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے وہ بولے کچھ خوف نہ کھائیے ہم آپکو مژدہ دیتے ہیں ایک لائق

قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ

ابراہیم نے کہا کیا مجھے اب بڑھاپے میں مژدہ دیتے ہو سو اب کاہے کا مژدہ دیتے ہو انہوں نے کہا آپکو صحیح مژدہ دیتے ہیں پھر آپ ناامید نہ ہوں ابراہیم نے کہا اپنے رب کی رحمت سے ناامید تو کون

رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ

ہوتا ہے بجز گمراہوں کے　ابراہیم نے کہا اے خدا کے فرستادو تمہارا کیا قصد ہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں　مگر لوط کا کنبہ کہ ہم اُن سب کو

أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ ۝

بچا لیں گے مگر اُسکی بیوی کہ ہمنے ٹھان لیا ہو کہ وہ پیچھے رہجانیوالوں میں سے ہو

ترکیب۔ بسلام حال ہو فاعل ادخلوا سے۔ ای سالمین او مسلما علیہم۔ اخوانا حال ہو ہم سے علی سرر بھی حال ہو اور متقابلین بھی۔ علی ان موضع حال میں ہو اے بشرتمونی کبیرا۔ تبشرون کے نون کو مکسور پڑھا ہے نون وقایہ ہے۔

تفسیر۔ توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں دار آخرت کا ذکر آگیا اور وہاں گناہگاروں کے لیے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اسکے بعد نیک لوگوں کا حال اور انجام کا بیان کرنا گویا بیان کو تمام کردینا ہے فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک و کفر سے بچنے والے یا کبائر سے بھی حتی المقدور باز رہنے والوں کو باغ اور اُن میں نہر رواں ملینگے اور فرشتے اُن سے استقبال کرکے کہینگے اِن باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن سے داخل ہو جاؤ یا سلام علیکم کہینگے۔ اور بہشتیوں کے دلوں میں باہمی کدورت اور رنج نہوگا دنیاوی رنجشیں دل سے نکالدیجاوینگی بھائی بھائی بنے ہو سونیکے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے کسیکو کوئی بیماری وغیرہ کی تکلیف نہوگی نہ وہاں سے نکلیں گے اس لیے فرماتا ہے کہ بندوں کو کہدو کہ میں غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دونگا اور میرا عذاب بھی سخت ہے ٭

توحید اور دار آخرۃ کا ذکر کرکے انبیاء سابقین اور انکی قوموں کے عبرتناک واقعات شروع ہوتے ہیں تاکہ ناظرین کو عبرت اور نصیحت ہو۔ یہاں سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس چند مسافر آئے۔ مہمانی کے طور پر حضرت اُن کے لیے تلا ہوا بچھڑا کھانے کو لائے وہ در اصل فرشتے تھے۔ کھانے سے انہوں نے ہاتھ روکا ابراہیم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اُس عہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا یہی علامت عداوت تھی کہنے لگے مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیمؑ کی تسلی کی اور حضرت اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوطؑ کی قوم کے ہلاک کرنے کا قصہ بیان کیا۔ بحیرہ لوط کے کنارے قوم لوط کی کئی بستیاں تھیں جنہیں اغلام کی عادت تھی۔ فرشتوں نے کہدیا کہ ہم اِس ناپاک قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر لوط نبی اور اُسکے خاندان کو بجز اُنکی بیوی کے کہ وہ قوم میں پیچھے رہجائیگی بچالینگے

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ۙ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے تو کہا کہ تم اجنبی لوگ ہو وہ بولے بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں یہ شک کرتے ہیں اور ہم تیرے پاس مقرر ہو کی بات لائے ہیں اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ

سچے ہیں پس تو اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے سے لے نکل اور تو ان کے پیچھے ہو لے اور تم میں سے کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں کا حکم کیا گیا ہے اور ہم نے لوط کو قطعی طور

ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝

یہ بات بتلادی تھی کہ اس قوم کی صبح ہوتے ہوتے جڑ کٹ چکے گی (یہ باتیں ہو رہی تھیں) اور شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں سو مجھے رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو کہنے لگے کیا تجھکو ہم نے دنیا بھر کی حمایت سے منع نہیں کر دیا ہے لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہو (اے محمد) آپکی جان کی قسم گویا وہ اپنے نشے میں

يَعْمَهُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اندھے ہو رہے تھے پھر سورج نکلتے ہی انکو ہولناک آواز نے آلیا پھر تو ہم نے اس بستی کو زیر و زبر کر دیا اور اُن پر کنکر کے پتھر برسائے البتہ اس میں عبرت کرنے والوں کو

لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بڑی نشانیاں ہیں اور وہ بستیاں سیدھے رستے پر واقع ہیں اس میں ایمانداروں کے لیے نشانیاں ہیں

ترکیب۔ اولم ننہک الاستفہام للانکار والواو للعطف علی مقدر ای لم تتقدم الیک لم ننہک عن ان تکلمنا فی شان احد اذ قصدناہ بالفاحشۃ لعمرک العمر بالفتح والضم واحد لکنہم خصوا القسم بالفتح اختیار الاخف لکثرۃ الاستعمال و اتفق المفسرون انہ قسم بحیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانہا الضمیر لقریۃ لوط وہی سدوم لبسبیل مقیم ای طریق ثابت والباء بمعنی فی ای انہ القریۃ فی سبیل واضح عن المدینۃ الی الشام یری آثار غضب اللہ الی زماننا ہذا۔ ہولاء مبتدا بناتی خبر یعمہون حال ہی ضمیر سکرتہم سے والعامل السکرۃ او معنی الاضافۃ مشرقین وقت شروق الشمس حال ہے

تفسیر۔ پھر جب فرشتے لوط کے گھر پہنچے تو لوط نے انکو امرد شکلوں میں دیکھکر اور اپنی قوم کی بدعادت پر خیال کر کے اُن کا آنا مکروہ سمجھا چونکہ مہمان تھے گھر لے گئے فرشتوں نے لوط سے بیان کر دیا کہ ہم اس قوم ناپاک کی ہلاکت کے لیے آئے ہیں صبح ہوتے ہوتے یہ غارت ہو چکیں گے تم اپنے خاندان کو لیکر تڑکے سویرے چلدو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے۔ انکی خبر بستی میں پہنچی پھر کیا تھا بدمعاش شہوت پرستوں نے آکر لوط علیہ السلام کا گھر گھیر لیا اس ارادے سے کہ ان لوگوں سے بدفعلی کریں لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں انکی بے عزتی میری بے عزتی ہے خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو قوم نے کہا ہم نے تجھے منع کر دیا ہے کہ تو دنیا بھر کی حمایت نہ کیا کر یہ تیرے کون ہیں جو تو انکی حمایت کرتا ہے؟ لوط نے پھر کہا خیر اگر تمہیں یہی مقصود ہے تو میری یہ بیٹیاں[۱] موجود ہیں ان سے نکاح کر لو۔ خدا تعالیٰ حضرت سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے اور بدمست اور سرشار تھے لوط کی کیا سنتے +

حقیقت میں جس قوم پر ادبار الٰہی نازل ہونیکو ہوتا ہے تب وہ اس بدفعلی میں ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے۔ آج کل امرائے اسلام کی عجب حالت افسوسناک ہے شراب خواری و عیاشی و کاہلی بدفعلی فضول ہیں انتظام دنیوی ملک کا بندوبست بیدار مغزی ہر کام میں ہوشیاری تو در کنار ملت و مذہب سے بھی ایسے غافل کہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ نہ اسلامیوں کی سی صورت نہ سیرت نہ کسی اسلامی فریضے کے پابند اسپر بیدین ملحدوں کی صحبت جو اسلام کی پابندی کو بربادی کا ذریعہ بتلاتے ہیں +

وانہا الخ یعنے وہ گاؤں الٹے ہوئے قریش کو جب کہ ملک شام میں تجارت کے لیے جاتے ہیں تو سیدھے رستہ پر ملتے ہیں ان خرابات کے آثار موجود ہیں پھر کیوں عبرت نہیں پکڑتے؟

[۱] قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ تھا کیونکہ نبی قوم کا باپ ہے انکی بیٹیاں اسکی بیٹیاں ہیں مراد یہ کہ اس کام کے لیے قوم میں لڑکیاں کیا کم ہیں ان سے نکاح کرو ۱۲ منہ

وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ۝ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا

اور ایکہ کے لوگ بھی بدکار تھے تو اُن سے بھی ہم نے انتقام لیا اور وہ دونوں شہر کھلے شارع عام پر واقع ہیں اور البتہ حجر کے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا باوجودیکہ ہم نے انکو اپنی نشانیاں بھی

فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۝ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ

دی تھیں پھر بھی اُنسے روگردانی کرتے رہے۔ اور وہ پہاڑوں میں خاطر جمع سے گھر تراشتے تھے پھر انکو صبح ہوتے ہوتے کڑک نے آلیا پھر تو جو کچھ وہ اپنی حفاظت کے لیے کرتے تھے کچھ بھی کام نہ آیا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن کے اندر کی چیزوں کو بغیر حکمت کے نہیں بنایا اور قیامت ضرور آنیوالی ہے پس آپ اُنسے حسن خلق سے درگزر کیجئے بیشک آپکا رب ہی پیدا کرنیوالا اور جاننے والا ہے ہم نے آپ کو

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝

سات آیتیں دوہری (الحمد) اور قرآن عظمت والا دیا آپ ان اقسام اقسام کی چیزوں کی طرف جو ہم نے انکو برتنے کے لیے دی ہیں اپنی نظر نہ دوڑائیے اور نہ اُن پر رنج کیجئے اور ایمان داروں کے لیے جھک جائیے

وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۝ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا

اور کہدو کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں (جیسے) اسیطرح نازل کیا جسطرح تقسیم کرنیوالوں پر نازل کیا وہ کہ جنھوں نے قرآن کو متفرق کردیا تمہارے رب کی قسم ہم اُن سے پرسش کرینگے کہ وہ کیا کیا

يَعْمَلُونَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

کرتے تھے پھر جس کا آپ کو حکم ہے وہ کھول کر کہدو اور مشرکوں سے کنارہ کرو ہم کافی ہیں آپ کی طرف سے ٹھٹھا کرنے والوں کو اُن کو جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مقرر کرتے ہیں پس وہ ابھی معلوم کرینگے

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝

اور ہم جانتے ہیں کہ آپکا دل گھٹتا ہے اُن کی باتوں سے پس آپ تو اپنے رب کی تسبیح کیجئے حمد کے ساتھ اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے

ترکیب الایکة جماع الشجر و مجمع التئ والجمع الایک فی الاصل اسم للشجر الملتف المراد بہا الموضعة التی ہی محل اشجار مزوجتہ وقیل اسم قریة قال ابو عبیدہ ایکہ ولیکہ مدینتہم کمکة و بکة والہا قوم شعیب کما ان اہل مدین امة علیہ السلام والحجر دیار ثمود وقال ابن جریر ہی ارض بین الحجاز والشام + کما انزلنا کاف موضع نصب میں ہے نعت ہے مصدر محذوف کی ای لقد آتیناک سبعًا من المثانی ایتاء کما انزلنا لان آتیناک بمعنی انزلنا۔ وقیل ہو وصف لمفعول النذیر اقیم مقامہ ای مثل العذاب الذی انزلنا علیہم عضین اجزاء جمع عضة واصلہا عضوة۔ بما تؤمر ما مصدریہ ہے تو حذف نہیں اور جو بمعنے الذی ہو تو عائد محذوف۔ والمثانی جمع مثناة من التثنیة وہی التکریر وقیل جمع مثنیة وہی القراءة بعد قراءة قال الزجاج تثنی بما یقرء بعدہا معہا۔ الازواج الاصناف۔

تفسیر وان کان یہ **تیسرا قصہ** اصحاب الایکہ کا ہے ایکہ درختوں کے بن کو کہتے ہیں یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے جو حوالی مدین میں بستی تھی بعض کہتے ہیں اہل مدین ہی کو اصحاب الایکہ یعنی بن والے کہتے ہیں۔ اس سبب سے کہ انکی بستی کے پاس درختوں کے بہت جھنڈ تھے مدین قلزم کے مشرقی کنارہ کی طرف عرب کے گوشہ مغرب شمال میں آباد تھا وہاں کے لوگ بڑے بدکار تھے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہیں مانتے تھے تب خدا نے اس قوم سے بدلا انتقام لیا پہلے زلزلہ کی ہیبتناک آواز محسوس ہوئی اور زمین سے مادہ آتشین اور گرم بخارات نکلکر دھواں سا ابر کیطرح نمودار ہوا اسی لیے انکی ہلاکت کے دن کو یوم الظلہ کہتے تھے اس حادثہ میں وہ قوم نیست و نابود ہوگئی۔ یہ قصہ بھی عرب میں مشہور و معروف تھا وانہما یعنی سدوم وغیرہ لوط کی بستیاں جو شام کے جنوبی حصہ میں جبیل مردار پر واقع تھے اور شعیب کی بستی مدین بعض کہتے ہیں انہما سے مراد مدین اور ایکہ ہے جو اسی کے پاس ایک دوسری بستی تھی اسکے لوگ بھی قوم حضرت شعیب میں تھے اور وہ بھی بدکاری میں مدین والوں کے مانند تھے اسی حادثہ میں ساتھ ہی وہ بھی ہلاک ہوگئے یعنی یہ دونوں مقام عبرت خیز لبامام مبین کشادہ رستہ پر واقع ہیں آتے جاتے میں قریش مکہ کو وہاں کے آثار باقیہ نظر آتے ہیں عبرت عبرت!! ولقد کذب اصحاب الحجر یہ **چوتھا قصہ** اصحاب حجر کا ہے یعنی حجر کے رہنے والوں کا حجر اُس وادی کو کہتے ہیں جو

عرب شام کے درمیان واقع ہے یعنی قوم ثمود صالح پیغمبر علیہ السلام کی امت یہ قوم بھی بدکار تھی اطمینان سے پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا اور نیز بہت سی آیات قدرت موجود ہیں کسی میں غور نہ کیا ہلاک ہوئے اسکی تفصیل سورۂ اعراف میں دیکھو اگرچہ انھوں نے صرف ایک نبی صالح کو جھٹلایا مگر صالح وہی باتیں کہتے تھے جو اور انبیاء فرما گئے تھے اسلیئے انھوں نے سب انبیاء کو جھٹلایا۔ وما خلقنا السموات الی ہو الخلاق العلیم ان قصوں کو سن کر مکہ کے مشرک یہ خیال کرتے ہوئے (اور منکر بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں) کہ پہلی قوموں کے لیے خدا تعالی نشانیاں دکھلاتا تھا اب کیوں نہیں دکھلاتا اور پھر انکی سرکشی پر ہلاک کر دیتا تھا اب ایسا کیوں نہیں کرتا؟ اور اسپر بہت اصرار کرکے پیغمبر علیہ السلام سے تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بس جو کچھ انسان کے لیے سعادت و شقاوت ہے وہ اسی دنیا میں ہے، قیامت کیسی اور دار آخرۃ کیسا؟ اور اگر اچھا ہوں ہے تو پھر دنیا میں منکروں کو کیوں پیدا کرتا ہے اور کیوں انکو عیش و آرام دیتا ہے؟ ان چاروں باتوں کا جواب اس آیت کے چاروں جملوں میں کس لطف و شان کبریائی کے ساتھ دیتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یہ پہلی بات کا جواب ہے کہ آسمانوں اور زمین اور انکی ہر چیز کو اور انکی تغیرات کو دیکھو کہ انمیں ہماری کسقدر نشانیاں ہیں ہر چیز کو ہمنے کس اسلوب کے ساتھ بنایا ہے؟ اب غور کرنے والوں کے نزدیک ان سے بڑھکر اور کونسے معجزات آسکتے ہیں وان الساعۃ لآتیۃ اسمیں دوسری بات کا جواب ہے کہ اب قیامت بہت قریب آ لگی ہے وہیں جزا جلد ہو جائے گی اور پہلوں کو تمہارے لیے نظیر بنا دیا ہے اب قرب قیامت میں تم کس کے لیے نظیر ہوگے معاملہ قریب آلگا نہ اس عمر میں وہ قوے ہیں اسلیئے تمسے ویسا نہیں کیا جاتا فاصفح الصفح الجمیل میں ایسے نادانوں حمقا سے اعراض کرنے کا حکم دیا اسمیں تیسری بات کا جواب ہے وہو الخلاق العلیم میں چوتھی بات کا جواب ہے کہ اس میں جو کچھ حکمتیں ہیں انکو وہی علیم جانتا ہے۔ ولقد آتیناک الی قولہ النذیر المبین ان جملوں میں انکی تیسری بات کا اور بھی رد کرتا ہے کہ وہ اسباب دنیا فانی پر فخر کرکے اے پیغمبر تجھسے کیا تمسخر کرتے ہیں ہمنے تجھکو دولت سرمدیہ عطا کی ہے وہ کیا؟ سبعا من المثانی (المثانی مثنیۃ یا مثنی سے مشتق ہے) اسمیں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی سات آیات مراد ہیں کہ جو نماز میں دہرائی جاتی ہیں اور جن میں خدا کی ثنا و صفت بھی ہے اور قرآن عظیم بھی عطا کیا جسکے مقابلہ میں اور کوئی دولت و نعمت نہیں اسلیئے لا تمدن ان کے اسباب دنیا اور اسکے تجملات کی طرف اے پیغمبر (خطاب گو حضرتؐ کی طرف ہے مگر مراد اہل ایمان ہیں) نظر بھی نہ ڈال اور وہ اس دنیا فانی پر غرور و تکبر کرتے ہیں تو اس نعمت عظمی پر اے پیغمبر ایمانداروں کے لیے جھکا جا نرمی اور فروتنی کر (چنانچہ آپ ایسا ہی کرتے تھے) اور کہدے کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں تمپر بلا آنے والی ہے۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں صاف یہ ہے کہ ہم باقی مخالفین پر اسطرح سے بلا نازل کرینگے کہ جیسے ہمنے ان لوگوں پر کی تھی کہ جنہوں نے قرآن کو بانٹ کر حصے کیے تھے اسمیں بھی مفسرین کئی طرح بیان کرتے ہیں مگر عمدہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں سے چند شریر اور سرکش تھے کہ جنھوں نے ایام حج میں مکہ کے رستے بانٹ رکھے تھے ہر ایک کو ایک رستے پر بٹھا دیا تھا کہ جو لوگ اس راہ سے آئیں انکو کہدے کہ ہم میں محمدؐ جادوگر ہے ایسا ہے ویسا اسکی بات نہ ماننا اور انہوں نے تمسخر کی راہ سے قرآن کی سورتوں کے ناموں پر خیال کرکے حصے کیے تھے کوئی کہتا تھا کہ بقرہ میں لوں گا عنکبوت تجھے دیتا ہوں علی ہذا القیاس یہ لوگ بری موت مرے اسپر اور لوگوں کو متنبہ کرتا ہے اور پھر حضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان تمسخر کرنیوالوں کو تیری طرف سے ہم کافی ہیں سو وہ کافی ہوا چونکہ مشرکین کی باتوں سے آنحضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا اور یہ ایک فطری بات ہے اسلیئے آپ کو تسلی دی کہ آپ کے طرف سے ہم انکو کافی ہیں انکا کوئی کید آپ پر غالب آئیگا نہ وہ اس چشمۂ ہدایت کو بند کر سکینگے سو ایسا ہی ہوا بھی اسکے بعد جملہ ہموم و غموم دفع کرنیوالے عمل کیطرف رغبت دلاتا ہے اور تبلیغ رسالت کے بعد اصلی کام بھی یہی ہے جس سے روح کو قوت ہوتی ہے وہ کیا فسبح بحمد ربک الخ کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کر جب بندہ اس خالق و مالک کی جملہ اوصاف ذمیمہ سے تنزیہ کرتا ہے اور اسیکو تسبیح بھی کہتے ہیں اور اسکے ساتھ اسکی بیحد نعمتوں کی شکرگزاری اور اسکے اوصاف حمیدہ پر خوبیاں زبان سے یا اپنے دلالت حال سے بیان کرتا ہے تو ایک انجذاب بارگاہ قدس تک پیدا ہوتا ہے پھر بارگاہ قدس میں بندہ کو بجز عبادت الٰہی کے خواہ ذکر ہو یا مراقبہ ہو چارہ ہی نہیں ہوتا اسلیئے اسکے بعد یہی فرما دیا واعبد ربک کہ اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہا کرو مگر جبتک یہ رابطہ دائمی قائم نہیں ہوتا بندہ کی تکمیل نہیں ہوتی اسلیئے اسکو مقید کر دیا عارف سالک کو حضور میں پہونچاتا ہے ؎ بدر یقیں پردہ ہائے خیال * نماند سرا پردہ الا جلال * یہ تسبیح و عبادت کاروبار رسالت کی تکان کیلیے

ایک قوت بخش دوا ہے ؎ ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم * ہر گاہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم *

سورۃ نحل مکیۃ ہی اس میں ایکسو اٹھائیس آیات سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰۤئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

خدا کا حکم آگیا　بس اسکی جلدی نہ کرو وہ پاک اور بری ہے انکے شریک ٹھہرانے سے　وہ اپنے بندوں میں سے جسکے پاس چاہتا ہو فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے　متنبہ کردو کہ

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ

میرے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں پھر مجھسے ہی ڈرا کرو　اسنے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا ہے پاک ہو انکے شریک ٹھیرانے سے　آدمی کو اسنے پانی کی بوند سے پیدا کیا پھروہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگے

مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝

اور چارپایوں کو بھی اُسی نے بنایا تمہارے لیے ان میں جڑاول ہو اور فائدے ہیں اور بعض کو انمیں سے تم کھاتے ہی ہو اور تمہارے لیے ان میں رونق سی ہوتی ہو جبکہ تم ان کو شام کو چرا کر واپس لاتے ہو اور جبکہ چرانے کو لیجاتے ہو

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

اور وہ تمہارے بوجھے بھی اٹھا کر ان شہروں تک لیجاتے ہیں کہ جہاں تک تم بجز جانکاہی کے نہیں پہنچ سکتے بے شک تمہارا رب بڑا شفیق مہروالا ہے　اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی اُسنے تمہاری سواری

وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور زیبائش کے لیے پیدا کیئے اور بہت سی ایسی چیزیں بناتا ہو جنہیں تم جانتے ہی نہیں اور سیدھا رستہ تو خدا تک پہنچا ہو اور بعض ٹیڑھے رستے بھی ہیں اگر اللہ چاہتا تو تم سکو سیدھا رستہ ہی دکھا دیتا

ترکیب

اتی صیغہ ماضی مگر معنی میں مستقبل کے ہے　ہٗ ضمیر امر اللہ کی طرف راجع ہے بالروح اے بالوحی موضع نصب میں حال ہو کر ملائکہ سے ای ومعہ الروح من امرہ روح سے حال ہو ان انذروا معنی لے لان الوحی یدل علی القول فیفسر بان ۔ انہ الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول انذروا ہو کر۔

تفسیر یہ سورہ بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ حسن عکرمہ جابر بن عبد اللہ ابن عباس ابی　قتادہ کا بھی یہی قول ہو اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی عنقریب آنے والا ہے منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو نہیں آیا اگر تو سچا ہے تو جلد بھیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟ اسلیے اس سورہ میں سب سے اول انکی اس دلیری اور جلد بازی کا جواب آیا کہ امر اللہ یعنی عذاب آلہی عالم غیب میں تم پر مقرر ہو چکا اور تمہیں آچکا گو ظہور اسکا کسی حکمت و رحمت سے وقت معین پر ہوگا پھر کس لیے جلدی کر رہے ہو۔ فصحاء بلغاء قطعی ہونے والی اور قریب تر ہونے والی بات کو ماضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان افعال پر کوئی بلا بھی آئے تو کیا پروا ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں بُت کہ جو خدا کے ہاں کار مختار ہے اور اس کے ساتھ قضا و قدر میں شریک ہم اُن کی مورتیں پوجتے ہیں نذر و نیاز کرتے ہیں وہ ہماری بلا کو دفع کر دیں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے سبحانہ و تعالے عما یشرکون کہ وہ جن کو تم اُس کا شریک بناتے ہو اُن سے بری ہے یعنی اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں تو ہم کو خدا فرشتے کے ذریعہ سے کیوں نہیں مطلع کر دیتا۔ اے محمدؐ تجھ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے۔ اس کا جواب دیتا ہے ینزل الملائکۃ الخ کہ یہ اللہ کے اختیار کی بات ہے جس کو نبوت کے قابل دیکھتا ہے

قرآن کا روح ہونا

اس کے پاس فرشتوں کو وحی دے کر بھیجدیتا ہے کہ لوگوں کو مطلع کردے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو مجھی سے ڈرو۔ الملائکۃ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد اس سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور واحدی اس کی تائید کرتے ہیں کہ سردار اور رئیس کو محاورۂ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اسکے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور قرآن ہے قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن وحی پر یہ لفظ بولا گیا ہے ازانجملہ قولہ تعالیٰ وکذالک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ روح نورانی چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظلمانی چیز ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اسمیں روح انسانی ڈالی تو نور کے آثار اس کے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اس میں بھی کسیقدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھ اسکو منور کیا لیکن عقل بمنزلہ آنکھ کے ہے اور آنکھ جب تک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تو اس کی ظلمت آفتاب وحی والہام کے ساتھ دور کی بس قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیات ابدی قائم ہوتی ہے اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفید نہیں وہ نہ صرف اندھیرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیات ابدی سے بھی محروم ہیں جب کہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بذریعہ وحی توحید پر بقولہ انہ لاالہ الخ اور تقوے پر بقولہ فاتقون مطلع فرمایا تھا جو باعتبار تکمیل قوت نظریہ وعملیہ کے سعادت دارین کے دو رکن تھے اب خلق السموات والارض الخ میں اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل قائم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جن میں اسکا بندوں پر بے حد انعام ولطف پایا جاتا ہے جن کے سننے سے دانشمند کا دل اپنے مولیٰ منعم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تو تمھارے حال پر اس قدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کرتے جاتے ہو اور اسپر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار مفسدوں کے لیے مقرر ہے چنانچہ بدر کی لڑائی میں ان کا خاتمہ ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور متکبر انواع واقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر کیڑے پڑ پڑ کر مرے اور اخروی سزا جہنم کی طرف روانہ کیے گئے ۔+

ان دلائل کے چند قسم ہیں **اوّل قسم**۔ آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک اندازے پر پیدا کرنا بہ آواز بلند اس کی یکتائی پر گواہی دے رہا ہے اور زمین وآسمان کا ہر ہر جزو بآواز بلند یہی کہہ رہا ہے تعالیٰ عما یشرکون +

دوسری قسم۔ خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔ آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان ہے انسان دو چیزوں سے مرکب ہے اوّل بدن دوئم نفس۔ اب اس کی دونوں جزوں سے استدلال کرتا ہے اول سے یوں کہ انسان کے بدن کی بنیاد نطفہ یعنی منی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانے کے بعد خون بن جاتے ہیں پھر گوشت کا لوتھڑا پھر اعضا نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اس میں سے کسی کے ہاتھ پاؤں۔ ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضا۔ پھر وہ اعضا بے ڈول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بال آنکھ کی جگہ آنکھ۔ اب دیکھو یہ کس کا کام ہے۔ ماں باپ کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ اندر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ اگر کہو طبیعت یا مادہ کا جیساکہ بعض کہتے ہیں تو پوچھنا چاہیئے کہ اول تو افعال طبعیہ یکساں ہوتے ہیں۔ اس کا مقتضےٰ یہ تھا کہ انسان کی شکل کروی ہوتی۔ آدمی ایک گول مول گیند سا ہوتا۔ جیساکہ حکما۔ آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت کہتے ہیں اور مان لو کہ طبیعت کا فعل ہے

تو پھر پوچھو کہ یہ طبیعت کسنے پیدا کی اس کل کو کسنے چلایا۔ آخر وہی حکیم و علیم اگر ٹھیرے گا۔ دوسرے جزو سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو انڈے سے نکلتے ہی دوست دشمن کو پہچاننے لگتا ہے بلّی چیل سے بھاگتا ماں کے پیچھے ہو لیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انھیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی۔ پھر وہ کون ہے کہ جس نے اس کو چالاک اور صاحب ادراک کر دیا کہ صاحب ادراک ہوتے ہی آسمانوں اور زمین کے قلابے ملانے لگے دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اس نے ایجاد کی ہی تھیں بارے اب پیغمبروں سے مقابلہ کرنے لگے قیامت اور خدا کے منکر بن گئے۔ فاذا ہو خصیم مبین میں اسی طرف اشارہ ہے

والانعام خلقها الی قوله ان ربکم لرءوف رحیم یہ **تیسری قسم** ہے۔ اس میں انعام کے پیدا کرنے سے اور ان سے انسان کے لیے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے۔ الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں۔ اول تو ان کی پیدائش میں غور کیجئے کہ ہر ایک کو اس کے مناسب حال پر بنایا۔ اگر اونٹ کی لمبی گردن نہ ہوتی تو بوجھ اٹھا کر اس سے اٹھا نہ جاتا علی ہذا القیاس پھر جو ان سے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں غور کیجئے۔ پہلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشم اس میں بہت مستعمل ہوتی ہے دف گرمی کو کہتے ہیں۔ دوم اور بہت سے فائدے ہیں ومنافع سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری فائدے ہیں اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ ولکم فیها جمال الخ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور ان کے مالک ان گلّوں اور ریوڑوں کے انتظار میں گاؤں کے کنارے نکل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اس وقت ان کو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے۔ انہیں کے دل سے پوچھنی چاہیے۔ اسی طرح جب صبح کو چرنے جاتے اور غل و شور مچاتے ہیں تو وہ بھی عجب کیفیت ہوتی ہے۔ یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمہارے قابو میں کر دیا ورنہ زور و طاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس کے سوائے ان پر بوجھ لاد کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہو کہ اگر خود اٹھا کر لے جاتے تو حقیقت معلوم ہوتی۔ یہ سب باتیں اسکی رحمت سے ہیں ان ربکم لرءوف رحیم۔ اسپر بھی عذاب کی جلدی کرتے ہو۔

والخیل والبغال والحمیر الخ یہ **چوتھی قسم** ہے چارپایوں میں سے بالخصوص ان کے ساتھ استدلال ہے کہ جو بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ہوتے ہیں ان چند چیزوں کو شمار کر کے اجمالاً ان سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو ہنوز ظہور میں نہیں آئی تھیں یا آیندہ آئینگی جیسا کہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز یا جن کو عرب جانتے نہ تھے۔ ویخلق مالا تعلمون وعلی اللہ قصد السبیل ومنها جائر ولو شاء لهدٰکم اجمعین دلائل توحید بیان فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصّہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا رستہ بیان فرمائے چنانچہ اسنے انبیاء بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر کوئی کہے اسنے ایسا کیوں ہونے دیا۔ اس کا جواب دیتا ہے کہ اس کی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کرتا مگر نہ کی بعض مفسرین وعلی اللہ الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو انبیاء کی معرفت دنیا میں قائم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے۔ یعنی شریعت انبیاء پر چلنے والا اللہ تک

یعنی اسکی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں ولو شاء الخ میں

قدریہ کا صاف رد ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ○ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَ

وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لیئے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم پیتے ہو اور اس سے پیڑ لگتے ہیں جن میں تم مواشی چراتے ہو تمہارے لیے اس سے کھیتی اُگاتا ہے اور زیتوں اور

النَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے بھی ۔ البتہ اس میں ایک نشانی ہے اُس قوم کے لیے جو غور کرتی ہے اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کردیا اور آفتاب اور چاند کو بھی

وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ○ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ

اور ستارے اُسکے حکم کے تابع ہیں البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں عقلمند قوم کے لیے اور جو زمین پر رنگ برنگ کی چیزیں پیدا کی ہیں (وہ بھی تمہارے لیے ہیں) البتہ اس میں اُس قوم کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتی ہے

منہ شراب جملہ اور نیز منہ شجر دونوں جملے ماء کی صفت ہیں وما ذرأ (**ترکیب**) محل نصب میں ہے خلق یا انبت محذوف سے مختلفاً حال ہے واصل السوم الابعاد فی المرعی قال الزجاج من السومة وہی العلامة لانہا تؤثر فی الارض (**تفسیر**) علامات برعیہا یقال سامت السائمة تسوم سوماً رعت فہی سائمة۔

عالم سفلی میں حیوان کے بعد اشرف الاجسام نباتات ہیں۔ پس حیوان کے عجائب حالات سے خدا تعالیٰ کا قادر مختار ہونا ثابت کر کے نباتات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے۔ چونکہ نباتات کے پیدا ہونے کا سبب مینہ ہے اسلیے سب سے اول فرماتا ہے کہ ھو الذی الخ یعنے ہی تو آسمان سے یعنے بادل سے پانی اُتارا یعنے برسایا جسکا پہلا فائدہ یہ ہے کہ تم اسکو پیتے اور پیکر جیتے ہو۔ جہاں کنووں اور نہروں کا پانی نہیں وہاں تو اسی پر زندگی ہے اور کنووں نہروں کا پانی بھی برسات نہو تو خشک ہو جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخ یہ کہ اُس سے شجر یعنی گھانس اُگاتا ہے جس سے تمہارے چارپایوں کی زندگی ہے بجم اُس گھانس کو کہتے ہیں جو زمین پر لپٹی ہوئی ہوتی ہے بیل اور شجر وہ جو اُٹھا ہوا ہوتا ہے اور اگر شجر سے درخت بھی مراد لیے جاویں تو درختوں کے پتے بھی اکثر حیوانات کی روزی ہے۔ حیوانات کی روزی بیان فرما کر اب اس پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا ذکر فرماتا ہے اور چونکہ اناج سب سے ضروری چیز ہے جس بغیر سر نہیں سب سے اول اسیکا ذکر کرتا ہے ینبت لکم بہ الزرع یہ تیسرا فائدہ ہے والزیتون اسکے بعد بہت کارآمد چیز ہے والنخیل والاعناب پھر کھجور اور انگور میووں میں سب سے اسلیے بڑھکر ہیں کہ صرف انہیں کو کھا کر انسان مہینوں جی سکتا ہے لسکے بعد بیشمار میووں اور پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ومن کل الثمرات۔

اب غور کرو کہ بادلوں میں پانی کا ہونا اور پھر اس سے یہ چیزیں پیدا کرنا پھر انکے پتوں اور پھولوں میں یہ گلکاری کرنا ایک دانہ کو زمین میں ڈالکر اُس سے یہ باتیں ظہور میں لانا کیا بغیر کسی قادر مختار حکیم علیم کے ہو سکتا ہے؟ آپ سے آپ یہ چیزیں اس اسلوب سے کہیں ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بڑے حکیم کا کام ہے مگر ان فی ذلک لاٰیة لقوم یتفکرون اس نشانی کو غور و فکر کرنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی کوتاہ فہم ان چیزوں کو ان کے اسباب ظاہری آفتاب و مہتاب و ستاروں کی تاثیروں رات کی گرمی سردی کی طرف منسوب کرے تو اُسکو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ اسباب کس کے بس میں ہیں کسنے انکو ہمارے کام پر لگا رکھا ہے وسخر لکم اللیل الخ اسی قادر مختار نے کیونکہ آفتاب و مہتاب اجسام ہیں ان میں یہ تفاوت اگر جسم من حیث الجسم ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اس میں سب برابر ہیں۔ پھر آخر اور کوئی ہے جسنے یہ تفاوت کیا اسکو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں ان فی ذالک لاٰیات لقوم یعقلون۔ اچھا اگر انہیں کی تاثیر ہے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہیئے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی رت ہے ایک ہی پانی دیا جاتا ہے مگر پھر ماذرا لکم فی الارض مختلفاً الوانہ رنگ برنگ کے بنتے ہیں۔ ان فی الخ۔ مگر اس بات کو بجز اہل عقل کے حمقا کیا سمجھ سکتے ہیں؟

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن

اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے بس میں دریا کردیا تاکہ تم اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ اُس سے زیور (موتی مونگا سیپ) نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور اے مخاطب تو اسمیں جہاز دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور اسلئے

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ وَعَلَامَاتٍ

کہ تم اُسکے فضل[۱] کو تلاش کرو اور اسلیئے بھی کہ تم شکر کرو اور زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیئے تاکہ تمہیں لیکر نہ ڈگمگائے اور تمہارے لیے نہریں اور رستے بنائے تاکہ تم[۲] راہ پاؤ اور نشانیاں بھی بنائیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ○ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

اور ستاروں سے وہ رستہ پاتے ہیں پھر کیا (اِس سیکا) بنانیوالا اسکے برابر ہوگیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتا یعنے تمہارے معبودوں کے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو بھی تو شمار نہ کرسکوگے البتہ اللہ بڑا بخشنے

ترکیب

وتستخرجوا معطوف ہے تاکلوا پر تلبسونہا جملہ حلیۃ کی صفت - وتری کا مفعول ثانی مواخر من المخر بمعنی شق الماء فیہ مواخر سے متعلق جملہ البحر کے بیان حال کے لیے - ولتبتغوا عطف ہے لتاکلوا پر - ولعلکم اسپر - ان تمید اے مخافۃ ان - لحماً طریاً والمراد بہ السمک وانما وصفہ بالطراوۃ اشعاراً بلطافتہ والطراوۃ ضد الیبوسۃ - اے غضاً جدیداً یقال طریت کذا اے جددتہ واطریت فلانا اے بالغت فی مدحہ مدحۃ باحسن ما فیہ -

تفسیر

اوّل[۱] بار ذاتِ الٰہی کا ثبوت اجرام سماویہ سے کیا تھا - پھر دوسری[۲] مرتبہ میں انسان کے بدن اور اس کے نفس سے تیسری[۳] مرتبہ میں عجائب خلقت حیوانات سے چوتھی[۴] مرتبہ میں نباتات کے عجائب حالات سے - اب پانچویں[۵] مرتبہ میں خدا کا موجود و قادر و یکتا ہونا - اُس کی اُس صنعت سے دکھاتا ہے جو عناصر کے ساتھ متعلق ہے - سب سے اول پانی کا ذکر کرتا ہے بقولہ ہوالذی سخر البحر - بحر سے مراد سمندر ہے جو زمین کے چاروں طرف محیط ہے جس میں سے تقریباً چہارم حصہ کے قریب زمین کھلی ہوئی ہے جسپر یہ حیوانات نباتات انسان رہتے ہیں - اب اول تو اس پانی کو دیکھیے کہ کہاں سے آیا اور کس نے اُس کو پیدا کیا؟ پھر اسکو غور کیجئے کہ خدا نے ایسا گہرا پانی کہ جہاں آدمی کا پتا بھی نہ لگے انسان کے لیے کس طرح سے مسخر کردیا اُسکے قابو میں کیسا کردیا کہ اول تو اس سے لحم طری یعنے تازہ گوشت نکالکر کھاتے ہیں وہ کیا مچھلی اور عام اقوام کے لیے کچھوے وغیرہ دیگر چیزیں بھی کہ سمندر سے نکالکر کھاتے ہیں کیا قدرت ہے کہ آدمی جو پانی میں دم بھر میں ڈوب مرتا ہے وہ پانی کے جانوروں کو کس طرح سے پکڑتا ہے اور لطف یہ کہ سمندر کا پانی شور اور وہاں کے جانوروں کا گوشت خصوصاً مچھلی کا شور نہیں دوؔم[۲] تستخرجوا منہ حلیۃ الخ کس طمانیت کے ساتھ سیکڑوں گز گہرے پانی سے غوطہ لگا کے (لیکن وہ غوطہ یوں نہیں لگتا اسکی اور تدبیر ہوتی ہے جسکے ذکر کی یہاں گنجایش نہیں) زیور نکالتے ہو یعنی موتی اور اُسکے عمدہ عمدہ سیپ اور مونگا جن کو طرح طرح سے زیور بنا کے پہنتے ہیں پہنتی تو عورتیں ہیں مگر مردوں سے اسلیئے خطاب کیا کہ عورتوں کے پہننے سے مردوں کا دل خوش ہوتا ہے اور نیز بعض مرد بھی پہنتے ہیں سوؔم[۳] وتری الفلک الخ کہ بڑی بڑی کشتیاں جو ہوا کے زور سے چلتی ہیں پانی کو چیرتی پھاڑتی کس تیزی کے ساتھ آتی جاتی ہیں ہوا کو بھی انسان کے کیا بس میں کیا ہے عنصر ہوا کا بھی اور نیز آگ کا بھی اسمیں مجملاً ذکر آگیا کیونکہ دخانی جہاز یا اگبوٹ یا اسٹیمر سمندر میں اسطرح ادھر اُدھر دوڑتے پھرتے ہیں کہ جس طرح زمین پر لگام کے اشارہ سے گھوڑا ادھر اُدھر دوڑتا ہے گویا سمندر کو سطح زمین کردیا لاکھوں من

۱ فضل سے مراد اسباب معاش ہیں جو دریائی سفر سے حاصل ہوتے ہیں تجارت ملک گیری اور دیگر اشیاء دریائی جو کار آمد ہیں اور علمی منافع بھی یہ سب اُسکے فضل و کرم سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ بہت سے جہاز ڈوب بھی جاتے ہیں جس کام کے لیئے جاتے ہیں اسمیں ناکامی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ ۲ تمہارے اسبابِ معاش تمہیں حاصل ہو جاویں اور ان میں تمہیں کامیابی ہو - اسطرف بھی اشارہ ہے ۔

اسباب دور دراز ملکوں سے کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالداری کا جلد باعث ہو جاتی ہے ولتبتغوا من فضلہ میں یہی مراد ہے کیونکہ فضل رب سے روزی اور فراخ دستی کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تسخیر بحر ہوگی اسی نے یہ تدابیر تم کو تعلیم فرمائیں لعلکم تشکرون تاکہ تم اسکا شکر کرو مگر تم کفر کرتے ہو در کنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاریگری پر نازاں ہو کر خدا سے تعالیٰ ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الخ (المید الحرکۃ والاضطراب یمیناً وشمالاً یقال ماد یمید میداً یعنے مید کے معنے ادھر ادھر ہلنے کے ہیں) اب عنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ جسپر رہکر یہ بنی آدم غرور کرتے ہیں اور بعض تو سرے سے خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہیں اور بعض اسکے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی ادھر ادھر ہلا کرتی ہے اور جب اس میں کچھ بوجھ پتھر ڈالدیتے ہیں تو اسکے دباؤ سے نہیں ہلتی۔ یہی حال زمین کا تھا پھر جب خدا نے اسپر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا تو ہلنے سے رک گئی ۵ زمیں از تپ و لرزہ آمد ستوہ ٭ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ٭

مگر اس تفسیر کے ظاہری معنی پر چند اعتراض ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جسطرح پانی اپنی جگہ پر میل طبعی کی وجہ سے ٹھیرا ہوا ہے تو زمین جو اس سے بھی ثقیل ہے بدرجہ اولیٰ اپنے حیز طبعی پر ٹھیری ہوگی پھر اسکے ہلنے کے کیا معنے کچھ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اسپر ہے اس کے ارد گرد سمندر لپٹا ہوا ہے دوم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر پھوڑے اور پھنسیاں ابھر آتی ہیں ایسا ہی پہاڑوں کو سمجھ لو پھر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا ؟ اور یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ پہاڑ بعد میں زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اسکا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کاتب الحروف کے نزدیک سرے سے اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا کیونکہ صاف معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین پر رواسی بوجھے ڈالے یعنی اسکی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن رکھا۔ اور پہاڑ چونکہ اسکے اجزا میں سے سخت اور ثقیل تر اجزا ہیں اسلیئے یہ ثقل انکی طرف منسوب کیا گیا اور انکو زمین کی میخیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنیٰ سے سبب سے حرکت کرنے لگتی اسلیئے اسپر سکون مشکل ہے بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا۔ جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہ مسئلہ بھی حکماء حال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی یہ حرکت اینی یا وضعی جو کچھ ہو وہ نہیں کہ جس سے اس کے رہنے والے ہلنے لگیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو جاوے جیسا کہ اسکی کرویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہ کیا احسان باری ہے۔

وانہارًا وسبلًا وعلامات یہ تین باتیں اور بیان فرماتا ہے جو اسکی قدرت کاملہ کی دلیل اور بندوں کے حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جنسے آبادی ملک ہے اور رستے بھی پہاڑوں اور دروں میں اسینے رکھے اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کر دیں اگر سب زمین یکساں ہوتی تو بڑی مشکل پڑ جاتی۔

وبالنجم ہم یہتدون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں انکے لیے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو لق و دق بیابانوں میں ستاروں کی سیدھ میں قافلے چلتے ہیں

افمن الخ پھر جسنے یہ چیزیں بنائیں کیا وہ تمھارے بتوں کے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ ان سب کے بعد فرماتا ہے کہ میری اور بیشمار نعمتیں ہیں جنکو تم شمار نہیں کر سکتے۔ اسپر بھی تم ناشکر اور غیر معبودوں کی طرف مائل ہو جسکی سزا میں یہ نعمتیں چھین لینا بجا تھا مگر اسپر بھی ہم بڑے غفور رحیم ہیں در گزر ہی کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ یہہ جنکو خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے حالانکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں۔ وہ تو مُردے ہیں بیجان

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝ لَا جَرَمَ

اور انہیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ کب لوگ زندہ کئے جاوینگے۔ تمہارا معبود تو خدای واحد ہے۔ پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ سرکش ہیں۔ ضرور

أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝

اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک اوسکو غرور کرنے والے پسند نہیں اور جب اُنسے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا کیا تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کے قصّے

لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝

تاکہ قیامت کے دن اسا بھی پورا بار گناہ اٹھاویں اور انکا بھی کہ جنکو ناسمجھی سے گمراہ کر رہے ہیں۔ دیکھو کیا بُرا بوجھا ہے کہ جسے اپنے اوپر لادے چلے جا رہے ہیں۔

ترکیب

لا یخلقون خبر ہے والذین کی اموات خبر ثانی غیر احیاء تاکید ہے۔ ایان منصوب ہے یبعثون سے فالذین مبتدا قلوبہم جملہ خبر۔ ان اللہ الخ جملہ لا جرم بمعنی حق وثبت کا فاعل جملہ ان اللہ الخ ما استفہامیہ ذا موصلہ والعائد محذوف اساطیر الاولین خبر ہے مبتدا محذوف کی لیحملوا ای قالوا ذلک لیحملوا لام العاقبۃ۔ ومن اخفش کے نزدیک زائدہ ہے۔ والاساطیر جمع اسطورۃ کی احادیث جمع احدوثۃ واضاحیک جمع اضحوکۃ واعاجیب جمع اعجوبۃ بغیر علم حال من الفاعل ای یضلون الناس جاہلین۔

تفسیر

واللہ یعلم الخ اس میں ایک اور فرق الٰہ حق اور فرضی معبودوں میں بتلایا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر و باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودوں کو نہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ الخ جمہور مفسرین کے نزدیک انسے مراد انکے بت ہیں کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پرستش کرتے تھے جلالین میں ہے وہم الاصنام تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یون کی ہے فاعلم انہ تعالیٰ وصف ہذہ الاصنام بصفات کثیرۃ الخ پھر انکے بتوں کی قدرت کو یون باطل کرتا ہے لا یخلقون شیئًا وہم یخلقون۔ کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیئے جاتے ہین سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں۔ زندگی کا بطلان یون کرتا ہے اموات غیر احیاء کہ بے جان ہین حس و حرکت بھی نہین انکے علم و دانائی کو یون باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ نہین جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہین کہ انسان مر کر کب زندہ ہونگے پس جب تینوں باتین نہین تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلیئے فرمایا الٰہکم الٰہ واحد کہ خدا صرف ایک ہی خدا ہے۔ مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہوجاتے تھے اور دلمیں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسم و عادت سے اُنکی پرستش نہیں چھوڑتے تھے دلمیں توحید نہیں سماتی تھی اور نہ انکا تکبر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لا یحب المستکبرین تک بیان فرماتا ہے۔

واذا قیل لہم اب انکی ضد اور تکبر اور عناد کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب اُنسے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے تو اُن کے الہامی مطالب سے قطع نظر کرکے طعن کی راہ سے اسکے پند آمیز قصوں کو اگلے لوگوں کی کہانیان کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لیئے۔ لیحملوا الخ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ مراد نہیں کہ دوسروں کا گناہ اٹھا کر انکو بری کردینگے بلکہ یہہ کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ اُٹھاوینگے دوم جنکو گمراہ کیا ہے انکی گمراہی کا گناہ بھی انہیں کے سر پر رہیگا اور ولا تزر الخ میں یہہ مراد کہ ایک دوسرے کو بری نہ کریگا۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

ایسے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا۔ پھر اللہ نے انکی عمارت کو جڑ سے آلیا پھر اسکی چھت انہیں پر اوپر سے گر پڑی اور آپہر وہاں سے عذاب آپہنچا کہ جدھر کی

لَا يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ

انکو خبر بھی نہ تھی پھر قیامت میں بھی انکو خدا رسوا کریگا اور پوچھیگا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ جنمیں تم جھگڑا کیا کرتے تھے (انکو تو جواب بھی نہ آویگا لیکن) علم والے (اسوقت) کہہ اٹھیں گے کہ

الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ ۚ بَلَىٰ

آج کے دن رسوائی اور خرابی ہے منکروں کی یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی فرشتوں نے ایسی حالت میں روحیں نکالی تھیں کہ وہ اپنے اوپر ستم کر رہے تھے پھر تو سر جھکا دیں گے کہ ہم تو کچھ بھی بُرائی نہ کیا کرتے تھے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

(فرشتے کہینگے) ہاں ہاں اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ پھر (حکم ہوگا) کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو کہ وہاں ہمیشہ رہا کرو پھر متکبروں کا بھی کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے

ترکیب

فاتی اللہ اے قصد۔ من فوقہم متعلق ہے خرّ سے ویجوزان یکون من لابتداء الغایۃ وان یکون حالا ای کائنا من فوقہم یوم القیامۃ ظرف ہے یخزیہم کا الیوم کا عامل الخزی الذین جملہ الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر تتوفہم سے السلم بمعنی القول جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فالقوا الیہم القول ما کنا تفسیر السلم کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ وہ کافر قرآن کو مکر و فریب سے قصّے کہانیاں بتلاتے ہیں لوگوں کو بہکانے کے لیے اب فرماتا ہے کہ کچھ انہیں پر منحصر نہیں ایسی پہلوں نے بھی دین حق کے مقابلہ میں بہت کچھ مکر و فریب کیے تھے کہ جنکو خدا نے برباد کر دیا۔ فاتی اللہ الخ بعض مفسرین کہتے ہیں آیت کے ظاہری معنے مراد ہیں کہ ازراہ مکر کے قدیم زمانہ میں کفار نے مقامات بلند بنائے تھے خدا نے انکو جڑ سے گرا دیا چھت انکی اوپر آ پڑی دبکر یکایک مر گئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد بابل شہر میں ایک نہایت بلند برج بنایا تھا بعض کہتے ہیں یہ ایک محاورے کی بات ہے کہ انکے منصوبوں کو ڈھا دیا جیسا کہ کسی منصوبے کے پورا نہ ہونیکے موقع پر کہتے ہیں کہ بنا بنایا گھر گر پڑا۔ ثم یوم القیامۃ پھر فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پر منحصر نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کریگا کہ ان سے پوچھیگا کہ وہ میرے شریک جو تمنے اپنے نزدیک قرار دے رکھے تھے کہاں ہیں؟ ادھر طعن و توبیخ کے طور پر اہل علم (مومنین۔ یا انبیاء۔ یا ملائکہ) انہیں کہیں گے کہ آج کفار کی رسوائی اور بُرائی ہے۔

الذین تتوفہم الملائکۃ[1] یہ کفار کی رسوائی قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اُس روز انسے خدا پوچھیگا کہ جنکو تمنے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا وہ کہاں ہیں جواب نہ آئے گا سرنگوں ہو جائیں گے انکی سرزنش کیلئے علماء۔ انبیاء۔ ملائکہ کہیں گے کہ یہ بڑے بدنصیب اور قابل سزا ہیں مرتے دم تک یعنی اُسوقت تک کہ فرشتے جان نکالنے آئے اپنی اسی بت پرستی اور بدکاری میں اپنی جانوں پر ستم ڈہا رہے تھے اُسوقت بھی انکو توبہ نصیب ہوئی اسپر وہ بدبخت سر نیچا کرکے ان اہل علم کے جواب میں کہینگے ہم تو دنیا میں کوئی بھی بُرا کام نہیں کرتے تھے انکی اس دروغگوئی پر ملائکہ کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو تمہارے اعمال خدا کو معلوم ہیں اسکے بعد انکو فیصلہ سنایا جاویگا کہ چلو جہنم کے دروازوں میں گھسو جہاں تمکو سدا رہنا ہوگا یعنے عمر قید اسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ان متکبرین کا ہے یعنی بہت بُری سزا کے مستوجب ہیں۔

[1] کہاں ہے وہ نیچر مفسر جو فرشتوں کا انکار کرتا ہے اور انکو کبھی انسانی قوتیں اور کبھی صفات باری اور کبھی نباتات کی قوتیں بتلاتا ہے ۱۲ منہ

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

اور پرہیزگاروں سے جو کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو کہتے ہیں اچھی چیز جنہوں نے نیکی کمائی ہے انکے لئے اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی خوب ہے اور پرہیزگاروں کا

دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝

کیا ہی خوب گھر ہے رہنے کے باغ کہ جنمیں داخل ہونگے وہاں انکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں انکے لئے جو چاہیں گے موجود ہوگا۔ اسی طرح اللہ بدلا دیتا ہے پرہیزگاروں کو

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ

انکو کہ جنکی فرشتے اسی حالت میں روح قبض کرتے ہیں کہ وہ آلائش گناہ سے پاک و صاف ہوتے ہیں انسے آکر سلام کرتے اور کہتے ہیں کہ جنت میں چلو اپنے عملوں کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے کیا یہ اسی بات کے

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

منتظر ہیں کہ انکے پاس فرشتے آویں یا تیرے رب کا حکم آجاوے انسے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اللہ نے تو کچھ بھی ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

پھر انکو انکے اعمال بد کے نتیجے ملے۔ اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر نازل ہوا

ترکیب ماذا محل نصب میں ہے انزل سے جیسا کہ ماذا کے جواب قالوا خیرا سے انزل خیرا سے معلوم ہوتا ہے۔ جنت عدن مخصوص بالمدح نعم کا

یدخلونہا اس سے حال اور ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو کہ یدخلونہا اسکی خبر ہو یا محذوف ہو طیبین حال من المفعول وہو القوی وقیل من الفاعل مقارنۃ او مقدرۃ

تفسیر کافروں کے مقابلہ میں مومنین کا ذکر کرتا ہے وقیل للذین الخ کہ انسے جو قرآن کا حال پوچھا جاتا ہے تو اسکو بہتر اور عمدہ بتلاتے ہیں۔ مکہ کے مشرکین ایام حج میں بدمعاش لوگوں کو مکے کے رستوں پر بٹھلا دیتے تھے اور عرب کے قبیلوں میں آنحضرت صلعم کے دین اور قرآن کا ایک حیرت خیز چرچا پھیلا ہوا تھا وہ اپنے ایلچی ان ایام میں اس امر کے دریافت کرنے کو بھیجتے تھے سو یہ رستوں پر بیٹھنے والے انسے کہدیتے تھے کہ قرآن بہت بری چیز ہے پھر بعض انہیں کے مزاج کے اسکو سچ جانکر اپنی قوم میں برائی سے یاد کرتے تھے۔ اور نیک طینت مکہ میں حضرت کے صحابہ سے ملکر اصل حال سے واقف ہوتے تھے اور اپنی قوم میں جا کر بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے اس آیت میں اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے۔ للذین احسنوا الخ یہاں سے نیکی کا نیک بدلہ ملنا بیان فرماتا ہے۔ فی ہذہ الدنیا کو بعض مفسرین احسنوا سے متعلق کرتے ہیں تب یہ معنی ہونگے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکو دار آخرت میں نیک بدلا ہے۔ اور اکثر حسنۃ سے متعلق کرتے ہیں اور یہی قوی ہے یعنی نیکوں کو اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی کچھ ہے۔ دنیا میں بھلائی ملنا عام ہے نیکنامی ہو یا فراخ دستی خوشحالی ہو یا مخالفوں پر فتحیابی ہو۔ یا روح کا نور و سرور ہو۔ پھر دار آخرت کے اجر کا بیان فرماتا ہے کہ جنت ہے اور وہیں یہ یہ نعمتیں ہیں۔ الذین سے نیکوں کی صفت بیان فرماتا ہے کہ فرشتے جو انکی جان قبض کرنے آتے ہیں تو اسوقت وہ طیب ہوتے ہیں۔ یہ بھی بڑا وسیع المعنی لفظ ہے شامل ہے گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہونیکو اور نیز علائق دنیا دل سے دور ہونیکو اور اصلی گھر میں جانیکی خوشی کو اور شوق دیدار الٰہی کو۔ فرشتے انسے سلام علیکم کہتے ہیں اور جنت کا مژدہ دیتے ہیں۔ ہل ینظرون سے یہ بات بتلاتا ہے کہ منکر بجز موت کے فرشتوں کے دیکھنے کے یا عذاب الٰہی دیکھنے کے نہیں مانینگے برخلاف ایماندار وں کے کہ وہ پہلے ہی سے ایمان رکھتے ہیں سو یہ کچھ نئی بات نہیں پہلے بھی ایسا ہی کرتے تھے جو بلا میں پڑتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اس کے سوا اور کسیکی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اسکے حکم کے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے ان سے

فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ○ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر رسولوں پر اس کے سوا اور کیا کہ صاف صاف حکم پہنچا دیں اور ہم ہر قوم میں ایک نہ ایک رسول اسی بات کے لیے بھیجتے رہے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○

پھر ان میں سے کسیکو تو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی سوار ہو گئی پھر ملک میں پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ۔

ترکیب نحن تاکید لضمیر عبدنا من دونہ من شیء من الاولی والثانیۃ زائدتان الطاغوت من الطغیان یذکر ویونث ویقع علی الواحد والجمع والمراد بہ کل معبود دون اللہ کالشیطان والصنم وکل من دعا الی الضلال ۔

تفسیر ـ نبی علیہ السلام جب کفار کو انکی بری باتوں سے منع کرتے اور عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہہ بھی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہہ شرک کرنا بت پوجنا اور اسی طرح بتوں کے نام کی چیزوں کو قطعا حرام سمجھنا جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ ہے کچھ آج سے نہیں بلکہ باپ دادا کے زمانہ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو وہ انہیں کرنے ہی نہ دیتا نہیں جو کرنے دیتا کیونکہ بندہ اسکے بس میں ہے اب اسکو یہ رسول تمہاری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت ؟ کذلک فعل الذین چونکہ یہہ جبر و قدر کا نازک مسئلہ اس قابل نہ تھا کہ جسکو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندہ کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز انکی یہہ حجت معاندانہ بھی جس سے انکار نبوت مقصود تھا اسلیئے فرمایا کہ انسے پہلے جہلا بھی یوں ہی حجت کرتے آئے ہیں انبیاء کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف سمجھا دینے کا ہی اور ہر قوم میں رسول آکر بت پرستی سے منع کرتے آئے ہیں اور توحید کا حکم دیتے آئے ہیں جس طرح آج تم میں سے جو ازلی نیک ہیں رسول کے مطیع اور بدبخت ازلی رسول کے نافرمان ہیں وہ بھی ایسے ہی تھے پھر تم نے یہہ کہاں سے ثابت کرلیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عادت یوں جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیجکر بری باتوں سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضامندی پر محمول کرتے ۔ حاصل یہہ کہ ہمیشہ سے ہر جگہ رسول بری باتوں سے منع کرتے آئے ہیں انکا کام حکم پہنچا دینا تھا پہنچا دیا لیکن گمراہوں نے نہ مانا سو تم بھی انکی پیروی کر رہے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہیں اب تم زمیں پر پھر کر دیکھو کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ؟ کسی پر کچھ مصیبت آئی کسی پر کچھ گاؤں اور شہر اجڑے پڑے ہیں انکے آثار اور بقیہ علامات انکے حال زار پر اب تک حسرت برسا رہے ہیں ۔ یہہ دلیل ہے اسبات کی کہ پہلوں کی بری باتیں بھی قابل سزا تھیں ۔

اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہی کہ کچھ پہلوں ہی پر وبال الٰہی کا آنا منحصر نہیں گو اللہ تعالی غصہ کا دھیما اور بہت فروگذاشت کرنیوالا ہے جھٹ پٹ انسان کو دنیا میں اس کے برے کام پر سزا نہیں دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الٰہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا میں عذاب اترتا ہے کسیکو دشمن کی تیغ بیدریغ کا لقمہ کرتا ہے کسیکو افلاس و نفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی قوم کو ہیضہ سے کسی کو زلزلہ سے کسی کو پہاڑوں کے آتش فشاں مادے سے کسی کو قحط شدید سے ہلاک کرتا ہے ۔ العیاذ باللہ ۔

إِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِينَ ○ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوتُ

اگر آپ انکی ہدایت کی حرص کرتے ہیں تو کیا اس لئے کہ اللہ جسکو گمراہی پر رکھنا چاہتا ہے اسکو ہدایت نہیں کرتا اور نہ انکی کوئی مدد کر سکتا ہے اور منکر اللہ کی سخت سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ مردوں کو

بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كٰذِبِينَ ○

ہاں ہاں اسکا پکا وعدہ ہے ۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں ۔ (وہ ضرور زندہ کریگا) تاکہ جو اسمیں اختلاف کر رہے ہیں انکو معلوم کردے اور اس لئے بھی کہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے

ع ۵ نصف ۱۲

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○

ہم جس چیز کے کرنیکا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارا اتنا کہنا ہی بس ہے کہ ہم کہتے ہیں ہو جا پھر وہ ہو ہی جاتی ہے۔

ترکیب ان تحرص شرط - لا تقدر جواب محذوف فان اللہ اسکی جگہہ قائم ہے - من یضل مفعول ہے لا یہدی کا - لیبین یبعث مقدر سے متعلق قولنا مبتدا الشیء موصوف اردناہ صفت قولنا سے متعلق ان نقول خبر - جہد ایمانہم الجہد بفتح الجیم المشقۃ وبضمہا الطاقۃ ونصبہ علے المصدریۃ والمعنی حلفوا جاہدین غایۃ اجتہادہم وذلک انہم کانوا یقسمون باٰبائہم والہتہم فاذا کان الامر عظیما اقسموا باللہ تعالے وعدا مصدر موکد لما دل علیہ بلی

تفسیر پچھلی آیتوں میں ظالموں اور نبی کے منکروں کا انجام کار بیان فرمایا تھا اب آنحضرت صلعم کو تسلی دیجاتی ہے کہ آپکی ہدایت و تبلیغ میں کوئی قصور نہیں لیکن جسطرح پہلے زمانہ میں ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہانتک کہ ہلاک ہوگئے آپ کی قوم کے ازلی گمراہوں کا یہی حال ہے یہ سب انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے اب آپ تبلیغ کر چکے انکی ہدایت پر حرص نہ کریں فائدہ مند نہوگا کیونکہ یہہ ازلی گمراہ ہیں انکو کون ہدایت دے سکتا ہے - واقسموا باللہ جہد ایمانہم یہہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جسکا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا وہ یہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ مر کر کوئی زندہ نہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب آدمی مرگیا اور اُس کے اجزاء بدن ریزے ریزے ہو کر خاک میں اسطرح مل گئے کہ جنکا بہم کرنا انکے خیال میں محال در محال تھا تو پھر انکا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن تھا اور جب انسان کو یہہ خیال پیدا ہو جاوے کہ مر کر نیست ہو جاتا ہے تو پھر نیکی اور بدی کی اسکو کچھ بھی پروا نہیں رہتی دنیا ہی کی کامیابی اور ناکامی کو یہہ نجات اور عذاب سمجھنے لگتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں - بلی وعدا علیہ حقا سے انکے اس خیال باطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کر دیتی ہے اسلیئے اسکو بلی وعدا سے لیکر انہم کانوا کاذبین تک تمام کیا عرب کے مشرکین انبیاء سابقین کے حقیقی یا ادعائے پیروؤں سے یہ سنتے آئے تھے کہ خدا نے پہلی کتابوں میں پہلے انبیاء کی معرفت مرنیکے بعد زندہ کرنیکا وعدہ کر لیا ہے تاکہ وہاں انسان کے نیک و بد کام کی کامل سزا و جزا ملے لیبین و لیعلم میں اسیطرف اشارہ ہے پس خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کریگا خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا - انما قولنا الخ یہہ دلیل عقلی ہے کہ ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ اس عالم گوناگون کو قادر مختار نے بنایا ہے اور نیز وہ کسی بات میں عاجز نہیں جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہو سو وہ اُسوقت ہو جاتی ہے اسکے اسباب بھی معاً بہم ہو جاتے ہیں پھر انسان کا بار دگر زندہ کرنا اور موجود کرنا اسکے نزدیک کیا محال ہے؟ وہ قادر مطلق ہے جسنے انسان کو قطرۂ منی سے بنایا وہ اسکو بار دگر بھی بنا سکتا ہے -

وقف لازم

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۙ الَّذِينَ

اور جنہوں نے کہ اللہ کے لئے گھر چھوڑ دئے ظلم اُٹھانے کے بعد البتہ ہم اُنکو دنیا میں بھی اچھی جگہہ دیں گے اور آخرت کا بدلا تو سب ہی بڑا ہے کاش انہیں معلوم ہوجاتا انکو کہ جنہوں نے

صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○

صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کئے رہے - اور ہمنے آپ سے پہلے بھی تو انسان ہی بھیجے تھے جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے - پھر اگر تمہیں معلوم نہو تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ دیکھو

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○

اُنکو ہمنے معجزے اور کتابیں دیکر بھیجا تھا اور آپ کے پاس بھی ہمنے قرآن بھیجا تاکہ جو کچھ لوگوں کے لیے حکم بھیجا گیا ہے اُسے انکو بیان کریں اور تاکہ وہ خود بھی سوچیں

ترکیب الذین الخ مبتدا لنبوئنہم خبر حسنۃ لنبوئنہم کا مفعول ثانی کیونکہ لنبوئنہم بمعنی اعطینہم ہے - اور ممکن ہے کہ بمعنی خیر لنبوئنہم ہو فالتقدیر نخیر لنبوئنہم

فی الدنیا دار حسنۃ۔ الذین صبروا موضع رفع مین ہے علی اضمار ہم۔ بالبینات متعلق ہے ارسلنا محذوف سے۔

تفسیر پہلی آیتون مین تھا کہ کفار قسم کھا کر قیامت کا انکار کرتے ہین پھر جب دارِ جزا سے انکو استقدر انکار تھا تو ایسی حالت مین کہ مکہ مین نہین کا غلبہ اور زور تھا وہ بندار مسلمانون پر کیا کچھ ظلم و ستم نہ کرتے ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہہ آیت چھ صحابہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو قریش مکہ کے غلام تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے انپر بڑا ظلم و ستم ہوتا تھا منجملہ انکے صہیبؓ بلال و عمار ہین (ک) اسلئے والذین ہاجروا سے لیکر وعلی ربہم یتوکلون تک ایمانداروں کو صبر برداشت اور توکل کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور دنیا اور آخرت مین اسکے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا یعنی اول کفار کی ایذائین سہنا انکی مار پیٹ سب و شتم پر برداشت کرنا پھر لاچار ہوکر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جسکہ وہان رہنا مشکل ہو جاوے جیسا کہ ابتداء اسلام مین ہوتا تھا ایسے لوگون کے لئے دو وعدے کرتا ہے اول لنبوئنہم الخ یہہ کہ ہم دنیا مین بھی حیران و سرگردان نہین رہنے دینگے بلکہ انکو اچھے طور سے جگہہ دینگے جیسا کہ صحابہ کو مدینہ مین عمدہ جگہہ دی (حسن شعبی قتادہ) دوم ولاجر الاخرۃ اکبر یعنی دار آخرت مین انکے لئے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاودانی اور جہانِ ابدی کی بادشاہت ان دونون صفتون کے مقابلہ مین دو انعام کا وعدہ ہوا۔ پھر ان دونو صفتون کی عام طور پر تشریح فرماتا ہے الذین صبروا یعنے مخالفون کی ایذائین سہارنا اور حق پر ثابت قدم رہنا وعلی ربہم یتوکلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی امید پر ہجرت کرینگی ترغیب دلاتا ہے۔ صبر تو ظلموا سے متعلق ہے اور توکل ہاجروا سے اسمین یہہ بھی اشارہ ہے کہ کچھ کفار کے ستم اٹھا کر ہجرت کرنے ہی پر یہہ وعدہ آلہی منحصر نہین بلکہ صبر و توکل پر جہان کہین ہو اور کسی بات مین ہو خواہ گناہون کے ترک کرنے پر اور نفس ظالم کے صدمات اٹھا کر اسکو اسکی بری خواہشون سے روکنے پر یا دینِ آلہی مین کوئی محنت و مشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج و افشا پر خواہ کفر و بت پرستی چھوڑ کر خدا کی طرف آنے مین۔ گویا یہہ آیت جسطرح اسکی راہ مین صبر و توکل کرنیوالون کے لئے انعام آلہی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لئے بھی اعلان ہے کہ خدا تعالی سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہین اس رستہ مین بڑا مستحکم ہو کر مصائب پر صبر کرنا چاہیئے وما ارسلنا من قبلک الخ ان آیتون مین پھر اسی بات کی طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانون اور نبی علیہ السلام کو تکلیفین دیتے تھے جیپر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت مین حکم دیا گیا تھا اور وہ بات یہہ تھی کہ عرب کے لوگ حضرت صلعم کا وعظ سنکر کہ جسمین اسلام و زنا اور مکروہ افعال کی مذمت اور بت پرستی کی قباحت اور مکارم اخلاق کی تاکید تھی یہہ کہتے تھے کہ اگر خدا کو ہمین سمجھانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیون نہین بھیجدیا؟ چنانچہ یہہ شبہ انکا مع الجواب قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی ذکر ہوا ہے۔ اب اس شبہ کا اس آیت مین یون جواب دیا ہے کہ چند در چند اسرار و مصالح کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہین اور وہی خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہین اگر تمہین یہ بات معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔ اور اسی لیئے ہمنے اے محمدؐ آپ پر بھی ذکر یعنے قرآن نازل کیا تاکہ لوگونکو آپ احکام آلہی بتادین اور آیات قدرت سے نصیحت حاصل کرنا سکھا دین اور تاکہ وہ خود بھی فکر و غور کرین۔

فوائد

(۱) فسئلوا اہل الذکر میں علما کے کئی قول ہین ابن عباسؓ کہتے ہین اہل تورات یعنی یہود مراد ہین۔ زجاج کہتے ہین عموماً اہل کتاب مراد ہین کیونکہ وہ سب جانتے ہین کہ پہلے انبیاء بھی انسان تھے۔ اور عرب کے مشرک اہل کتاب کو اہل الذکر یعنی اہل علم سمجھتے تھے اسلئے انسے دریافت کرنیکا مشرکین کو حکم دیا بعض کہتے ہین عموماً اہل علم مراد ہین۔

(۲) اس آیت سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہل کتاب کے پاس بلا تحریف موجود تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۳) بالبینات والزبر ارسلنا کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ آیت کا سیاق اور سباق چاہتا ہے نہ کہ فاسئلوا سے۔

(۴) اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بات خصوصاً شرعی مسئلہ از خود معلوم نہو تو جو اسکو جانتا ہو اُس سے دریافت کر لینا چاہئے۔ یہہ بات بھی مان لینی چاہیے کہ دریافت کرنے مین کسی کی خصوصیت نہین کہ کس سے دریافت کرے کوئی اہل علم ہو خواہ روایات احادیث واقوال علماء سلف صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ماہر ہو اور ان سے جواب دے خواہ قرآن واحادیث سے استنباط کر کے اصول فقہ مین علماء نے اس بات کو طے کر دیا ہے کہ اول قرآن سے پھر حادیث سے پھر اجماع سے حجت پکڑی جاتی ہے اور پھر جب کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ قرآن مین ملے نہ احادیث مین نہ اجماع سے ثابت ہو تو پھر وہان استنباط کی ضرورت ہے اور استنباط خود پیغمبر علیہ السلام نے بھی کیا ہے اور صحابہ رض نے بھی اسلیئے دین مین استنباط بھی ایک مستند چیز مانی گئی اور ضرور ماننی چاہیئے کیونکہ بغیر اسکے قرآن مجید تفصیلاً لکل شئ نہین ہوسکتا ہان یہہ بات ضرور ہے کہ استنباط کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور اسکے شروط بھی ہیں اور استنباط کو فقہاء قیاس بھی کہتے ہین پس جو استنباط نہ کرسکتا ہو اسکو جس مسئلہ مین جو اسکو کتاب و سنّت و اجماع مین نہ ملے تو مستنبط یعنی مجتہد سے پوچھکر اسپر عمل کرنا چاہیئے اور اسی کو تقلید شرعی کہتے ہین جسکی ضرورت سمجھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

پھر کیا جو لوگ بُری بُری تدبیرین کیا کرتے ہیں انکو اس بات کا بھی کچھ خوف نہیں رہا کہ خدا انکو زمین میں دھنسا دے یا ایسی طرف سے عذاب آجاوے کہ جدھر کی انکو خبر بھی ہو یا خدا انکو چلتے پھرتے پکڑ لے

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ

پھر وہ اسکو ہرا بھی نہ سکیں یا انکو خوفناک حالت میں آ پکڑے ایسی شک نہیں کہ تمہارا رب ہی نہایت شفیق رحم کرنے والا ہے۔ کیا وہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیز کو نہیں دیکھتے کہ

ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ

اسکے سائے کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف جھکے جا رہے ہیں بہ عاجزی کے ساتھ خدا کو سجدہ کر رہے ہین اور جو کچھ آسمانون اور زمین میں ہے اور زمین پر سب چلنے والے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ۝

وہ سب کے سب انکساری کے ساتھ اللہ ہی کو سجدہ کر رہے ہیں اپنے بالا دست رب سے ڈر ڈر کر اور جو کچھ انکو حکم ہے اسیکو بجا لاتے ہیں

ترکیب

السیئات صفت ہے المکرات مفعول محذوف کی اے مکروا المکرات السیئات ان یخسف الخ جملہ مفعول امن او یأتیہم معطوف ہی یخسف پر اسی طرح یاخذ اور یاخذ ثانی علی تخوف موضع حال مین ہے فاعل یا مفعول سے جو یاخذہم مین ہے۔ یتفیؤ تمیل ظلال جمع ظل۔ یا تو واحد کو موضع جمع میں استعمال کیا ہے یا ہر روز کے سایہ کے لحاظ سے یا وقتاً فوقتاً پھیلنے کے لحاظ سے ایک سایہ کو متعدد سایون کے ساتھ تعبیر کیا یعنی لفظ جمع ظلال استعمال کیا گیا عن واسطے مجاوزۃ کے یتجاوز الظلال الیمین الی الشمال۔ شمائل جمع۔ سجداً حال ہے ظلال سے وہم داخرون بھی انہین سے حال ہے انکو ذی عقل قرار دیکر۔

تفسیر۔ اب اُن سرکشون کو کہ جو بڑے مکر و فریب کرتے تھے یعنی مخفی طور پر اسلام کے مٹانے کی تدبیرین کیا کرتے تھے) اپنے قہر و جبروت سے دھمکاتا ہے کہ کیا انکو ان چار باتون سے بھی ڈر نہین اور کیون اطمینان اور امن ہوگیا؟ (۱) ان یخسف اللہ بہم الارض کہ اللہ انکو زمین مین دھنسا دیوے پہلی بھی اور پچھلی صدیون میں کیا بلکہ حال میں بھی زلزلہ آکر زمین پھٹ گئی اور بڑے بڑے جبار و شہوت پرست مع مکانات زمین میں سما گئے قارون بھی سما گیا تھا۔

(۲) او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون کہ ہر ایسے طور یا ایسی جگہہ سے عذاب آوے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہو آسمان سے دفعۃً اولے کیا بلکہ بڑی بڑی سلیں سے
لگیں چنانچہ ابھی کئی سال کا عرصہ گذرا کہ مرادآباد اور اسکے نواح مین بڑے بڑے اولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صدہا آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے اور سیکڑون
درخت گر پڑے خاص دہلی میں میرے ایک دوست نے جو ایک اولا تولا تو آدھ سیر کا تھا اور پہلی اسنون میں بھی اولے مائینٹ سے سنبھل ہو کر حریت میں آ گئے تھے
اور بڑے بھاری پتھر ہکر برسے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی بستیوں پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعۃً رو آ کر غارت کر دے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدھی
رات کے قریب جبکہ لوگ خواب حسن مین تھے شہر پٹیالہ مین ایسی رو آئی کہ مکانون اور بازارون مین گزون پانی تھا جس سے صدہا آدمی ڈوب مرے صدہا
مکانات گر گئے یا ایسی تند ہوا آجاوے جو بربادی کا باعث ہو الغرض خدا کی صدہا بلائین ہین جو دفعۃً آجاتی ہین جنمیں بادشاہ سے لیکر رعیت تک کسیکا کچھ زور نہین
چلتا (۳) او یاخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین اسکی کئی طور پر تفسیر ہوسکتی ہے اول یہہ کہ انکو سفر میں مبتلائے بلا کر کے ہلاک کرے کیونکہ جو وطن مین ہلاک ہو سکتا ہے
وہ سفر مین بھی اور وہان کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہاں نہ کوئی یار ہوتا ہے نہ غمگسار اور بھی سخت ہوتی ہے اور قریش ملکہ سفر کے عادی تھے اور لفظ تقلب
معنی سفر بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد دوم یہہ کہ انکو حالات انقلابات اور تدابیر مین کامیاب ہونے دے اور ہلاک کرے
اور یہہ معنی اس آیت سے ماخوذ ہین وقلبوا لک الامور (۴) او یاخذھم علی تخوف تفعل ہے خوف سے (یقال خوف الشی وتخوفتہ) یعنی کہ دفعۃً بلا نازل
نہ کرے بلکہ اُسکے پہلے علامات و آثار نمایان کرے اور لوگون میں ہلاک سے پہلے خوف اور پریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہو جاوین جیسا کہ قحط شدید اور وبا یا دشمنون کے
غلبہ مین ہوتا ہے مگر خدا رؤف ہے اس لیئے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ما خلق اللہ الخ اپنا رؤف رحیم ہونا ان آیات میں ظاہر فرماتا ہے کہ جنمیں اسکے آثار جبروت
اور قدرت کاملہ کا بیان ہے جس سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے مسخر ہے تاکہ یہہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اسکو دفعۃً یا تدریجاً ہلاک کرنیکی بھی قدرت ہے
پھر اس سے نڈر ہونا اور باوجودیکہ درختون اور جمیع سایہ دار چیزون کے سائے اسکو سجدہ کر رہے ہین (انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے) اور اسی طرح آسمانون
اور زمین کے تمام رہنے والے چارپائے اور فرشتے اُسکے آگے سربسجود اور اُسکے فرمانبردار اور خائف ہین پھر بندہ کا نافرمان ہونا اور جحتین کرنا اور اسکے ہادیون اور
انکے پیروون کو ستانا کیسی لغو بات ہے۔

یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل یتفیؤ تفعل من الفی کہتے ہیں فاء الظل یفی اذا رجع وعاد۔ فی کے معنی اصلی رجوع کرنے کے ہیں جیسا کہ آیا ہے فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم ازہری کہتے
ہین تفیؤ الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں مگر یہاں عام مراد ہے بموسم گرمی اور سردی اور آفتاب و مہتاب اور خط استوا کے قرب و بعد اور شام و صبح کے لحاظ سے
کبھی سایہ دائین طرف سے کبھی بائیں طرف سے جاتا ہے۔ یمین مفرد اور شمائل جمع لانے میں کئی باتیں ہین یا تو یہہ کہ یمین گو لفظ مفرد ہے مگر مراد جمع ہے جیسا کہ یولون الدبر
یا یہ کہو کہ شی چونکہ لفظاً مفرد ہے اسکے لحاظ سے یمین لفظ مفرد آیا اور معناً جمع ہے اسکے لحاظ سے شمائل جمع آیا گویا دونو کی رعایت کی۔ یا یون کہو کہ عرب جب دو صیغے جمع کے لانا چاہتے
ہیں تو ایک کو مفرد کر کے لاتے ہین جیسا کہ جعل الظلمات والنور اور ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم یہین سجدا للہ وھم داخرون سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا عرب کہتے ہین سجد البعیر جبکہ وہ سوار
ہونیکے وقت گردن جھکا دیوے چونکہ خدا تعالی نے آفتاب و مہتاب و ستارون کو کہ جن سے اجسام کثیفہ پر سایہ پڑتا ہے ایک چال خاص پر مامور کر رکھا ہے جس سے اون
سایون میں فرق نہیں آتا سو یہہ فرق نہ آنا اور ایک خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنون میں یہ آیت ہے والنجم والشجر یسجدان وقولہ وظلالھم بالغدو والآصال یا
یون کہو کہ سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جسطرح عابد زمین پر سر رکھکر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہہ مراد ہے۔ اور غرض اس کلام سے اسکا جبروت و تسلط عالم پر ظاہر کرنا ہی
اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عالم حسی مین یہہ اشیا وجود حقیقی کا ظل ہین اسکے حکم کے پابند ہین۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اللہ فرما چکا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ خدا تو ایک ہی خدا ہے پھر مجھی سے ڈرا کرو اور اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور بندگی ہمیشہ اسی کے لیے

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ○ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ○ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

سزاوار ہے پھر کیا تم اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے سو اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تم پر سختی آتی ہے تو اسی کی طرف آہ و زاری کرتے ہو پھر جب تمہاری مصیبت دور

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ وَيَجْعَلُوْنَ

تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک ماننے لگتی ہے تاکہ جو کچھ نعمتیں ہم نے دیں تھیں انکی ناشکری کریں تو خیر دنیا میں چند روز مزے کر لو پھر آخرت میں تو تمکو معلوم ہی ہو جائیگا اور جنکو وہ جانتے بھی نہیں یعنی بت

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ○ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ

انکے لیے ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں قسم ہے خدا کی (یعنی اپنی) تمسے ضرور ضرور تمہاری افترا پردازی پر بازپرس ہوگی اور یہ مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں سبحان اللہ اپنے لئے تو بیٹیاں اور انکے لئے

مَّا يَشْتَهُوْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ

وہ جسکو دل چاہے (یعنی فرزند) حالانکہ جب انمیں کسیکو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دیجاتی ہے تو غم کے مارے چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ بیٹی کی خبر کی عار سے قوم سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سوچتا ہے) آیا اسکو اس ذلت پر رہنے دے یا اسکو خاک میں گاڑ دے دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کر رہے ہیں۔ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حالت تو انہیں کی بری ہے اور اللہ کی تو بلند شان ہے اور وہ زبردست

ترکیب۔ اثنین تاکید ہے الٰہین کی اور مفعول ثانی لا تتخذوا کا بھی ہوسکتا ہے وفیہ ما فیہ۔ واصباً ای دائماً حال ہے الدین سے اور عامل اسمین معنی ظرف کے ہیں۔ ما بمعنی الذی بکم اسکا صلہ من نعمۃ حال ہے ضمیر سے جو جار میں ہے فمن اللہ خبر دوسری وجہ بھی ممکن ہے۔ تجئرون ترفعون اصواتکم بالاستغاثۃ سبحانہ جملہ معترضہ مسوداً خبر ظل۔ یتواری حال ہے ضمیر کظیم سے اذا کشف الم اذا شرطیہ اذا فریق فجائیۃ جواب الشرط۔ لیکفروا لام کے وقیل لام العاقبۃ۔

تفسیر۔ پچھلی آیتوں میں یہ ثابت کر کے کہ تمام عالم اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اسی کے آگے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہے قال اللہ سے لیکر فارہبون تک توحید خالص کا حکم دیتا ہے پھر ولہ ما فی السموات والارض سے لیکر تتقون تک اسپر دلیل قائم کرتا ہے کہ عبادت کا مدار دو چیزوں پر ہے اول یہ کہ کسی کا خوف ہو کہ اگر نذر و نیاز اور دیگر عبادت نکرینگے تو وہ ہمکو جانی یا مالی کوئی نقصان پہونچا دیگا جیسا بت پرستوں کا اپنے معبودوں کی نسبت خیال ہے سو یہ بھی اللہ کے سوا اور کسیکا مرتبہ نہیں کس لئے کہ ایسا وہ کرسکتا ہے کہ جسکا مخلوق پر کوئی اختیار و اقتدار ہو سو یہ ہے نہیں اسلیئے اول ایای فارہبون فرمایا اور وجہ اسکی ولہ ما فی السموات الخ میں ذکر فرمائی اسکے بعد اوسی بات کو بطور نتیجۂ دلیل عادہ کیا افغیر اللہ تتقون دوئم یہ کہ کسیکی نعمت تندرستی مال و جاہ وغیرہ اوس سے حاصل ہو اس طمع میں عبادت کی جاتی ہے یہ بات بھی اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں کس لئے کہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جو کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اول تو اس لیئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کے پاس دھرا ہی کیا ہے جو تمکو دیگا دوئم جب تمپر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو فطرت انسانیہ اللہ ہی کیطرف فریاد کرنیکو مجبور کرتی ہے اسوقت اپنے معبودوں کو بھول جاتے ہو عوارض جہل اٹھ جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بنی آدم کے دلوں میں بھی اصلی اعتقاد اسی بات کا ہے مگر جب وہ وقت نکل جاتا ہے اور جہل و خرمستی کے پردے نور فطرت پر کائی کیطرح پھر آپڑتے ہیں تو پھر اپنے فرضی معبودوں یا اسباب کے استقلال اور اپنی تدبیر کی درستی پر تکیہ کرنے لگتے ہیں اور یہہ پوری نمکحرامی اور کامل ناشکری ہے جسکا یہ بد نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائیگا یا تو دنیا ہی میں بار و گرفتار مصیبت ہونے پر یا دار آخرت میں منجملہ نمکحرامیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ جن معبودوں کی اصل

حقیقت بھی انہیں معلوم نہیں کہ آیا وہ فرضی نام ہیں جنکو باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں یا وہ کچھ تھے بھی اور تھے تو انکا مخلوق پر کیا اختیار روا قتدار تھا انکے لئے ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے مال میں سے اولادیں سے حصہ مقرر کرتے ہیں کھیتی میں سے ایک حصہ اور اولادیں سے کوئی ایک بیٹا بتوں کے نام سے نامزد کرتے تھے اور بتوں پر اولاد اور مواشی کی قربانیاں کرتے تھے انکے نام کے سانڈ اور جانور چھوڑتے تھے اسپر جو اسے کہا جاتا تھا کہ ان ارواح غیر مرئیہ کو خدا کے کارخانہ میں کیا دخل ہے اور وہ اس سے کیا تعلق رکھتے ہیں تو مشرکین کہدیا کرتے تھے کہ یہہ خدا کی لاڈلی بیٹیاں ہیں انکی بڑی خاطر منظور ہے یہ جو کچھ چاہتی ہیں کرتی ہیں یہہ دیویاں اور لال پری کالی پری ہند میں انہیں کے نمونہ ہیں ویجعلون للہ البنات میں انکا ذکر ہے اسکے رد میں ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے لیئے تو بیٹیاں ہونا پسند ہی نہیں کرتے حالانکہ خود ستیوں کے بقاء نسل میں محتاج ہیں اسپر بھی بیٹی پیدا ہونیکی خبر سنکر غم کے مارے چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے زندہ گاڑ دینے کی کبھی ٹھیراتے ہو کبھی بڑی ذلت سمجھکر انکو رہنے بھی دیتے ہو پھر خدائے بے نیاز کو اولاد اور بیٹوں سے کیا تعلق ہے جسکی شان بلند اور اعلے ہے حدوث و احتیاج سے پاک ہے برخلاف تمہارے وللہ المثل الاعلی

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور اگر خدا لوگوں کو انکے گناہوں پر پکڑتا تو کسی جاندار کو بھی زمین پر نہ چھوڑتا لیکن ایک مدت مقرر تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب انکا وقت آتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہیں

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور یہہ خدا کے لیے وہ چیزیں تجویز کرتے ہیں کہ جنکو آپ بھی پسند نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ آخرت کی بھلائی انہیں کے لیے ہے بھلائی

مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ

نہیں سب سے اول دوزخ میں داخل کیے جائینگے۔ اللہ کی قسم یقینا ہمنے آپ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے پر شیطان نے انکے اعمال انکو عمدہ کر دکھائے سو آج بھی انکا وہی دوست بنا ہوا ہے اور انکو عذاب الیم ہونا ہے

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ہمنے آپ پر اسلیئے کتاب اُتاری ہے کہ جن چیزوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں آپ انکو کھولکر بیان کردیں اور نیز یہ کتاب ایمانداروں کیلئے ہدایت اور رحمت بھی ہے

ترکیب ۔ الکذب بالنصب مفعول ہے تصف کا ان لہم الحسنی اس سے بدل۔ الکذب بضم الکاف والذال والباء جمع کذوب جیسا کہ صبور و صبر تب یہہ السنۃ جمع لسان کی صفت ہوگا واللسان یذکر ویونث ۔ وہدی معطوف ہے لتبین پر اے للتبیین والہدایۃ والرحمۃ ۔

تفسیر مشرکوں کے قبائح اور اقوال فاسدہ بیان کر کے یہہ ظاہر فرماتا ہے کہ ہم صرف اپنی رحمت سے درگزر کرتے ہیں جو دنیا میں عمر معین تک جینے دیتے اور نعمتیں سلب نہیں کرلیتے ورنہ انکے گناہوں پر جاویں تو دنیا پر کسیکو بھی زندہ نہ چھوڑیں انکی نحوست سے بلا آجاوے ۔ ویجعلون للہ سے اوس بیہودہ بات پر کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں بار دگر سرزنش فرماتا ہے بالخصوص اسلیئے کہ اس نالائق قول و فعل و اعتقاد پر دعوے کے ساتھ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ دار آخرت کے درجات ہمارے لئے ہیں کیونکہ ہماری یہ وسیلے ہیں اسپر فرماتا ہے کہ آخرت کی بھلائی کی جگہ انکے لئے اس حرم پر کہ جہنم ہی جس میں سب سے اول داخل ہونگے وانہم مفرطون نافع اور عطیہ اور کسائی کی روایت ہے مفرطون کو بکسر الراء پڑھتے ہیں اور باقی بفتح الراء ۔ اول قرأت پر یہہ معنی ہوئے کہ وہ گناہوں میں یا خدا پر جھوٹ بولنے میں افراط یعنی زیادتی کرنے والے ہیں۔ دوسری قرأت پر یہہ معنی انہم متروکون فی النار یعنی آگ میں ڈالے گئے وہاں چھوڑے گئے ۔ کہتے ہیں ما افرطت من القوم احدا اے ما ترکت یا یہہ معنی انہم معجلون یعنی آگ کی طرف ان افعال سے جلدی کر رہے ہیں سب سے پہلے جا رہے ہیں واحدی کہتے ہیں عرب بولتے ہیں فرط الرجل اصحابہ یفرطہم فرطا و فروطا اذا تقدمہم لتدبیر حوائجہم یعنی اور ونکا قافلہ سالار بن کر پہلے جہنم میں جھنڈے لئے جاتے ہیں ۔ تاللہ الخ سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہمنے قوموں کیطرف رسول بھیجے تھے سو شیطان نے اُن قوموں کو

ایسا سمجھایا کہ بُری باتوں کو انکی نظروں میں بھلا کر دکھادیا آج کے دن بھی وہی شیطان ان لوگوں کا رفیق بنکر بہکا رہا ہے جہنم کا رستہ بتارہا ہے اسلیئے ہمنے اے محمد تمپر قرآن نازل کیا کہ آپ انکو مطلع کردیں اور نیز نیکو کاروں کے لیئے یہ قرآن ہدایت و رحمت بھی ہے ۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ

اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اُس سے مرجانے کے بعد (خشک ہوجانیکے بعد) زمین کو زندہ کردیا ۔ بیشک اسمیں سننے والوں کے لیئے بڑی نشانی ہے اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی ایک غور کا مقام ہے

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ○ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

کہ انکے پیٹوں میں سے گوبر اور خون میں سے جدا کر کے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کو رچتا پچتا ہے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں بھی عبرت ہے

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

جن میں سے تم شراب بناتے ہو اور عمدہ روزی بھی قرار دیتے ہیں ۔ بیشک اسمیں بھی عقلمندوں کے لیئے بڑی نشانی ہے ۔

ترکیب

لعبرۃ اسم ان لکم خبر ۔ بطونہ بطون جمع بطن بمعنی شکم ۔ بطونہ کی ضمیر انعام کیطرف راجع ہے کیونکہ انعام مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی ۔ من بین للابتداء متعلق ہے نسقیکم سے لبنا مفعول ثانی ہے نسقیکم کا خالصا سائغا اسکی صفت ومن ثمرات الخ محذوف سے متعلق ہے اے نسقیکم من ثمرات الخ تتخذون جملہ مستانفہ یا صفت ہے محذوف کی لتقدیرہ شیئا تتخذون منہ اے وان من ثمرات النخیل شیئا ۔

تفسیر ۔ قرآن مجید کا دستور ہے کہ وہ ایک اصول میں گفتگو کر کے دوسرے اصول کیطرف متوجہ ہوتا ہے الٰہیات کے بعد معاد اور کبھی نبوات اور کبھی اصلاح افعال اور اعتقادات کیطرف رجوع کرتا ہے اور یہی چاروں باتیں کتاب الٰہی کے اصل اصول ہیں ۔ اسی قاعدہ سے کلام تمام کر کے اب الٰہیات میں کلام کرتا ہے اور اپنا قادر و مختار ہونا ثابت کرتا ہے جس توحید اور صفات باری کا کامل ثبوت ہے وہ دلائل (کہ جن سے خدا تعالیٰ کا وجود اور اسکا وحدہ لاشریک ہونا اور ہر چیز کا اُسی کے دست قدرت میں ہونا ثابت ہوتا ہے) پانچ قسم کے ہیں ۔ اول آسمانی چیزیں جن سے یہاں پانی کا ذکر کرتا ہے واللہ انزل من السماء ماء کہ اللہ نے آسمان سے یعنی بادلوں سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین یعنی خشک زندہ ہوجاتی ہے یعنی ہری بھری جڑی بوٹیاں گھاس اور درخت اور کیا کیا کارآمد انسان چیزیں اُگتی ہیں جس سے اسکے آثار قدرت و رحمت نمودار ہیں دوم انسان کے حالات اور اسکی پیدائش سوم حیوانات کی پیدائش اور انسے انسان کے لیئے نفع دینے والی چیزوں کا پیدا کرنا جنکی طرف وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ میں اشارہ ہے کہ حیوانات گائے بھینس بھیڑ بکری اونٹنی وغیرہ کا دودھ بھی ایک غور کرنیکی بات اور اسکی بڑی نشانی ہے اسکو ہم پلاتے ہیں پر یہ تو دیکھو کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے ؟ جانوروں کے شکم میں گھاس جاکر گوبر لید مینگنی بنجاتی ہے اُسکا عطر کھینچکر جگر میں رہا اور جگہ (بقول حکماء حال) خون بنتا ہے پھر عروق کے ذریعہ سے وہ خون ان جانوروں کے تھنوں میں (پستانوں) میں جو نرم گوشت ہے اور جسکی تاثیر یہ ہے کہ خون کو دودھ کردے) دودھ بنجاتا ہے غور کرو گوبر اور خون میں سے جو شکم میں ملے جلے تھے ایک دوسرے کا کسطرح امتیاز کرتا ہے اور ان میں سے خوشگوار شیریں دودھ کسطرح سے نکالکر تمہیں پلاتا ہے پھر یہ کام بجز اسکے اور کون کرسکتا ہے ؟ دیکھو وہ کیسا منعم ہے ۔ چہارم نباتات جن سے یہاں کھجور اور انگور کا ذکر کرتا ہے کہ تتخذون منہ سکرا سکر سے مراد شراب ہے چونکہ خطاب قریش مکہ کی طرف ہے اور نیز مکہ میں شراب حرام بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدینہ میں آکر اسلیئے ان لوگوں کو انکے فوائد بتلاتا ہے ابو حنیفہ فرماتے ہیں سکر سے مراد نبیذ ہے یعنی کھجور یا انگور کا شیرہ جسکو یہاں تک جوش دیا جاوے کہ دو حصہ جل جاویں جو نکہ اس میں نشا نہیں ہے یہ حلال ہے ورزقا حسنا یعنی تم انگور اور کھجور سے سرکہ اور اچھی چیزیں کھانے کی بناتے ہو سرکہ نیشکر اور بہت چیزیں بنتی ہیں وہ خود بھی عمدہ غذا میں اور نفیس میوے ہیں پھر کیسی بنائی ہوئی ہیں کسنے انمیں لذت اور شیرینی پیدا کی ؟ پانچوں بہار میں جنکا ذکر آگے آتا ہے

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ٹٹیوں میں جنہیں لوگ چھاتے ہیں گھر بنا ۔ پھر ہر طرح کے پھلوں کو کھایا کر پھر اپنے رب کی راہوں میں سے سمٹ کر

رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

آنا جایا کر ۔ انکے پیٹوں میں سے کئی ایک ایسی چیز نکلتی ہے جسکی مختلف رنگتیں ہوتی ہیں اس میں لوگوں کے لیئے شفا ہے بیشک اس میں بھی غور کرنے والوں کے لیئے بڑی نشانی ہے ۔

ترکیب ان مصدریہ ہے اتخذی جملہ تفسیر اوحی کی لفظ نحل اگرچہ مذکر ہے مگر معنی کے لحاظ سے مؤنث کا صیغہ آیا ہے ۔ بیوتاً اتخذی کا مفعول ومن الشجر معطوف ہے من الجبال پر ذللاً جمع ذلول کی یہہ حال ہے ضمیر اسلکی سے یا سبل سے اے اسلکی سبل ربک انت ذلل منقادۃ او اسلکی سبل ربک حال کونہا مذللۃ ذللہا اللہ تعالےٰ لک وسہلہا یخرج جملہ مستانفہ جسمیں شہد کی مکھیوں کے الہام کا نتیجہ بتایا ہے ۔

تفسیر حیوانات میں چرندوں میں سے دودھ کا نکالنا بیان ہوچکا ۔ اب پرندوں میں جو کچھ منافع انسان کے لیئے رکھے ہیں انکا ذکر فرماتا ہے یا یوں کہو وہاں چارپایوں سے دودھ نکالنا بیان کیا تھا جنکو انسان دانہ چارہ بھی کھلاتا ہے یہاں پرندوں سے شہد کا نکلنا بیان فرماتا ہے ان پرندوں میں سے کہ جنمیں نہ ہر بھی رکھا ہوا ہے وہ کون شہد کی مکھیاں جنکو عربی میں نحل اور ہماری میں مہال کہتے ہیں ۔ اور اوحی کے لفظ میں یہہ بھی اشارہ ہی کہ یہ صرف انسان کو انبیا کی معرفت ہم وحی الہام کے ذریعہ سے انکے فوائد دینیا ویہ واُخرویہ تعلیم کرتے ہیں بلکہ حیوانات خصوصاً پرندوں کو بھی انکے کار آمد باتمین الہام ہوتی ہیں جسکو الہام فطری کہنا چاہیئے مگر کمبخت انسان اپنے روحانی سرداروں کا مقابلہ کرتا ہے برخلاف مہال کے کہ انمین جو ایک بڑی مکھی ہوتی ہے جسکو یعسوب کہتے ہیں سب اسکی اطاعت کرتی ہیں ان اتخذی الخ یہہ پہلی بات ہے جو انکے دلمین القا کیگئی ہے کہ پہاڑوں اور درختوں کی چوٹیوں یا پتوں میں اپنا گھر بنائے اور نیز ان چھتوں میں بھی کہ جنکو انسان چھاتے ہیں چھپر وغیرہ یا انگور کی بیلوں کے چھتوں میں تاکہ ہر ایک کا وہاں ہاتھ نہ پہنچے انکے گھر کو کوئی نہ لگا ڑے یا زمین سے مرتفع رہیں جس میں ابخرات و فاذورات زمین کا ان تک اثر نہ پہنچے پھر انکے گھروں کو یعنی سوراخوں کو دیکھیئے کہ مسدس بنے ہوئے ہوتے ہیں جس سے ذرا بھی جگہ بیکار نہیں جاتی اور کس پرکار سے بے ہوئے ہوتے ہیں کہ ذرا بھی کم زیادہ نہیں ہوتے ۔

ثم کلی من کل الثمرات پھر یہہ القا ہوا کہ بلا قید ہر قسم کے پھل کھایا کرے بعض کہتے ہیں درختوں کے پتوں پر شبنم کی وجہ سے ایک شیریں چیز جمی ہوتی ہے اسکو مکھیاں چاٹتی ہیں اور وہی شہد ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ ان کے پیٹ میں ہر چیز جاکر شہد ہو جاتی ہے اور چونکہ پھلوں میں مٹھاس ہے بیشتر شہد کی مکھیاں انہیں کو کھاتی ہیں فاسلکی سبل ربک ذللاً یہہ وہ تیسری بات ہی جو انکو الہام کی گئی ہے ۔ جو علماء ذللاً کو سبل ربک سے حال ڈالتے ہیں وہ یہہ معنی قرار دیتے ہیں کہ آنے جانے کے رستے جو خدا نے مکھیوں کے لیے سہل کر رکھے ہیں انمیں چلنے کا القا کیا جیسا کہ اس آیت میں ہی جعل لکم الارض ذلولاً بعض کہتے ہیں یہ ضمیر اسلکی سے حال ہے تب ذللاً کے معنی منقاد اور فرمانبردار ہوکر چلنے کے ہیں سبل ربک وہ اسکے سوراخ ہیں جنکو اللہ ہی نے بنایا ہے اور مسخر ہوکر چلنا بتایا یعنی سمٹ کر کیونکہ پر کھول کر مکھی انمیں نہیں گھس سکتی نہ نکل سکتی یہہ ہیں ذللاً کی معنی یخرج من بطونہا شراب یہ نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ مختلف رنگ کا شہد انکے پیٹ سے نکلتا ہے سفید زرد جسمیں بیشتر امراض کے لیئے شفا ہے بعض کہتے ہیں فیہ شفاء للناس قرآن مجید کی بابت جملہ ہے کہ قرآن میں روحانی مرض کی شفا ہے وہ کسطرح دلائل سے توحید و دار آخرت و نبوت کا ثبوت کرتا ہے شہد میں شفا ہونے کے یہہ معنی کہ اکثر امراض کی شفا ہے ۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۣ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمکو مارتا بھی ہے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک بھی پہونچائے جاتے ہیں کہ جنکو علم کے بعد کچھ بھی معلوم نہیں رہتا بیشک اللہ بڑا علم اور قدرت والا ہے اور اللہ ہی نے تم میں سے

ع ۸ ۱۵

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ایک کو دوسرے پر روزی میں فضیلت دی ہے — پھر جنکو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دیڈالتے — تاکہ پھر وہ برابر ہو جاویں پھر کیا اللہ کی نعمتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِا

انکار کرتے ہو — اور اللہ نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے (بیویاں) پیدا کئے اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمکو اچھی اچھی چیزیں کھانیکو دیں پھر کیا

لْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ۙ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جھوٹے معبودوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا انکی عبادت کرتے ہیں کہ جو آسمانوں اور زمین سے انکی روزی کا انکے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں

ترکیب۔ شیئاً بصریون کے نزدیک مصدر سے منصوب ہے اور کوفیون کے نزدیک یعلم سے فہم فیہ سواء مبتدا خبر سے ملکر یہہ جملہ واقع ہے موقع مین فعل و فاعل کے فالتقدیر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم فیستووا اور یہہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہوکر اور مرفوع بھی ہوسکتا ہے شیئاً رزقاً سے منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر بمعنی مرزوق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے۔

تفسیر۔ ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے اول واللہ خلقکم الخ کہ اللہ ہی نے تمکو پیدا کیا نطفہ کا رحم مین انسان بنانا اور اسکے موافق اسکو اعضاء عطا کرنا یہہ ضرور کسی مدبر حکیم کا کام ہے طبیعت اور مادہ تو خود بے شعور ہے اور اچھا یہہ بھی سہی تو پھر یہہ طبیعت اسمین کسنے رکھی ہے؟ ثم یتوفٰکم یہہ بھی اسکے آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کسی حکیم فیلسوف سے موت کا بندوبست نہیں ہوا نہو گا ومنکم من یرد الخ ایسی بڑی عمر تک پہنچا دیتا ہے کہ تمام علوم و فنون بھول جاوے پھر وہی لڑکپن آجاوے اُسیکا کام ہے ان اللہ علیم قدیر میں ان امور کی حکمت کیطرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے دوم واللہ فضل الخ کہ کوئی غنی ہے کوئی فقیر ہے یہی اسکی طرف سے ہے اگر یہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی بدعقل جاہل مالدار اور عالم و دانا خوار نہوتا حالانکہ معاملہ بالعکس ہے۔ پھر فما الذین سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ہر چند روزی رزق ہم دیتے ہیں مگر باینہمہ تم اپنے نوکرون غلامون کو اپنا مساوی اور برابر کا اسمین نہیں کرنا چاہتے پھر خدا تعالیٰ کیونکر اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنے برابر کر دیگا؟ لیکن تم اللہ کی نعمتوں کا انکار کرکے ان نعمتون کو فرضی معبودون کیطرف منسوب کرتے ہو کہ تندرستی فلان دیوتا نے عطا کی بیٹا فلان بزرگ نے دیا یہہ کام فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوا۔ یا یہہ معنی کہ باوجودیکہ روزی میں تم اور تمہارے غلام برابر ہیں کچھ انکو تم نہیں دیتے بلکہ ہم دیتے ہیں مگر پھر بھی تمکو فضیلت دے رکھی ہے اس کا شکر ادا نہیں کرتے سوم واللہ جعل لکم من انفسکم الخ کہ اللہ نے تمہارے لیے جوڑے بنائے ہیں اگر مرد کو عورت نہ ملے تو دنیا کا عیش تلخ ہو جائے اسمین کسکی حکمت ہے؟ اور علم اور طبیعت کو کیا دخل ہے؟ پھر عورتین بھی کیسی تمہاری جنس اور قبیلے کی جنکی مجانست سے تمہین پوری موانست ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اہل قرابت کام آنیوالے نہوتے تو بھی مشکل پڑ جاتی اسلیئے بنین وحفدۃ بیٹے پوتے اقارب بھی پیدا کئے اسپر رزقکم من الطیبات اچھی چیزین کھانیکو دین پھر اسپر بھی لوگ جھوٹے معبودون پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتون کے منکر ہوتے ہین کیونکر ان نعمتون کو اورونکی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر اورونکی عبادت کرتے ہین جنکو زرہ بھر روزی دینے میں اختیار ہے نہ قدرت ہے

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

پس اللہ کے لیے (اپنی اٹکل سے) مثالیں نہ گھڑو کیونکہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ (دیکھو) اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے تابعدار کہ جو کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے

سلہ انسان ہے کہ ماں کے پیٹ سے جو اسکی پہلی منزل ہے اپنی عمر کی سفر میں بے اختیار طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اسکی عمر کی ریل گاڑی کس سرعت کے ساتھ رات دن کے سٹیشنوں کو طے کرتے ہوئی جارہی ہے پیدا ہوا بچہ ہوا کہ چھوکرا اور لڑکپن یا جوانی کے مقام میں ٹھہری مگر کب ٹھہر سکتا ہے سلہ لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے۔ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے مسافر کی منزل مقصود وجود حقیقی کے پاس جانا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جلدی کوئی دیر میں ایسا بڈھا ہوکر جاتا ہے کہ لڑکون کی طرح پھر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ پھر قیاس سے ہے اگر دوبارہ زندہ کرے تو کیا تعجب ہے جسپر کفار تعجب کرتے ہیں ۱۲ منہ

سلہ حفدۃ جمع حافد کی ہے اور معنی اس کے ... بیان اس کا اطلاق اقارب پر ہوا ہے ... بعض کہتے ہیں ... ۱۲ عبد الحق

مِّنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوُوْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ

جسکو ہمنے اپنے ہاں سے خوب روزی دے رکھی ہے سو وہ اسمیں سے چھپا کر اور دکھا کر خرچ کرتا ہے کیا وہ دونو برابر ہیں؟ (وہ کبھی نہیں تو کہہ الحمد للہ اتنا تو سمجھے) مگر ان میں سے اکثر تو یہہ بھی نہیں جانتے اور خدا دوسری ایک دو شخصوں کی مثال

اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کہ اس سے ایک تو گونگا ہے (اسپر اپاہج) کچھ بھی نہیں کرسکتا اور وہ (اسیلئے) اپنے آقا پر بارہی ہے جہاں کہیں جاتا ہے بھلائی لیکر نہیں آتا۔ کیا یہ اور وہ برابر ہے کہ جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے رستہ پر قائم ہے؟

ترکیب عبداً موصوف مملوکاً صفت اول لایقدر صفت ثانی پھر یہہ بدل ہے مثلاً سے ومن معطوف ہے عبداً پر یہہ بھی مجموعہ میں شامل ہوکر مثل سے بدل ہوگا۔ سراً وجہراً حال ہے ضمیر ینفق سے اور اسی طرح رجلین مثلاً سے بدل ہے پھر احدہما سے رجلین کا بیان ہے۔

تفسیر مشرکین رد شرک کے یہہ دلائل سنکر جواب مین یہہ مثالین بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا مین کوئی شخص بادشاہون سے انکے وزیرون اہل کارون کے ذریعہ بغیر عرض حال نہین کرسکتا اور نیز جسطرح بادشاہوں نے اپنے تمام کارخانون کے مختار کر رکھے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی انکے جواب مین فرمایا ہے فلا تضربوا الخ کہ یہہ مثالین بناؤ خدا کا معاملہ بندون کا سا نہین ان اللہ یعلم الخ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ دو مثالیں بیان فرماتا ہے جن سے یہہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ کے آگے اسکی تمام مخلوق عاجز اور اسیکی دست نگر ہے اسکے حکم بغیر ذرہ بھی حرکت نہین کرسکتا خصوصاً بت پرستون کے بت کہ وہ تو بے حس ہی ہیں پہلی مثل کو ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے شروع کرتا ہے کہ ایک تو غلام ہو اور غلام بھی کیسا مملوکا آزاد کیا نہو یا اُسے کاروبار تجارت میں اجازت نہو نہ مولیٰ نے اپنے مرنے کے بعد اس کی آزادی مقرر کی ہو نہ کسیقدر مال ادا کرنے پر اسکی آزادی معین ہوئی ہو اسپر طرہ یہہ ہو کہ لایقدر علیٰ شیء خانہ داری کے امور مین بھی کسیکو دینے لینے کی اسکو کچھ بھی قدرت نہو اور ایک وہ امیر با اختیار ہو کہ جسکو اپنے مال میں چھپے کھلے ہر طرحکے تصرف کی نہ صرف قدرت ہی ہو بلکہ وہ تصرف بھی کرتا ہو پھر کیا یہہ دونو برابر ہوسکتے ہین؟ ہرگز نہیں اللہ کے سوا جسقدر اسکی مخلوقات ہے اکہ جسکو مشرکین پوجتے ہین اور نئے نئے طریقون سے انکو حاجت برآری کا ذریعہ جانکر انکو پکارتے اور انکی نذر و نیاز کرتے ہین جیسا کہ عرب مین دستور تھا) سب اسکے آگے اس غلام کی طرح محتاج ہے کہ جسکو اسکی اجازت بغیر کچھ بھی قدرت نہین نہ لینے کی نہ دینے کی اور امیر با اختیار کی مثال اللہ قدیر کی ہی جسکو ہر طرح کے تصرف کی قدرت ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر کیسی بیوقوفی ہے کہ گھر کے مالک کو جو بڑا داتا اور کریم بھی چھوڑ کر اسکے ایسے بے بس غلام سے سوال کیا جاوے؟ اس مثال کے بعد یہی جواب بنیگے کہ ہرگز برابر نہین اسپر فرماتا ہے الحمد للہ کہ اسقدر تو سمجھ ہے کہ دونون برابر نہیں۔ مگر اکثرہم لا یعلمون اکثر کو تو یہہ بھی خبر نہین اسقدر جاہل و بے تمیز ہین۔ دوسری مثال وضرب اللہ مثلاً رجلین میں ہے یہہ دو شخصون کی مثال ہے جنمین سے ایک تو گونگا ہو اور اپاہج بھی اور نکما بھی جہان جائے کوئی کام نباکر نہ آئے دوسرا حکیم و دانا ہو کہ لوگوں کو بھی نیکوکاری عدل و انصاف کا حکم دیتا ہو اور خود بھی راہ مستقیم قائم ہو بھلا یہہ دونون برابر ہوسکتے ہین ہرگز نہین پہلے شخص سے انکے معبود و دوسرے سے وہ خدا نے قادر حکیم مراد ہے مشرکین دو قسم کے تھے بلکہ اب بھی ہین ایک وہ جو پتھر یا اور چیز کی مورتون کو پوجتے تھے انکے معبودونکی مثال رجلین مین ذکر کی اور ایک وہ جو بزرگونکو پوجتے تھے انکی مثال اول ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ

اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کو معلوم ہین اور قیامت کا معاملہ تو بس ایسا ہی ہے کہ جیسا پلک کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر کیونکہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ ہی تو ہے کہ جسنے تمکو تمہاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

ماؤں کے پیٹ سے باہر نکالا جبکہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمکو کان اور آنکھ اور دل عطا کیئے تاکہ تم شکر کرو کیا پرندون کو نہیں دیکھتے کہ بندھے ہوئے ہیں۔

فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ط مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

آسمان کے تلے انکو کون سنبھال رہا ہے اللہ کے سوا بے شک اسمیں بھی ایماندار لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے آرام کی جگہہ بنایا اور تمہارے لئے

جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ○ وَاللّٰهُ

چار پایوں کی کھال کے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر اور اقامت میں بہت ہلکے پاتے ہو اور انکی اون اور روئیں اور انکے بالوں سے بھی بہت سے سامان اور ایک وقت تک کار آمد چیزیں بنائیں اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ط كَذٰلِكَ یُتِمُّ

اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے بعض کو تمہارے لئے سایہ دار بنایا اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے بھی جو تمہیں جنگ میں

نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع

اپنی نعمتیں پوری کیا کرتا ہے تاکہ تم جھکو پھر اگر یہ مانیں تو اے رسول تم پر تو صرف کھولکر حکم پہنچا دینا ہے۔ وہ اللہ کی نعمتیں پہچانتے بھی ہیں پھر منکر ہوتے ہیں اور بہت سے تو ناشکر ہی ہیں

ترکیب۔ او ہو اقرب او للتمثیل او للتخییر وقیل لشک المخاطب وقیل بمعنی بل والجملۃ تمثیل لسرعۃ وقوع القیامۃ۔ مسخرات حال من الطیر۔ سکنا بمعنی سکون الی الحلین حال ہے ضمیر منصوب امہاتکم سے۔ ما یمسکہن جملہ حال ہے مسخرات سے۔ ظعن سفر۔ اثاثا معطوف ہے سکنا پر اور دونوں میں من اصوافہا جار مجرور کا فصل مستقبح نہیں ہے کیونکہ جار مجرور بھی مفعول ہے اور ایک مفعول کا دوسرے پر مقدم کرنا قبیح نہیں۔ الظعن بفتح العین وسکونہا کالنہر وہو سیر اہل البادیۃ من موضع الی موضع والصوف للغنم والوبر للابل والشعر للمعز۔ اکنانا جمع کن وہو ما یستکن بہ۔

تفسیر۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ انکی ان معبودوں کے مقابلہ میں کہ جنکو دو مثالوں میں عاجز اور کمزور ثابت کیا تھا اپنے کمال قدرت و احسان کو ذکر فرماتا ہے۔ و للّٰہ غیب الخ میں اپنا علم بیان کرتا ہے اور غیب کی نادر چیزوں میں سے قیامت کا قائم ہونا تھا اسلئے اسکو بھی ذکر کرتا ہے کہ نہ صرف ہمکو اسکا علم ہے بلکہ وہ ہمارے قبضہ قدرت میں بھی ہے پلک جھپکنے سے بھی جلد وہ ظاہر ہوگی ہمکو ہر چیز پر قدرت ہے۔ اسمیں اسکی قدرت کا بھی اظہار ہے پھر اس قدرت کی دلیل کہ جسمیں بندوں پر احسان بھی ہے واللّٰہ اخرجکم الخ سے شروع کرتا ہے کہ تمکو پیدا کیا تمکو علم و ادراک دیا معدوم سے موجود کر دیا اگر اپنی وہ حالت یاد نہو تو ہوا میں اڑنیوالے جانوروں کو دیکھو کہ ادھر میں اسیکا بدقدرت انکو تھامے رہتا ہے۔ اور اپنے اوپر روزمرہ احسانوں کو غور کرو کہ جنمیں سے ایک تمہارے رہنے کے مکانات ہیں پھر سفر کے مکانات کہ جنکا ساتھ لیچلنا آسان ہے جانوروں کی کھال اور بالوں کے خیمے تمکو دیئے عرب میں اونٹ یا اور جانوروں کی کھال کے رنگ کر خیمہ بناتے تھے اور دنبے بھیڑ کے بالوں سے جنکو صواف (جمع صوف) کہتے تھے اور اونٹ کے بالوں سے جنکو اوبار (جمع وبر) کہتے تھے اور بکری کے بالوں سے جنکو اشعار (جمع شعر) کہتے تھے خیمے وغیرہ بناتے تھے ان چیزوں کے بنانے کا تمکو علم دیا پھر انسے کیسے کیسے کپڑے اور دریاں تیار کرتے ہو جو مدتوں تمہارے کار آمد ہوتی ہیں۔ اور مخلوق آلہی میں سے ایسے اجسام بھی بنائے کہ جنکے سایہ میں آرام پاتے ہو اور پہاڑوں میں غار وغیرہ بھی اس طور کے طیار کئے جنمیں چھپکر دشمنوں سے امان پاتے ہو اور بارش وغیرہ سے بھی پناہ لیتے ہو اور تمہیں کپڑے سینے کا بھی علم دیا کہ اسطرح سے کرتے بنانے ہو جنسے دہوپ سے بچتے ہو اسکے سوا لوہے کے بھی کپڑے زرہ و خود وغیرہ بنانے سکھائے جن سے جنگ میں محفوظ رہتے ہو یہہ سب ماؤں کے پیٹوں سے باہر آنیکے بعد کی انسانی علمی ترقی ہے اور اس ادراک عطا کردہ کا نتیجہ اسپر بھی اسکی طرف نہ جھکیں تو جہنم میں جائیں رسول پر بجز پیغام رسانی کے کوئی مطالبہ نہیں۔ یہہ بھی جانتے ہیں کہ یہہ نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں جنمیں انکے معبودوں کا کوئی بھی دخل نہیں۔ مگر بت پرستی کر کے سبکا انکار کئے دیتے ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اسدن کو یاد کرو جسدن کہ ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ کھڑا کرینگے پھر تو کافروں کو اجازت نہ ملیگی اور نہ انکا کوئی عذر قبول کیا جاویگا اور جبکہ ستمگار عذاب دیکھینگے پھر تو وہ ان سے تخفیف عذاب

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِن دُونِكَ

ہوگی نہ انکو مہلت ہی دیجائیگی اور جبکہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھینگے تو کہینگے اے ہمارے رب یہی ہیں ہمارے وہ معبود کہ جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے

ع ۳ ارباع

فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

پھر وہ انہیں جواب دینگے کہ تم سراسر جھوٹے ہو اور وہ اسدن اللہ کے سامنے سر جھکا دینگے اور دنیا میں جو ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے سب کئے گزرے ہوجائینگے جو لوگ دنیا میں خود منکر ہوئے اور دوسروں کو بھی

عَن سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ

اللہ کی راہ سے روکتے رہے انکی بدمعاشی کی سزا میں ہم انکے لیے عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے (اسدن کو یاد کرو) جسدن ہر ایک گروہ میں سے انکے اوپر انہیں میں کا ایک گواہ لا کھڑا کریں گے

ع ۱۲ / ۱۸

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

اور اے نبی آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (اسلیئے) کہ آپ پر ہم نے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جسمیں ہر چیز کا بیان کافی ہے اور وہ مسلمانوں کیلئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے

ترکیب - یوم اذکر محذوف سے منصوب - یستعتبون لا یطلب منہم العتبیٰ اے الرجوع الی ما یرضی اللہ - قالوا ربنا جواب ہے اذا رأ الذین کا -

تفسیر - منکرین انعام الٰہی اور انکے ان بیہودہ حرکات کا ذکر کرکے جو آخرت میں بازپرس کے قابل ہیں یوم نبعث سے لیکر آخر تک روزِ حشر کی کیفیت بازپرس اور حساب و کتاب بیان فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ بلائینگے جو اس قوم مشرک و کافر کے مقابلہ میں گواہی دیگا کہ ہمنے انکے پاس توحید و احکام الٰہی پہنچا دیئے پر انہوں نے نہ مانا (گواہی دینے والے انبیاء یا انکے جانشین ہیں جن سے کوئی گروہ خالی نہیں) گواہی کے بعد وہ اجازت مانگیں گے کہ ہم پھر دنیا میں جائیں پر قبول نہو گا عذر و معذرت کرینگے یہ بھی نہ سُنا جاویگا - پھر مشرکین دنیا میں اللہ کے سوا جن معبودوں کو پوجتے اور انکو حاجت روا جانکر پکارتے تھے وہاں انکو دیکھکر کہینگے کہ الٰہی ہم انکو پوجتے تھے یعنی انہیں کا اشارہ تھا گویا اپنے اوپر سے الزام اوٹھانا چاہیں گے - اس کے جواب میں وہ کہیں گے تم جھوٹے ہو ہمنے تم سے کب کہا تھا کہ تم ہمکو حاجت روا جانو بنانا کل شیٔ اس سے دنیاوی باتیں مراد نہیں بلکہ دینی کیونکہ قرآن کے بعد اور کوئی کتاب نہیں آئیگی پھر اسمیں بھی سب دینی مسائل نہوں تو کیا ہو - تبیان یعنی کھولکر بیان کرنا قرآن کا سب مسائل کو حاوی ہونا دو وکیلوں کے ذریعہ سے ہے اول سنت یعنی جو کچھ قرآن کے بعد مسائل تھے انکو انکے اصول مودوعہ سے جو قرآن میں ودیعت رکھی گئی ہیں رسولؐ نے بیان کر دیا اور جو اسنے بھی بچی ان کو مجتہدین نے استنباط کرکے بیان کر دیا اور آئندہ استنباط کے اصولِ فقہ میں قواعد مقرر کر دئے - اس اعتبار سے مجتہد بھی قرآن کا وکیل یا ترجمان ہے غیر مجتہد پر بضرورت اسکی تقلید کرنا قرآن کو ماننا ہے -

ثبوت تقلید مجتہد

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

ضرور اللہ انصاف کرنیکا اور سلوک کرنیکا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بیحیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ عہد قائم کر چکو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو - حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن بھی کر چکے ہو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے

---

[1] کیونکہ اگر یہ دو وکیل تسلیم نہ کئے جاویں تو دعویٰ تبیاناً لکل شیٔ صحیح نہو کیلئے کہ بہت سے مسائل نصوص قرآنیہ میں نہیں ہاں احادیث میں ہیں اسی طرح بہت سے احادیث میں بھی نہیں وہ مستنبط قرآن و حدیث سے ظاہر ہوتے ہیں اس لئے اس مقام پر بیضاوی وغیرہ کہتے ہیں من امور الدین علے التفصیل او الاجمال بالاحالۃ الی السنۃ او القیاس انتہی ۱۲ منہ

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا

اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ کہ جو اپنا سوت مضبوط کات کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں حیلہ بہانے لگو (یہ سمجھ کر) کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ رہی ہے اللہ تمہاری

يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

اس سے آزمائش کرتا ہے۔ اور جس چیز میں تم اختلاف کرتے ہو اسکو ضرور وہ قیامت میں ظاہر کر دیگا

ترکیب۔ انکاثا جمع نکث بمعنی المنکوث اے المنقوض بشکستہ مفعول ثانی ہے کیونکہ نقضت بمعنی صیرت۔ اور حال بھی ہوسکتا ہے غزلہا سے تتخذون جملہ حال ہے ضمیر تکونوا سے ان تکون اے مخافۃ ان تکون۔ امۃ اسم کان ہی اربی جملہ خبر کان۔

تفسیر۔ روز حشر کی کیفیت کے بعد وہ باتیں ذکر فرماتا ہے کہ جنپر عمل کرنیسے حشر میں کامیابی ہو۔ ان اللہ الخ اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق اور تدبیر منزل سیاست مدن کے سب مسائل آ گئے جنکی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے انسان کے یا تو وہ معاملات ہیں جو خدا تعالی سے متعلق ہیں عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ یا وہ ہیں جو باہم آپس ایک دوسرے کے متعلق ہیں جیسے شرائط سیاست ملک والدین و اولاد و اقارب کے ساتھ برتاؤ۔ ان دونوں قسموں کی پھر صدہا اقسام ہیں پس ان سبکو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے یہہ عبادات معاملات سب میں ہے یہہ حکم سب پر فرض ہے اسکے بعد اسپر ایک عمدگی کا مرتبہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں۔ عبادات میں احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی نعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث رواہ البخاری) کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کرکے ہین اسکو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہو تو یوں خیال کرکہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور معاملات میں احسان اپنے حقوق اور انتقام سے درگزر کرنا غیر کو اسکے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تو اسکو دعا دے جو تجھسے توڑے تو اس سے رشتہ محبت جوڑ۔ چونکہ اس احسان میں زیادہ تر منظور نظر اہل قرابت ہیں انسے سلوک کرنیکی بھی تیسری مرتبہ میں تصریح فرمائی اسیطرح ان تینوں باتوں کے مقابلہ میں تین چیزوں سے منع کیا اول فحش سے خواہ وہ زبان سے ہو گالی دینا بیشرمی کی باتیں کرنا یا افعال سے جیسا کہ زنا لواطت وغیرہ یا یہہ قوت شہوانیہ کا اثر ہے پھر منکر سے یعنی ناپسند باتوں سے جو قوت غضبیہ کا اثر ہے پھر بغی یعنی سرکشی سے جو قوت وہمانیہ کا اثر ہے اور یہی تین قوتیں انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہیں۔ یہہ ایسی جامع آیت ہے کہ کوئی بات اس میں رہ نہیں گئی عثمان بن مظعونؓ وغیرہ بہت سے لوگ اس آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے۔ اسکے بعد قسم اور عہد کی پابندی کی تاکید فرماتا ہے جسپر تمام دینی و دنیاوی کاموں کا مدار ہے اور فرماتا ہے کہ قسم کھا کر نہ توڑو جسطرح کوئی بیوقوف عورت سوت کات کر توڑ ڈالے بعض کہتے ہیں قریش میں ایک ایسی عورت تھی بعض کہتے ہیں محض تمثیل مقصود ہے کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہیں۔ جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب انکے مقابلہ میں دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم توڑ کر انکے ساتھ ہو جاتے تھے اس سے بھی منع کرتا ہے کہ یہہ آزمائش کا مقام ہے عہد سے ہر عہد عموماً مراد ہے مگر اس میں بالخصوص اوس عہد الست اور اوسکے بعد اوس عہد یعنی بیعت کیطرف بھی ایماء ہے جو مسلمانوں نے رسول کریم سے بوقت قبول اسلام باندھا تھا کہ جو کچھ ہو اسپر ثابت رہنا اور اسکے مقابلہ میں جو کفار اسلام سے پھیر لانے میں شبہات و شکوک پیش کریں انکی طرف التفات نکرنا کیونکہ وہ سب ملمع کاری ہے جسکا بھید قیامت میں تخت عدالت کے سامنے کھولیگا۔ ان آیات میں کس خوبی کے ساتھ معاد کے مسئلہ کو احکام مفیدہ کے بعد بیان فرمایا ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ وَلَا تَتَّخِذُوا أَ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ تم سے پوچھا جائیگا تم کیا کرتے تھے اور تم اپنی قسموں کو

ف قال ابو داؤد حدثنا ... والی علی ... والجماعۃ ... الرحمٰن ... ۱ احسان ... عبید ... یعنی ... دخل ۱۲ منہ

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

اس کے لیے فریب سازی اگر ایسا ہوا کہ جمنے پیچھے قدم اکھڑ جائے اور تمکو برائی کا مزہ چکھنا پڑے کہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکا تھا　　اور تمہارے لئے بڑی سزا بھی ہو

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ

اور خدا کے عہد کو تھوڑے سے داموں پر نہ بیچو　جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو تمام ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہتا ہے

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ

اور ہم صبر کرنیوالوں کو انکی اچھی کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے　جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت　اور وہ مومن بھی ہو تو ہم دنیا میں بھی اسکی زندگی اچھی　بسر کرائیں گے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

اور آخرت میں بھی انکے کاموں کا عمدہ بدلہ دیں گے

ترکیب - فتزل جواب ہے نہی لا تتخذوا کا و تذوقوا جواب پر معطوف انما متصل لکھا جاتا ہے ورنہ یہ انّ اور ما موصولہ ہے ہو ضمیر اسکی طرف راجع من ذکر الخ من کا بیان ہے - وہو مومن جملہ حال ہے من سے فلنحیینہ جواب ہے من عمل کا ولنجزینہم اسپر معطوف -

تفسیر - پہلے فرمایا تھا کہ جس چیز میں تم اختلاف کر رہے ہو (کہ بعض تم میں سے اپنے طریقے کو اچھا اور بعض اسکو برا کہتا ہے) اس سے سوال ہوگا، یہاں ناظرین کو تسلی دیتا ہے کہ یہ اختلاف بھی قضا و قدر سے ہے ورنہ خدا چاہتا تو سبکو امۃ واحدۃ یعنی متفق العقائد والمذہب کر دیتا مگر یہ ہدایت و گمراہی اسکے ہاتھ میں ہے پھر اس پر اس سے کون سوال کر سکتا ہے کہ تو نے یوں کیوں کیا بلکہ تم سب سے سوال ہوگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟ موت کے بعد ہی اس سوال و حساب کا وقت آ جاتا ہے ولا تتخذوا الخ یہاں سے پھر اسی قسم و عہد پر قائم رہنے کی تاکید و تہدید فرماتا ہے - دستور تھا اور اب بھی ہے کہ قسم کھا کر دوسرے کو فریب دیتے تھے اس سے منع کرتا ہے اور نیز نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی بعض قبائل عرب ایسا کیا کرتے تھے - فرماتا ہے کہ اگر قسم توڑ کر بدعہدی کروگے اور قدم جما کر پھسلاؤ گے تو دنیا ہی میں برا مزہ چکھو گے اور آخرت میں بھی عذاب الیم پاؤ گے - ولا تشتروا الخ عہد الٰہی دین اور خدا کے رسولؐ کی فرمانبرداری کا اقرار ہے جو ازل میں ہر ایک نے کیا تھا اور نیز دنیا میں بھی زبان سے لوگ حضرتؐ سے عہد کرتے تھے اور خدا کے نام پاک کی قسم کھا کر اقرار کرنا یہ بھی عہد الٰہی ہے - پھر اس عہد کو بیشتر لوگ دنیاوی طمع میں آ کر یا اسپر قائم رہنے میں مال کا نقصان جانکر توڑ ڈالتے تھے اسکو تھوڑے سے داموں پر فروخت کرنا فرمایا اور اس سے منع کیا اور پھر دنیا کی بے ثباتی بیان کی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ٹھہر جاتا ہے اسکو فنا ہے خود تمکو ہی فنا ہے اور خدا کے ہاں جو کچھ اجر آخرت ہے وہ ہمیشہ رہیگا - اور جو ہر امر میں تکالیف و خسارت مال کی برداشت کریگا عہد الٰہی پر قائم رہیگا خدا اسکے اچھے عملوں کا اچھا بدلا دیگا - من عمل الخ سے عام بندوں کو بشرطیکہ وہ مومن ہوں اطلاع دیتا ہے کہ نیکوں کو دنیا میں بھی خوش رکھینگے اور آخرت میں بھی اجر نیک دیں گے -

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

پھر جب آپ قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ اسکا اثر کچھ بھی قابو نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ○

اسکا قابو تو انھیں پر چلتا ہے کہ جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں اور خدا کے ساتھ شریک ٹھہرایا کرتے ہیں -

ترکیب - فاذا قرأت اے اردت قرأته شرط فاستعذ جواب - سلطانہ اے الشیطان مسند علی الذین خبر یتولونہ اے الشیطان والذین معطوف ہی الذین پر

مجبور ہے علّی کا تہ اے اللہ اے سلطان الشیطان علے الذین یشرکون باللہ ۔

تفسیر ۔ پہلے فرمایا تھا من عمل صالحا الخ اور نیک کاموں میں قرآن مجید کا پڑھنا ایک اعلیٰ درجہ کا کام ہے ۔ اور انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو اُسکی قوت ملکیہ کو غلبہ اور بہیمیہ کو (جو شیطان ابلیس یا اسکی ذریت کا مرکب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اسکی اعانت کے لیئے اس فعل میں تشویشات ڈالتا ہے اسلیے اسکی دفعہ کیلئے خدا تعالیٰ سے پناہ لینی چاہیئے منجملہ تشویشات شیطانیہ کے ایک یہہ بھی ہے کہ وہ انسانکو اسکی نیک کام پر غرور و خودبینی کیطرف اُبھارتا ہے اسلیے فرمایا فاذا قرأت القرآن الخ آیت میں گو خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے مگر مراد سب لوگ ہیں کیونکہ جب ایسے بڑے جلیل القدر انبیاء کو پناہ مانگنے کا حکم ہوا تو اوروںکو بدرجۂ اولیٰ حکم ہے اور اسیطرح قرأت قرآن کی وقت استعاذہ کا حکم ہے حالانکہ قرآن کی حفاظت کا بارگاہ آلہی نے ذمہ بھی لیلیا ہے لقولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ولقولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو اور کاموں میں بھی استعاذہ بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہیئے ۔

جمہور کے نزدیک یہہ حکم ندب کیلیے ہے خواہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے یا نماز سے باہر تو اول میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا مندوب یعنی بہتر اور عطاء ہے کہ عطاء ظاہر الفاظ پر خیال کرکے اس حکم کو وجوب پر محمول کرتے ہیں یعنی استعاذہ واجب ہے خصوصاً جبکہ قرآن نماز میں پڑھا جائے ۔ شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت میں قرآن کا پڑھنا ایک ایک مستقل پڑھائی ہے اسلیے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑھا جاوے اعوذ کہنا چاہیئے ۔ مگر حنفیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ سب رکعات کا حکم ایک ہے متعدد قرأت نہیں بلکہ یہہ ایک ہی قرأت ہے سلام پھیرنے تک اسلیے ایک بار اعوذ کہنا اولیٰ میں کافی ہے فاستعذ کی ف تعقیب کے لیئے ہے اسلیے ظاہری معنی پر خیال کرکے اہل علم کی ایک جماعت جنمیں ابو ہریرہ اور امام مالک رحمہ اور داؤد ظاہری رحمہ وغیرہ ہیں یہہ کہتے ہیں کہ قرأت کے بعد اعوذ کہنی چاہیئے تاکہ جو اسکو اس نیک کام سے عجب پیدا ہو دور ہو جاوے مگر جمہور اسکے برخلاف ہیں کیونکہ محاورہ کے موافق افعال سے مراد ان افعال کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ آیا ہے اذا اکلت فقل بسم اللہ و اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم جس سے یہ مراد نہیں کہ جب کھا چکو تب بسم اللہ کہو بلکہ جب کھانیکا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو اسی طرح یہاں حکم ہے اور یہی عقل چاہتی ہے ۔

اس حکم سے یہہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں میں قدرت تصرف ہے نیک و بد سب پر اسکا زور چلتا ہے اس شبہ کو اس قول سے دفع کردیا انہ لیس لہ سلطان الخ کہ ایمانداروں اور خدا پر بھروسہ کرنیوالوں پر اسکا کچھ بھی زور نہیں چلتا کبھی بشریت سے جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے دفع ہو جاتا ہے وہ اسپر جمتے نہیں اور جو گناہ بھی سرزد ہو جاتا ہے اسکے وسوسہ سے تو اسکے بعد وہ توبہ و استغفار کرکے اُسکو دھوڈالتے ہیں ۔ ہاں اسکا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں یعنی قوت بہیمیہ و رلذائذ شہوانیہ میں گرفتار ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں ۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ ہی خوب جانتا ہے جو نازل کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ تو از خود گھڑ لیتا ہے یہیں نہیں بلکہ اکثر انمیں سے جانتے ہی نہیں آپ کہدیں کہ اسکو تو روح القدس نے

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

میرے رب کے پاس سے سچائی کیساتھ لایا ہے تاکہ جو ایمان لاچکے ہیں انکو ثابت رکھے اور فرمانبرداروں کے حق میں ہدایت اور خوشخبری ہو اور البتہ ہمکو خوب معلوم ہے کہ منکر کہتے ہیں کہ اسکو کوئی آدمی سکھایا کرتا ہے حالانکہ

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا

جسکی طرف یہہ نسبت کرتے ہیں اسکی زبان عجمی ہے اور یہہ (قرآن) تو فصیح عربی ہے ۔ بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ بھی انکو ہدایت نہیں دیتا اور انکے لیے آخرت میں سخت عذاب ہے

سلہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم فیما ۱۲ منہ

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○

جھوٹ تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور دراصل وہی جھوٹے ہیں

ترکیب اذا شرطیہ واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ شرط اور جزا ہیں قالوا جملہ جواب شرط۔ مفتر صیغہ اسم فاعل افترى یفتری سے ی گرگئی مفتری تھا۔ وھدًی و بشریٰ دونوں محل نصب میں ہیں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ان کا لیثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت۔ اعجمی لسان الذی کی خبر۔ لا یہدیہم خبر ہے ان کی الذین یفتری کا فاعل۔ افترا کسی پر جھوٹ سے کوئی بات بنانا۔ العجمۃ الاخفاء وہی ضد البیان والعرب۔ یقال رجل اعجمی وامراۃ اعجمیۃ ورجل اعجم وامرءۃ عجماء لا یفصحان۔ وقیل العجمی منسوب الی العجم والاعجمی من لا یفصح سواء کان من العرب والعجم وقیل لاعجمی من لا یفصح والاعجم الذی من العجم وقال الراغب الاصفہانی بالعکس یعنی الاعجمی الذی من العجم والاعجم من فی لسانہ عجمۃ وان کان من العرب۔

تفسیر اس مقام سے منکرین نبوت کے شبہات کا جواب شروع ہوتا ہے (۱) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ایک آیت میں کوئی سخت حکم نازل ہوتا اور اس کے بعد کوئی ایسی آیت نازل ہوتی جسمیں حکم نرم ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمد تمسخر کرتا ہے از خود جو چاہتا ہے بنا کر سنا دیتا ہے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی (کبیر) یعنی ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلنے سے مراد احکام آیات میں نسخ واقع ہونا ہے جسپر کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ ہے کہ انہیں کیا خبر ہے حقیقت قرآن مصالح نسخ اللہ ہی جانتا ہے پھر اسکا جواب دیتا ہے کہ محمد ص از خود نہیں بنا لاتا بلکہ جبرئیل خدا کے ہاں سے لیکر نازل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ تم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو (نسخ کی پوری بحث مقدمہ تفسیر میں ہو چکی)

(۲) ولقد نعلم یہہ ایک اور بیہودہ شبہہ کا جواب ہے جو کفار قریش کرتے تھے۔ مکہ میں بعض غلام فارسی یا رومی بھی تھے جنکو صاف طور سے عربی میں بات بھی کرنی نہیں آتی تھی چونکہ وہ عیسائی یا فارسی مذہب سے کسیقدر سن سنا کر واقفیت رکھتے تھے مکہ کے جاہلوں میں وہی لائق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیساکہ دیہات میں ادنی ملا کو بڑا مولوی سمجھ لیتے ہیں قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم نہ ہوئی تو یہی کہدیا کہ اسکو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر یعنی وہی غلام تعلیم کرتا ہے۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اسکو تو عربی میں صاف طور پر بات بھی کرنی نہیں آتی اعجمی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اسکو خود کیا لیاقت ہے جو وہ اور کو ایسے مضامین الہامیہ تعلیم کریگا اور پھر انکو اس پاکیزہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لائیگا کہ جسکا مثل مکہ کے تمام فصحا سے نہ ہوسکا۔

ف الحاد میل لحد و یلحد اذا مال عن القصد اور لحد جو قبر میں ایک طرف یعنی مائل وسط سے ہوتی ہے اسلیئے اسکو لحد کہتے ہیں۔ ملحد دین سے مائل یعنی بر طرف ہوتا ہے اسلیئے اسکو ملحد اور اسکے فعل کو الحاد کہتے ہیں۔ ع۔ ج۔ م۔ کا مادہ کلام عرب میں ابہام اور اخفا کے لیئے موضوع ہے جسکے بیان میں صفائی نہ ہو اسکو اعجمی کہتے ہیں اور اسی لئے چار پائے کو عجما اور عرب کے سوا اور ملکوں کے رہنے والوں کو اعجام کہتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ

جو کوئی ایمان لائے پیچھے اللہ کا منکر ہو جائے (مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان پر برقرار ہو تو خیر لیکن وہ جو دل کھولکر منکر ہوگا) تو اسپر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

اور انکے لئے بہت بڑا سخت عذاب ہے۔ یہہ اسلیئے کہ انہوں نے دنیا کے جینے کو آخرت سے عزیز سمجھا اور نیز اسلیئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ یہہ وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جنکے

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ○ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○

دل اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ مہر کر دیا کرتا ہے انکو کچھ بھی خبر نہیں ضرور وہی لوگ آخرت میں گھاٹے میں رہیں گے

ترکیب میں کفر بدل ہے الکاذبون سے یا اولٰئک سے یا الذین لا یؤمنون سے اور ممکن ہے کہ مبتدا ہو و علیہم اسکی خبر - الا من استثنا مقدم بعض کہتے ہیں مقدم
(نہیں ملکہ لمہد کے ہیں شعر) کی طرح ہے - الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل - من شرطیہ جواب اسکا محذوف جسپر فعلیہم دال ہے - یہہ استثنا متصل ہے -

تفسیر - یہانسے پھر اسی عہد پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بوقت اسلام باندھا جاتا تھا اسلیئے اور بھی زیادہ تر قائم رہنے کی تاکید و تہدید ہے کہ جہلا مکہ
طرح طرح کے شبہات سے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتے تھے اسپر بار ہا بیٹ بھی عرب ایماندار ویسے کیا کرتے تھے فرماتا ہے کہ جو کوئی اس عہد کو توڑ کر کافر ہوگا تو
اسکو سخت سزا ہے مگر ان میں سے ان مسکینوں کو مستثنے کرتا ہے کہ جنکے دلمیں ایمان تھا مار کے ڈر سے کلمات کو منھ سے نکالدیتے تھے کیونکہ مکہ میں کفار قریش غربا اہل اسلام
بہت کچھ ظلم و ستم کیا کرتے تھے اور انکو مجبور کرکے آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف باتیں کہلواتے تھے بعض عزا اور مار کھانا گوارا کرتے مگر ایسی باتیں منھ سے
نہ نکالتے تھے اور بعض نکالدیتے تھے اور دلسے ویسے ہی مطیع اسلام رہتے مگر اسپر بھی انکو بڑی پشیمانی ہوتی تھی اور مکہ کے کفار بھی کچھ عجب نہیں کہ اسپر جھوٹھ بولنیکا
طعن کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے متعصبین بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹھ کی اجازت دی - اسلیئے کذب کی برائی کے بعد اس مسئلہ کا بھی ذکر فرما دیا اور اسمیں ایمان
لاکر کافر ہونیکی سزا بھی بیان ہوگئی - من کفر باللہ الخ یعنی جھوٹھے وہی ہیں جو ایمان لاکر کافر ہوتے ہیں یا یوں کہو جو ایمان لاکر بغیر کسی کی زبردستی کے خود بخود کفر کریگا تو اسپر
اللہ کا غضب ہے سا اور آخرت میں ہوگا الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ مستثنیٰ ہے کہ اسکو کسینے مجبور کر دیا ہو با ایمہمہ اسکے دلمیں ایمان راسخ ہو اور وہ جان بچانے کیلئے کلمہ کفر زبان سے کہدے تو معاف ہے
منقول ہے کہ مکہ میں بہت سے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی گئیں بعض تو در اصل دین سے پھر گئے اور بعض نے ہر تکلیف گوارا کی مگر زبان سے بھی کلمہ کفر نہ نکالا جیسا کہ بلال
و خباب و سالم و یاسر اور سمیۃ انکو مار مار کر تھک گئے سمیۃ کے پیشاب گاہ میں ابو جہل نے نیزہ گھسیڑ دیا وہ مر گئیں اسی طرح اسکا خاوند یاسر بھی شہید ہوا اور
انکا بیٹا عمار ظاہر میں کلمہ کفر کہہ بیٹھا لوگوں نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ عمار مرتد ہوگیا فرمایا کبھی نہیں اسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے حضرت کے
پاس حاضر ہوئے حضرت نے اپنے ہاتھوں سے انکے آنسو پونچھ کر فرمایا کچھ غم نہ کر - الغرض ایسی حالت اکراہ میں زبان سے کلمہ کفر کہنے کی شرع نے اجازت دی ہے
مگر صبر کرنے پر ثواب ہے - اکراہ کسیکو قتل یا کسی عضو کاٹنے کی دھمکی دیجائے اور اسکو یقین ہو جاوے تو ایسی حالت میں بظاہر ایسے قول یا فعل کی رخصت ہے
مگر نہ کرنا افضل ہے ذٰلک الخ سے کفر اختیار کرنے کی وجہ ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا یہ ازلی گمراہ ہیں آخرت میں جلیں گے خسارہ میں
رہیں گے ایسے لوگوں کو ہدایت ازلی سے کوئی حصہ نہیں ملا - اس بات کو دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کرنے سے بطور استعارہ کے ذکر کیا -

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَوْمَ تَأْتِي

پھر تیرا رب انکے لیئے کہ جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے پیچھے گھر بار چھوڑ دیا پھر جہاد کیا اور مصائب کی برداشت کی بیشک تیرا رب انکی اس مساعی جمیلہ کے بعد غفور رحیم ہے جسدن کہ ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَن نَّفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

اپنے ہی لیئے کوشش کرتا ہوا آویگا اور ہر شخص کو اسکے عمل کا پورا بدلا دیا جاویگا اور انپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا - اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثل بیان فرماتا ہے کہ جو امن چین سے تھا - اسکی روزی بھی

يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ وَلَقَدْ

با فراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اسنے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر تو اللہ نے انکے ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے انکو بھوک اور خوف کا جامہ پہنا دیا اور انکے پاس

جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝

انہیں میں کا رسول بھی آیا مگر انہوں نے اسکو جھٹلایا تب تو انکو بدکاری کرتے ہوئے ہی عذاب نے آپکڑا

ترکیب - ان ربک کی خبر لغفور رحیم اور انّ دوسرا اور اسکا اسم تاکیداً مکرر آیا اور ممکن ہے کہ انّ اولی کی خبر محذوف ہو کیونکہ ان ثانیہ کی خبر اسپر دال ہے
فتنوا مجہول کا صیغہ یعنی لوگون نے انکو فتنہ میں ڈالا مارپیٹ کر کلمہ کفر منھ سے نکلوایا۔ صیغہ معروف بھی آیا ہے یعنی انہون نے ایسا کیا تھا اور نکے ساتھ
تفسیر - عہد الٰہی توڑنے والوں کی سزا اور انجام کار بیان فرما کر انکے مقابلہ میں اُن لوگوں کی جزا بیان فرماتا ہے جو ایمان پر ثابت قدم رہے کفار کی ایذاؤں کو برداشت کیا
آخرالامر حضرتؐ کے ساتھ جا ملے اور وہاں بھی جا کر جان توڑ اسلام میں کوششیں کیں اور اطمینان دلایا کہ جو کچھ قصور ادا ے اطاعت میں انسے اس حالت مصیبت میں
ہوگیا ہے خدا غفور رحیم ہے اور اگر فتنوا معروف پڑھا جاوے تو یہہ معنی ہوتے ہیں کہ عہد شکنوں میں سے یا کفار میں سے کہ جنہون نے نو مسلمانوں کے ساتھ طرح طرح کی
بدسلوکیاں کر کے اُنکو فتنہ میں ڈالدیا تھا تو بہ و استغفار کر کے اسلام میں مساعی جمیلہ کرنے اور مصائب پر ثابت قدم رہنے پر مغفرت اور رحم کا مژدہ دیتا ہے ۔
بعض علماء کہتے ہیں کہ یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سُہیل اور ولید بن المغیرہ و سلمہ بن ہشام و عبداللہ بن ابی اسید ثقفی کے باب
میں نازل ہوئی ہے مشرکیں نے انکو فتنہ میں ڈالکر شر پر برانگیختہ کیا تھا لیکن پھر یہ لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے اُنکے
گناہ معاف ہوگئے (معالم) ابن عامر فتنوا کو بفتح التاء والفاء پڑھتے ہیں اُنکے نزدیک یہ آیت اُن مشرکین مکہ کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی
مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہوگئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن الولیدؓ۔ الغرض یہہ آیت توبہ کرنے والوں کے لیئے مژدہ ہے
اسکے بعد اس ہولناک دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ یوم تاتی الخ جسدن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا اور ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی ۔ اُسدن جو کسی کے لیئے
مغفرت اور رحمت الٰہی ظہور کرے تو کیسی بڑی چیز ہے ۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ آج جو قبیلہ کی حمایت اور اپنے معبودوں کی عبادت کے بھروسہ پر یہہ کچھ نافرمانی
اور بدکاری کر رہے ہیں اُسدن ان میں سے کوئی بھی کسی کے کام نہ آئیگا تجادل تخاصم و تحج اپنے ہی لیئے برأت کی حجتیں پیش کریگا ۔ ضرب اللہ یہاں سے
مکہ کے بدمست مشرکوں کو جو کعبہ کے طفیل امن سے تھے اور ہر طرف سے انکے لیئے رزق آتا تھا ایک ایسی مثال سے سمجھایا جاتا ہے جو ہر ایک ایسی صفت کی
بستی پر صادق آتی ہے جہاں کے لوگ خدا کی نعمت کی ناشکری کریں اور جو رسول سمجھانے آئے تو اُسے بھی نہ مانیں اسی بدکاری کی حالت میں عذاب الٰہی آپڑے
نعمتوں کے بدلے بھوک اور پیاس اور امن کے بدلے خوف وہراس ایسا طاری ہوا کہ لباس کی طرح ہر طرف سے گھر لے ۔ پھر بتاؤ انکا کیا حال ہوگا مکہ کے
مشرکوں کی امن اور نعمت پا کر رسول کی تکذیب و مقابلہ کرنے میں وہی حالت تھی اب صرف اثر عذاب الٰہی آنے کی دیر تھی جو بعد میں آیا بدر میں بڑے بڑے سردار
مارے گئے گھر گھر ماتم چھا گیا ادھر سات برس کا سخت قحط پڑا کہ مردار اور ہڈیوں اور کتوں کے کھانے کی نوبت آگئی اور امن بھی جاتا رہا ہر دم آنحضرت صلعم کی
چڑھائی کا دغدغہ رہنے لگا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قریہ سے مراد خاص مکہ ہے اور انہیں کی حالت موجودہ اور آیندہ کی تصویر دکھائی گئی ہے ۔ بعض کہتے ہیں
کہ اس صفت ماضیہ کا امم ماضیہ میں کوئی شہر تھا جنپر انکی ناشکری کے سبب ایسی مصیبت بھوک اور خوف کی پیش آئی تھی مگر شکل میں جو قریہ ہے وہ سب کو شامل ہے
تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں لباس الجوع یہ استعارہ ہے کہ لباس کو جو انسان کو ہر طرف سے ڈھانک لیتا ہے انسان کی اُس مصیبت ناک حالت کے لیئے
استعارہ کیا ہے جو اسپر لباس کی طرح چھا جائے یہاں دو چیزیں ہیں ایک مستعار یعنی لباس دوسری مستعار لہ انسانی زبون حالت بھوک ہراس اسلیئے اسکے ادراک کے لیئے
لفظ ذوق استعمال ہوا جو ایسی حالتوں کے ادراک میں مستعمل ہوتا ہے یہ استعارہ مجردہ ہے جیسا کہ اس شعر میں ؎ غمر الرداء اذا تبسم ضاحکا ، غلقت لضحکتہ رقاب المال

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

پھر تمکو اللہ نے جو کچھ حلال طیب روزی دی ہے اُس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسکی پرستش کرتے ہو نہر حرام تو صرف مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

اور سؤر کا گوشت کیا ہے اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو پھر جو کوئی بھوک کے مارے بے تاب ہو جاوے نہ تو وہ باغی ہو نہ عادی (تو ایسی حالت میں اگر ان چیزوں کو بھی کھالیگا) تو خدا غفور رحیم ہے

حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

حلال اور یہہ حرام ہے کہ خدا پر الٹے بہتان باندھے لگو کیونکہ جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پاتے دنیا کو تھوڑا سا اسباب ہے اور (آخرت) انکے لئے عذاب دردناک ہے

ترکیب۔ وما اہل اے رفع الصوت لغیر اللہ بہ والاہلال رفع الصوت عند رویۃ الہلال وبکار الصبی والتلبیۃ۔ غیر باغ منصوب علے الحال من فاعل اضطر۔ الکذب بفتح الکاف والباء وکسر الذال۔ یہہ منصوب ہے تصف کی وجہ سے وما مصدریہ اور ممکن ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف اور الکذب اُس سے بدل اور بضم الکاف والذال وفتح الباء بھی آیا ہے یہ جمع ہے کذاب مخفف کی جیساکہ کتاب وکتب اور بضم باء السنۃ کی صفت ہوگا۔

تفسیر۔ کفار کفران نعمت اور اسپر زوال نعمت اور نزول عذاب بیان فرماکر مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کے کھانیکی اجازت دیتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو شوق سے کھاؤ پیو مگر شکر کرو کیونکہ نزول عذاب نعمتوں کے کھانے سے نہیں بلکہ کھاکر ناشکری کرنے پر وابستہ ہے۔ لیکن نعمتوں کے کھانے میں شتر بے مہار نہ ہوجاؤ بلکہ فلاں فلاں چیزیں جو مضر ہیں انکو حتی المقدور نہ کھاؤ اسکے بعد ممنوع اشیاء کا حال بیان فرماتا ہے اسکے بعد جو پہلے انبیاء کی معرفت اشیاء ممنوع کی گئی تھیں انکا اسلیئے ذکر فرماتا ہے کہ یہہ قید ممانعت کوئی نئی بات مسلمانوں کے لیئے نہیں اور کبھی بعض اشیا کسی جرم کی سزا میں بھی حرام کردی گئی ہیں جیساکہ یہود کے ساتھ ہوا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلوا کا خطاب ان کفار کی طرف ہے جنکو ناشکری میں سزا ہوئی تھی۔ بارِ دیگر اُنکو ہر قسم کی روزی عطا کرکے فرماتا ہے کلوا مما رزقکم اللہ کہ لو خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اُسکا شکر کرو۔ حلالاً طیبا سے مجملاً ناپاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت سمجھی جاتی تھی مگر اسکی یہی تصریح کردی۔ بقولہ انما حرم علیکم الخ کہ مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جاوے یا وقت ذبح غیر کا نام لیا جاوے پھر یہہ چیزیں بھی بحالت اضطرار درست ہیں۔

انما حصر کا کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار ماکولات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۂ انعام میں بھی بقولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم اور یہہ دونو سورتیں مکیہ ہیں پھر سورۂ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورہ مائدہ میں احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم سے اور ما یتلی علیکم کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ میں کھولدیا۔ اور یہہ دونو سورتیں مدنیہ ہیں پس نطیحہ اور متردیہ وغیرہا حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیساکہ ہم ان کے موقع پر بیان کر آئے ہیں انما حرم سے افراط سے منع کیا تھا کہ شتر بے مہار نہ ہوجاؤ ناپاک اور گندی چیزیں نہ کھاؤ اسی طرح ولا تقولوا سے تفریط سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام کرو یہہ افراط وتفریط ناشکری ہے ایسی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔ ناشکری کرکے جو اسکی نعمتوں سے مزا اٹھاتے ہیں اور منعم سے غافل وسرکش رہتے ہیں ایسے نفس پروروں کے لئے خاتمہ آیت میں یہہ بھی کہدیا کہ متاع قلیل یہہ دنیا کے مزے چند روزہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم اور حقیر ہیں انکو برت لو آخر مرنے کے بعد تو ایسے ناشکروں اور منکروں کے لئے عذاب الیم بڑی دُکھہ دینے والی سزا ہے ان الوان نعمت کے بدلہ زقوم ہے اور ان عمدہ کپڑوں کے بدلہ رال اور گندہک کا لباس ہے

(فوائد)

(۱) حلالا طیبا حلال کے بعد طیب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جو چیزیں حلال ہیں وہ طیب بھی ہیں یعنی پاکیزہ اور ستھری ان میں جسمانی یا روحانی کوئی بھی ناپاکی نہیں اور جنمیں ناپاکی ہے انہیں کو حکیم مطلق نے بندوں پر اس لئے حرام یعنی منع کردیا ہے کہ غذا کا اثر معدے میں ضرور پہونچتا ہے جسکا اطباء انکار نہیں کرسکتے حال کے

ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ سور کے اِنچ بھر گوشت میں ہزار سو زیادہ کیڑے خوردبین سے دکھائی دیئے ہیں جو صحت جسمانی کے لئے سخت مضر ہیں۔

(۲) ناپاکی دو قسم پر ہے ایک جسمانی کہ وہ جانور یا وہ چیز گندی ہو جسکی کھانے سے طبائع سلیمہ نفرت کیا کرتی ہیں جیساکہ گوہ موت بیپ جانوروں میں سور اور ہر قسم کے درندے شیر بھیڑیا وغیرہ پرندوں میں پنجوں اور جنگل سے شکار کرنے والے بازچیل وغیرہ اور زمین کے حشرات سانپ بچھو وغیرہ۔ انہیں مردار جانور بھی شامل ہے کہ جو از خود مر جاوے جس سے علما نے غیر مذبوح جانور مراد لیا ہے سب ان حشرات کے جو پیغمبر علیہ السلام نے فرمائی ہے جنکا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ اسی طرح خون بھی جسکو جاہلیت میں توؤں پر پکا پکا کر کھاتے تھے کیونکہ جسطرح غیر مذبوح کے گوشت میں وہ لطافت نہیں رہتی جو مذبوح کی ہوتی ہے یہاں تک کہ دونوں کی کھال میں بھی بڑا تفاوت ہوتا ہے مضبوطی اور غیر مضبوطی کے لحاظ سے اسیطرح خون کے کھانے یا پینے میں بھی صحت میں فرق آجاتا ہے اور دل پر بھی ایک قسم کی درندگی پیدا ہوتی ہے جیساکہ مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جنمیں جسمانی ناپاکی ہے اور صحت و اخلاق پر بھی برا اثر پیدا کرتی ہیں ان سب کی حرمت اس طیبا کی قید سے ثابت ہے جسکی تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اسی لئے علما کا بھی انکی حرمت پر اتفاق ہوگیا ہے۔ دوسری قسم کی نجاست روحانی ہے وہ کیا ہے؟ کہ اُس جانور یا اُس چیز میں بُت پرستی کی نجاست سرایت کرگئی ہو اس کا ذکر اس جملہ میں ہے وما اہل لغیر اللہ بہ یہہ جملہ کہیں لفظ بہ کی تقدیم کہیں تاخیر سے قرآن مجید میں چار جگہہ وارد ہے۔ بعض مفسرین نے اسکے بعد عند الذبح کی قید بڑہائی ہے کہ ذبح کے وقت جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے وہ حرام ہے مگر مطلق کو قید لگا کر مقید کرنا یا عام کو خاص کوئی ہلکا سا کام نہیں کس لیئے کہ یہہ بھی ایک قسم کا نسخ ہے اور آیت کو کسی کا قول منسوخ کر نہیں سکتا اس کے لئے یا تو کوئی آیت ہونی چاہیئے ورنہ کم سے کم کوئی ایسی حدیث ہو کہ جو صریح الدلالۃ بھی ہو اور اسکے ثبوت میں بھی کسیکو کلام نہو ہمنے ہر چند غور اور بہت تلاش کی مگر اس قسم کا کوئی مخصص ہمکو نہیں ملا۔ پھر صرف مفسروں کی اس قید سے یہہ آیت کیونکر مقید یا خاص ہوسکتی ہے ان مفسرین نے بھی جہاں تک ہماری سمجھ میں آیا یہہ قید احترازی نہیں لگائی ہے بلکہ ایک بیان واقع کیا ہے یعنی اسوقت اکثر بت پرست ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ بتوں پر جانوروں کو انکے نام سے ذبح کیا کرتے تھے۔ اب یہاں ایک تو لفظ قابل بحث ہے دوئم اہل بہ سوم غیر اللہ۔ ما کا لفظ بھی عام ہے اسمیں جانور کی کوئی تخصیص نہیں جانور ہو یا کھانا کپڑا ہو جو بتونکے نام سے پکارا جاوے یا انپر چڑھایا جاوے حرام ہے۔ اہلال لغت میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد پکار کر کہتے ہیں ہذا ہلال یعنے یہہ چاند ہے پھر اسکا استعمال لڑکے کی آواز پر بھی ہونے لگا جو وقت ولادت ہوتی ہے کہتے ہیں استہل الصبی اور حج میں تلبیہ پکار کر کہنے پر بھی اور پھر او مواقع پر آواز بلند کرنے پر بھی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز پر بہ قصد عبادت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے عام ہے کہ ذبح کے وقت یا اوس سے پہلے کہ یہہ جانور فلاں کے لئے ہے تو وہ حرام ہوگیا خواہ وہ جانور اصل میں حلال تھا بکرا بکری گائے بھینسا اونٹ وغیرہ یا نہ تھا اب وہ نجاست اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے دور نہیں ہوتی جیساکہ نجاست ظاہری۔ اگر کوئی سور یا کتے کو اللہ کا نام لیکر ذبح کرے تو کیا وہ گوشت حلال ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر نجاست روحانی تو اوس سے بھی زیادہ عند اللہ مکروہ ہے وہ تو جب ہی زائل ہوسکتی ہے کہ جب وہ شخص توبہ کرے اور پکار کر کہے کہ میں اس سے باز آیا۔ اگر وہ بسم اللہ کہکر ذبح کیا جاوے تو درست ہوسکتا ہے لغیر اللہ بہ بھی مطلق ہے اللہ کے سوا کسیکے نام سے بہ نیت تقرب کوئی چیز پکاری جاوے حرام ہے۔ بہ نیت تقرب نہیں بلکہ تملیک وغیرہ کا اظہار مقصود ہے تو اس سے مستثنیٰ ہے مثلاً کسی کرے کے لئے کوئی پکار کر کہدے کہ یہہ فلاں کا ہے یعنی اسکا وہ مالک ہو یا ہیے اسکو ہبہ کردیا تو اس سے وہ حرام نہیں ہوجاتا کسلیئے کہ اہلال لغیر اللہ میں تقرب ہی مقصود ہوتا ہے۔

(۳) اگرچہ حلالاً طیباً کی قید سے جملہ ناپاک اور گندی چیزیں جنمیں نجاست جسمانی ہو یا روحانی سب حرام ہوگئیں مگر ان میں سے ان چار چیزونکو کہ ان میں زیادہ تر نجاست تھی

اور عرب کے مشرکین زیادہ تر استعمال کرتے تھے مخصوص کرکے حرام ہونا بیان کردیا اور کلمہ انما حصر کا فائدہ دیتا ہے تو یہہ حصر اضافی ہے یعنی حلال و طیب چیزوں کے مقابلہ میں
بالفعل بصراحت یہی چار چیزیں حرام ہیں کیونکہ غیر حلال و غیر طیب سب چیزیں حرام ہیں انھیں میں سے یہہ چار چیزیں بھی ہیں جنکا اس آیت میں ذکر ہوا اور دیگر چیزوں کا وقتاً
فوقتاً قرآن مجید نے یا حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اظہار فرمایا جیسا کہ خمر یعنی شراب اور نطیحہ و متردیہ اور درندوں کا کھایا ہوا جانور اور بتوں پر ذبح کیا ہوا۔
کہتے ہیں کہ جبکہ بھوک کے مارے ہلاک ہوجانے یا سخت بیمار پڑجانے کا اندیشہ ہو جسکا اندازہ تین روز کا فاقہ عام حالت پر قیاس کرکے کیا گیا ہے
ورنہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ سات روز میں بھی انپر ہلاکت کا اندیشہ نہیں اور بعض کسی مرض یا معدہ کی حرارت کے سبب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک رات دن
کھانا نہ ملے تو غشی طاری ہوجاوے انکے لیئے وہی حالت اضطرار ہے۔ مگر اس اجازت میں بھی قید ہے وہ یہہ کہ باغی اور حد سے بڑہنے والا ہو جسکے معنے
اکثر علماء نے یہہ کئے ہیں کہ کھانے میں سد رمق کھاوے پیٹ بھرنے کا قصد نہ کرے نہ عادی ہو کہ پھر ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ کرے امام ابوحنیفہ
اور انکے اتباع کا بھی یہی قول ہے بعض کہتے ہیں کہ باغی بغاوت سے مشتق ہے کہ امام برحق سے لڑنے میں اسکو یہہ بھوک پیاس پیش آوے تو اسکے لیے اس حالت
میں بھی رخصت نہیں غرض حالت معصیت میں رخصت نہیں کس لیئے کہ رخصت رحمت و عنایت ہے جسکا عاصی مستحق نہیں۔ اگر کوئی چوری کے لیئے یا ناحق
کے لیئے یا زنا کرنے کے لیئے یا اور کسی بُرے کام کے لیئے چلا پس نہ اسکے لیئے حالت اضطرار میں جسکو مخمصہ کہتے ہیں ان ممنوع چیزوں کے کھانے کی رخصت ہے نہ سفر
میں قصر نماز اور افطار کی رخصت ہے۔ امام شافعی کا یہی قول ہے پہلے قول کے موافق عاصی کو بھی رخصت ہے کیونکہ معصیت اور چیز ہے باقی احکام میں تعمیم ہے۔ اسکے بعد
فرمایا فان اللہ غفور رحیم کہ یہہ کوئی اچھی بات نہ تھی بات تو بُری تھی مگر اسکو خدا معاف کردیتا ہے وہ غفور رحیم ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کھانے میں سد رمق سے زائد
اس حالت اضطرار میں کھا جانا ایک معمولی بات ہے اسلیئے غفور رحیم فرمایا ورنہ رخصت کے بعد ان اشیاء میں کوئی حرمت باقی نہیں رہتی۔

(۵) یہہ جیسا کہ بعض اشیاء سے مقتضیٔ حکمت روکا تھا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرماتا ہے کہ تم جھوٹ موٹھ بغیر علم یہہ نہ کہدیا کرو کہ یہہ چیز حرام یہہ حلال ہے کس لیئے کہ اشیاء
کی حلت و حرمت خدا ہی کے سپرد ہے۔ جاہلیت میں مشرکین اور انکے گرو حلال اشیاء کو اپنے اوپر خدا کی عبادت سمجھکر حرام کرلیتے تھے سائبہ بحیرہ وغیرہ بتوں کے نام سے
چھوڑتے تھے انکو بھی حرام سمجھتے تھے بتوں کی عزت و تعظیم کے لیئے کیونکہ ایسا کرنے میں خدا پر بہتان باندہنا ہے اور خدا پر بہتان باندہنے والے فلاح نہیں پاتے
انکا آخرت میں انجام بد ہے دنیا میں چند روز سے مزے ہیں اوڑالیں پھر تو دردناک عذاب ہے ممکن ہے کہ متاع قلیل الخ سے انکے لئے تنبیہ ہو جو خدا کی حرام کی ہوئی
چیزوں سے نہیں بچتے یا اسکی حلال نعمتیں کھاکر شکر نہیں کرتے اور پوری شکرگزاری یہہ ہے کہ اسپر ایمان لائے اور اس کے اوامر و نواہی پر ایمان لائے زبانی
شکر کہہ دینا کافی نہیں +

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

اور یہودیوں پر ہمنے وہ چیزیں حرام کی تھیں جنھیں تم کو پہلے بتا چکے ہیں اور ہمنے تو انپر کچھ بھی ظلم نہ کیا تھا لیکن وہی اپنے نفسوں پر آپ ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر آپکا رب اُن کے لیئے

عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

جو بیخبری میں بُرے کام کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کرلی اور سدہر گئے۔ بیشک آپکا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے بیشک ابراہیم پیشوا ہو گزرے ہیں۔ وہ خدا کے بڑے فرمانبردار

لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

ایک طرف کے ہو رہنے والے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اسکی نعمتوں کے بڑے شکرگزار تھے خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا اور انکو راہ راست دکھائی تھی اور ہمنے انکو دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔

وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ط

اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہونگے

ترکیب علیٰ حرمنا متعلق ہے من قبل قصصنا سے اقصصنا ظلمناہم کا مفعول ہے ولکن کانوا انفسہم یظلمون عملوا متعلق ہے علی۔ کان جملہ ان کی خبر امۃ ان کا کان کی خبر اول قانتا خبر ثانی اسی طرح حنیفا تیسری خبر ہے لم یک جملہ معطوف ہے کان پر اسی طرح شاکراً بھی خبر کان۔

تفسیر یہاں سے تحریم بیان کی جاتی ہے جو اگلے لوگوں پر انکی سرکشی سے واقع ہوئی تھی فرماتا ہے وعلی الذین ھادوا حرمنا یعنی یہود پر ہمنے وہ چیزیں حرام کردیں تھیں جنکا ذکر اسے پہلے ہمنے پہلے آپ سے سورہ انعام وغیرہ میں کیا ہے جیساکہ فرمایا تھا حرمنا علیہم کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومھما کہ ہمنے یہودیوں پر کھروالا جانور حرام کردیا تھا گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کردی تھی یہود پر اشیاء کے حرام ہونے کا مسئلہ تحریم اشیاء کے بعد اس لیے مذکور ہوا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہوکہ تحریم دو قسم کی ہے ایک یہہ کہ جو ان اشیاء میں کوئی مضرت ہے حکیم نے شفقت سے منع کردیا دوئم یہہ کہ ان میں کوئی بھی مضرت نہیں بلکہ انکی سرکشی کی وجہ سے انکو ان چیزوں کے استعمال سے روک دیا تاکہ اس ورزش میں انکی نفس بد کی تیزی ٹوٹے جیساکہ روزے میں ہوتا ہے مسلمانوں پر جو چیزیں حرام ہوئی ہیں تو قسم اول کی تحریم ہے برخلاف یہودیوں کے کہ انپر قسم دوئم کی بھی تحریم تھی یہہ مسلمانوں پر احسان ہے کہ انپر اس قسم کی تحریم جاری نہیں فرمائی اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ فرماتا ہے یہہ یہود ہی کا ظلم اپنے نفسوں پر تھا سرکشی کرتے تھے اشیاء انپر حرام ہوتی جاتی تھیں اور سرکشی کے بعد توبہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بقولہ ثم ان ربک کہ جو لوگ بیخبری میں گناہ کرتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے توبہ کرلی ان کے لیے خدا غفور رحیم ہے۔ ایک آیت میں یہہ آگیا ہے کہ جو موت تک گرفتار گناہ رہتے ہیں اور موت طاری ہونے کے وقت توبہ کرتے ہیں انکی توبہ مقبول نہیں کما قال ولیست التوبۃ الآیہ اس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ اگر دانستگی میں بھی کسی نے برائی کی ہے اور مرنے سے پہلے اسنے توبہ قبول کرلی وہ بھی مقبول ہے جمہور اہل علم کا اسی پر اتفاق ہے۔ مشرکین مکہ جو حضرت علیہ السلام کی نبوت میں کلام کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے یا ایہمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اسیطرح یہود بھی انکے قائل تھے اور اپنے خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے توراۃ میں جو کچھ احکام میں سختی ہوئی اور پاک چیزیں انپر حرام ہوئیں انکو سنت ابراہیمیہ سمجھتے تھے اس لیئے ان دونوں فریق کے سنانے کو ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ انکی خیالات فاسدہ کا بطلان ہو۔ پس فرماتا ہے ان ابراہیم الخ اول صفت انکی امۃ اسکے چند معنی ہیں وہ تن تنہا پیشوا دین ہونے کی وجہ سے بمنزلہ امت یعنی ایک جماعت کے تھے مجاہد کہتے ہیں انہوں اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابلہ میں وہی موحد تھے اس لیئے وہ بھی ایک گروہ قرار دیئے گئے یا امۃ بروزن فعلۃ بمعنی مفعول جیساکہ رحلۃ ولعنۃ یعنی مقتدا (۲) قانتا یعنی حکم کے تابعدار (۳) حنیفا بمعنی مائل الی الاسلام (۴) لم یک الخ وہ مشرک نہ تھے (۵) شاکراً کہ بڑے شکرگزار تھے (۶) اجتباہ خدانے انکو برگزیدہ کیا تھا ایک عالم انکو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہداہ انکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الخ دنیا میں بھی وہ پھلے پھولے انکی نسل میں برکت دی گئی (۹) دار آخرت میں مقام بلند پر پہنچے۔ اب جو ابراہیم کے رستہ پر ہے وہی ان کا وارث برکات کا مستحق۔

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ط وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَی الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ط

پھر ہمنے اوحی آپ کیطرف یہ وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کریں جو خدا کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ سبت تو انھیں پر مقرر ہوا تھا جو اسمیں اختلاف کرنے آئے ہیں۔

وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَحْکُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ○ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اور آپ کا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا کہ جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کردیگا (اے نبی لوگوں کو) اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ

واسطے سے بلائیے اور ان سے بحث بھی کرو تو ایسے پیرایہ سے کرو کیونکہ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کے رستہ سے بھٹکا ہے اور وہ انکو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں اور اگر تم بھی بدلہ لو

فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

تو اتنی کہ جتنی تمسے کی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر اللہ ہی کے ساتھ ہے اور ان پر کچھ رنج کیجئے اور نہ آپ

فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝

انکے مکروں سے دل تنگ ہوں کس لئے کہ جو پرہیزگاری اور لوگوں سے نیکی کرتے ہیں اللہ ان کے ساتھ ہے

ترکیب۔ ان اتبع اوحینا کی تفسیر ہے بالتی اے بالمجادلۃ التی۔ عاقبتم جمہور کے نزدیک الف وتخفیف کے ساتھ ہے اور بعض نے بغیر الف کے تشدید کے ساتھ بھی پڑھا ہی عقبتم اے تتبعتم۔ بمثل ما ب زائدہ ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ تقدیر یہ ہے بسبب مماثل لما عوقبتم لہو ضمیر صبر یا عفو کی طرف پھرتی ہے وہ لو پر کلام دال ہے ضیق مصدر ہی ضاق کا جیسا کہ سار اسیر ا ضیق کا مخفف جیسا کہ سیئت میت کا الا باللہ اے بتوفیقہ۔

تفسیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف مذکورہ میں مشرکین ویہود پر تعریض ہے کہ تمکو بھی ابراہیم کا اتباع ضرور ہے تم تو انکے برخلاف کلام کرتے ہو اسکے بعد ایک اور تعریض کرتا ہے کہ ثم اوحینا الیک الخ اے محمد ہمنے بعد اسکے کہ ابراہیم کا طریقہ لوگوں نے محرف کر دیا تھا (لفظ ثم اسی طرف اشارہ کرتا ہے) آپ کی طرف اے نبی حکم بھیجا کہ طریقہ ابراہیم پر قائم ہو اور اسپر چلو یعنی محمد علیہ السلام نے دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں نکالا جو تم اسکے قبول کرنے میں پیش وپنج کرتے ہو یہ تو اسی برگزیدہ نبی کا رستہ ہے کہ جسکے اتباع کا تمکو دعوے ہے ہاں تمنے اس طریقہ کو بگاڑ دیا مشرکین نے تو شرک کر کے کیونکہ ابراہیم ہرگز مشرک نہ تھے یہود نے دیگر رسوم باطلہ سے۔

یہود آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے تھے کہ آپ طریقہ ابراہیمؑ کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں ابراہیم کے دین میں یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم خاص تھی وہ آپنے ترک کی اسکی جگہ جمعہ کا دن مقرر کیا اس کے جواب میں فرماتا ہی انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ کہ سبت[1] کا دن ابراہیم علیہ السلام پر مقرر نہوا تھا بلکہ انہیں یہود پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں کہ جنہوں نے اسمیں اختلاف کیا یعنی اسکی تعظیم بجا نہ لائے بہت نے انکے بزرگوں میں سے اسکی بےحرمتی کی اسدن میں کاروبار وشکار کیا جسپر مبتلائے بلا ہوئے اختلفوا فیہ میں ایک قسم کی تعریض ہے کہ یہ جو آج اسکی تعظیم کا دم بھرتے ہیں انہیں نے اس میں اختلاف بھی کیا۔ اختلفوا فیہ کے یہی معنی ہیں کہ بالاتفاق سب نے اسکی تعظیم برابر نہیں کی یا یہ معنی کہ نصاریٰ بھی باوجودیکہ توریت کی پابندی کا دم بھرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور انکے احکام کو بھی برحق مانتے ہیں لیکن سبت کو نہیں مانتے اسکی جگہ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ کتب علی الذین میں نصاریٰ بھی داخل ہیں اور یہود بھی پھر انہیں میں باہم اس سبت میں اختلاف ہی یہودی اسکے قائل عیسائی نہیں بلکہ اسکی جگہ اتوار کو قائم کرتے ہیں اور ہر ایک دلیلیں قائم کرتا ہے اسلئے فرماتا ہی ان ربک لیحکم الخ کہ خدا قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دیگا ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پچھلے ہیں مگر سب سے پہلے ہیں قیامت کے دن صرف فرق یہ ہے کہ انکو پہلے کتاب ملی ہے اور ہمکو پیچھے بس وہ دن کہ جو خدا نے انپر فرض کیا تھا اسمیں انہوں نے اختلاف کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ دن بتلا دیا کہ وہ ہمارے پیچھے رہ گئے یہود ایک روز نصاریٰ اسکے بعد ایک روز (صحاح)

جب آنحضرت صلعم ابراہیم علیہ السلام کی مسند نبوت پر بیٹھے اور انسے بھی بڑھ گئے تو انکو حج کے لئے لوگوں میں منادی کا حکم ہوا تھا واذن فی الناس بالحج تو آپ کو تمام عالم کی دعوت کا حکم ہوا کہ سب کو راہ راست کی طرف بلائیں فقال ادع الی سبیل ربک مگر دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں اول اعلیٰ درجہ کے حکماء وکملا جنکا مقصود

[1] سبت کا معنی ہیں آسمین یعنی بیکاری کا روزہ یہود پر یہی تھا ۱۲ منہ

اصلی یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہی سو انکی دعوت بالحکمۃ ہوتی ہے یعنی دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ ایکے دل میں عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا اب یہہ کچھ ضرور نہیں کہ یہہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا نہ ہوں بلکہ انکے فہم و استعداد کے موافق دوئم اوسط درجہ کے لوگ انکے افہام دلائل اقناعیہ ہی پر بس کر لیتے ہیں سو انکو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور یہی دلائل موعظت حسنہ ہیں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں سوئم ادنی درجہ کے لوگ جنکی روح مکدر اور عالم غیب سے نورانیت کا حصہ نہیں پائے ہوئے ہوتی ہے سو یہہ لوگ دعوت کے قابل نہیں بلکہ انکے مسلمات سے انکا بند کر دینا ہی مطلوب ہوتا ہے اسلیئے انکے لیئے فرمایا وجادلہم بالتی ہی احسن اور اسی لیئے اشرار اہل کتاب کے لیئے ایک جگہہ یوں آیا ہے ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور چونکہ یہہ لوگ ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں الزام کھانے کے بعد بھی بک بک کئے جاتے ہیں اس لیئے آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ الخ یعنی آپ کچھہ غم نہ کریں کہ کیوں نہیں مانا کسلیئے کہ خدا کو گمراہ اور ہدایت یافتہ معلوم ہیں سزا جزا اسی کے ہاتھہ ہے جو شخص خلائق کی ہدایت پر کمر باندھکر انکو انکے مذہب آبائی اور رسوم و عادات موروثیہ سے منع کرنا چاہے تو لوگ اسکے اور اسکے اعوان و انصار کی تکلیف اور ایذا میں ہاتھہ سے زبان سے کچھہ اٹھا نہیں رکھتے اسلیئے آنحضرت صلعم کو اور آپکے پیرؤں کو حکم دیتا ہے کہ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ کہ اگر بدلہ ہی لینا ہو تو اسیقدر کہ جسقدر تمکو تکلیف دی گئی ہے یہہ عام قانون عدالت کے موافق حکم ہے مگر انبیاء اور انکے پیرؤں کا مرتبہ اس سے بھی بلند ہے انکو صبر و برداشت کرنا ہی بہتر ہے اسلیئے فرمایا ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین اسپر آنحضرت صلعم کی شان اس سے بھی اعلے ہے اسلیئے آپکو بہ تاکید صبر کا حکم دیا واصبر الخ اور نیز آپ کو انکی گزشتہ حرکات ناشائستہ پر رنج کرنے اور آئندہ جو وہ مکر و فریب کریں گے یا کرتے ہیں اس سے دل تنگ ہونے کی بھی ممانعت کردی ولا تحزن الخ اور اپنی مدد کا بھروسہ دلا دیا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون جسطرح سورۂ حجر کا خاتمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یاد الہی کے حکم پر کیا تھا جس سے روح میں قوت اور تکالیف کی برداشت کی طاقت پیدا ہوتی ہے اسی طرح اس سورہ کا خاتمہ جملہ مصائب کی برداشت پر کیا جو خدا پرستی میں پیش آتی ہیں اسی لیئے کہا گیا ہے الصبر مفتاح الفرج صبر کشادہ کاری کی کنجی ہے دنیا کے کاموں سے لیکر خدا پرستی اور عرفان الہی تک جسنے صبر نہیں کیا کچھہ بھی نہیں پایا اور یہاں صبر پر کامیابی کا بھی وعدہ ہے کسلیئے کہ خدا کی معیت سے زیادہ اور کوئی کامیابی نہیں جسکے ساتھ خدا ہے اسکے ساتھ سب کچھ ہے

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ہو السمیع البصیر ○

پاک ہے وہ کہ جسنے راتوں رات اپنے بندہ محمد کو مسجد حرام سے اس مسجد اقصی تک سیر کرائی کہ جسکے آس پاس ہمنے برکت دی رکھی ہے تاکہ اسکو ہم اپنی کچھہ نشانیاں دکھائیں کیونکہ وہ سنتا دیکھتا ہے

ترکیب سبحٰن اسم ہے بمعنی تسبیح بمعنی التنزیہ - اور کبھی علم بھی ہو کر مستعمل ہوتا ہے تب اضافت سے منقطع ہو گا اور غیر منصرف ہو گا ۵ قد قلت لما جاءنی فخرہ سبحان من علقمۃ الفاخر۔ اور اسکا نصب فعل محذوف سے ہے جو حد درکی اظہار ہے - اسریٰ و سریٰ ایک معنی میں ہے وقیل لا لیلاً منصوب ہے اسریٰ کا مفعول فیہ ہو کر جو لہ منصوب ہے مفعول بہ بامعہ ہو کر بارکنا کا الذی اسریٰ سے متعلق ہے -

تفسیر چونکہ پہلی دونوں صورتوں کے خاتمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت و تسبیح اور اسپر صبر یعنی اسکے تکالیف برداشت کرنے اور اسپر مداومت کا حکم دیا گیا تھا جسکی آپ نے بخوبی تعمیل کی اب اس سورہ کی ابتدا میں اس عبادت و صبر کا نیک نتیجہ ظاہر فرماتا ہے وہ کیا ہے حضرت کو معراج ہونا جسمیں حد ہا اسرار غیبیت اور آسمانوں اور جنت و دوزخ کے حالات دکھلائے گئے یہاں مرتبہ نبوت کی اعلے ترقی ہے - جملہ مفسرین متفق ہیں کہ عبدہ سے مراد اس جگہ حضرت محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم - اسراء ت میں سیر کرنا لیجانا لیکن لیلا کا لفظ نکرہ کر کے لانا اسلیے ہے کہ تمام رات کی سیر نہ کوئی سمجھ لے بلکہ یہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا وہ یہ کہ مسجد الحرام سے حضرت کو مسجد اقصیٰ تک لیگئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے - مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے آس پاس کی جگہ یعنی صحن - احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھ بیدار کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس براق لائے الخ اور بعض روایات میں ہے کہ اُس رات آپ اُمّ ہانی کے گھر میں تھے اسکی تطبیق علما نے یوں کی ہے کہ اُمّ ہانی کا گھر حرم میں واقع تھا اور یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم کو روحانی طور پر بھی کئی بار معراج ہوئی ہے اُمّ ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو نہ یہ کہ جسکا یہاں ذکر ہے اور اسی طرح وہ جو بعض اہل علم معراج کو خواب بیتی کہتے ہیں غالباً انکی مراد بھی خواب کی معراج ہو گی نہ یہ کہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصے تک ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر آگے آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو بحالت مجموعی حد تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے سلف سے خلف تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اسکو اقصیٰ یعنی بعید اسلیے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے بہ اس دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد نہ تھی غرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اسکو مسجد اقصیٰ کہتے تھے اسکے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ میں مسجد اقصیٰ ہے ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اسکے سوا اسکے گرد حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات اور آثار باقیہ ہیں جو سراسر برکات ہیں اور یہ سیر کسلیے کرائی کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اپنے نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ ان کے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبوت کے مرتبہ کی تکمیل ہو جائے جو تمام عالم کے نبی کے لیے ضروری تھی - سمیع و بصیر اس مقام پر عجب لطف دے رہا ہے - بصیر اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لیے آیا ہے مسافر کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بیہودہ سوالات پر تہدید کے لیے آیا - آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا احادیث صحیحہ میں مفصلاً مذکور ہے -

ابحاث

(۱) یہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ستائیسویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ کتب سے ثابت ہے - (۲) آنحضرت صلعم نے جب صبح کو اس معراج کی کیفیت بیان فرمائی تو اہل مکہ اور بھی تمسخر کرنے لگے چنانچہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ شبا شب بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو رستہ میں ضرور دکھائی دیے ہونگے اگر آپ سچے ہیں تو انکی پوری کیفیت بیان فرمائیے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور انہیں کیا واقعہ ہوا تھا چنانچہ آپ نے انکی سب مفصل کیفیت بیان کر دی اور جب وہ قافلے واپس آئے تو لوگوں نے انسے پوچھا کہ فلاں شب تم کہاں تھے اور کیا معاملہ تم میں گزرا تھا انہوں نے وہی بیان کیا جسکی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے -

۵ مسجد اقصیٰ بیت المقدس ہے انبیاء سابقین کا قبلہ رہا ہے یہ مسجد حضرت داؤد علیہ السلام نے شروع کی اور حضرت سلیمان نے ملک فلسطین کے یروشلم شہر میں حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت موسیٰ سے تخمیناً پانسو برس بعد بنی اسرائیل کی شرارت و بدکاری سے کئی بار یہ عمارت گرائی گئی اور پھر بنی آنحضرت صلعم کے عہد میں تیرہ رومی طیطس کی گرائی ہوئی تھی مسجد کا ایک قطعہ پڑا تھا مسجد کی جگہ کا نام تھا عمارت کا کچھ نہ تھا عمارت ملتی نہ تھی مسجد نہیں ملتی مگر اسکے آس پاس عیسائیوں نے بڑی عمارت تعمیر کر لی تھی اس زمانہ میں انکو بھی بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کہتے تھے حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوئی ۱۲ منہ

سوال آ حادیث میں یہہ موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیت المقدس کے مکانات کا پتہ پوچھنا شروع کیا اور آپ جب بتلاتے بتلاتے گھبرا گئے تو جبرئیل نے بیت المقدس کو آپکے سامنے لاکر حاضر کردیا۔ اوّل تو بیت المقدس جو خاص ہیکل سلیمانی سے عبارت ہے بخت نصر کے حادثہ میں گرایا گیا اور پھر جو اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو انطاکیہ کے بادشاہ انٹیوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرادیا پھر اسکے بعد جو تعمیر ہوئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تمام نہیں ہوئی تھی جسکی سرپرستی ہیرودس حاکم کرتا تھا جو قیاصرہ روم کا گورنر تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے تخمیناً چالیس برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے بیخ و بنیاد سے گرادیا اور اسپر ہل چلوادیا پھر جو کسی نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو نہ کرسکا اسکی بنیادوں میں سے مدتوں تک آگ کے شعلے نکلتے رہے جو یہود پر مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے قہر الٰہی تھا آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی وہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا پھر اسکو عمرؓ نے تعمیر کیا یہہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالاتفاق مانی گئی ہے پس آپنے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اسکے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے اس عہد کے پیشتر صدہا سال سے ہی اسکو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ اسکے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟

دوم جو کچھ ہو پھر اسکے حضرت کے روبرو مکہ میں حاضر ہونے کے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جسکو کوئی بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔

جواب مسجد اس جگہ کا نام ہے جو وہ عمارت کے گرجانے یا بدل جانے سے نہیں بدلتی گو وہ خاص ہیکل منہدم تھی مگر اسکے آس پاس عیسائیوں نے مکانات تعمیر کر رکھے تھے جسکو خود عیسائی اور عوام ہیکل اور بیت المقدس ہی کہتے تھے جنکو قریش مکہ نے جبکہ وہ اس ملک اور شہر میں تجارت کے لیے آتے جاتے تھے بارہا دیکھا تھا انہیں کو آنحضرت صلعم نے مطابق سوال کے بتلادیا۔ رہا اس کا مکہ میں آپ کے سامنے موجود ہو جانا جسے دیکھ دیکھ کر آنحضرت قریش کو جواب دیتے اور نشان بتلاتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اس سے یہہ مراد نہیں کہ ان مکانات کو اٹھاکر لا کر مکہ میں لے آئے تھے بلکہ آپ پر انکشاف روحانی ہوا اور تمام عمارت قلبی آنکھوں کے سامنے آگئی آپ تو سید المرسلین ہو یہ بالہام تھے معمولی لوگوں کے سامنے غائب چیزوں کا تصور میں پورا نقشہ کھنچ جاتا ہے وہ چیزیں اس عالم میں آنکھوں کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں پادری صاحب ایسے واہی تباہی شبہات سے جنکے پیش کرنے میں عاقل و اہل علم شرم کرتے ہیں جاہل مسلمانوں کے عقائد میں فتور ڈالا کرتے ہیں اور اسکو مشن کی عمدہ کارگزاری سمجھکر فخر کیا کرتے ہیں شرم شرم۔

(۳) جسم عنصری کا تھوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا اور اس سے بڑھکر یہہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات مجسدہ سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکماء نے اسکے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق والتیام کے محال ہونے پر دلائل قائم کیے ہیں اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں اسی لیے آج کل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات کے بچنے کے لیے۔ **جواب** جسم عنصری کا ایسی حرکت سریع کرنا خصوصاً جبکہ اسکی عنصریت روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جاوے کچھ بھی محال نہیں آجکل ریل اور تار برقی کی حرکت کو ملاحظہ کرلیجیے اور اسی طرح آسمانوں کا خرق والتیام جن خیالات فاسدہ سے محال ثابت کیا تھا انکی پوری پوری حکماء اسلام نے علم کلام میں قلعی کھولدی ہے اور ثابت کردیا ہے کہ وہ حکماء یونان اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتے تھے جنکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آج کل حکماء یوروپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہو تو کیا ہوا پر جو انا جیل و بائبل کو مانتے ہیں انپر ان باتوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے دیکھیے انجیل مرقس کے سولہویں باب انیسویں ورس میں یہہ ہے یعنی مسیح خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا اور خدا تعالیٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا یعنی حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چلے گئے اور اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ ایلیا (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) اور الیسع باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے اسمیں چڑھکر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قسیس ولیم ہٹ اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت اخنوخ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ اور اہل اسلام تو قاطبۃً اسپر متفق ہیں ورلے ملحدوں کا کیا ذکر ہے اور عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو

۹ یعنی

حضرت کو اس سے بیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیسا کہ معالم میں ہے)

(۴) یہہ معراج روحانیت کا کامل غلبہ ہے عبادت و تسبیح کے سبب حس سے روح جسم پر غالب آ گئی اور جسمانیت میں سرایت کر گئی اور جسم بھی بمنزلہ روح کے لطیف ہو گیا تھا اور یہہ بات اہل کمال پر مخفی نہیں۔

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ

اور ہمنے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی اور اسکو بنی اسرائیل کے لیئے ہادی بنایا تھا (اسمیں حکم تھا) کہ میرے سوا کسیکو کارساز نہ بنانا اے نسل انکی کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کر لیا تھا بے شک وہ

عَبْدًا شَكُورًا ۝ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ فَإِذَا جَاءَ

شکر گزار بندہ تھا ۔ اور ہمنے کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے ٹھیرا دیا تھا کہ تم زمین پر دو بار فساد کرو گے اور بڑی ہی سرکشی کرو گے پھر جب ان میں سے

وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

اول وعدہ آیا تو ہم نے تم پر ایسے بندے کھڑے کر دیئے جو بڑے لڑنے والے تھے اور وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑے اور اللہ کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا پھر ہمنے تم کو

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ

دشمنوں پر غلبہ دیا اور تمکو مال اور اولاد میں ترقی دی اور تمکو بڑی جماعت والا بنا دیا ۔ اگر تمنے نیکی کی تو اپنے ہی لیے کی تھی اور اگر بدی کی تھی تو

فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ۝

اسے ہی لئے کی تھی پھر جب دوسرا وعدہ آیا (تو پھر دشمنوں کو ابھار دیا) تاکہ وہ تمہارے منھ بگاڑ دیں اور مسجد مقدس میں گھس پڑیں جیسا کہ اس میں اول بار گھس پڑے تھے اور جس جس پر قابو پائیں اسکا ستیاناس کر ڈالیں

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝

کچھ دور نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور جہنم کو تو منکروں کا قید خانہ ہی بنا رکھا ہے

ترکیب الا تتخذوا اصل میں ان لا تھا ۔ ان مفسرہ ہے اس چیز کا کہ جسکو کتاب شامل تھی امر و نہی سے ۔ وکیلا مفعول ہے لا تتخذوا کا اور مفعول ثانی یا ذریۃ ہے والتقدیر لا تتخذوا ذریۃ من حملنا وکیلا اے یا منصوب الیہ ۔ اس صورت میں من دونی حال ہوگا وکیلا سے یا من دونی خود مفعول ثانی ہے ۔ اس صورت میں ذریۃ کا نصب منادی مضاف ہونیکی وجہ سے ہے یا اضمار اعنی مرتین مصدر ہے غیر لفظ سے وعد اولٰہما اے موعود اولی المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا۔

تفسیر آنحضرت صلعم کی بزرگی ذکر فرما کر (یعنی معراج کا ذکر کر کے) بتلاتا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے ہمنے موسےٰ کو بھی کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو بنی اسرائیل کے لیئے ہدایت تھی اس میں بڑا تاکیدی حکم یہ تھا کہ اے نوح اور اسکے ساتھ کشتی میں سوار ہونیوالوں کی نسل میرے سوا اور کسیکو کارساز حاجت روا نہ بنانا ۔ مگر بنی اسرائیل بے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے۔

ذریۃ من حملنا مع نوح فرمانے میں اسطرف اشارہ ہے کہ اسوقت لوگوں کی شرارت سے انکو غرق کیا تھا اور نوح اور اسکے ساتھ والوں کو کشتی میں خدا پرستی کی وجہ سے بچا لیا تھا پھر اب جو تم دنیا میں پھیلے ہوئے ہو سب انہیں انعام یافتوں کی نسل ہو تمکو ذرا اپنے بزرگوں کا بھی خیال رہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس عذاب کا بھی کہ جو اسوقت دنیا پر نازل ہوا تھا ۔ چونکہ کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلیئے انکا وصف بھی ظاہر کر دیا انہ کان عبدا شکورا کہ وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا ۔ اب تم اسکی اولاد ہو کر کس طرح سے کفران کرتے ہو شرماؤ شرماؤ ۔ ذریۃ من حملنا مع نوح میں اس شرارت پر سزا نازل ہونا اشارۃً ذکر فرما کر اس واقعہ کی تصریح فرماتا ہے جو کتاب میں بنی اسرائیل کیلیئے

بطور پیشین گوئی کے ذکر ہوا تھا بقولہ وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیرا ○ فاذا جاء وعد اولٰھما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الخ۔

قضا، قطع کرنا فیصلہ کرنا مستحکم کرنا۔ ادا کرنا۔ حکم کرنا۔ مگر یہاں مراد قطعی طور پر بتلا دینا ہے۔ وعد اولٰھما یعنی اولی المرتین باس قتال ومنہ قولہ تعالےٰ وحین الباس قال اللیث الجوس والجوسان التردد۔ فجاسوا ابن عباسؓ اسکے معنی کرتے ہیں فتشوا۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں طلبوا من فیہا ابن قتیبہ کہتے ہیں عاثوا وافسدوا۔ الخلال ہو الانفراج بین الشیئین والدیار دیار بیت المقدس۔

بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توارت مراد لی ہے اور یہ ممکن ہی کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہ بات اول سے سنا دی ہو کہ تم ملک میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کرو گے تو تم پر ہم بڑے جنگ آور بندے مسلط کرینگے جو تمہارے گھروں میں گھس گھس کر تمہیں قتل کرینگے۔ اسکے بعد ہم پھر تمکو دولت وثروت اولاد وحشمت دینگے مگر تم پھر فساد وشرارت کرو گے تو ہم پھر تم پر ایک قہار قوم مسلط کرینگے جو تمہارے منہ لگا ڑدیگی اور اول بار کی طرح بیت المقدس تک انکی نوبت آویگی اسکے بعد شاید خدا تم پر مہربانی کرے اور جو تم پھر بدی وشرارت کرو گے تو ہم بھی پھر تمکو سزا دینگے"۔ مگر اب بالفعل جو اہل کتاب کے پاس توریت کے نام سے ایک کتاب ہے اسمیں اس صراحت کے ساتھ یہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقروں سے نکلتا ہے۔ اس اصلی توریت میں یہ مضمون ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یعنی یہ بات بنی اسرائیل کے لیے ہمنے دفتر قضا وقدر میں لکھدی تھی۔ وقال ابن عباسؓ وقتادہ یعنی قضینا علیہم فالی بمعنی علی والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ۔ معالم۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب اے علمناہم واخبرناہم فیما آتیناہم من الکتاب انہم سیفسدون (معالم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کاتب الحروف کے نزدیک یہی قول قوی ہے اب ہم جو آجکل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکو اہل کتاب الہامی مانتے ہیں انمیں سے کتاب یسعیاہ (شعیا) اور یرمیاہ (ارمیاہ) اور حزقیل اور ہوسیع اور یوئیل اور عاموس اور میکیاہ اور حبقوق علیہم السلام کی کتابوں میں یہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرمایا ہی وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب الخ

اب یہ بات باقی رہ گئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت وبت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے ان پر مسلط کیا تھا؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ بخت نصر بابل کا بادشاہ ہی مگر اسکی چڑہائی کا باعث جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے خون کا انتقام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کیسلئے کہ بخت نصر جسکو اہل کتاب بنوکدنضر کہتے ہیں حضرت یحییٰؑ سے صدہا سال پیشتر گزرا ہے۔ اور پچھلے مرتبہ جسنے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ہے بعض کے نزدیک وہ شاہ اینٹوکس انطاکیہ کا بادشاہ ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی تھی جیسا کہ عسیٰ ربکم ان یرحمکم سے پایا جاتا ہے تو بنی اسرائیل نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ بھی بڑی بدسلوکی کی تو ان عدتم عدنا کے موافق خدا نے شہزادۂ روم ططس کو چڑھایا جسنے بالکل ستیاناس کردیا اسی کے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔

اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لیں گے کہ اس آیت کا مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے اور کونسا واقعہ اس سے زیادہ چسپاں ہے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

تاریخ بیت المقدس

جونکہ مسجد اقصی کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں واقع ہے کہ جسکو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہیں تو ہم کو ضرور ہوا کہ اس کا مفصل حال بیان کریں تاکہ پھر شب معراج میں آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں تشریف لیجانا ذہن نشین ہو اور اسپر جو مخالفین نے شبہات کئے ہیں وہ بھی دفع ہوجاویں اور نیز پچھلی آیتوں کا مطلب بھی بخوبی واضح ہوجاوے۔

فصل اول

مسجد اقصی یا بیت المقدس اوس مسجد کا نام ہے کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہیں۔ یہ مسجد شہر شلیم یا جیروسلم میں واقع ہے جو ملک فلسطین میں ہے اور اس ملک کو یہودیہ اور ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور کنعان بھی کہتے ہیں اور کبھی ملک شام بھی۔ جغرافیا فرانس کے صفحہ ۲۲۴ میں ہے وکنعان اسم قدیم شام است کما قال الیاقوت کنعان بالفتح ثم السکون وعین مہملہ وآخرہ نون قال ابن الکلبی الشام ومنازل الکنعانیین ینسبون الی الکنعان بن حام بن نوح۔ وکنعان موضع من ارض الشام کان منزل یعقوب علیہ السلام فی قریۃ یقال لہا سیلون بین سنجل و نابلس وبہا الجب الذی القی فیہ یوسف علیہ السلام۔

کنعان شام کے اس حصہ کا نام ہے جس کے ایک گاؤں میں جس کا نام سیلون ہے سجل او رنابلیس کے درمیان حضرت یعقوب رہا کرتے تھے اور یہیں وہ کنواں بھی ہے جسمیں حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے ڈالدیا تھا اور شام کے ملک میں ایک گاؤں کا بھی کنعان نام ہے۔ اسی طرح فلسطین بھی اس ملک کو کہتے ہیں یعنے ملک شام کا وہ جنوبی و مغربی حصہ جو بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس میں عسقلون اور لقیرون اور یافہ اور غازہ وغیرہ شہر آباد ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ملک میں فرقہ کوش کے لوگ رہتے تھے جنکا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تھا اور سیریہ کہ جس کو زمانہ قدیم میں آرام کہتے تھے ایشیا ترکی کا ایک حصہ ہے جسمیں شہر آلیپو یعنی حلب واقع ہے کبھی شام وسیع معنی میں اطلاق ہوتا ہے جس سے ملک فلسطین بھی مراد لیا جاتا ہے اب ہم اس ملک فلسطین یا کنعان کا حال بیان کرتے ہیں کہ جسمیں شہر جیروسلم یا یروسلم واقع ہے۔ اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہیں شمال میں ملک سریا یعنی شام اور مغرب میں شمالی حصہ تک بحیرہ روم جسکے کنارہ پر طرابلس عسرہ یافہ صیدا عسقلون عکہ صور بیروت لاذقیہ قلیساریہ وغیرہ شہر واقع ہیں اور جنوب میں ملک عرب کے شمالی حصے۔ اور مشرق میں یردن ندی اور بحر المیت کہ جسکو بحر لوط بھی کہتے ہیں یعنی وہ شور جھیل کہ جسکا طول تخمیناً ستر میل اور عرض دس میل ہے جسکے کناروں پر حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمانی سے وہ پانچ گاؤں جو غارت ہوگئے بستے تھے۔ اس ملک کا طول شمالاً وجنوباً سریا سے لیکر عمالیقیون کی زمین تک اسی کوس اور عرض پورب پچھم بحیرہ روم سے لیکر موآبیوں کی زمین تک چالیس کوس اور پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہوگئے تھے۔ قدیم زمانہ میں اس ملک پر اہل اور

نینوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی شاہان نینوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کرکے اس ملک یہودیہ یا شام
میں آرہے تھے اس عہد میں شاید یہاں نینوی کے بادشاہ کی حکومت بھی یا ہوگی لیکن کامل طور پر نہ ہوگی مگر توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ طوائف الملوکی تھی۔
اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلے جنوب و مغرب کیطرف چلتے ہیں اور اس مقام کو لبنان کہتے ہیں تھوڑی دور اسطرح چلکر مغربی سلسلہ
شہر صور کے دو کوس اُترطرف بحیرہ روم کے کنارہ ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی پھر دو شاخیں ہوکر دکھن کیطرف چلتی ہیں ان دونوں میں سے مشرقی
سلسلہ کا نام ایک موقع پر جبل حرمون ہے یہ پہاڑ بعض جگہہ تو ہزار بعض جگہہ گیارہ ہزار فٹ بلند ہے جسکی چوٹیوں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے۔ پھر یہ سلسلہ دریای
جلیل کے قریب مشرق کیطرف الجبل کہلاتا ہے پھر آگے یردن ندی کے قریب کوہ جلعاد کہلاتا ہے جہاں سے روغن بلسان آیا کرتا تھا پھر آگے چلکر اسکو ابریم
کا پہاڑ اور بیابانیوں کی زمین کے قریب اسکو کوہ شعیر کہتے ہیں جسمیں ایک چوٹی کا نام کوہ حور ہے جہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی تھی پھر یہ
بحیرہ قلزم میں جاکر تمام ہوگیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ چلتا ہے جو کہ جلیل کے پاس کوہ تبور اور آگے چلکر کوہ کرمل کہتے ہیں جسکے معنی اسمرکا باغ ہے یہاں
کی سرسبزی اور انواع و اقسام کے پھول ضرب المثل ہیں اسکی چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے الیاس علیہ السلام نے بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا
تھا۔ اس کے اور تبور پہاڑ کے بیچ میں جو میدان ہے یہاں تک یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھ کوس ہے اور سیدھا
دکھن کیطرف چلکر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ اور یہودہ کے پہاڑ کہلاتے ہیں انہیں میں کوہ جرزیم بھی ہے جسکی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں سامریوں
نے دوسری ہیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ میں کوہ موریہ ہے جسپر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصی یا ہیکل تعمیر کی اور کوہ صیہون بھی کہ جسپر شہر
یروشلم واقع ہے گویا موریہ و صیہون اس ایک ہی پہاڑ کے نام ہیں یہ شہر چار پہاڑ پر آباد ہے۔ موریہ صیہون۔ اکرا۔ بزیتھا۔ زمانہ قدیم میں سب کو موریہ
کہتے تھے اسوجہ سے کہ وہاں ایک قوم اموری بستی تھی اور صیہون انکا ایک بادشاہ گزرا ہے پھر اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہوگیا۔

یہ شہر یروشلم کہ جسمیں مسجد اقصی یا ہیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اڑتیس فٹ بلندی پر واقع ہے
اور دریائے یردن کہ جہاں حضرت مسیح نے اصطباغ لیا تھا جسکا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی گنگا جل کیطرح تبرکا لیجاتے ہیں یروشلم سے اٹھارہ میل
دور ہے اور شہر حبرون دکھن کیطرف دس بارہ میل اور سامریہ شمال کیطرف ۳۶ میل۔ اور دمشق سے یروشلم دکھن اور پچھم کے رخ ایکسو بیس میل
پر ہے اور یافا سے ساڑھے چالیس میل مغرب کے رخ میں نابلس کہ جس کے قریب حضرت یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یروشلم سے شمال کیجانب
۳۳ میل اور بندر یافہ کہ جہاں سے ہیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تھیں یروشلم سے دکھن طرف باسٹھ میل اور شہر ناصرہ کہ جہاں حضرت مسیح مصر سے آکے
رہے تھے جس وجہ سے انکی امت نصاری کہلاتی ہے ستر میل اور بیت اللحم کہ جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تخمیناً چار میل اور مصر وہاں سے جنوب
و مغرب میں تخمیناً دو سو ساٹھ میل ہے اور کوہ طور دو سو میل اور مدینہ منورہ تخمیناً چھ سو میل اور شہر یریحو کہ جس کے پاس سے بنی اسرائیل یردن ندی
کو دو حصہ کرکے اُتر آئے تھے پورب اور اُتر کی طرف تخمیناً سولہ میل ہے اور مکفیلہ کے غار جہاں کہ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے
مزار ہیں بیس میل آج کل اس جگہہ کو کہ جہاں یہ مزارات مقدسہ ہیں خلیل کہتے ہیں جو ایک عمدہ شہر آباد ہے

یہ ملک شام باسرہ حضرت سلطان ترکی خلد اللہ ملکہ کے قبضہ میں ہے۔ اس ملک میں مسلمان یہودی عیسائی آرمنی بستے ہیں بیشتر مسلمان ہیں اور تقریباً
کل ملک کی مادری زبان سیکڑوں برسوں سے عربی ہے۔ زوار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہیں تو سویز سے جہاز میں سوار ہوکر بحیرہ

دم کے کسی بندر پر اُتر جاتے ہیں وہاں سے گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر ایک رات میں یروسلم پہونچ جاتے ہیں اونٹ اور گھوڑے کی سواری ملتی ہے۔ اس شہر میں حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلم سے مشرق کیجانب تھوڑے سے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے وہی پہاڑ ہے کہ جہاں رات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی آپ کو گرفتار کر کے پیلاطوس کے پاس لیگئے تھے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے کہ جسکو کیدرون کہتے تھے بارش کے ایام میں اسمیں زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی میں خشک ہو جاتا ہے۔ اس پہاڑ کے دامن میں مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تھا جسکو گتسمنی کہتے تھے اور اسی پہاڑ کے پیچھے مشرق کی جانب بیت عینا اور بیت فاگا دو گاؤں آباد تھے

پادریوں

کی الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ رومن مرزاپور ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۵-۱۶ میں لکھا ہے کہ شہر یروسلم کا بانی ملک صدق تھا جس کا ذکر کتاب پیدایش کے ۱۴ باب ۱۸ درس میں یوں ہے کہ ملک صدق سالم کا بادشاہ تھا اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے آباد ہونے کے سو برس بعد اس کو یبوسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور شہر پناہ کو بڑھایا اور کوہ صیحون پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یبوس نام رکھا گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتھ شامل کیا گیا یعنی یبوسلم یا فصاحت کے واسطے یروسلم جیسا کہ آج تک جاری ہے اجادہوا یشوع کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت میں ہے کہ جب یشوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اسکے (یعنی یروسلم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اسوقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یبوسی دونوں ملے جلے رہتے تھے۔ پھر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یشوع نے یروسلم ملاپین کے قریے کو سپرد کیا لیکن بسبب اس کے کہ یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تھا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کر کے لے لیا تھا اسواسطے یروسلم کبھی بنیامین اور کبھی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے داؤد نے یروسلم کو اپنی ہیکل کے لیے چن لیا تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دار السلطنت مقرر ہوا اور کسی خاص فرقہ کا حصہ نہ کہلایا ربی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا نہ کہہ سکا اور عید کے ایام میں سب اپنے پردیسی بھائیوں کو بغیر کرایہ کے مکان میں ٹھہراتے تھے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلم میں سال بھر میں تین بار حاضر ہوتے تھے عید فسح یعنی عید فرعون کے ظلم و قبضہ سے رہا ہونے کے یادگار میں تھی جس میں قربانی کرتے اور فطیری روٹی کھاتے تھے۔ دوسری عید خیمہ یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان میں رہنے کی یادگاری میں کیا کرتے تھے اسمیں ٹہنیوں اور شاخوں کے جھونپڑے بنا کر سات روز میدان میں رہتے تھے سوم عید پنتکوسٹ یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی پچاسواں یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت ملنے کی یادگاری میں مقرر ہوئی تھی۔ ان عیدوں میں ہزارہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے جسطرح اہل اسلام مکہ میں حاضر ہوتے ہیں الغرض یہ شہر اسوقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کر کے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں دار السلطنت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور تجمل کی حالت میں تھا۔ اسکی شہر پناہ اور اسکے عمدہ برج اور پھاٹک حیرت انگیز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لئے لائے تھے۔ اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خواب میں باتیں کی تھیں اور اسی لیے اس جگہہ کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا یہی جگہہ ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کے حکم و الہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی پھر یہی مسجد اور یہی شہر ہزارہا انبیا علیہم السلام کا قبلہ اور زیارت گاہ رہا اسیکا قرب و جوار انبیاء کا مدفن اور مورد برکات ہے اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

اہل کتاب اب تک اسکی وادی یہوشعات میں دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسکی طرف منہ کرکے مدتوں نماز پڑھی ہے اور شب معراج میں اسجگہہ تشریف لائے ہیں۔ یہ شہر مقدس اور یہ مسجد متبرک بارہا ظالم بادشاہوں کے ہاتھوں سے برباد و منہدم ہوئی اور پھر بنائی گئی چنانچہ آگے چلکر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کی شہر اور مسجد کا کچھ ذکر سناتے ہیں۔

یروشلم جدید کی شہر پناہ کا گھیر جسکو ۱۵۳۴ء میں سلطان سلیمان بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ڈھائی میل کا ہے۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گھیر تھا اور شہر تین دیواروں سے گھرا ہوا تھا جس میں سے ایک میں ساٹھ دوسرے میں چالیس تیسرے میں چھیاسٹھ برج بنائے گئے تھے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اطراف میں ابھی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی چنانچہ نصف صیحون کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے جو پہلے اندر تھی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنکریلے پتھروں سے ٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس میں جابجا برج اور توپیں چڑھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ شہر کے سات دروازے ہیں دو شمال کیجانب ایک مغرب کیجانب اور ایک مشرق کیجانب ایک باب الحرم کہلاتا ہے اور دو دکھن کے رخ میں۔ شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں ایک وہ جسکو باب الدمشق کہتے ہیں جو شمال و مغرب کیطرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچھم جاتی ہے تیسرے غمخواروں کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تھے انکے سوا سات سڑکیں اور ہیں جو ان سے چھوٹی ہیں جنکے یہ نام ہیں کوچۂ مسلمین کوچۂ نصاریٰ کوچۂ یہود کوچۂ ارمنی کوچۂ ظاہرہ کوچۂ مغربین کوچۂ باب حوت۔

پادری چارلس ٹل ایم اے کہتا ہے کہ آخر اگست ۱۸۶۶ء میں جو لفٹنٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا انکے بیانکے موجب شہر کی شہر پناہ طول میں پورب کی طرف دو ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور شمال کی طرف تین ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو پچاس فٹ اور دکھن کی طرف سے تین ہزار تین سو پچاس فٹ ہے۔

اس جگہہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد قصیٰ) اور مسیح کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے ان کے پاس اور بھی مقامات ہیں کہ جو اوسط درجہ خیال کیجاتی ہیں الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب میں اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس مقامات گنوائے ہیں (۱) بیت اللحم کا پھاٹک (۲) دمشق کا پھاٹک (۳) افرائیم کا پھاٹک (۴) مقدس استیفان کا پھاٹک (۵) سنہرا پھاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہے (۶) مسجد قصیٰ کا پھاٹک (۷) غلیظ کا پھاٹک (۸) صیحون کا پھاٹک (۹) آرمینیوں کی خانقاہ (۱۰) ہپیسنس کا قلعہ (۱۱) بنت مسیح کا کنڈ (۱۲) حاجیٔ مستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیوں کی خانقاہ (۱۴) کہنڈر مکان (۱۵) قبر کا گرجا۔ قبرستان۔ کلوری (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس انتاکی مسجد (۱۸) پیلاطوس کا محل (۱۹) بیت حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت ب محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانوں کا خیال ہے کہ اسپر آنحضرت قیامت میں عدالت کریں گے ج صدر عیسیٰ کے منارہ کا دروازہ (۲۱) الصخرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک و بازار (۲۴) اناس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروشلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داؤد علیہ السلام کا مزار (۲۹) عام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوام کا کنڈ۔ اس شہر میں تخمیناً تیس ہزار آدمی بستے ہیں جس میں زیادہ مسلمان ہیں پھر یہود پھر عیسائی اور ارمنی۔ مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں اور عیسائی اپنی خانقاہوں اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے دامن میں اور اسکے آس پاس کے نشیب میں۔ اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ

رہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلم کو سمجھتے ہیں۔

اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں ایک لاطینی دوسری ارمنی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور لاطینی دکھن پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ میں ہزار آدمی رہ سکتے ہیں۔ آرمینیوں کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اسمیں اسباب عبادت اسقدر اور ایسے قیمتی ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آتے۔ کبھی کبھی ان دونوں قوموں میں علاوہ ربانی بحث کے لاٹھی سوٹے کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

یروسلم کے جنوب میں سلوآم کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چوبیس فٹ ہے۔ یروسلم میں ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جسمیں انگلستانی کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے اسکے لئے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیوں کی ناراضی سے ہنوز وہ عمارت قائم نہیں ہونے پائی۔

یروسلم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جسکا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفاٹ کہتے ہیں جس کے معنی یہوواہ (خدا) کی عدالت کے ہیں اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لیے یہود یہاں دفن ہونا سبب نجات جانتے ہیں۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک مقبرے ہیں جن میں سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہیں۔

یروسلم کے جنوب میں ایک وادی گیہنوم یعنی جہنم کہلاتی ہے۔ یوسیا بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہاں مالک بت کی پرستش کرتے تھے یہ بت پیتل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا اور اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے گویا ایسے عابدوں کو گود میں لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کرکے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈالتے اور ان کے چلانے کی آواز دبانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے اس عہد میں ان ڈھولوں کے نام سے اسکو وادی توف (ڈھول) کہتے تھے پھر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلیظ وہاں پڑنے لگا جسکے جلانے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی اس مناسبت سے اس کو جہنم کہنے لگے۔ جسطرح فلسطی ایک بت داجون کی پرستش کرتے تھے جسکا مچھلی کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھ پاؤں تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت ممانعت کے بنی اسرائیل نے اون کی صحبت سے یہ بت پرستی اختیار کر لی تھی۔

قسطنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ وہ یروسلم میں آئی مسیح کی قبر پر سے ایک بت جو اسپر قائم کیا گیا تھا اکھڑوا کر وہاں ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کیا جو آجتک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور جسقدر عیسائی یروسلم میں حج کو جاتے ہیں اسکی زیارت ضرور کرتے ہیں۔ اس میں گھستے ہی محراب اور ایک بڑا پتھر دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تھوڑی دور آگے بڑھکر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونوں پر بنی ہے مسیح کی قبر بتاتے ہیں جسپر انہوں نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکھا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہو کر حاجی اس کمرے میں داخل ہوتے ہیں جو چٹان میں کندہ ہے یہ مقام ساڑھے چھ فٹ مربع سے زیادہ نہ ہوگا یہاں سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی میں حضرت مسیح کی لاش کا رکھا جانا قرار دیتے ہیں اور اسکی چھت میں بڑے بڑے عمدہ جھاڑ لٹکتے ہیں جو بادشاہوں کی نذر گزرانے ہوئے ہیں اس مقام میں ایسی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کا گزر نہیں۔ اس گرجے میں یونانی لاطینی ارمنی عیسائی سب شریک ہیں۔ اور ہر سال وقت مقرر پر مسیح کے مصلوب

ہونے اور زندہ ہونے کا سوانگ بناتے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔

اہل اسلام وہاں کے کل مقدس مقاموں کو مانتے ہیں بجز اس گرجا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہے بلکہ یہ مقبرہ یہودا اسکریوطی کا ہے جو ان کی جگہہ دفن ہوا اور مسیح کے شبہہ میں سولی پر لٹکایا گیا۔

فصل دوم

اس شہر میں جو سب سے مقدس اور عمدہ اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا تھا جو مسجد الصخرہ کے نام سے نامزد ہے جسوقت مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرکے اسکو لیلیا تو عیسائیوں کے بطریک یعنے امام سے مسجد کے لئے بہتر جگہہ دریافت کی گئی اسنے سلیمان کی ہیکل کی اوجاڑ جگہہ کو دکھایا اور کہا کہ یہی وہ جگہہ ہے کہ جہاں حضرت سلیمان نے ہیکل بنائی تھی۔ اسی مقام پر حضرت عمرؓ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہیں زمانہ حرب صلیب سے وہاں کوئی عیسائی جانے نہیں پاتا۔ ڈاکٹر ریچرڈسن کہتا ہے کہ میں طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کرکے تین بار اسکے اندر گیا ہوں۔ اس لیے وہ وہاں کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی میں ایک ہزار چار سو ننانوے فٹ ہے یعنی مسجد قصلی کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض میں تو سو پچانوے فٹ ہے اس احاطہ میں نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہیں۔ اسی احاطہ کے درمیان ایک تختہ سنگ مرمر کا تخت ہے یا چبوترہ جو چار سو پچاس فٹ مربع ہوگا جسکی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چودہ فٹ ہوگی۔ اسپر چڑھنے کے واسطے چاروں طرف سے اچھی اور کشادہ سیڑہیاں بنی ہوئی ہیں چنانچہ مغرب کے رخ تین اور شمال کے رخ دو اور پورب کے رخ ایک اور دکہن سمت دو اور ہر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے۔ اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اسکے بعض پتھر بہت پرانے ہیں جنپر طرح بطرح کی صورتیں تراشی ہوئی ہیں جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہیں۔ اس تخت کے ارد گرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں موذن اور خدام اور سامان مرمت رہتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے بیچوں بیچ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہیں اسوجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جسکی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اسوقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہیں پڑا ہے۔ کہتے ہیں کہ سب اگلے ہی اسی پر بیٹھکر نبوت کرتے تھے یہ پتھر اوڑکر جانے کو تھا کہ جبرئیل نے ہاتھ سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روک دیا پھر حضرت نے اسکو ہمیشہ کے لئے قایم رکھا (یہ روایات اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں) یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساٹھ فٹ کا ہے اس میں چار باب ہیں باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنۃ ایک دروازہ پر سائبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہیکل کے پتھر ہیں سب دیواریں دلدار بنی ہوئی ہیں ایک دیوار کے پتھر مربع دوسرے کے ہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر خوبصورتی کے لئے جابجا نیلاہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ میں کوئی کہڑکی نہیں ہے مگر اوپر کے درجہ میں ہر ایک پہل میں ساٹھ ساٹھ اونچی کھڑکیاں ہیں اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بنی ہے جنپر چاروں طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہیں یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہیں ہوئی۔ مسجد مذکور

میں صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہیں جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

اور ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول صلے اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں پھر ایک سبز پتھر چودہ انچ مربع ہے جسمیں اٹھارہ سوراخ کیل کے لایق بنے ہوئے ہیں۔ اسکی یہ خاصیت بتلاتے ہیں کہ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد انمیں سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے چنانچہ اس میں سے ساڑھے چودہ غائب ہو گئے ہیں اور ساڑھے تین باقی ہیں کہتے ہیں ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا (یہ بھی اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں خیالات عامہ ہیں) یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے۔ مسجد مذکور کا گنبد نوے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھروں سے بنی ہے جسپر سے تمام یروسلم دکھائی دیتا ہے انتہی ملخصاً۔

یہ عمارت حضرت عمر رض کے عہد کی نہیں ہے بلکہ اسکے بعد ہی امیہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا پھر اور اور تعمیرات ہوتی رہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ غالباً سلطان سلیمان کی ہے۔

حال میں صحن مسجد میں سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد میں سے ایک کھڑکی میں سے شمع لیکر نیچے اترتے ہیں نیچے جاکر حضرت سلیمان علیہما السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہاں جاکر نماز پڑھنا نہایت ثواب اور قبولیت کا کام ہے اسلئے سیکڑوں روا رجاتے ہیں۔ شہر میں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لئے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جسکو وہاں تکیہ کہتے ہیں وہاں کھانا پینا شیخ تکیہ کی معرفت سلطان کی طرف سے ملتا ہے۔

فصل سوئم

ہیکل سلیمانی کی کیا صورت و ہیئت تھی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے لاکھوں بنی اسرائیل کو ملک شام میں وعدہ الٰہی کے بموجب لیجانے کے لئے نکلے اور وہ مہینے سوا مہینے کا رستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے چالیس برس کا سفر بن گیا۔ چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان میں اس بیشمار بھیڑ کو لئے ٹکراتے پھرے یہانتک کہ بجز چند آدمیوں کے موسیٰ اور ہارون اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصر میں بیس برس کے عمر کے تھے رستہ ہی میں مر کھپ گئے پھر ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک فلسطین فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوئے۔ ان میں یوشع سے لیکر ساؤل یعنی طالوت تک سردار ہوتے تھے پھر انکے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قائم ہوئی ساؤل کی بعد سب سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ یہ بموجب قول یوسفس مورخ کے حضرت یشوع سے پانسو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے انکا پہلا اہم کام یہ تھا کہ انھوں نے یبوسی لوگوں کو جو کنعان کی اولاد اور شہر یروشلم میں رہتے تھے مغلوب کیا داؤد نے یبوسیوں کو قلعہ سے نکالکر شہر یروشلم کو از سر نو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دار السلطنت قرار دیا۔ انہیں بیابانوں میں مارے مارے پھرنے کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیمہ عبادت بنانے کا حکم دیا تھا اور اس کی سب ترکیب بتلائی کہ اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی ایسی قنات ہو اور اسکے اندر صندوق شہادت رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا دالان

مقام ہوا اور اسکے عود سوز اور دیگر آلات سنہری روپہلی اتنے اور ایسے ہوں اور اسکے کاہن یا امام فلاں ہوں اور ان کا ایسا لباس ہوا ور خیمہ کے محافظ او۔ اسکے اوٹھانے والا اسرائیل کا فلاں فرقہ اور فلاں لوگ ہوں جسکی مفصل کیفیت توریت میں موجود ہے جسکو ہمنے بخوف تطویل ترک کرنا مناسب جانا۔

چنانچہ حضرت موسی جس مقام سے کوچ کرکے جس مقام پر جاتے تھے وہ خیمہ مع ساز و سامان ساتھ جاتا تھا اور ایک جگہہ سے اُکھیڑکر دوسری جگہہ نصب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسی سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لئے یہی کپڑی کی مسجد یا ہیکل رہی پھر جب یہ خیمہ یا مسکن بمقام سِلا استادہ تھا تو وہیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی ماں نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سموئیل پیدا ہوئے عیلی کاہن کے عہد میں۔ اسی زمانہ میں صندوق شہادت جسکو تابوت سکینہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں فلسطیون کے ہاتھ آگیا تھا۔ پھر ساول کے عہد میں وہ خیمہ شہر نوب میں قایم ہوا پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے اُس وعدہ کے موجب جو خدا تعالی نے موسی سے کیا تھا اوس جگہہ پر استادہ کیا کہ جو زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لیے پسند کر رکھی تھی جس کا کتاب استثنا کے ۱۲ باب ۱۴ ورس اور دیگر مقامات میں اشارہ ہے یعنی شہر یروسلم میں کوہ صیحون پر جس جگہہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکھا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑ دیا تھا۔ اب خدا تعالی کا منشا ہوا کہ میری عبادتگاہ پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنوں کے قتال و جدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان مہیا کیا تھا اس لیے مرتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی اور وہ سب ساز و سامان بھی حوالہ کیا اور ہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے ہیکل بنائی۔ اور اُس خیمہ کی عبادتگاہ کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنا دیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین میں نہایت تشریح کے ساتھ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کے لئے یوسفس مورخ کی کتاب سے کسیقدر نقل کرتے ہیں و ہو ہذا۔ تاریخ یوسفس حصہ ہشتم باب سوم۔

سلیمان نے اپنے تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد ہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسی از مصر) سے پانسو یا نوے برس بعد اور ابراہیم کے مسو پیٹومیا سے نکل کے ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم کی پیدایش سے کہ سب کا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا ہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونے سے دو سو چالیس برس بعد اور حیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد ہیکل کی تعمیر شروع ہوئی۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط ہیکل کی نیو کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کھدوا کے ہیکل کی بنیاد رکھی تاکہ مدتوں قائم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی ہیکل ساٹھ ہاتھ عرض اور ساٹھ ہاتھ طول[۵۲] اور ساٹھ ہاتھ ملند تھی اور اسکے اوپر ایک اور مکان بطور بالاخانہ کے بنا تھا اور اس طرح ہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوئی اور اس کا رخ پورب کی طرف تھا اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا بنایا اور ہیکل کے چاروں طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنائے اور

۵۲ کتاب اول سلاطین کے ۶ باب میں ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لیے بنایا طول اوس کا ساٹھ ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ اور بلندی اسکی تیس ہاتھ تھی + اور کتاب ۲ تواریخ کے ۳ باب ۳-۴ درس یوں ہے طول ساٹھ اگلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھ اور سامنے کے اُسارے کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے موافق بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ ان کتابوں کو عیسائی الہامی کہتے ہیں پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھ یہیں کی سمجھہ میں آتی ہوگی یوسفس کے عہد میں شاید ان کتابوں میں ایسا نہو یا یوسفس کو یہ کتابیں نہ ملی ہونگی یا وہ سمجھہ نہ سکا ہوگا ۱۲ منہ

ہر ایک کمرہ پانچ ہاتھ اور اسی قدر چوڑا تھا اور بیس ہاتھ اونچا اور یہ کمرے برابر بالاسہ منزلہ بنائے گئے اور انکی بلندی ہیکل کی نصف بلندی تک پہونچی اور تمام ہیکل کی چھت سرو کی مصفا شہتیروں اور تختوں سے پاٹی گئی اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو منڈھ دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہوگئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہیں جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا اور بالاخانہ پر جانے کے لئے ایک زینہ دیوار کے متصل بنایا گیا اور بالاخانہ کے کمروں میں کھڑکیاں بنائیں۔

(۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ میں تقسیم کرکے اندر کے درجہ کو جو بیس ہاتھ عرض و طول میں یکساں بنایا اسکو بہالی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ جو بیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا اسے مقدس کمرہ قرار دیا اور اس میں سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے اور سونے کی چادروں سے اونکو منڈھ دیا اور اونپر قسم قسم کی تصویریں بنائیں اور ان کے آگے نیلے ارغوانی و قرمزی رنگ کے باریک کتان کے پردے بنائے اور ان کو لٹکا کر اونپر بھی عجیب و غریب نقش و نگار بنائے پھر اوس کے بہالی درجہ کے لئے دو کروبی خالص سونے کے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھ اونچے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے بازو پانچ ہات لمبے پھیلے ہوئے تھے اور ایک کروبی کا بازو دیوار جنوبی سے ملا تھا اور دوسرے کروبی کا دوسرا بازو شمالی دیوار سے ملا تھا اور بیچ میں عہد کا صندوق رکھا اور ہیکل کے دروازے بڑے بڑے کواڑ لگائے اور اون پر سونے کی چادریں جڑوائیں اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سونے کی چادروں سے منڈھ دیا تھا اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی مانند پردے نہ تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا۔

(۴) سلیمان نے ایک کاریگر حیرام نامی ملک سوریہ سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیلی تھے یہ شخص ہر کام میں ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پیتل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سب کام سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دو ستون اٹھارہ ہاتھ بلند کہ جنکا محیط بارہ ہاتھ تھا اور ان کے سر پر پانچ ہاتھ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کھجور اور سوسن کے پھول بنائی تھی اور ان پر دو سو انار بنائے اور ان ستونوں میں سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام بوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلان حوض نصف کرہ کی مانند پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھ کا تھا اور اس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا کہ جسکا قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اونکی پشت پر یہ حوض تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لئے دس چوکونے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چھ ہاتھ تھی اُن کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دو ستون کے درمیان ایک بیل تھا اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک شیر ببر اور دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قد کے جانور بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن میں سے پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور بڑا حوض سامنے تھا۔ اوس میں کاہن لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھوکے (یعنی وضو کرکے) قربان گاہ میں جاتے تھے اور حوضوں میں ان جانوروں کو دھوتے تھے کہ جنکو قربانی میں گزرانتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پیتل کی بنائی سوختنی قربانی کے لئے کہ جس کا عرض بیس ہاتھ کا اور طول بھی بیس ہاتھ کا اور دس ہاتھ بلند تھی اور اس کے تصرف کے لئے دیگ اور چمچے اور دستپناہ وغیرہ یہ سب چیزیں نہایت عمدہ پیتل سے بنائیں تھیں اور اسنے دس ہزار میز دوسرے کاموں کے واسطے بنائیں کہ جن پر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں اور دس ہزار شمعدان جن میں سے ایک بڑا شمعدان رات دن ہیکل میں روشن رہتا تھا یہ جنوب میں رکھا گیا اور

(حاشیہ ۵۲)

۵۲ یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور راسیات الایۃ سورہ سبا۔

وہ سونے کی میز کہ جس پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ اسکے درمیان رکھی اور باقی برتن اس مکان میں رکھے جو چالیس ہاتھ لمبا چوڑا تھا
اور ہیکل کے چاروں طرف تین ہاتھ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس میں جانے نہ پاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہاں خاص پاک شدہ لوگ جاتے تھے۔
اور اس دیوار کے باہر ایک عمارت بنوا کے زمین کو بلند کرا کے اوس پر ایک دوسری ہیکل چھوٹی سی بیت المقدس کے تعمیر کرائی اور اسکے اندر تین سمت بڑے بڑے دروازے لگائے اور اس چھوٹی ہیکل کے سامنے دور تک دو رویہ مکانات کی قطار بنائی اور اس میں جا بجا دکانیں بنوا دیں۔

سلیمان کی دعا

یہ ہیکل مع ساز و سامان سات برس میں مکمل تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر میں سور کے بادشاہ حیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی اور خود سلیمانؑ نے اس کام کے لئے تیس ہزار آدمی مقرر کئے تھے کہ جو کوہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے اور یہاں بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جنکو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی باربرداری کا کام اور اسی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ مر مر ہیکل کی بنیاد کے واسطے بڑے بڑے پتھر تراشیں اور انکو وہیں درست کر کے شہر میں لاویں۔
جب یہ ہیکل اور اسکا سب ساز و سامان تیار ہو چکا تو حضرت سلیمانؑ نے تمام بنی اسرائیل کو دار السلطنت میں جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑی دھوم دھام سے صندوق شہادت اندر رکھا جب کاہن لوگ سب چیزیں بترتیب اندر رکھ کے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اسکی مقبولیت کا یقین ہوا تب سلیمان علیہ السلام نے سر سجدہ میں رکھ کے یہ مناجات کی کہ تو آسمان و زمین بلکہ کسی مکان میں سما نہیں سکتا اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جس وقت بندے تیرے عبادت کرنے آئیں دعا مانگیں تو ان سب کی بندگی قبول کر اور ان کی دعائیں سن اور ان کی حاجات کو بر لا اگرچہ تو اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہے مگر جو تجھ سے ڈرتے ہیں تو انکا زیادہ تر نگہبان اور مہربان ہے۔
اس کے بعد خدا تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا پھر قربانی بیشمار جانوروں کی گزرانی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اتر کر کھا گئی جس سے سب کو مقبول ہونے کا یقین ہوا پھر تمام لوگوں کو رخصت کیا وہ سب خوشیوں کے نعرے مارتے ہوئے اپنے اپنے شہروں اور گاؤں اور گھروں میں چلے گئے۔
آج کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا بنی اسرائیل کے لیے نہوا ہوگا آج آفتاب اقبال و دولت نصف النہار پر تھا پھر زوال شروع ہوا۔

فصل چہارم

ہیکل کی بربادی

سلیمان علیہ السلام چالیس برس سلطنت کر کے چورانوے برس کی عمر میں جان بحق ہوئے ان کے بعد انکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا یہ شخص اوباش اور بد عقل اور اوباشوں کا دوست تھا تھوڑے ہی دنوں میں اقتدار سلطنت حاصل کر کے بورا بیدین ہو گیا جسکا ثمرہ یہ ہوا کہ بارہ فرقوں میں سے صرف دو فرقے بنی اسرائیل کے اسکی حکومت میں رہ گئے اور دس کا ایک شخص یربعام نامی بادشاہ ہو گیا۔

سیسق کا حملہ

اس کے چند روز بعد سیساق شاہ مصر و سوڈان تھا اور ساٹھ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اگرچہ شہر کو ڈھا یا جلایا نہیں مگر ہیکل کو گرایا

۵ بعض مورخ اپنی کتاب کے صفحہ ہشتم ۸ میں کہتا ہے کہ سلیمان کے پاس ایسے بھی منتر تھے کہ جن سے دیو دفع ہو جاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اپنے مشاہدہ میں آنا بھی لکھتا ہے یہاں سے قیاس ہوتا ہے کہ جن اور دیوان کے مسخر تھے اسات کا استعجاب ان کو ہے کہ جو دیو اور جن کا امر اپنے مشاہدہ میں نہ آنے سے انکار کرتے ہیں جس لئے تاریخی واقعات کی غلط توجیہیں کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس تقدیر پر جنوں سے کام لینا کچھ بعید نہیں جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲ منہ

اس میں بیت المقدس سے چاندی کا اسباب سے معاد قیمت کا تھا سب لے گیا جس کے بعد رجبعام نے پیتل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہیکل اور یروشلم پر آئی۔

بار دوم

رجعام سے یوسیا کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ ہے۔ یروشلم میں متعدد بادشاہ گزرے اور ان میں اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت میں جو دو ٹکڑے ہو کر دو سلطنت قائم ہو گئیں تھیں تاہم بہت کچھ جدال و قتال بھی ہوئے جس سے بنی اسرائیل کی سلطنت میں ضعف آ گیا تھا اور ان میں بت پرست بادشاہ بھی ہوئے جن کی بے اتفاقی سے ہیکل خراب و خستہ اور بے مرمت پڑی رہی اور اسی عرصہ میں توریت بھی اور صندوق شہادت کے تبرکات بھی جاتے رہے مگر یوسیا نے پھر ہیکل کی مرمت کی اور اسکی مرمت میں بہت کچھ روپیہ صرف کیا یہ بادشاہ دیندار تھا اس کے عہد میں مصر کے بادشاہ فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑھائی کی اس کا ایک صوبہ شاہ بابل نبوپلسر بخت نصر کا باپ بھی تھا یوسیا کا ملک چونکہ بیچ میں حائل تھا یہ شاہ مصر کا معارض ہوا آخر باہم جنگ ہوئی جس میں یوسیا زخمی ہو کر مر گیا (یہ یرمیاہ علیہ السلام کا زمانہ ہے) اس کے بعد اسکا بیٹا یہوآخز یروشلم کے تخت پر بیٹھا اسکی تخت نشینی کے تین مہینے پھر وہی مصر کا بادشاہ یروشلم پر حملہ آور ہوا اور اس شہزادہ کو زنجیروں میں جکڑ کر مصر لے گیا اور وہاں جا کر ہی مر گیا۔ اور شہر یروشلم اور ہیکل پر بھی فدرے دست تطاول دراز کیا اور اسکی جگہ یوسیا کے دوسرے بیٹے الیاقیم کو تخت یروشلم پر بیٹھا دیا اور اس کا نام بدل کر یہویقیم رکھا اور چار لاکھ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالیانہ باج گزاری کا مقرر کیا یہ شہر یروشلم پر دوسری دفعہ کی مصیبت تھی مگر ابتک سلیمانی ہیکل اور شہر کے شاہی مکانات اور شہر پناہ بدستور قائم تھی جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔

بار سوم

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ملک یہودیہ پر چڑھائی کی اور یروشلم کو فتح کر کے یہویقیم کو اپنا باج گزار بنایا اور بہت کچھ مال و دولت لوٹا اور خاندان شاہی میں سے ایک گروہ کو اپنی محل کا خواجہ سرا بنا کر لے گیا۔ ان اسیروں میں حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور انکے تین رفیق بھی تھے۔

اس کے تھوڑے دنوں بعد یہویقیم نے بدعہدی کر کے شاہ بابل کی اطاعت سے انحراف کیا شاہ بابل ان دنوں اپنی ماں کے ماتم اور دیگر علائق میں مبتلا تھا خود تو نہ آ سکا لیکن اسنے یہودیہ کے آس پاس کے سرداروں کو جو سریانی اور موابی اور عمونی وغیرہ تھے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں نے چاروں طرف سے ملک پر تاخت و غارت گری کر کے گیارہ برس تک یہویقیم کا ناک میں دم کر دیا آخر اسکو قتل کر کے یروشلم کے پھاٹک کے باہر پھینک دیا۔

اس کے بعد اسکا بیٹا یکونیاہ یروشلم کے تخت پر بیٹھا اسکے تیسرے مہینے خود بخت نصر ایک جرار لشکر لیکر یروشلم پر چڑھ آیا شہر کو فتح کر کے یکونیاہ اور اسکی ماں اور دیگر بیگموں اور شہر کے امیروں اور ہر قسم کے کاریگروں لوہاروں اور سنگتراشوں کو اور شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کے برتنوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر لے گیا اور یکونیاہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص صدقیاہ کو حکومت دے گیا اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لکھا لیا۔ بخت نصر کا واپس ہونا تھا کہ آس پاس کے سرداروں نے اپنی دوستی اور بخت نصر کی بغاوت پر آمادہ کرنے کے لیے ایلچی بھیجنے شروع کئے ادھر شاہ مصر نے ہمت دلائی آخر اپنی سلطنت کے نویں سال یہ بد عقل

شاہزادہ شاہ مصر کا اعلانیہ معاہدہ ہوگیا اور شاہ بابل سے کھلم کھلا انحراف ظاہر کردیا۔

باب چہارم

اس کے ۹ برس بعد بخت نصر بڑے بھاری لشکر کے ساتھ یروشلم کی طرف متوجہ ہوا ادہر شاہ مصر نے بھی اپنی کمک صدقیاہ کے لیے بھیجی مگر اس جرار فوج کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا جو بنی اسرائیل کے اوباش اور فاسق اور مرتد بادشاہوں سے انتقام لینے کے لیے قہر الٰہی کا نمونہ تھی آخر شہر فتح کرلیا صدقیاہ روپوش ہوکر بھاگتا ہوا گرفتار ہوا اور شہر ربلہ میں قید کرکے بھیجا گیا وہاں اُسکے بیٹے قتل ہوئے اور اُسکی آنکھیں پھوڑ کر زنجیریں پہنا کر بابل میں بھیجا گیا جہاں جاکر وہ جلد مرگیا۔

بخت نصر کے سپہ سالار نے یروشلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کرکے باقی تمام شہر اور ہیکل میں آگ لگادی اور سب کو جلا کر خاک کردیا اور ہیکل اور شہر کو بنیادوں تک اُکھاڑ کر میدان بنادیا اور ہزارہا مرد و زن کو اسیر کرکے بابل میں بھیجا دیا اور ہیکل کے وہ برنجی ستون اور وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالیدار پیتل کے سامان اور وہ ہیکل اور وہ کروبی جسکو زمانہ کے متحت کاریگروں نے کس محنت سے بنایا تھا سب بابل روانہ کیا اور بیت تر کو توڑ پھوڑ دیا توریت کو بھی جو ایک نقلی نسخہ تھا وہیں جلادیا آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہوگیا آج وہ ہیکل سلیمانی جسکا دنیا میں نظیر نہ تھا منہدم ہوگئی شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہوگئے آج یہودیہ کا ملک اور کوہ صیہون بنی اسرائیل کو کس اشک حسرت کے ساتھ رخصت کرتے اور بابل کو سفاک بادشاہوں کے ہاتھ میں انکی زنجیریں دیتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے بقول اکثر مورخین پانسو چھیاسی برس پیشتر گزرا ہے یعنے تخمیناً چارسو پندرہ برس بعد تعمیر ہونے کے ہیکل برباد ہوئی ہے۔[1]

حضرت یرمیاہ علیہ السلام چونکہ صدقیاہ بدبخت کو اس پیش آنیوالی مصیبت سے مطلع کرکے اسکی بدکاری اور بُت پرستی سے نصیحت فرماتے تھے اسلیے ان کو صدقیاہ نے قید کردیا تھا اسی طرح اس سے پیشتر بھی یروشلم کے بدبخت بادشاہوں نے انبیاء علیہم السلام کو قتل و قید کیا تھا۔

شاہ بابل کے ملازموں نے حضرت یرمیاہ کو قید سے رہائی دیکر ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور آزادی دی کہ جہاں چاہو رہا کرو اب شہر بلکہ ملک اُجاڑ پڑا ہے اور جو چند کنگال یہودی گرد و نواح میں باقی تھے جنکو کاشت و خدمت کے لئے رکھا تھا ان پر جدلیاہ بن اخی عام کو حاکم مقرر کرکے مصفاہ میں رہنے کا حکم دیا۔

غالباً وہ شخص کہ جسکا قصہ قرآن مجید میں ہے قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا الایہ یہی حضرت یرمیاہ ہیں جو ہیکل اور یروشلم کی بربادی دیکھکر دل میں کڑھتے اور روتے تھے انہوں ہی نے حسرت سے یہ کہا تھا کہ یہ شہر اب کیونکر آباد ہوگا خدا نے کرشمۂ قدرت دکھانے کے لئے انکی روح قبض کرلی اور ان کی سواری کا گدھا بھی مرگیا اس پر سو برس کا عرصہ گزر گیا لیکن اس عرصہ میں بنی اسرائیل بابل سے رہا ہوکر پھر یہاں آئے اور دوبارہ ہیکل اور شہر تعمیر ہوگیا اسکے بعد خدا نے یرمیاہ کو بھی زندہ کردیا اور ان سے پوچھا کہ کتنی دیر تک تم مرے پڑے رہے انہوں نے کہا ایک دن یا کچھ کم پھر خدا نے ان کے روبرو ان کے گدھے کو بھی زندہ کردیا اور فرمایا کہ تم پورے سو برس تک مرے رہے اور انہیں کے سامنے انکی سواری کے گدھے کو بھی زندہ کیا اور فرمایا ہماری قدرت دیکھو کہ ہمنے اُجڑے شہر کو کیسا آباد کردیا ہے

---

[1] وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ہ فاذا جاء وعد اولٰهما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الایہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مطلع کردیا تھا کہ تم دو بار سرکشی نہایت درجہ کی کروگے پس جب اول سرکشی ہوگی تو ہم تم پر ایک زور آور قوم مسلط کریں گے اسمیں بخت نصر کیطرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا حال جو اس باب میں بیان ہوا تھا اسپر بخت نصر مسلط ہوا جسنے انکو برباد کردیا اسکے بعد پھر بنی اسرائیل اس ملک میں آباد ہوگئے ہیکل اور شہر آباد ہوا تو پھر دوبارہ سرکشی اور کفر و بُت پرستی کرنے لگے اسلیے دوبارہ ملک عظیم اسپارسین ہودی حسین ایتوکس یا طیطس شاہ روم کی چڑھائی کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

بعض لوگ اسکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یرمیاہ سو گئے تھے اور خواب میں ان کو خدا تعالیٰ نے یہ کیفیت دکھلائی تھی۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی مورخ بھی اس قصہ کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تھے وہیں مرے۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل میں ستر برس تک یہودی رہے اس عرصہ میں اپنے دینی دستورات بلکہ اکثر اپنی اصلی زبان سے بھی ناآشنا ہو گئے تھے جب شاہان بابل کا ایران کی بادشاہ خسرو کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے تخمیناً پانسو برس بیشتر خسرو شاہ ایران کے حکم سے بیالیس ہزار یہودی جنمیں یشوع سردار کاہن اور زروبابل بھی تھے پھر اپنے ملک یہودیہ کو روانہ ہوئے اور ان کو شہر اور ہیکل کی تعمیر کی اجازت بھی ملی اور ہیکل کا بچا کچا اسباب بھی ملا مگر باقی یہودی بابل ہی میں رہے اور حضرت حزقیل اور دانیال علیہ السلام یہیں فوت ہو گئے تھے بنی اسرائیل نے اگر تعمیر شروع کی مگر لوگوں کی غمازی سے کمبی سیس نے روک دیا نو برس تعمیر رکی رہی پھر شاہ دارا کے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس میں ہیکل اوسی جگہہ اور اسی نمونہ پر تعمیر ہوئی فرقہ سامری نے بھی شریک ہونا چاہا مگر یہودی ان کی شرکت سے انکار کیا سامری بھی یہودی تھے انکو آسور کا بادشاہ شالمنذر مسیح سے سات سو اکیس برس بیشتر اسیر کرکے لیگیا تھا اور وہاں انکی نسل غیر قوموں سے مخلوط ہو گئی اور عرصہ کے بعد پھر یہ دو علی قوم اپنے ملک سامریہ میں آبسی یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے اُس دوسری سلطنت کے لوگ ہیں جنہوں نے ربعام کی ماتحتی میں ایک دوسری سلطنت قائم کی تھی تب سامریوں نے ایک کو لاوی کے فرقہ میں سے اپنا کاہن یعنی امام بناکر ان کے مقابلے میں اپنے لیے کوہ جرزین پر ایک اور ہیکل بنائی ؎ اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم ۔ توریت میں جو عیبال پہاڑ پر معبد بنانے کا اشارہ ہے (استثنا ، ۲۷ باب ۴ ورس) انہوں نے اس لفظ عیبال کو بدل کر جرزین بنایا اور یروشلم کے منکر ہو گئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگے اور یہ جھگڑا مدتوں تک باقی رہا چنانچہ ایک بار اسکندریہ کی یہودیوں اور سامریوں میں یہ مباحثہ پیش ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک سو پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریوں نے شکست کھائی۔

سامری توریت کے پانچوں حصوں کو تو مانتے ہیں باقی عہد عتیق اور عہد جدید سے اور کسی کتاب کو الہامی نہیں جانتے یہ لوگ اب بھی شام میں موجود ہیں۔

الغرض ہیکل دوبارہ پھر اوسی طور سے تعمیر ہوئی زروبابل بن سلتائیل اور یوشع بن صدق اسکے مہتمم تھے اور حجی اور زکریا بن عید و علیہما السلام آپکے مذہبی دستور کے موافق ہدایت کرتے جاتے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی پتھر کی مدد ملتی بھی اور ان اضلاع کے صوبے بہت سرگرمی سے فرمان شاہی کے بموجب مدد دیتے تھے چند عرصہ کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام بھی مع بہت سے ساز و سامان اور ایک جماعت کے آکر شریک ہوئے اور حضرت عزیر نے اپنی یاد پر ان دونوں نبیوں کی مدد سے یہود کے لیے ایک کتاب بھی مرتب کی جسکو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت کہتے تھے اور نیز ان کے دین اور رسوم عبادت کا بھی انتظام کیا۔ دارا کے عہد میں سات برس کے اندر ہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنے کو جمع ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد و ثنا ئیں گانے لگے تو نوعمر ہیکل کی خوشی میں نعرہ مارتے اور پرانے لوگ قدیم ہیکل کو یاد کرکے زار زار روتے تھے۔

دارا کے بعد اسکا بیٹا خشیارشاہ تخت نشین ہوا یہ بھی بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تھا اس کے مقرب حضرت نحمیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن دارالسلطنت

ایران میں رہتے تھے انسے حیدیبی اسرائیل نے بیان کیا کہ شہر پناہ نہونے کی وجہ سے اطراف کے لوگ ہم کو لوٹتے ہیں حضرت نحمیاہ نے بادشاہ سے اجازت اور پروانہ لیا اور خود بھی آئے اور شہر پناہ بھی بنائی (یہ یوسفس کا بیان ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارا وہ نہیں کہ جسکو سکندر رومی نے مغلوب کیا کیونکہ اس دارا کا کوئی بیٹا تھا۔ اسکے بعد سے یروسلم اور اسکے باشندے شاہان ایران کے مطیع ہو گئے انکی مستقل حکومت بھی سکندر رومی کے عہد تک ۔ سکندر فلپ یونان سے خروج کرکے مشرقی ملکوں پر حملہ کرتا ہوا آیا اور دارا شاہ فارس کو شکست دیکر ملک فارس اپنے قبضہ میں کر لیا اور اسکے بعد ہندوستان پر حملہ آور ہوا (یہ واقع حضرت مسیح سے تین سو تینتیس[۳۳۳] برس پہلے گذرا ہے) پھر شہر بابل میں آکر عین شباب میں مرگیا۔

اس کے عہد میں یروشلم کے کاہنوں نے اسکی حکومت قبول کر لی تھی اسیلئے ہیکل اور یروسلم جدید پر کوئی مصیبت نہیں آئی اور نہ یہود ابتک اپنے افعال قبیحہ پر نادم اور تائب بھی تھے کہ جسکی وجہ سے تازہ مصیبت میں گرفتار نہوئے مگر اسکے بعد پھر بدکاری اور گناہ کیطرف قدم بڑھانے لگے بموجب ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلہا انکو کوئی نہ کوئی سزا ملا ہو۔ سکندر کے بعد اسکا تمام ملک اسکے سرداروں پر تقسیم ہوگیا انٹی گونس نے ایشیا کو سلوکس نے ملک بابل کو اور لیسی ماخس نے بلس پانٹ کو اور کس ڈر نے مسڈونیہ کو اور ٹولمی ابن لاگس نے ملک مصر پر قبضہ کیا (یوسفس) اس ٹولمی نے ملک یہودیہ اور یروسلم پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور یہودیوں کو اپنا رعیت بنایا اور ان کو دیندار سمجھکر بہت کو عمدہ عمدہ عہدے بھی دئے اسلئے بہت سے یہود اسکی قدردانی سے ملک مصر میں چلے گئے اور ہزاروں اسکندریہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ پھر مصری بادشاہ کو یہودی کتابوں کے جمع کرنے اور عبرانی سے یونانی زبان میں ترجمہ کرانے کا شوق ہوا تو ایلی العزر یہودیوں کے سردار کاہن کے نام ایک خط لکھا اور چند افسر بہت سا ہدیہ دیکر بھیجے کہ آپ ہر فرقہ سے چند منتخب علما میرے پاس بھیجدیجے تاکہ وہ مجھے ترجمہ میں مدد دیں کاہن نے بڑے شکریہ کے ساتھ جواب لکھا اور بہتر[۷۲] یہودی عالم کتابیں دیکر ترجمہ کرنے کو بھیجے جنہوں نے شریعت کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا اس ترجمہ کو سپٹواجنٹ[۱] کہتے ہیں جسکے معنی بہتر[۷۲] کے ہیں۔ اسکے عہد میں یہودیوں نے بڑی عزت پائی تھی۔

اسیطرح ایشیا کے بادشاہوں نے بھی یہود کی نہایت عزت و حرمت کی تھی چنانچہ سلوکس نے ایشیا اور شام سریا میں قلعے بنا کے یہودیوں کو ان کا سردار بنایا تھا اور اپنی دارالسلطنت انطاکیہ میں بھی ان کو بہت کچھ دخل دیا تھا۔

واضح ہو

کہ سکندر کے بعد جب ملک کے ٹکڑے ہو گئے تو ایک شخص انیٹوگونس نے حضرت مسیح سے تین سو برس پیشتر یعنی سکندر کی وفات کے تینتیس[۳۳] برس بعد شہر انٹاکیہ (انطاکیہ) آباد کرکے اسکو اپنا دارالسلطنت ٹھہرایا۔ یہ یونانی سلطنت کہلاتی تھی اور اس خاندان کے بادشاہ انیتوکس کہلاتے تھے انکی اور مصر کے بادشاہوں ٹالمی خاندان کی ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں یہودی بیچارے ان دونوں پتھروں میں پسا کرتے تھے آخر انیتوکس چہارم کا تسلط یروسلم پر ہوگیا جسنے کہانت کا عہدہ تیرہ لاکھ مین یسون یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اس سے واپس لیکر اسکے بھائی منلاوس کے ہاتھ چوبیس لاکھ چھپتر ہزار پر فروخت کر ڈالا۔ انیتوکس کی خبر وفات سنکر یسون اپنے بھائی پر حملہ آور ہوا اور اسکو قتل کر دیا چونکہ یہ بادشاہ نہ تھا طیش میں آکر حضرت مسیح سے ایکسو ستر برس پہلے۔

یروسلم پر پانچواں حادثہ

یروسلم پر چڑھ آیا چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو قید کرکے لیگیا اور ہیکل کا اسباب جو چار کروڑ ونسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کی مالیت کا تھا لوٹ کر لیگیا اور ہیکل کی

مسیح سے ۳۱۴ برس آگے انیتوکس نے ملک یہودیہ کو ٹولمی شاہ مصر کے ہاتھ سے چھوڑا لیا تھا مگر مسیح سے ۳۰۲ برس آگے پھر ٹولمی نے ملک یہودیہ کو لیلیا اور ۱۰۵ برس پیشتر تک مصریوں ہی کے قبضہ میں رہا یہ زمانہ یہود کے لئے بڑے امن کا تھا اسی عہد میں یہود نے پہلی کتابوں کو اور دیگر روایات کو جمع کیا یہ توریت وصحف انبیاء اسی عہد کی تالیف ہیں اسی عہد میں سپٹواجنٹ ترجمہ بھی ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

نہایت بے عزتی کی اور ایک ظالم کو یروسلم کا حاکم مقرر کر گیا۔

حضرت مسیح سے ۱۶۹ برس پیشتر شاہ انطاکیہ نے مصر پر حملہ کیا لیکن یہود اس حملہ میں شاہ مصر کے طرفدار ہو گئے اور شاہ انطاکیہ شکست کھا کر واپس آیا تو اسنے اپنے سپہ سالار کو حکم کیا کہ یروشلم کو برباد کرے چنانچہ اسنے آکر قتل عام کیا اور شہر میں آگ لگا دی اور شہر پناہ اور دیگر عمدہ مکانات کو گرا دیا (مگر ہیکل بچ رہی) پھر اینٹوکس کو انطاکیہ میں پہونچکر یہ خبط پیدا ہوا کہ سب لوگوں کو یونانیوں کے مذہب بت پرستی پر چلاوے چنانچہ اسی اپنے نائب اسیوس کو یہودیوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ جو شخص بت پرستی نہ مانے تو اسکو قتل کر ڈالنا حاکم نے یروشلم پہنچکر چند بے دین یہودیوں کو اپنا شریک کر کے لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کیا اور تمام کتب یہود کو تلاش کر کر کے جلا دیا اور ہیکل میں جوپٹر کی مورت قائم کی اور جسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسکو قتل کیا۔

اسموئی خاندان

کا ایک بوڑھا کاہن متاتھیس اپنے پانچ بیٹوں یوحنا شمعون یہوداہ ایلعاذر یوناتان کو لیکر اپنا دین بچانے کے لیے یروشلم سے بھاگ کر اپنے وطن اور شہر مودن میں آرہا یہاں بھی اسکے تعاقب میں اینٹوکس کے لوگ آئے اسنے اپنے پانچوں بیٹوں اور بہت سے دیندار یہودیوں کو جمع کر کے جہاد کیا جس میں شاہی لوگ شکست کھا کر بھاگے پھر اسنے بتوں کو توڑا اور بت پرستوں کو قتل کیا مسیح سے ایکسو سرسٹھ[۱۶۷] برس پیشتر۔

اسکے بعد اسکا بیٹا یہوداہ جسکا لقب مقابیس ہے اسکے قائم مقام ہوا یہ وہی مقابیس ہے جسکی دو کتابیں مقابیس اول و مقابیس دوم عبرانی زبان میں ہیں اور یونانی اور سریانی و رومن کیتھولک عیسائی ابتک اسکو آسمانی کتابوں کے مجموعہ میں شمار کرتے ہیں۔ مقابیس نے یروشلم کو لیا اور کھنڈر شہر کی مرمت کی اور ہیکل کو بتوں سے پاک و صاف کیا اینٹوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تھوڑے دنوں کے بعد بیمار ہو کر مر گیا پھر مسیح سے ایکسو اکسٹھ[۱۶۱] برس پیشتر مقابیس ایک لڑائی میں شہید ہو گئے[ل۱]

اس کے بعد انکا بھائی یوناتان قائم کیا گیا اسنے بھی اپنے بھائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن وہ بھی سیریا کے بادشاہ کے ہاتھ سے شہر پطولیمس میں مارا گیا اسکے بعد اسکا بھائی شمعون مسیح سے ایک سو چالیس برس پہلے اسکا قائم مقام ہوا اور اسنے بھی یہودیوں کو غیر قوموں کی حکومت سے آزاد کرانے میں بڑی کوشش کی لیکن یہ بھی اپنے داماد کے ہاتھ سے یریحو شہر کے قلعہ میں جبکہ وہ کسی مہم سے واپس آرہا تھا دغا سے مارا گیا۔

اسکے بعد شمعون کا بیٹا یوحنا حاکم اور سردار کاہن ہوا۔ اسنے چند یہودیہ کے صوبوں پر اپنا قبضہ کر لیا اور سامریوں کی ہیکل کو بھی غارت کر دیا اور بہت سے یہودیوں کو انطاکی مذہب سے پھیر لیا اور رومیوں سے بھی از سر نو پھر عہد و پیمان مستحکم کیا اسکے فوت ہونے کے بعد اسکا بیٹا ارسطوبولس اسکی گدی پر بیٹھا۔[۱۰۵]

اسنے اگلے زمانہ کی طرح پھر یہودیہ میں بادشاہت قائم کی اسیری بابل کے بعد یہ اول شخص ہے کہ جو یہود کا بادشاہ کہلایا۔ اسنے یہودیوں کا ایک بڑا دفینہ برآمد کیا تھا اسکے بعد اسکا بیٹا سکندر جنیوس تخت نشین ہوا ستائیس برس حکومت کر کے مسیح سے اناسی برس پیشتر انتقال کر گیا ان دنوں میں دو یہودی بھائیوں میں عہدۂ کہانت کی بابت جھگڑا پیدا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی پومپی شاہ روم کے پاس بھیجی جو آس پاس کے ملکوں کو فتح کر چکا تھا۔

ل۱ انہیں دنوں میں رومی سلطنت نے جسکا پایہ تخت شہر روم ملک اٹلی میں تھا زور پکڑا تھا یہ سلطنت کمزوروں کی اعانت کیا کرتی تھی یہ سمجھکر مقابیس نے وہاں اپنے ایلچی بھیجے اور انطاکیہ کے بادشاہوں سے محفوظ رہنے کے لئے اس ہی سلطنت سے اتحاد پیدا کیا سلطنت رومی نے ڈیمٹریوس گورنر اینٹوکس کو دھمکایا تو ڈیمٹریوس کی فوج نے یروشلم کو آگھیرا لیکن روم سے کچھ بھی مدد نہ آئی اور مقابیس کے ساتھی بھاگ گئے مقابیس خود بڑے استقلال کے ساتھ لڑ کر شہید ہو گئے ۱۲ منہ

ل۲ مسیح سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲ منہ

یہ بادشاہ یروشلم پر چڑھ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروشلم کو فتح کر لیا اس لڑائی میں بارہ ہزار یہودی مارے گئے اور اسی طرف سے ایک یہودی کاہن مقرر کر دیا اس وقت سے ملک یہودیہ روم کے بادشاہوں کی حکومت میں آگیا جن دنوں میں کہ رومی سرداران ملکوں کی فتوحات میں مصروف تھے ایک شخص ادومی انٹی پیٹر نے رومیوں کو بڑی مدد دی تھی جسکے صلہ میں جولیس قیصر روم نے اسکے بیٹے انٹی پیٹر کو ملک یہودیہ اور اسکے پاس کے ملکوں کا حاکم مقرر کر دیا جسکے تحت میں یہودیوں کا کاہن اعظم نام کو حاکم تھا۔
مسیح سے چالیس برس پیشتر انٹی پیٹر مذکور مر گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا ہیرودیس ہوا اور جلیل کا حاکم مقرر ہوا لیکن ان دنوں میں یہود کا کاہن اور حاکم انٹی گونس یہودی تھا اسنے ہیرودیس مذکور کی یہانتک مخالفت کی کہ اسکو شہر روم میں بھاگ جانے کے سوا چارہ نہ ہوا شاہ روم نے اسکی خاندانی خدمات کے لحاظ سے پھر اسکو یہودیوں کا حاکم بنا کر بھیجا اسپر بھی اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑنا پڑا آخیر یروشلم کا محاصرہ کر کے اسکو فتح کر لیا اور رئیس یہودیوں سے شادی کر کے یہود کا بادشاہ ہو گیا اسکی حکومت پینتیس ٣٥ برس تک رہی اسکے آخر عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (صحیح یہ ہے کہ اسکے بعد)

ہیکل کی تعمیر سوم

اسنے یہود کو خوش کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرانا شروع کیا اسطرح پر کہ جب کسی ایک ٹکڑے کو توڑ کر بنا چکتے تھے تب دوسرے حصے کو توڑتے تھے اسطرح یہ تمام عمارت نئی سر سے بہت خوبصورت اور خوشنما بنکر مسیح سے آٹھ برس آگے عبادت کے لیے تیار ہو گئی مگر اسکی تکمیل چھیالیس برس تک ہوتی رہی مسیح کی بیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسمیں کام کرتے رہے۔ اور چونکہ موریہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لیے کافی نہ ہوئی تو پہاڑی کے چاروں طرف بڑا سنگین پشتہ باندھا گیا۔ یہ بہت بلند تھا خصوصاً دکن کی طرف چھ سو فٹ کی بلندی تھی احاطہ کے باہر والی دیوار اسی پشتہ پر بنی تھی جسکی بلندی ٢٥ فٹ تھی اور ادھے میل کا گھیر تھا۔ اسکے اندر چاروں طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما برآمدے بنے تھے۔ ان برآمدوں میں لوگ ٹہلتے اور انہیں میں صراف اور کبوتر فروش بیٹھتے تھے جو ہیکل کی نذر و نیاز والوں کو چیزیں فروخت کرتے تھے اور اسی جگہ ایک مکان تھا کہ جہاں بیٹھکر یہودی معلم جو ربی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے اسی جگہ ربیوں کو مسیح نے لاجواب کیا تھا (لوقا ٢ باب ٤٦) پہلے عیسائی بھی یہاں جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ٢ باب ٤٦)
اس احاطہ کی دیواریں نو پھاٹک تھے اور انمیں داخل ہونے کو لیے بڑے بڑے زینہ پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب پھاٹک بڑے خوشنما تھے خصوصاً پورب کیطرف کا پھاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تھا یہ پھاٹک عمدہ پیتل کا تھا اسکی بلندی سینتیس ہاتھ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے یہ بیرونی احاطہ عام لوگوں کے لیے تھا اسکے اندر ایک اور احاطہ تھا کہ جہاں صرف یہودی عورتیں جا سکتی تھیں وہ بھی اسوقت جبکہ قربانیاں لاتی تھیں اسکے آگے اسرائیلیوں کا احاطہ تھا اور اسکے آگے لاویوں کا جہاں قربانگاہ۔ اور پیتل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکھا تھا خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تھی۔ اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑھ سو فٹ بلند اور اتنا ہی چوڑا تھا ہیکل کے اندر دو دالان یا کمرے تھے ایک جو قدس کہلاتا تھا ساٹھ فٹ لمبا اور اتنا ہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تھا اسمیں نذر کی روٹیاں رکھنے کی میز اور بخور جلانے کی قربانگاہ اور سونے کے شمعدان رکھے ہوئے تھے اس سے آگے دوسرا کمرہ قدس الاقداس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اور اسی قدر لمبا اور اتنا ہی اونچا کمرہ تھا پہلی ہیکل کے وقت اسی کمرہ میں عہد کا صندوق رہتا تھا کہ جسمیں شریعت کی دو لوحیں اور من کا مرتبان اور ہارون کا عصا تھا اسمیں بجز سردار کاہن کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا وہ بھی سال میں ایک بار ان دونوں کمروں کے درمیان کتان کا ایک باریک پردہ بڑا قیمتی پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چاروں طرف سہ منزلہ بہت سے کمرے کاہنوں کے رہنے کے لیے بنے تھے اور احاطہ میں بہت سی اسی قسم کی عمارات تھیں۔ یہ سب عمارات سنگ مرمر سے بنائی گئیں تھیں (تفسیر پادری اسکاٹ)
جو ہیکل کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد میں تھی وہ یہی تھی کسی کمرہ میں حضرت مریم عہ نے زکریا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی۔ اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور انکے عبادت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔

یہ ہیرودیس شہر یریحو میں مر گیا اسکے ظلم و ستم سے بنی اسرائیل سخت ناراض تھے۔ اسکے بعد اسکا بیٹا ہیرودیس ثانی اپنے باپ کا جانشین ہوا اسی کے خوف سے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ مصر کیطرف بھاگ گئی تھے اور اسی کے عہد میں اسی کے حکم سے حضرت یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک اسکی جورو اور بیٹی کے کہنے سے کاٹ کر ایک طشت میں اس کے سامنے لایا گیا تھا۔

ہیرودیس اول کے تین بیٹے تھے اس لیے اسکے بعد اسکے ملک کے بھی تین حصے ہو گئے ملک یہودیہ ادومیہ اور سامریہ ارکلاوس کو ملا اور بیت عبنا اور تراخونیتس وغیرہ فلپس کو اور گلیل اور پیریہ انطپاس کو۔ اور سب کو ہیرودیس ہی کہتے تھے۔ یہ ارکلاوس بھی اپنے باپ کیطرح بڑا ظالم اور سنگدل تھا اسی لیے اسکی حکومت کے نو برس بعد اگسٹس قیصر روم نے بیدخل کر کے ملک گال (فرانس) میں بھیجدیا اور وہ وہیں جا کر مر گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جا بجا انہوں نے وعظ و پند و معجزات دکھانے شروع کئے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی سے منتظر تھے کہ کوئی اولو العزم رسول پیدا ہونیوالا ہے مگر اپنی بد اقبالی اور شامت سے اولٹے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے دشمن جانی ہو گئے آخر حضرت مسیح کو گرفتار کرکے پلاطوس کے پاس لیگئے جو قیصر روم کی طرف سے تھا اسکے پاس الزام بغاوت لگا کے سولی دینے لے گئے تھے اسنے انکی خاطر سے انکو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اوٹھا لیا اور انکی صورت میں کسی اور کو کر دیا جو وہ سولی دیا گیا۔ حضرت مسیح کے بعد حواریون پر بھی بڑا ظلم و ستم ہوتا رہا نہ صرف یہودیوں کی طرف سے بلکہ شاہان روم کیطرف سے بھی

حضرت مسیح نے اثناء وعظ میں بارہا یہود کو ایک آسمانی بلا سے ڈرایا تھا کہ عنقریب تم پر آفت آنیوالی ہے اور وہ ہیکل اور شہر کو برباد کرنیوالی ہے مگر وہ اسکا کب باور کرتے تھے؟

چنانچہ حضرت مسیح کے بعد جبکہ ملک یہودیہ میں خاندان ہیرودیس کی بد نظمیوں کے سبب قیصر کیطرف سے ایک مستقل گورنر اس ملک میں قائم ہوا اور یروشلم میں رومی لشکر رہنے لگا یہودی ادہر تو رومیوں کی سخت حکومت سے بیدل تھے ادہر انکے دل میں بھی اپنی قوم کے بادشاہوں اور ان کے اقبال کے افسانہ سنکر جوش اٹھتا تھا کہ کسیطرح رومیوں کی حکومت سے آزادی حاصل ہو۔ انبیاء کا فرمودہ اور اعمال بد کا نتیجہ کب ٹلتا ہے یہ تدبیر اولٹی اونکی ہلاکت کا باعث ہو گئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہود نے ملک میں بغاوت شروع کی اور آخر کار فوج یروشلم کو بھی محاصرہ کر کے قتل کر ڈالا اور بھی بہت سے رومی انکے ہاتھ سے قتل ہوئے اور یروشلم میں یہود کا پھر عمل دخل ہو گیا لیکن عیسائی اس فساد میں شریک نہ تھے بلکہ اسی لیے وہ وہاں سے مسیح کی خبر کے بموجب (لوقا ۲۱ باب ۲۱) باہر بھاگ گئے تھے سپاسیئن رومی سردار ایک لشکر مہیب لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا بہت دنوں تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں رومی سردار نے بارہا اطاعت کے پیغام بھی بھیجے مگر یہود نے نہ مانا اس عرصہ میں طیطوس اس لشکر کا سپہ سالار ہو کر آیا اور پھر جب وہ قیصر ہو گیا تو اسکی جگہ شہر کا محاصرہ اسکے بیٹے طیطس نے اپنے ذمہ لیا۔

یروشلم اور ہیکل پر چھٹا حادثہ

شہر کا سخت محاصرہ کیا اور یوسفس مورخ کو کئی بار یہود کے پاس بھیجا کہ بغاوت سے باز آؤ اور شہر میرے حوالہ کر دو تاکہ تم امن میں رہو مگر یہود کو اپنی شہر پناہ پر گھمنڈ اور نادانی کی بدلہ میں غلط فہمی تھی۔ دیر تک باہر و تھامے رہا اور بیت المقدس دل توڑ کر مقابلہ کیا آخر غلہ نہ ہونے کی وجہ سے مردار خوری کی نوبت پہنچی اور آپس میں بھی فساد پڑ گیا رومی لشکر شہر میں گھس پڑا اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا مرد و عورت چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تھی اور شہر میں آگ لگا دی۔ رومی سپہ سالار نے بہت چاہا کہ ہیکل نہ جلنے پاوے مگر اوس ہلڑ میں کون سنتا تھا حضرت عیسیٰ جبکہ جو ہزار یہودی اس میں پناہ گزین تھے آخر وہاں بھی آگ کے شعلے اٹھنے لگے اور ہر طرف سے آگ بھڑکنے لگی ادہر جانب شہر میں خون کی دھاریں بہنے لگیں شہر کی بنیادیں تک اکھاڑ دی گئیں اور ہیکل کی بھی اینٹ سے اینٹ بجگئی شہر اور ہیکل پر ہل چلا دیا گیا اور ترجمہ سبعونا جسٹ بھی ساتھ ہی جل گیا بعض کہتے ہیں کہ اسکو طیطس شہر رومہ میں لیگیا تھا

(مفتاح الکتاب صفحہ ۲۱) اس حادثہ میں تخمیناً گیارہ لاکھ بنی اسرائیل قتل ہوئے اور لاکھ کے قریب غلام بنائے گئے (اسمیں کسیقدر مبالغہ ہے)

اس حادثہ سے پہلے چند آثار عجیبہ بھی ظہور میں آئے تھے۔ (۱) ایک ستارہ تلوار کی صورت شہر کے اوپر نمودار رہا (۲) ایک دم دار ستارہ تمام سال دکھائی دیتا رہا (۳) عید فصح کی شب میں قربانگاہ کے پاس آدھے گھنٹے تک ایک ایسی روشنی چمکتی رہی کہ گویا دن ہوگیا (۳) ہیکل کا شرقی دروازہ جو پیتل کا تھا اور بیس آدمیوں سے بمشکل بند ہوتا تھا ایک رات آپسے آپ کھل گیا۔ (۴) عید فصح کے تھوڑے دنوں بعد غروب آفتاب کے بعد بادلوں میں لڑائی کی گاڑیوں اور ہتیار بند سپاہیوں کی شکل نمودار ہوتی رہی دیر تک (رومن ایمپائر اسکاٹ صفحہ ۱۸۷)

حادثہ مورخین کے نزدیک سن ستر عیسوی میں ہوا یعنی حضرت مسیح کی صعود کے چالیس برس[1] بعد اسوقت حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں میں سے صرف یوحنا شہر افسس میں زندہ تھے (ہندی تاریخ کلیسا صفحہ ۲۷ و ۲۸)

اسکے بعد بھی یہود کی شرارت کم نہوئی چنانچہ اس حادثہ کے چونسٹھ برس بعد آدریان قیصر روم نے یہود پر سخت تشدد کرنا شروع کیا اور حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا قتل ہوگا اسی دن سے عیسائیوں نے بھی توریت و حواریوں کو بلکہ کلیسیا یروشلم کو بالائے طاق رکھکر پولوس کے کہنے سے رسم ختنہ کو ترک کیا تاکہ یہودیوں کے شبہ میں مارے نہ جائیں۔

پھر اس قیصر نے یروشلم پر اور ہیکل کی بنیادوں پر دوبارہ ہل چلوائے اور اس شہر کا نام بدلکر اپنے خاندان کے نام سے دوسرا نام ایلیہ رکھا یہ بادشاہ ۱۳۸ء میں فوت ہوا۔ اسکے بعد روم میں اور بھی بادشاہ ہوئے جو اکثر مذہب عیسائی بلکہ یہودی دونوں کے سخت دشمن تھے اور انکے ہاتھ سے عیسائیوں کو وہ وہ تکالیف پہونچیں کہ جنکا بیان نہیں ہوسکتا آخر ۳۱۳ء میں قسطنطین اول قیصر روم جو بڑا ظالم اور سنگدل تھا اپنی ملک کے استحکام کے لیے عیسائی ہوا اسنے اور پھر اسکے بعد قسطنطین ثانی نے لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا لیکن اسکے بیٹے کا جانشین جولین قیصر عیسائی مذہب کے برخلاف ہوگیا۔ اور اسنے صرف مسیح کی اس پیشینگوئی کی تکذیب کے لیے جو انجیل لوقا کے ۲۱ باب ۲۴ ورس میں ہے یروشلم میں ہیکل کی تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اسلیے اسنے کاریگر بھیجے جب مزدور ہیکل کی بنیاد کھودنے لگے تو زمین سے آگ کے ایسے شعلے نکلے کہ کوئی مزدور نیو نہ کھود سکا گرچہ بار بار قصد کیا مگر ہیکل کی تعمیر پر قادر نہوئے یہ ماجرا سن چارسو عیسوی سے کچھ پہلے کا ہے اسکے بعد پھر اور بھی قیاصرہ گذرے ہیں لیکن کسی نے ہیکل کو تعمیر کیا الغرض طیطس کے عہد سے لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد تک گو یروشلم آباد ہوا اور عیسائیوں نے وہاں اپنے معبد بنائے یہودی بھی اسمیں رہنے لگے مگر ہیکل اس عرصہ تک جو تخمیناً چھ سو سال کا ہوتا ہے ویسی ہی اُجاڑ پڑی رہی کچھ بنیادوں کے نشان باقی تھے اور کچھ نہ تھا۔

ہیکل کی تعمیر چوتھی بار

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا جسکی تفصیل ہے گرچہ ہمارے مورخین واقدی رح وغیرہ نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن ہم مخالفوں کے سکوت کے لئے عیسائی مورخوں سے ہی نقل کرتے ہیں ہو ہذا

[1] مفتاح التواریخ میں ہے (صفحہ ۵) اس عیسوی کا رواج حضرت مسیح کے پیدا ہونیکے چار سال سات روز بعد سے ہے حضرت نے تیس برس کی عمر میں دعوت دین کی یعنی ۲۶ عیسوی میں اور ۳۳ برس کی عمر میں پلاطوس کے ہاتھ سے جمعہ کے روز ۳۔ اپریل ۳۳ء میں وفات پائی اس روز یہود کی عید فصح کا دن تھا انتہی اسکے موافق ۷۰ء تک صعود مسیح سے چالیس برس نہیں گذر سکتے بلکہ کم چالیس ہیں عیسائی مورخ چالیس لیے کیا سمجھکر کہتے ہیں اور تینتیس کو سینتیس بھی ظاہر صریح غلطی کرتے ہیں فافہم

[2] مسیح کا قول تھا کہ جبتک غیر قوموں کا وقت پورا ہو یروشلم غیر قوموں سے روندی جائیگی الخ اس درس کا مطلب عیسائیوں نے یہ سمجھا ہے کہ بیگانہ قوم ہیکل یا یروشلم کو تعمیر کرسکے گی چنانچہ جولین قیصر چونکہ غیر تھا یعنی بت پرست کافر وہ آباد نہ کرسکا اسلئے اسکے یہ معنی تسلیم کرکے کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے اسکو تعمیر کیا تو وہ غیر قوم نہوئی بلکہ اللہ کے مقبول ہی ایک دلیل اسلام کی صحابہ اللہ ہونے پر کافی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسائی اللہ کی قوم نہیں یعنی پسندیدہ جماعت نہیں کیس لئے کہ اسی ہوس پر کئی سو برس تک عیسائیوں نے جمع ہوکر بیت المقدس لینے کا قصد کیا مگر بجز ایک عارضی قبضہ کے انکا قبضہ نہوا برخلاف اسکے کہ آج ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ ہوئے مسلمان نہ صرف یروشلم بلکہ اس کل ملک کے مالک ہیں کہ جسکا وعدہ خدا نے ابراہیم اور اُسکی نسل کے لئے ابد تک کیا تھا ۱۲ منہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد سے آگے روم کے قیصروں نے شہر یروشلم کی عمدہ شہر پناہ اور اسمیں برج اور خندق بنادیے تھے جسکا محاصرہ آکر خلافت عمرؓ میں ابو عبیدہؓ نے کیا اور چار مہینے کی محاصرہ کے بعد حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا ۱۲ منہ

[1] یعنی آدرین قیصر نے ۱۳۰ء میں شہر کی آبادی شروع کی پھر ۳۰۴ء میں کونسٹنٹائن نے شہر پناہ بنائی مگر ہیکل ایسی ہی خراب عہد حضرت عمر تک پڑی رہی ہاں اسکو متصل قسطنطین کے گرجے بنے ہوئے تھے ۱۲

فصل ۵

حضرت ابوبکر رضؓ نے خلیفہ ہو کر ایک لشکر جمع کیا اور ۶۳۲ء میں ملک شام کے لینے کا ارادہ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو امیر لشکر بنا کر اور بہت سی نصیحتیں کر کے روانہ کیا
ہیریکلیس (ہرقل) نے اپنی رعیت کو لڑائی کے لئے کھڑا کیا مگر کچھ کارگر نہوا یزید کے پاس سے متواتر خلیفہ کے پاس فتحیابی کی خبریں آتی تھیں ادہر ایک اور لشکر تسخیر
بیت المقدس کے لئے تیار کیا آخر شہر بصرہ کو فتح کیا اسکے چار دن بعد قوم سراسن (اہل اسلام) دمشق کی دیواروں تلے آ پہنچے یہ شہر شام کا قدیم تخت گاہ ہے اہل
اسلام سے مقابلہ ہوا سراسین کی وہ فوجیں جو شام اور بیت المقدس کی فتح کے لئے پھیل گئیں تھیں اینا ڈن کے میدان میں جمع ہوئیں یونان کے ستر ہزار ۷۰۰۰۰ سپاہی انکے مقابلہ کو آئے خالد رضؓ نے صلح کی معاموں کو اس شرط سے کہ عرب اپنے وطن کو پھر جاویں منظور نہ کیا اور اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دیکر مقابلہ پر آمادہ کیا
طرفین میں مقابلہ ہوا یونانی حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے بہت سے عیسائی مارے گئے باقی تتر بتر ہوگئے اور جو بچے تھے وہ قیصریہ ایلٹی اوک اور دمشق کو بھاگ گئے
اہل اسلام نے مونے چاندی کی صلیبوں اور انکے عمدہ ہتیاروں سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ اس جنگ میں پچاس ہزار عیسائی مارے گئے اور چار سو ستر مسلمان شہید ہوئے
یونانیوں کی سپاہ گریکے فن سے واقف ہونیکی وجہ سے محاصرے نے طول کھینچا۔ جب مسلمانوں نے رومیوں پر سخت محاصرہ کیا اور غلہ اور گھاس بند کر کے انکو تنگ کیا تو انہوں نے
سو ایلچی ابو عبیدہ رضؓ کے پاس بھیجے۔ چونکہ ابو عبیدہ نرم دل اور نیک بخت تھے اور اہل یونان کو اس امیر کی دیانت اور خلق پر اعتماد تھا اسلئے صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ جو باہر جانا
چاہیں چلے جاویں اور یہاں کا امیر خلیفہ کو محصول دیا کرے۔

ابوبکر صدیق رضؓ دمشق فتح ہونے سے پہلے ماہ جولائی ۶۳۴ء میں وفات پائی اور مرنے سے پہلے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضؓ کو خلیفہ کرنا عمر نے اس عہدہ سے انکار کیا تھا کہ مجھے اسکی آرزو نہیں مگر ابوبکر
صدیق رضؓ کے فرمانے سے قبول کیا۔ حضرت عمر رضؓ نے خلافت کے بعد خالد رضؓ کو معزول کر کے انکی جگہ ابو عبیدہ کو سردار کیا خالد بن ولید سیف اللہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ عمر رضؓ مجھ سے محبت
نہیں رکھتے لیکن وہ میرے آقا ہیں میں انکا تابعدار ہوں میں پہلے کی طرح ہر کام میں تندہی کرونگا اور ممکن نہیں کہ میں جانفشانی میں جو خدا کی راہ میں کرتا تھا قصور کروں

اب میں ان واقعات فتح بلاد شام کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔

لشکر اسلام نے شہر ایما یعنی امسؔ اور ہیلیو پولس یعنی بعلبک کو ۶۳۵ء میں فتح کیا۔ ندی یرموک یعنی ہرومیکس پر جو بحیرہ تبریس (تبریا جھیل) میں گرتی ہے اسکے کناروں پر شاہ قسطنطنیہ کے
طرفداروں کا اسی ہزار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو جمع ہوا اور اپنی سپاہ گری سے ڈرایا لوگوں نے خلیفہ کے پاس اس امر کے مطلع کرنیکو قاصد بھیجے خلیفہ نے آٹھ ہزار کی جمعیت اور بھیجی۔
ابو عبیدہ نے خالد کو فوج کی تمام اختیارات دیدئے خالد نے لوگوں کو کہا کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور دوزخ پیچھے اور ابو عبیدہ نے فرمایا زخم اور تکلیف میں تم اور دشمن دونوں برابر ہیں لیکن انعام
اور خوشی انکو نصیب نہیں (فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ ما لا یرجون) اس کہنے سے بہادران اسلام کے دل پھر تر و تازہ ہوگئے اور اپنے سے بہت لشکر کے ساتھ جنگ شروع کردی۔ رومی
سواروں کے حملوں سے قریب تھا کہ مسلمان بھاگ اٹھیں مگر قوم حمیر کی عورتوں کی لعنت ملامت سے جو پچھلی صف میں کھڑی تھیں پھر عرب کو حمیت آئی پھر تو رومیوں کو تلواروں کی دھار پر
دھر لیا بہت سے رومی مارے گئے بہت سے دریا میں ڈوب مرے باقی پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے۔ یہ مژدہ خلیفہ کے پاس گیا۔ چونکہ اب حلب دیرہ و حلم اور انطاکیہ کا نگہبان بجز اس مغلوب
لشکر کے اور کوئی نہ تھا اسلئے خلیفہ کی حکم سے بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا جب اسپر اہل اسلام نے حملہ کیا اور کامیاب ہوئے تو ابو عبیدہ نے اپنے تمام لشکر کیساتھ اس شہر کو گھیر لیا اور ایلیا یعنی یروشلم کے بڑے سردار کو

خط لکھا

صحت اور خوشی ان لوگوں کو ہے جو راہ راست پر چلتے اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں ہم سے تم چاہتے ہیں کہ تم اللہ اور اسکے رسول محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اور جب تم ایمان لاؤ گے تو تمہیں حرام ہے

ف
ان قیصروں کے عہد میں یعنی ایران کی سلطنت پہلے سے اور کے ساتھ قائم ہو چکی تھی ایرانیوں اور قیصروں کی باہم لڑائیاں ہوا کرتی تھیں کبھی یہ غالب کبھی وہ اور قیصروں کی سلطنت عرب کے کناروں سے [illegible] پھیل گئی تھی اخیر میں قیصروں کی سلطنت کے دو حصے ہو گئے تھے [illegible] پایہ تخت شہر روم تھا جو ملک اٹلی میں ہے [illegible] مشرقی حصہ [illegible] پایہ تخت قسطنطنیہ تھا۔ آنحضرت صلعم کے عہد میں ۶۱۴ء میں ایران کے بادشاہ خسرو نے یروشلم کو فتح کیا اور [illegible] ہزار کو قتل کر کے عیسائیوں کے گرجوں کو گرا دیا [illegible] قیصر روم ہرکلیوس (ہرقل) نے خسرو کو شکست دیکر اپنا قصد لیا [illegible] میں الم غلبت الروم [illegible] آیا ہے [illegible] ادہر ایران کی سلطنت تمام ممالک [illegible] تھی گویا اس عہد میں دو ہی سلطنتیں تھیں [illegible] ۱۲ [illegible]

ف
بیت المقدس کا

کہ نہیں مانیں یا تمہارے اہل بچوں کو ہاتھ لگاویں۔ اور اگر تم ایمان نہیں لاتے تو خراج دو اور ہماری حمایت میں رہنا اختیار کرو اور جو اسکو بھی نہیں مانو گے تو میں تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ لاؤنگا جو اللہ کی راہ میں شہید ہونیکو زیادہ عزیز رکھتے ہیں تمہارے شراب پینے اور سور کھانے سے (یعنی جسطرح تم شراب اور سور کو عزیز رکھتے ہو وہ شہید ہونیکو اس سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں) اور ہم بغیر فتح کے یہاں سے نہیں ٹلینگے۔ غرضکہ چار مہینے مسلمان جاری رہے تک شہر کو گھیرے رہے آخر پادری سفرونیس نے صلح کی شرط کو منظور کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہ ہے اسکو میں خلیفہ کے سوا اور کسیکو سپرد نہیں کرونگا مسلمانوں نے خلیفہ کو لکھا کہ شہر کا دینا اسکے آنے پر موقوف کیا ہے آخر حضرت علیؓ کے مشورہ سے خلیفہ کا جانا قرار پایا۔ انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کرنیکے لئے تھا مگر سادگی اور پاسداری مذہب اور حقیر سمجھنے اسباب سامان دنیا پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ قدرے بیان کرنا مناسب ہے۔

میں اوکلی صاحب کے بیان کے موافق لکھتا ہوں جو صاحب یہ ہے کہ خلیفہ نے اول مسجد میں نماز پڑھی اور بعد زیارت کرنے مزار رسول مقبول صلعم کے حضرت علیؓ کو اپنی جگہ پر مقرر کیا اور چند رفیقوں کے ساتھ باہر نکلے جو تھوڑی سی دور ہمراہ ہو لئے پھر آپ ایک سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے اور دو تھیلے ساتھ لئے ایک میں جو کے ستو دوسرے میں کھجوریں تھیں اور کاٹھ کا طباق اونٹ کے پیچھے باندھ لیا اور پانی کی مشک آگے رکھ لی جسجگہ رات کو اترتے وہاں صبح کی نماز پڑھکر چلتے اور ہمراہیوں کو مخاطب کرکے خدا کی حمد و ثنا کرتے کہ اسنے ہم کو راہ راست پر چلایا اور گمراہی سے بچایا اور باہم محبت دی اور مخالفوں پر غالب کیا تم اسکا شکر کرو۔ جو شکر کرتا ہے وہ خدا کی نعمتیں زیادہ پاتا ہے۔ پھر طباق ستووں سے بھرکر بڑی فیاضی کے ساتھ اپنے مصاحبوں کے ساتھ کھاتے اسی سفر میں ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسنے دو بہنوں سے شادی کر رکھی تھی آپنے ایک کے ترک کرنے کا حکم دیا پھر ایک شخص حریر یعنی ریشمی پوشاک پہنے ہوئے پیش کیا گیا اسکو عباسی کے لباس سے منع کیا اور کئی ایک باجگزاروں کو دھوپ میں بیٹھا دیکھا انپر رحم فرماکر رہائی دی اور جلد ہی اور سلوکاری کی علانیہ تاکید کی جب شہر کے قریب پہنچے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا گیا۔ اور ایک موٹی اون کے خیمہ میں زمین پر بیٹھ گئے رئیس قوم کی (نصاریٰ) انکے سرداروں سے کہا ان لوگوں سے بغیر مدد آسمانی مقابلہ کرنا بیفائدہ ہے انکے رسول نے حکم دیا ہے کہ حلم و حیا و تابعداری کو عمل میں لاویں اور ان اوصاف سے انکی ترقی ہوگئی تھوڑے دنوں میں سب قانون پر انکی شرع کو غلبہ ہوگا اور انکی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جاویگی اس کے بعد شرایط صلح منظور ہوگئیں اور شہر کے دروازے کھولدئے گئے خلیفہ اور رئیس نصاریٰ باتیں کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کے حکم سے ایک نہایت عمدہ مسجد تعمیر کرائی گئی خلیفہ دس روز مقام کرکے وہاں سے مدینہ کو واپس آئے۔ (ملخصاً از سیر الاسلام) یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہوکر طبع ہوئی ہے۔

فصل ششم

حضرت عمرؓ کی بنوائی ہوئی مسجد مدتوں تک قائم رہی۔ اور ملک شام اور شہر یروشلم بھی الحمد للہ آجتک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا اتنی مدت اس ارض مقدسہ پر نہ بنی اسرائیل کی حکومت رہی نہ کسی اور کی۔ خلفاء اربعہؓ کے بعد خاص ملک شام میں شہر دمشق امیر معاویہؓ کا پایۂ تخت قرار پایا اور عرصہ تک بنی امیہ کے بادشاہ ہوتے رہے لیکن بعد حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سلطنت آئی خلفاء عباسیہ مامون رشید ہارون رشید وغیرہ نے اپنے عہد میں یورپ کے اور ملک بھی ماتحت کرلئے تھے انکے عہد میں شہر بغداد دار السلطنت تھا ایران عرب مصر شام و دیگر بلاد انکے ماتحت تھے۔ سنہ ٢٩٦ ہجری میں ملک مصر میں ایک شخص مہدی نے خلفاء عباسیہ کی برخلاف اپنی خلافت قائم کی تھی یہ مہدی اپنے آپ کو امام حسینؓ کی اولاد میں سے شمار کرتا تھا اور یکے بعد دیگرے اسکے خاندان میں بھی چودہ خلیفہ قائم ہوئے انکی سلطنت پانسو سڑسٹھ ہجری تک رہی انکا آخر خلیفہ عاضد لدین اللہ ابو محمد عبد اللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھ سے ہوا جو انکے ہاں آکر وزیر ہوا تھا۔ سلطان مذکور اپنے چچا شیر کوہ کے ساتھ سلطان نورالدین محمود شاہ شام کی طرف سے جو متعلقین سلاطین سلجوقیہ میں سے تھا اور

* بطریک کا حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر یروشلم کا سپرد کرنا محض اسلئے اور کوئی وجہ نہیں لکھا کہ اسنے آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ عمرؓ کے اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابوں میں دیکھا ہوگا سو وہ سمجھ گیا کہ اگر یہ وہی شخص برگزیدہ الٰہی ہے تو لڑنا بیفائدہ ہے ورنہ شہر سپرد کرنے میں امن و عافیت ہے اسلئے اسنے حضرت عمرؓ کو بلایا ہمارے مورخین اسکے قائل ہیں اور لوگوں کا اور خاص بطریک کا پیشتر شہر پناہ سے حضرت کو دیکھنا اور کلام کرنا اسکا مؤید ہے ان چاروں انجیلوں کے سوا عیسائیوں کے ہاں اور بھی بہت سی انجیلیں ہیں کہ جنکو گو وہ اسوقت میں تو نہیں سمجھتے مگر تاہم انکو مثل کتب حدیث کے اور متبرک جانتے تھے غالباً اسمیں یہ اوصاف اسنے دیکھے ہونگے گو توریت و دیگر کتب عہد عتیق سے بھی حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا برگزیدہ ہونا ثابت ہے چنانچہ کتاب ملاکی علیہ السلام کے ۳ باب ۱ ۲ جملہ و زبور ۱۱۸ کا ۲۲ جملہ اور کتاب حزقیل کا ۲۱ باب ۲۷ ورس۔ اس زمانہ کے عیسائی خصوصاً انکے مذہبی پیشوا اور علماء ایسے متعصب بھی نہ تھے جیسا کہ آجکل فرقہ پروٹسٹنٹ کے پادری اور انکے مورخ ہیں انمیں ایک قسم کی سادگی اور دوستی بھی تھی ۱۲ منہ

یہاں آیا تھا اور اپنا آپکو خلفاء عباسیہ کا ماتحت شمار کرتا تھا خلفاء عباسیہ کے عہد میں بخارا و خراسان و ترکستان و ایران وغیرہ بلاد میں نئے نئے بادشاہ بہت پیدا ہو گئے تھے جو نیتے تئیں برائے نام خلفاء عباسیہ کا ماتحت سمجھتے تھے اور انکے ہاں سے خطاب و سند خاص رہنے کو لیتے رہیں اور تحائف بھیجا کرتے تھے منجملہ انکے ایک دولت سامانی بخارا میں بڑے زور و شور کے ساتھ تھی جنکے متعلقین میں سے سبکتگین اور اسکا بیٹا سلطان محمود بھی ہے جسنے ہندوستان کو فتح کیا ترکوں کے حوصلہ متواتر فتوحات سے بڑھ گئے تو ان میں سے اقبالمند لوگ بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ انمیں سے ایک شخص دقاق ترکوں کا سپہ سالار تھا اسکا بیٹا سلجوق سلطان بیغو شاہ ترکستان کا سپہ سالار منسوب ہو کر نواحی جند میں رہا اور کافر ترکوں سے جہاد کرنا شروع کیا اسکے بعد اسکے تین بیٹے ارسلان موسیٰ میکائیل بھی اسیطرح جہاد کرتے رہے میکائیل شہید ہو گیا اسکے بیٹے طغرل بک جعفر بک داؤد چار جوانمرد بیٹے چھوڑے داؤد اور طغرل بغراخاں شاہ ترکستان کے ہاں ملتجی ہوئے انسے دغا کی اس سے بھاگ کر پھر جند میں آ رہے۔ یہاں تلک کہ دولت سامانیہ کا خاتمہ ہو گیا اور ایلک خاں بخارا کا بادشاہ ہوا اور اسکے مصاحبوں میں ارسلان بن سلجوق داخل ہو گیا یہاں تک کہ جب سلطان محمود نے ایلک خاں کو بھگایا تو اسکی رفاقت میں ارسلان بھی بھاگا تھا ارسلان کی جماعت یہاں تک پہنچی ادہر طغرل آس پاس کے بادشاہوں سے لڑنے بھڑنے لگا اسکے ہاتھ سے مسعود بن محمود نے شکستیں پائیں اور آخر کو ملک خوارزم کے بادشاہ بن بیٹھے ۴۳۲ھ ہجری میں پھر رفتہ رفتہ انکی سلطنت ترقی کر گئی یہانتک کہ ملک شام اور ایشیاء کوچک تک انہی کا تسلط ہو گیا قسطنطنیہ میں اسکا خطبہ پڑھا گیا اور اسنے اپنے اقارب میں سے کسیکو شام کا کسیکو دیگر صوبجات کا حاکم اور بادشاہ مقرر کر دیا یہ وہ زمانہ ہے کہ مصر میں المستنصر باللہ علوی خلیفہ ہے اور بغداد میں القائم بامر اللہ عباسی ہے ایران میں ۴۴۷ھ تک بویہ تھے جو خلفاء بغداد پر قابض ہو گئے تھے انہیں کے عہد میں خاندان تمام ہوا۔ طغرل خلیفہ بغداد کا نائب گنا جاتا تھا طغرل لاولد مر گیا اسکے بعد ۴۵۵ھ ہجری میں اسکی جگہہ اسکا بھتیجا الپ ارسلان بن داؤد بن سلجوق وارث سلطنت ہوا اسنے بھی بڑی بڑی فتحیں پائیں اور اسکے وزیر نظام الملک نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا ۴۵۹ھ ہجری میں الپ ارسلان مر گیا اور ملک شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا سلطان سنجر ہوا اور قائم کی جگہہ اسکا پوتا مقتدی بامر اللہ ہوا ۴۶۷ھ ہجری میں الغرض سلجوقی خاندان کی متعدد بادشاہ ہو گئے تھے جنمیں باہم لڑائیاں بھی ہوا کرتی تھیں اور شام کا ملک خصوصاً بیت المقدس کبھی خلفاء مصر کے نوابوں کی قبضہ میں آ جاتا تھا کبھی خلفاء عباسیہ کے برائے نام مطیعوں شاہان سلجوقیہ کے قبضہ میں رہتا تھا۔ مسلمانوں کی اس باہمی خونخوار لڑائیوں اور طوائف الملوکی نے عیسائیوں خصوصاً فرنگستان (یورپ) کے بادشاہوں کے دلوں میں مسلمانوں سے لڑنے اور بیت المقدس کو لینے کا حوصلہ پیدا کر دیا اسکی ابتداء یوں ہوئی۔

حرب الصلیب

اول حملہ

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کی عیسائی جوق جوق آیا کرتے تھے ان میں ایک شخص پیٹر نامی آمیس صوبہ پکارڈی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوتاہ قد حقیر صورت تھا شاید اسنے وہاں مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ تکلیف مالی ہوا اسنے وہاں کے بڑے پادری سے شکایت کر کے یہ کہا کہ تم شاہان یونان سے مدد کیوں نہیں مانگتے اوسنے کہا وہ عیش و غفلت میں پڑے ہوئے ہیں انسے کیا ہو سکتا ہے پیٹر نے کہا میں شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہوں پیٹر وہاں سے چلے اور اربن ثانی اس زمانہ کے پوپ سے ملے پوپ نے وعدہ کیا کہ میں مجلس عام میں اسکی تحریک کرونگا مگر اتنے عرصہ میں تم منادی کرتے پھرو۔ حضرت مجنونانہ صورت بنا کے ایک گدھے پر سوار ہو کر اور بہاری سی صلیب لیکر تمام ممالک فرانس اور اطالیہ میں منادی کرتے پھرنے لگے شاہراہوں گرجا گھروں میں جہاں وعظ کرتے زوار کی تکالیف بیان کرتے لوگ سنکر رو دیتے اپر حضرت واعظ کی ہچکیاں اور آہیں اور لمبے لمبے آنسو اور حضرت عیسیٰ اور مریم کی دُہائی دینا اور بھی غضب کرتا تھا آخر ملک فرانس میں نومبر مہینے ۱۰۹۵ء میں ایک مجلس جمع ہوئی جسمیں بہت سے نامور سردار اور مشہور امیر بھی آئے آٹھ روز مجلس ہی لوگ پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے ادہر جہاد کا ثواب سنتے ہی چیخ اوٹھے کہ ہاں یہی مرضی خدا ہے ہاں یہی مرضی خدا ہے پیٹر کے ساتھ ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا جسمیں کئی سالار اور شہزادے بھی تھے اس لشکر کا سرخ لباس اور صلیب نشان تھا یہ لشکر کہ جسکی تعداد لاکھ کے

زیادہ تھی اور جوق جوق لوگ اس میں شامل ہوتے گئے ہونہ ملک شام میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ سلطان سلیمان نے مار کر انکے چھکے چھڑا دئے لاکھوں آدمیوں کی ہڈیوں کا ڈھیر اس جنگ کی یادگاری میں لگا دیا مگر ایک دوسرا لشکر اور بھی تیار ہوا تھا جسکا سپہ سالار فرانسیسی شہزادہ مسمی گاڈفری توالون تھا اس لشکر نے جا کر یروشلم کا محاصرہ کیا آخر نگی رسالے اور پلٹنیں شہر میں گھس آئیں اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس میں جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزیں تھے قتل کیے گئے ہر چند مسلمان رو رو کر امان امان پکارتے تھے مگر ان دیندار عیسائیوں کی رحمدلی کب امان دیتی تھی آخر صلیب کا نشان اڑنے لگا یہ واقعہ ایک ہزار ننانویں عیسوی میں ہوا اگرچہ کہا گیا ستر ہزار مسلمان تو تہ تیغ ہوئے مگر بیچارے یہودی بھی اپنی عبادت گاہوں میں قتل کئے گئے۔ گاڈفری اول ہی سال میں مرگیا مگر تخمیناً نوے برس تک صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ رہا۔

واضح ہو کہ ۴۶۳ھ ہجری میں یوسف بن ابق خوارزمی نے جو ملک شاہ بن الپ ارسلان کا امیر تھا ملک شام میں جا کر شہر رملہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے نوابوں سے چھین لیا تھا پھر ۴۸۹ھ میں خلیفہ مصر نے ارتق کے بیٹوں ایلغازی اور سقمان سے چھین لیا پھر اس جنگ تک مصریوں کے پاس رہا ابوالفدا ارسلیمان جیسے پیٹر کے لشکر کو تہ تیغ کیا تھا قطلومش سلجوقی کا بیٹا ہے جو قونیہ و دیگر بلاد روم کا بادشاہ تھا وہ ۴۸۸ھ ہجری میں اپنے چچا زاد بھائی سلطان تاج الدولہ تتش بن الپ ارسلان کی جنگ میں مارا گیا (ابوالفداء) اس عالمگیر لڑائیوں میں مستظہر باللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا اور سلجوقیوں میں سے سلطان محمد ابن ملک شاہ بڑی شان و شوکت سے ملک اپنے بھائیوں سے فتح کرتا پھرتا تھا۔

دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تخمیناً اڑتالیس برس بعد جب عیسائیوں نے یہ سنا کہ فرات کی اس طرف جو عیسائیوں نے ایک بڑا قلعہ مسلمانوں کو روکنے کے لئے بنا یا تھا اسکو زنگی امیر موصل نے لے لیا تو ان کے دلوں میں پھر جہاد کی آگ کا شعلہ بھڑکا اور ایک سینٹ برنارڈ منادی کرنے لگا آخر اسنے لوئیس ہفتم شاہ فرانس اور کانرڈ شاہ جرمنی کو معتقد کر لیا یہ دونوں بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ہنگری کے رستے قسطنطنیہ پہنچے۔ منوئیل شاہ قسطنطنیہ کی بدسلوکی سے انکی طاقت گھٹ گئی آخر کیدو نیا کے پہاڑوں میں انہوں نے سخت ہزیمت مسلمانوں سے اوٹھائی اور بڑی بڑی مصیبتیں اوٹھا کر واپس آئے۔

تیسرا حملہ

۵۸۳ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ان عیسائیوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول طبریہ پر جمعہ کے روز پانچویں ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیوں نے شکست کھائی جسمیں فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا۔ اسکے بعد شہر عکہ کا محاصرہ کیا اس کو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قیساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ شہروں کو فتح کرتا ہوا خاص بیت المقدس کی شہر پناہ کا بھی آکر محاصرہ کر لیا سرنگیں لگا دیں اور شہر پناہ کو اکھیڑ کر پھینک دیا فرنگیوں نے امن چاہا کہا جسطرح تم نے اس کو بزور شمشیر فتح کیا تھا میں بھی اسکو اسیطرح تیغ کرونگا پھر فرنگیوں نے ایلچی بھیجا کہ ہم بہت ہیں تم تھوڑے امن دو ورنہ مرتا کیا نہ کرتا ہم دل توڑ کر لڑیں گے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر امن دیتا ہوں وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم میں سے دس دس دینار (اشرفی) اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیوں نے اس شرط کو منظور کیا اور بروز پنجشنبہ ۲۷ رجب کو بادشاہ شہر میں داخل ہوا اور سلطانی لوگوں نے عیسائیوں سے دروازوں پر جزیہ وصول کرنا شروع کیا اشرفیوں کے ڈھیر لگ گئے ادھر فصیل پر اسلام کا جھنڈا کھڑا کر دیا گیا تھا۔ عیسائیوں نے الصخرہ کے قبہ پر ایک صلیب سونے کی کھڑی کر دی تھی

ابوالفداء ۴۹۲ھ اسکو واقعہ کہا ہے ... میں مارا

مسلمانون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے اسکو حب اکھیڑ کر پھینکا تو عجب خوشی کا شور و غل تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا اور عیسائیوں میں رونے پیٹنے کا غل تھا۔

شہر فتح کرکے سلطان نے پھر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرادیا اور حاجب عربی میں جو ایک کمرہ بنایا تھا اوسکو گرادیا۔ نورالدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر حلب میں اس نیت سے بنوایا تھا کہ اسکو بیت المقدس میں رکھوں گا سلطان نے اسکو منگا کر مسجد میں رکھا اس بادشاہ (عیسائیون کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے استیصال کیا ملکہ حوالی مصر سے بھی۔

جب یورپ میں یہ خبر پہونچی تو پھر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا فلپ آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خونخوار فوجیں لیکر بیت المقدس پر چڑھ آئے مگر یروشلم میں جانا نصیب نہوا صرف عکا میں گئے کہاں ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ طرفین میں بڑی لڑائیاں ہوئیں آخر سب پسپا ہوکر بھاگے اور تھوڑے دنوں کے بعد عکہ بھی سلطان نے فتح کرلیا۔ اس جنگ میں صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہے کہ آجتک کوئی اپنے مقابل کے ساتھ نہ کریگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور اون کے لشکری جو بیمار ہوگئے تھے اون کے لیے برف اور آنار اور دیگر سامان ضروری بھیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہوکر مجھسے لڑو کہیں تمہارے دلوں میں ارمان باقی نہ رہجائے۔ آخر سب شکست کھاکر پریشان ہوکر اپنے ملکوں میں واپس گئے اسی سال شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تھا صلاح الدین غازی کے مرنے کے بعد پھر عیسائی سرداروں کے دلوں میں جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

چوتھا حملہ

سن گیارہ سو پچانوے سے لیکر ستانویں عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا شستم ہنری نے اپنے لشکر کے تین حصہ کرکے ارض مقدسہ کیطرف روانہ کیے اور سب نے جمع ہوکر بڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینوں سے شکست کھاکر نہایت بدحواسی کے ساتھ پسپا ہوے۔

پانچواں حملہ

۱۱۹۵ سے لیکر ۱۲۰۰ء میں اور ہوا پاپا انوسنٹ نے جہاد کے احکام بھیجے اور فولک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وینس کی رئیس سے جہاز کرایہ کیے مگر جب اسکی اجرت نہ دیسکے تو اسے انسے اسکی عوض میں شہر صارا فتح کرادینا چاہا چنانچہ فتح کردیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اولجھ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا سب یہیں تمام ہوگیا اور واپس چلے آئے ۱۲۱۲ء میں ملک فرانس میں اسٹیفن نامی ایک چرواہے کا لڑکا بھی وعظ اور الہام اور تائید غیب کا مدعی ہوکر غل مچاتے پھرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ بارہ برس کے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوگئے اور نعرے مارتے ہوئے بیت المقدس کیطرف چلے جو رستہ میں کچھ ڈوبگئے اور کچھ غلام بناکر فروخت کیے گئے اسیطرح جرمنی سے بھی لڑکوں کے دو لشکر چلے تھے جو راستہ ہی میں مفقود الخبر ہوے۔

چھٹا حملہ

۱۲۲۸ء میں اوار ہوا۔ پوپ گرگوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک کامل کو یار بنا کر دس برس کیلیے یہ عہد لکھوائی کہ یافہ سے لیکر تلمیس تک کا فریڈرک مالک ہی مگر پادری اس سے ناخوش ہوگئے اسلیئے بیچارہ بہت جلد اٹلی واپس چلا آیا۔

ساتواں حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اسنے ڈمیٹا کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار ۱۲۵۰ء میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا جو چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقر میں پڑا رہا لاچار ہوکر فرانس میں آیا۔

آٹھواں آخر حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا ۱۲۷۰ء میں مصر اور حبش فتح کرنے کے لیے لوئیس تو حبش ہی میں مرگیا اور اڈورڈ عاقر تک آیا ناصرہ کے مسلمانوں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا مگر عاقر میں زخم کھاکر پچھلے پاؤں انگلستان بھاگ آیا۔ یہ شہر عاقر جو عیسائیوں کا مرکز ہوگیا تھا اسکو سلطان خلیل نے آگھیرا آخر فتح کرکے ساٹھ ہزار عیسائیوں کو قتل کیا باقی کو غلام بنا لیا۔

واضح ہو

کہ مسلمان اندنوں باہمی قتال وجدال میں مصروف تھے جسلیے عیسائیوں کو چڑھائی کی جرات ہوئی اور تخمیناً دو سو برس تک باربار حملہ کرتے رہے وہ بھی ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہوکر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کافروں چنگیز خانیوں وغیرہ کے وہ زور شور تھے کہ الامان الامان ادہر مغرب کی طرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقع پر اسلامیوں کا نیست و نابود اور یہود کیطرح متبذل ہوجانا قرین قیاس تھا مگر یہ اسی وعدہ الٰہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی ادہر چنگیز خاں کے پوتی کے بعد سے اسکی نسل میں اسلام آیا ادھر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جسنے یورپ کو نیچا دکھایا اور ان کے دلوں سے حملوں کی ہوس نکال دی للہ الحمد۔

صلاح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانوں کے ہی قبضہ میں ہے آج کل گو عیسائیوں کا پھر اقبال نصف النہار پہ ہے اور صنعت و حرفت اور عیاری اور ہوشیاری میں بھی طاق ہیں الات حرب ضرب میں بھی ضرب المثل ہیں اور سب کے دلوں میں بیت المقدس لینے کا ارمان بھی ہے باوجودیکہ مسلمان ان سب باتوں میں انسے بہت پیچھے رہگئے ہیں مگر پھر بھی بیت المقدس اسکے حقیقی وارثوں اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے یہ بھی ایک قدرت کا کرشمہ اور اسلام کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ

بیشک قرآن وہ رستہ بتلاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں خوشخبری دیتا ہے کہ انکے لئے بڑا اجر ہے اور یہ بھی کہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا ع

عاقبت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور انسان برائی مانگنے لگتا ہے جیسا کہ بھلائی مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے اور ہم نے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

رات اور دن دو نمونے بنا دیے ہیں پس رات کے نمونے کو مٹا دیتے ہیں اور دن کا نمونہ نظر آنے کے لئے ظاہر کرتے ہیں تاکہ تم اپنے رب کی (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

اور ہمنے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے

ترکیب

للتی ای للحالۃ او الطریقۃ التی ہی اقوم الحالات او الطرق - یہ یہدی کا مفعول ثانی ہے ان اجرا مفعول یبشر کا یا اسکی تفسیر عادہ اسے یدعو بالشر دعاءہ مثل دعائہ بالخیر المصدر مضاف الی الفاعل والتقدیر یطلب الشر والسابق للحال اوسعی السب - وکل شئ فصلنا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر یہ فصلنا کر رہا ہے اور حال بھی ہے کل انسان کا ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا واتینا موسیٰ الکتاب کہ ہمنے موسیٰ کو توریت دی تھی اسکے بعد حصیر اتک توریت کے اوپر عمل نہ کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں آئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کر دیا تھا کہ تم ایسا کرو گے اور یوں برباد ہو گے مگر انہوں نے نہ مانا اب یہاں سے امت محمدیہ اور اخیر دور کی کتاب قرآن مجید کا ذکر فرماتا ہے ان ہذا القرآن الخ کہ اس قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہدی کہ تمام دینی و دنیاوی دستورات میں جو کچھ اچھے دستور اور سہل مقصود کا سیدھا رستہ ہے وہی بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و شقاوت کی باقی نہیں چھوڑی چنانچہ اخیر آیات میں آخر جاکر فرمایا وکل شئ فصلناہ تفصیلا - دوم یبشر کہ یہ نیک و بد کاموں کے اس نتیجہ سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہوگا (توریت میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) پھر جو کوئی اسکے بعد نیک کام کرنے کا ایمان لائیگا اسکے لئے قرآن اجر عظیم کی بشارت دیتا ہے دنیا میں بھی وہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ذلیل و خوار نہ ہونگے آخرت میں بھی حیات ابدی پاوینگے اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ دنیا ہی کے عیش کامرانی کو عز الرام جانتے ہیں پھر نفس سرکشی کی باگ تھام کر لذات و شہوات جیسے سے سچا کیا خدا پر ایمان لاکر نیک کاموں میں تکلف اٹھانا کیا انکے لئے دردناک سزا کا مژدہ دیتا ہے کبھی وہ دنیا میں بھی واقع ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر واقع ہوئی اور اس عالم باقی میں تو لازمی ہے مگر انسان جلدباز ہے دیر میں نتیجہ نیک برآمد ہونے کیطرف متوجہ نہیں ہوتا وہ چاہتا ہے جو کچھ ہو اب ہو اسلئے آخرت کی نعمتوں کی پروا نہ کرکے دنیاوی لذات پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور دلیل اسکی جلدبازی کی یہ ہے کہ جب کبھی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو جسطرح آرام و زندگی کی دعا کیا کرتا ہے اور مال مراد مانگتا ہے اسی طرح اُس حالت میں مرنے کی دعا مانگتا ہے اولاد کو بھی کوسنے لگتا ہے صبر نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں ہماری دو نمونہ قدرت ہیں انکو ثبات نہیں رات جاتی ہے تو دن آتا ہے پھر انسان اپنے رنج و راحت کو انقلاب زمانہ دیکھکر بھی کیوں دائمی سمجھ لیتا ہے جسمیں کوسنے لگتا ہے اور نیز رات جو بری حالت سے مشابہ ہے جاکر دن ہو جاتا ہے جو فضل و کرم اور کشود کاری سے متشابہ ہے جسمیں اشارہ ہے کہ ہر مصیبت کے بعد راحت ہے اور جو ظلمت کدہ ہے جسمیں نیک بد کا

ہوتی ہے یا ایک کے بعد دوسری ہدایت گانی کا دن روشن ہوتا والا یہی جس سے امور کی حقیقت کھل جائیگی وجعلنا الیل والنھار اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عہد موسوی کے منقضی ہوکر عہد محمدی کے قائم ہونے پر اور توریت جاکر قرآن آنے پر تعجب کرو ہم عالم میں یوں ہی تصرف کیا کرتے ہیں اسکی مصلحتیں ہم ہی خوب جانتے ہیں آپ روز مرہ رات دن کا انقلاب دیکھو کہ رات کو مٹا کر دن لاتے ہیں جسکے فوائد بیشمار ہیں از انجملہ دن میں رزق روزی کا بہم پہنچانا رات میں آرام کرنا از انجملہ مہینوں اور برسوں کی گنتی ہے اگر یکساں رات ہی رہتی یا دن رہتا یہ بات کب حاصل ہوتی۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ

اور ہمنے ہر آدمی کا عمل اسکی گردن میں باندھ دیا ہے اور قیامت کے دن اسکو کتاب بنا کر نکالینگے جسکو وہ کھلی ہوئی پاویگا (کہیں گے) پڑھ اپنی کتاب آج

عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا

اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے جو کوئی ہدایت پاتا ہے تو اپنے ہی لیے ہدایت پاتا ہے اور جو کوئی بہکا تو اپنی ہی خرابی کے لیے بہکتا ہے اور کسیکا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھا سکتا اور ہم عذاب کیا

مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝

کرتے جبتک کہ رسول بھیجے عذاب دینے لگیں اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں بدکاری کرنے لگتے ہیں اسپر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر ہم اسکو تاراج کر ڈالتے ہیں

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝

اور نوح کے بعد ہم کتنے ایک قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور آپکا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر داری اور دیکھنے کو بس ہے

ترکیب یلقاہ جملہ کتابا کی صفت جو حال ہے معمول محذوف سے وہو ضمیر الطائر یا مفعول ہے امر یا جواب ہے اذا کا۔ کم اسجگہ خبریہ ہے محل نصب میں اہلکنا سے بہ بک میں تب زائدہ ہے جیسا کہ بنفسک میں اور جسطرح حسیبا تمیز ہے من لفسک کی اسی طرح خبیراً بصیراً تقدیم خبیراً کی اسکے متعلق کے تقدم سے ہے۔

قال الفراء انما یجوز ادخال البا فی المرفوع اذا یذم او یمدح بہ صاحبہ مثل کفاک بہ واکرم بہ رجلا ولا یقال قام باخیک وانت ترید قام اخوک۔

تفسیر ہر شے کی تفصیل کے بعد انسان کی آنے والی حالت کا بیان کرنا اس دعوے کی دلیل بیان کر دینا ہے کیونکہ یہ ایک بڑی اہم بات ہے جو کتب سابقہ میں بھی نہ تھی اسلیے فرماتا ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ عرب میں اپنے ہر کام کا نیک و بد انجام طائر یعنی پرندوں کی پرواز سے معلوم کرتے تھے اگر دائیں سے اوڑا تو خیر اور بائیں سے اوڑا تو شر وغیر ذلک پھر جب اسکا استعمال زیادہ ہوا تو ہر خیر و شر کو طائر کہنے لگے تسمیۃ الشئ باسم لازمہ اسکی نظیر سورہ یسین میں ہے تطیرنا بکم الی قولہ طائرکم معکم پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ ہر ایک آدمی کا عمل نیک یا بد اسکی گردن میں باندھ دیا ہے جو کچھ یہ کرتا ہے وہ اسکے ساتھ لازم ہو رہا ہے یا جو کچھ نیکی بدی سعادت نحوست اسکی تقدیر میں ہے اسکے لیے لازم ہو رہی ضرور پیش آکر رہیگی اور پھر قیامت کے دن ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا یہی نیک و بد عمل جو دنیا میں اسکے گلے کا ہار تھا ایک کتاب بنکر ظاہر ہوگی جو اسکے تمام اعمال نیک و بد کا ایک روزنامچہ ہوگا حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ دیکھ تو نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ اسمیں ہر ہر بات ہوگی۔ اسی کو قرآن میں اور احادیث میں اکثر بلفظ کتاب ذکر کیا ہے پھر اسکی تفصیل ہے کہ اہل خیر کو یہ کتاب دائیں طرف سے اور بدوں کو بائیں طرف سے ملیگی۔ مگر اس سے مراد دنیا کی طرح کوئی مجلد کتاب شیرازہ بندھی پٹھے لگی ہوئی نہیں بلکہ اسکے اعمال کا صحیح اندازہ جو ہر ایک پر واضح کیا جاویگا اسکے پڑھنے سے یہی مراد ہے پھر جب یہ حالت ہے تو من اہتدی لنفسہ الخ ہر ایک کو ہدایت کیطرف توجہ کرنی چاہیے کیونکہ اسکی برائی بھلائی کا وہی ذمہ دار ہے اور کوئی کسیکا بوجھ نہیں اٹھاویگا اپنی کرنی آپ ہی بھرنی اور اسی لیے حجت تمام کرنے کے لیے دنیا میں رسول بھیجے گئے پس کسیکو عذاب ہوگا جبتک رسول کی معرفت امر حکم نہ ظاہر

کیا جاتا ہے وماکنا معذبین الخ احکام شرعی کے لئے تو رسول انسانی ضرور ہیں اور توحید و خدا پرستی کے لئے رسول عقل بھی کافی ہے واذا اردنا سے دنیا میں جو لائق رسولوں کے خلاف کرنے سے آئی ہیں انکا ذکر کرتا ہے کہ حسب قضاء و قدر جس کسی قوم یا شہر کے برباد ہونے کا دن[1] نزدیک آجاتے ہیں تو مترفیہا امرنا مترفیہا وہاں کے سرداروں[2] دولتمندوں کو رسولوں یا انکے نائبوں کی معرفت سمجھایا جاتا ہے الٹی وہ نافرمانی کرتے ہیں تو برباد ہو جاتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ امرنا کے معنی یہ ہیں کہ ازلی نوشتہ کے موافق وہ خدا کی طرف سے برائی پر مامور ہوتے ہیں اسکے بعد فرماتا ہے کہ نوح کے عہد سے لیکر اب تک دیکھو کسقدر قرون امم یعنی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ

جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسکو سر دست دنیا میں بھی جسقدر چاہتے ہیں دیدیتے ہیں پھر اسکے لئے ہم نے جہنم تیار کر رکھی ہے جسمیں وہ ذلیل و خوار ہو کر گریگا اور جو آخرت چاہتا ہے

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ

اور اسکے لئے اسکے لائق کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔ ہم ہر ایک کو دیئے جاتے ہیں انکو بھی اور انکو بھی اپنی عنایت سے اور آپ کے

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے۔ دیکھو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود

اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝

نہ بنانا ورنہ لوشیان و خوار ہو کر بیٹھیگا

ترکیب من مبتدا اور یہ شرط ہے اور عجلنا اسکا جواب لمن نرید بدل ہے من سے باعادہ جار یصلیہا حال ہے جہنم سے یا ضمیر لہ سے مذموماً حال ہے فاعل یصلیٰ سے جو ضمیر ہے اور اسی طرح مدحوراً ہولاء۔ ہولاء بدل ہے کلاً سے وحرہ یدحرہ طردہ من باب خضع محظورا ممنوعا یقال خطرہ یخطرہ خطراً منعہ

تفسیر پہلے فرمایا تھا ہم خبیر بصیر ہیں ہر ایک کی نیت جانتے اور اسکے ظاہر حال کو دیکھتے ہیں اسکے بعد دنیا میں جو کچھ لوگ کر رہے ہیں اور جس جس چیز پر مر رہے ہیں اسکا بیان اور انجام بیان فرماتا ہے تاکہ خبیر و بصیر ہونے کی تصریح ہو جائے دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ کہ جنکا دار آخرت پر یقین نہیں اور جو کچھ ہے بھی تو اسکے نزدیک دنیا ہی مقدم ہے اسی کے حاصل کرنے کو وہ اصلی مقصد جانتا ہے اسکے مقابلہ میں اسکو دار آخرت کی ذرہ بھی پروا نہیں جیسا کہ فرماتا ہے من کان یرید العاجلۃ یعنی جو عاجلہ دنیا اور اسکے فوائد ہی چاہتا ہے تو ہم بھی اسکو جلد بہیں بدلا دیدیتے ہیں عجلنا لہ فیہا مگر یہ نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی اسکو ملجاتا ہے بلکہ ما نشاء جسقدر ہمکو دینا منظور ہوتا ہے اور یہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ لمن نرید جسکو ہم چاہتے ہیں ورنہ سینکڑوں نے بے دینی اختیار کی کوئی برا کام دنیا کی حاصل کرنیمیں اٹھا نہیں رکھا مگر پھر بھی وہی افلاس وہی تنگدستی۔ بیدینوں کے لئے یہ بڑی تہدید ہے۔ مگر اس چندروزہ عیش کے بعد ثم جعلنا لہ جہنم یصلاہا مذموماً مدحوراً وہ جہنم میں جائے گا اور دنیا میں عمر رائگاں کرنے پر ندامت اٹھائیگا ذلیل ہوگا۔ دوم وہ کہ جنکو مدنظر دار آخرت ہے ومن اراد الاخرۃ مگر اس میں دو شرطیں ہیں اول وسعی لہا سعیہا کہ اسکے موافق کوشش بھی کرے یہ نہیں کہ ارادہ کر کے چپ بیٹھ رہے اور کوشش اسی کے مطابق ہو کیونکہ بہت سے لوگ دار آخرت کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن عناصر اور ستاروں اور بزرگوں کی عبادت کو آخرت کا ذریعہ جانتے ہیں اور اسی طرح نکمی ریاضتیں بھی کرتے ہیں کوئی رات دن گنگا میں رہتا ہے کوئی پہاڑ پر سے گرتا ہے کوئی حلال چیزیں کھانے چھوڑ کر جسم کو ہلاک کرتا ہے سو یہ کوشش اور یہ رستہ دار آخرت کا نہیں ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست ۱۲ بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمودہ کے موافق ہونا چاہئے دوم[3] یہ کہ وہو مومن اسکو ایمان بھی ہو اللہ اور اسکے رسول کی دل سے تصدیق ہو کیونکہ یہہ اصل الاصول اور بنیاد ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں وہ خدا کی جماعت میں داخل نہیں پس اولئک کان سعیہم مشکورا انکی کوشش کار آمد ہوگی انکو دار آخرت اور حیات ابدی نصیب ہوگی رہی دنیا سو کلا نمد ہولاء وہولاء من عطاء ربک ہم اپنی عنایت

[1] ہمارے عہد میں جو اسلامی حکومتیں زائل ہوئیں اور جو ہوئی حالت پیش آئی ہے ایسی آیت کے موافق اور پہلے ایسا ہی ہوا اور کچھ عصبیت بیشمار ہوئے اور ہلاک ہوگئے بہم برباد و سلطنت غارت الامان الامان ۱۲

[2] کیونکہ عوام انہیں کے تابع ہوتے ہیں اور انکو بڑی زیادہ دولت اور عزت حاصل ہوتی ہے اسی لئے انکا ذکر کیا ہے ۱۲

ہر ایک فریق کو دنیا میں دیتے ہیں دین و تقوی سے دنیا فوت نہیں ہوتی اور زیادہ دنیا ملنے سے خدا کے ہاں کوئی زیادہ عزت بھی حاصل نہیں ہوتی ۵ چہ دشمن ہیں حوالی بچہ دوست + انظر کیف فضلنا الخ ہم نے دنیا میں ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے بہت سے احمق و جاہل مالدار اور دانا خوار اور بہت سے کفار محتاج اہل ایمان اہل ثروت اور کہیں بالعکس باعث فضیلت آخرت کے درجات میں انہیں کی زیادہ رغبت کرنی چاہیئے وہیں کی فضیلت فضیلت حقیقی ہے ولآخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا چونکہ دار آخرت کے لئے اصل اصول توحید ہے اس لئے حکم دیتا ہے لا تجعل الخ کہ خدا کے ساتھ کسیکو بھی شریک نہ بنانا ورنہ ذلیل و خوار ہو گا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ

اور آپ کے رب نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکے سوا اور کسیکی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونو بڑھاپے کو پہنچیں تو ہوں انکو ہوں بھی نہ کہنا اور

لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ

نہ انکو جھڑکنا اور انسے ادب سے بات کرنا اور ان کے آگے مہربانی سے جھکے رہنا اور انکے لیئے دعا کرتے رہنا کہ اے رب جسطرح انہوں نے مجھ چھوٹے سے کو پالا ہے اسطرح تو بھی ان پر رحم کر تمہارا رب

اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادتمند ہو (اور سہو کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو) وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور اہل قرابت اور غریب اور مسافر کا حق ادا کرتے رہنا

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اور مال کو بیہودہ نہ اڑانا کیونکہ بیہودہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا ناشکر ہے اور جو تجھے ان لوگوں سے منہ پھیرنا پڑے

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنے رب کے فضل و کرم کے انتظار میں کہ جسکی تجھے امید ہو تو انسے نرم بات کہنا اور نہ تو اپنے ہاتھ کو سکیڑ کر گردن میں باندھ اور نہ اسکو بالکل کھول ہی دے کہ تو پشیمان ہو کر

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ ع

تہی دست ہو کر بیٹھ رہے آپ کا رب جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور وہی تنگ بھی کر دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اسکے حال کو دیکھ رہا ہے

ترکیب الا تعبدوا ان لا یہ تفسیر ہے قضی کی وبالوالدین معطوف ہے الا تعبدوا پر اے قضی بالوالدین تقدیرہ وبان تحسنوا بالوالدین احسانا - اما یبلغن اما ان اتہا ان شرطیہ ما زائدہ تاکید کے لیے یبلغن فعل شرط فلا تقل جواب - اف اسم الفعل الذی ہو التضجر و ہو مبنی علی الکسر لالتقاء الساکنین وتنوینہ فی قراءۃ نافع وحفص للتنکیر - ومن فتح طلب التخفیف مثل رب ومن ضم اتبع ومن لم ینون اراد التعریف - جناح الذل بالضم ضد العز و بالکسر ضد الصعوبۃ ہو الانقیاد - جعل للذل جناحا کما فی قول لبید ۵ وغداۃ ریح قد کشفت وقرۃ ٭ اذ اصبحت بید الشمال زمامہا ٭ للشمال ید و للقرۃ زمام -

تفسیر - دار آخرت کی سعی کا مجملاً ذکر ہوا تھا اب یہاں اسکی تفصیل کرتا ہے کہ دار آخرت کا یہ رستہ ہے اور اسکی کوشش اصلی یہ ہے - سب سے اول بات دار آخرت کے لئے یہ ہے کہ منعم کا شکر کرے اور اپنے محسن کے ساتھ ادب اور سلوک سے پیش آوے - اور منعم حقیقی اللہ تعالے ہے اسی نے ہمکو پیدا کیا ہے اسی نے ہمکو بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں پھر اس جہان میں بھی اسی سے امید ہے - وہ کسیکے احسان اور خدمت کا تو محتاج نہیں اسکی شکرگذاری اور لحاظ اور حق پرورش یہی ہے کہ اسکے ساتھ کسیکو خدائی میں شریک نہ کرے خاص عبادت اسکی کرے اسلیئے سب سے **اول حکم** یہی دیا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اب لطف کلام دیکھو کہ ربک کا لفظ فرمایا حق تربیت جتلانے کے لیئے اور امر کی جگہ قضی تاکید کا کلمہ فرمایا یعنی حکم قطعی دیدیا - اور نیز اسی حکم کو اس سے پہلی آیت میں لا تجعل مع اللہ الہا آخر کے ساتھ بھی ذکر کر دیا تھا اب یہاں اور بھی تاکید فرما دی

خدا تعالیٰ کے بعد دنیا میں اسکے وجود کا سبب مجازی اور منعم اور محسن ماں باپ ہیں جو اسکی بے حسی سے مہربان ہوجاتے ہیں اور کھاتے پیتے میں اپنے نفس سے اسکو عزیز رکھکر آپ نہیں کھاتے اسکو کھلاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں طرح طرح جان و مال کو صرف کر اپنی راحت سمجھتے ہیں۔ اس لیے دوسرا حکم وبالوالدین احسانا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کر۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جسمیں سب کچھ آگیا مگر اسکی کسیقدر شرح بھی فرماتا ہے (۱) اما یبلغن الخ کہ اگر تیری زندگی میں یہ دونوں ماں باپ بڑھاپے کو پہنچیں تو یہہ زمانہ بڑی بیکسی کا ہوتا ہے اور نیز اس کے سبب انتہا اور رنج و غم بھی جانتے رہتے ہیں اور نیز بڑھاپے میں اس سے بچوں کی سی بے معنی باتیں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں پس تجھکو ایسے موقع پر اُف کہنا نہ چاہیئے نہ جھڑکنا چاہیئے ف لاتقل لہما اف کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا وعلیہ الجمہور (۲) وقل لہما سے نرمی اور ادب سے کلام کر (۳) واخفض الخ انکے آگے جھک یعنی نرمی کی دل سے فرمانبرداری و تواضع کر (۴) قل رب الخ انکے لیے دعائے خیر کرو۔

بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ جسنے ماں باپ کو ستایا وہ دنیا میں بھی ناشاد نامراد رہا اور ناکام مرا ہے اور جسنے عزت و توقیر و احسان کیا ہے اسکو شاد و خرم دیکھا ہے

ف ماں باپ کی ان باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خدا کی گناہگاری ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ بہت مقدم ہے پھر یہہ نہیں کہ تم یہہ سب باتیں ظاہرداری کے طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم الخ تمہارا رب تمہارے دلونکی باتوں کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک بختی اختیار کروگے اور ایسی حالت میں بشریت سے گر تمسے کچھ خدمتگذاری میں کبھی فروگذاشت ہوجاویگی اور اپنی دلی نیک بختی سے تم اسکی طرف رجوع کروگے تو وہ رجوع کرنیوالوں کے لیے معاف کرنیوالا ہے ف اوّاب بروزن فعّال اوب بمعنی رجوع سے ہے مبالغہ کا صیغہ

تیسرا حکم وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل کہ اور حسقدر قرابتدار ہیں بھائی۔ بہن ماموں چچا خالہ پھوپھی وغیرہم انکا حق بھی ادا کر حق ادا کرنا بھی بڑا عام لفظ ہے جسمیں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کر اور نہیں ہیں تو ادب اخلاص ہمدردی صلہ رحمی کر اور انہیں پر منحصر نہ رکھ بلکہ ہر ایک مسکین یعنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابت دار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی تجھپر حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر ضیافت کر نقد دے اترنے کو آرام سے جگہہ دے نرم کلام کر۔ اس تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔

یہہ سب خدمتگذاری مال سے ہوا کرتی ہیں اسلیئے مال کی بابت حکم دیتا ہے چوتھا حکم ولاتبذر الخ کہ ہمنے ایسی کارخیروں میں صرف کرنیکو کہا ہے اڑادینے کا حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال برباد نکر بے ضرورت مکانات بنانا اسباب خریدنا گھوڑے وغیرہ اشیاء بے ضرورت مول لینا سب میں تبذیر ہی اسی طرح بیاہ شادی دعوت مہمانی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تبذیر ہے اور ناچ رنگ آتش بازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے سائلوں اور حقداروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سست بھی کہنے لگتے ہیں اسوقت آدمی کو غصہ آجاتا ہے برا بھلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے اسکی تعلیم دیتا ہے واما تعرضن الخ کہ اگر تیرے پاس کچھ دینے کو نہیں اور تجھکو خدا سے اُمید ہے کہ آئیگا ایسی حالت میں انسے تو جو مُنہ پھیرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہ بھائی اللہ کا فضل ہے برکت ہی یا وہ دیگا تو دونگا یا اللہ تجھے غنی کرے پانچواں حکم ولاتجعل یدک الخ میانہ روی کر نہ تو ہاتھ کو سکیڑ کر سمیٹ کر مٹھی بند کرکے گلے میں ہاتھ رکھ لے (یہ کنجوسی کے معنی میں محاورہ ہے) اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کہ سب کچھ ایک روز دیکر خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے کیونکہ دنیا میں فقیر بھی خدا نے پیدا کیئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے اور اسکی مصلحت وہی جانتا ہے انہ کان بعبادہ الخ بعض ایسے بھی فقیر ہیں کہ اگر انکے پاس دولت ہو تو فتنہ برپا کریں

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ

اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا ہم انکو بھی روزی دیتے ہیں اور تمکو بھی بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس نہ جاؤ کیونکہ وہ بےحیائی ہے

وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

اور بہت ہی برا طریقہ ہے اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسکو ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو اختیار دیدیا ہے تو اسکو چاہئے کہ قصاص لینے میں زیادتی نہ کرے

الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ۝

کیونکہ انصاف سے قصاص لینے میں بھی حمایت ہے اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہنچے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا لیکن اس طرح سے کہ جو بہتر ہو اور عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ عہد سے پرسش ہوگی

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ

اور جب ناپ کر دیا ہو تو پیمانہ بھر کر دیا کرو اور تولنے میں برابر کی تول تولو۔ کیونکہ یہ عمدہ بات ہے اور اسکا انجام بھی اچھا ہے اور اس بات کے پیچھے نہ پڑا کر جسکا تجھے علم نہ ہو کیونکہ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پرسش ہوگی اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چلا کر کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑ ڈالیگا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو

طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا

پہنچیگا ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہے یہ بیان اس حکمت میں کا ہے جسکو آپ کے رب نے آپ کیطرف وحی کیا ہے اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ ٹھہرانا

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ۧ

ورنہ تو ملزم راندہ درگاہ ہوکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ اے مشرکو کیا تمکو تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے یہ لوگو بہت ہی بڑی بات کہتے ہو

ترکیب

خشیۃ املاق مفعول لہ۔ املاق فقر۔ الخطاء بکسر الخاء وسکون الطاء والہمزۃ مصدر خطی وجاء بکسر الخاء وفتح الطاء من غیر ہمزہ ہو الاثم یقال خطی خطاء کاثم اثما

لاتقف الماضی منہ قفا ای تتبع ویقرء بضم القاف واسکان الفاء مثل تقم وماضیہ قاف یقوف اذا تتبع کل اولئک مبتدأ واولئک اشارۃ الی السمع و

البصر والفؤاد وان کان الاشارۃ باولئک فی الاکثر الی من یعقل ولکن قد جاء لمن لایعقل سیئۃ بضم الہاء والہمزۃ بالاضافۃ ای سیئ بعض المذکور المنہی عنہ

مکروہ عند اللہ۔ پس سیئہ کان کا اسم مکروہا خبر جملہ خبر کل ذلک نافع ابن کثیر ابوعمرو نے سیئۃ پڑھا ہے۔

تفسیر

چھٹا حکم ولا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ عرب میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے۔ یہ سمجھکر کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوتے تھے اور نیز مفلسی میں اہل کفو اسکی لڑکی سے نکاح نہیں کرتے تھے غیر کفو میں دی جاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی۔ اس بد رسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرماتا ہے اول تو لفظ اولادکم کہہ کے شفقت دلائی۔ دوم نحن نرزقہم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں انکو بھی اور تم کو بھی سوم ان قتلہم کہ انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ ساتواں حکم ولا تقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ زنا کی قباحت میں سلف سے خلف تک عقلاء کو اتفاق ہے

اس میں یہہ چند قباحت ہیں (۱) انساب کا خلط ملط ہونا یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ کس کا بیٹا ہے پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی ہے (۲) عورت کو شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہو جسکو نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالوں میں باہمی قتال و جدال کی نوبت آویگی جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر خانہ داری کے امور میں ایک دوسرے کا معین ہونا مرد کما کر لاوے عورت دردمندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اٹھاوے دونوں ملکر بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش کریں اور بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کمال درجہ کی دردمندی ہو اور یہہ بات جبتک ممکن نہیں کہ عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اوروں سے علاقہ نرکھے اور یہہ بغیر اسکے کہ زنا کو حرام کیا جاوے ممکن نہیں (۴) اگر زنا کا دروازہ کھلجاوے تو انسان اور بہائم میں کیا فرق رہے جس عورت کو جا ہے رکھے اور پھر باہم الفت و محبت کبھی پیدا نہو۔ ان سب باتوں کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور یہانتک تاکید کے لفظ استعمال کیے کہ اسکے پاس جانیکی بھی ممانعت کردی یعنی اسکے اسباب سے بھی روکا اور اسکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

آٹھواں حکم ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الخ کہ جن جانوں کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے انکو ناحق قتل نکرو انسان خدا تعالیٰ کا مظہر اور اسکی خدائی کا آئینہ ہے اسکے قتل کا ارادہ کرنا خدائی کا مقابلہ کرنا ہے پس یہہ نہایت سنگین جرموں پر قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو صورتین ہیں ایک یہہ کہ بہ خدائی جرائم کا ارتکاب کرے مرتد ہو جاوے بغاوت کرکے امن عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرنیکے بعد بھی حرام کاری کرے ان صورتوں میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اسکی طرف التی حرم اللہ الخ میں اشارہ کردیا وہ احادیث صحیحہ جنمیں مرتد اور باغیوں اور رجم کا ذکر ہے گویا اسی جملہ کی شرح ہیں دوسری یہہ کہ کسیکو مار ڈالے اسکے بدلہ میں اسکو مارا جاوے جسکو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہہ بات قتل عمدی میں جو عرب میں کثیر الوقوع تھا اسلیئے اولاً تو اسکی طرف الا بالحق میں اشارہ کیا پھر ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل میں اسکی صراحت کردی کہ جو مظلوم مارے جاویں اس کے وارث کو شرع نے قدرت دی ہے کہ اس قاتل کو مار سکتا ہے یہی قتل بالحق ہے مگر اسمیں اسراف نہو اسکی عوض اسکی قوم کے سردار کو نہ مارے نہ اسکو جلاکر یا اور بری طرح سے قتل کرے جو اسکے ورثہ میں اشتعال کا باعث ہو۔

ف شرع میں انسان کا قتل ان چند صورتوں میں جائز ہے (۱) یہہ کہ مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ انما جزاء الذین الایہ میں اس حکم کی تصریح ہے (۳) یہ کہ نکاح کرنے کے بعد زنا کرے۔ اسکا حکم احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار و مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کہ انسے قاعدۂ شرعیہ کے موافق جنگ قائم ہو کما قال فاقتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر وقال اقتلوھم حیث وجدتموھم (۵) قصاص میں ائمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے تارک الصلوۃ اغلامی۔ ساحر۔ چارپائے سے مباشرت کرنے والیکا بھی قتل جائز رکھا ہے۔ توریت میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے۔

نواں حکم مال یتیم سے بچنا ولا تقربوا مال الیتیم مگر جائز طریقہ سے لینا درست ہے مزدوری میں تجارت میں اجرت نگرانی عین اگر محتاج ہو۔

دسواں حکم واوفوا بالعہد ہے عہد جس سے کرو اسپر قائم رہو۔ وہ عہد ہی غلط ہیں جنکو شرع نے معتبر نہیں رکھا یعنی معصیت پر عہد کرنا۔

گیارہواں حکم واوفوا الکیل کہ ماپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نہ کرو۔ معاملات میں دغابازی نکرو۔ **بارہواں حکم** ولا تقف اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) اسمیں ان باطل خیالات کی پیروی سے ممانعت ہے جو عوام میں غلطی سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ (۲) محمد بن حنفیہ سے منقول ہے کہ اسکے معنی جھوٹی گواہی کے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝ قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا

اور ہمنے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا تاکہ وہ سمجھیں اور انکو اس سے نفرت ہی زیادہ ہوئی کہدو اگر اسکے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیساکہ وہ کہتے ہیں تو وہ ڈھونڈ لیتے

إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۝ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ

عرش کے مالک تک کوئی رستہ نکال لیا ہوتا وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے بہت ہی بالا تر ہے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اسکی پاکی بیان کر رہی ہیں

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝

اور ہر ایک چیز اسکی تسبیح و تحمید بیان کررہی ہے لیکن تم انکے تسبیح کرنے کو نہیں سمجھتے بیشک وہ بڑا تحمل کرنے والا اور بڑا ہی بخش دینے والا ہے

ترکیب صرفنا ای بیّنا صرفنا من کل مثل - ویکین ان یکون ہی زائدۃ کما فی قولہ تعالیٰ واصلح لی فی ذریتی - لو کان شرط اذا لابتغوا الخ جواب والمعنی لطلبوا الی من ہو مالک الملک سبیلا بالمغالبۃ کما یفعل الملوک بعضہم مع بعض او بالتقرب والطاعۃ لعلمہم بقدرتہ تعالیٰ وعجزہم کقولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ بیضاوی

تفسیر ابن عباسؓ کہتے ہیں جسکو آنکھ سے نہ دیکھے کان سے نہ سنے دل میں یاد نہ رکھے اسکی گواہی نہ دے (۳) بعض کہتے ہیں کہ اسمیں کسی پر تہمت لگانے کی ممانعت ہے کیونکہ تہمت میں بلا تحقیق باتیں ہوا کرتی ہیں (۴) بعض کہتے ہیں اسمیں جھوٹھ کی ممانعت ہے (۵) بعض کہتے ہیں کسیکی غیبت اور طوفانی و شیطانی باتوں سے ممانعت ہے مگر سب معنی صحیح ہیں مآل کار سب کا یہ ہے کہ جو بات اچھی طرح معلوم نہو اسپر کوئی حکم نہ لگا دے اسمیں اقوال آگئے۔

تیرہواں حکم ولا تمش فی الارض مرحا کہ تکبر نکر زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ تو عاجز ہے کچھ زمین کو پھاڑ نہ ڈالیگا بلند ہو کر پہاڑوں کے برابر نہ ہو سکیگا انمیں سے ان مکروہ چیزوں کو سیئہ فرماتا ہے اور جو اوامر ہیں انکی نسبت فرماتا ہے ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ یا یہ جملہ سب باتوں کی طرف اشارہ ہے - ان احکام میں جو کچھ اسرار رکھے گئے ہیں جنسے انسان کی روح اور اسکے اخلاق کی صفائی اور تدبیر منزل اور انتظام عالم کی خوبی وابستہ ہے اور پھر انکے بیان اور ترتیب میں جو کچھ لطف رکھا گیا ہے اگر اسپر کوئی مطلع ہو جاویگا تو اسکو حکمت الٰہیہ کے جواہر اور الہام ربانی کے وہ نادر موتی کہیگا جو بنی اسرائیل کے احکام عشرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لوحوں پر کندہ کر کے عطا ہوئے تھے۔ ان احکام کی ابتدا بھی توحید سے ہوئی تھی اور اخیر میں بھی اسی بات کی تاکید کے لیے اعادہ فرمایا ولا تجعل مع اللہ الٰہاً آخر اور اسکے بعد اس بات سے بھی منع کیا جو عرب کے مشرکین کرتے تھے وہ یہ کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھکر انکو کار بار خدائی میں شریک جانتے تھے اس بات کو کس لطف کے ساتھ رد کرتا ہے افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ اناثا کہ کیا تمکو خدا نے بیٹے دیئے اور اپنے لیے بیٹیاں پسند کیں بھلا یہ کیسی لغو بات ہے؟ ان سب باتوں کیطرف اشارہ کر کے فرماتا ہے ولقد صرفنا الخ کہ قرآن میں ہمنے ہر ایک قسم کی بات وعظ و پند احکام دنیا و آخرت بیان کر دی تاکہ وہ سمجھیں اور غور کریں مگر ان ازلی بدبختوں کو تو اس سے اور زیادہ نفرت ہوتی ہے - اسکے بعد پھر شرک کا رد اور توحید کا اثبات کرتا ہے اور اس بات کو قرآن میں بار بار اس لیے ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں شرک و بت پرستی کا دریا موجیں مار رہا تھا پس فرماتا ہے لو کان معہ آلہۃ کہ اگر اسکے ساتھ تمہارے قول کے موافق اور بھی خدا ہوتے تو عرش والے تک یعنی مالک اصلی تک لڑنے کے لیے کوئی رستہ نکالتے مقابلہ کرتے جیساکہ متعدد بادشاہوں میں ہوتا ہے یا یہ معنی کہ خود انکو اس تک رسائی کرنے کے لیے حاجت پڑتی پھر وہ نہیں کیا دیتے لیتے سبحانہ وتعالیٰ الخ میں اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور تسبح لہ الخ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی ہر چیز اسکی تسبیح یعنی پاکی اور کبریائی بیان کرتی ہے ذی روح تو زبان سے اور جمادات زبان حال سے کہ انکا وجود اور انکی ہر حالت اسکی یکتائی پر دلیل ہے مگر تم غور نہیں کرتے انکی تسبیح نہیں سمجھتے - تمہارا یہ جرم اس قابل تھا کہ دنیا میں تمہیں ہلاک کیا جاتا مگر وہ حلیم و غفور ہے۔

* صحیح بخاری میں عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں پانی نہ تھا ایک برتن لائے جسمیں کسقدر پانی تھا حضرت صلعم نے اسمیں ہاتھ ڈالدیا تو آپکی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا جیسا چشمہ سے نکلتا ہے کہ تمام لشکر نے وضو کیا اور ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا۔ جمادات میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک طرح کا علم رکھا ہے جسکو وہی جانتا ہے ۱۲ منہ

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک گاڑھا پردہ ڈالدیتے ہیں اور ہمنے انکے دلوں پر پردے ڈالدئیے ہیں تاکہ قرآن نہ

يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ

سمجھ سکیں اور انکے کانوں میں بھی گرانی ڈالدی ہے (تاکہ سنکر سمجھ نہ سکیں) اور جب آپ قرآن میں اپنے رب کا تنہا ذکر کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر کر نفرت سے بھاگ پڑتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں جسلئے وہ اسکو سنتے ہیں

إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

جبکہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور جبکہ وہ سرگوشی کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں کہ بس تم تو ایک جادو کے مارے ہوئے کے پیچھے چلے جارہے ہو دیکھو آپ کی کیسی کیسی مثلیں بیان کرتے ہیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً

سو وہ تو گمراہ ہوگئے پھر وہ رستہ نہیں پا سکتے اور وہ یہی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرکر ہڈیاں اور چورا ہوجائینگے تو کیا ہم نئے سرے سے زندہ کرکے اٹھائے جاوینگے کہدو خواہ تم پتھر ہو جاؤ

أَوْ حَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ

یا لوہا یا کوئی اور شی جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو پس ہی زندہ کئے جاؤگے اسپر وہ کہیں گے کہ ہمکو کون دوبارہ جلائیگا کہدو وہی جسنے تمکو اول بار پیدا کیا ہے پھر تو آپ کے آگے

إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا

سر ہلا ہلا کر یہ کہیں گے کہ وہ کب ہوگا کہدو شاید وہ وقت بہت ہی قریب آگیا ہو جس روز کہ وہ تمہیں بلائیگا تو تم اسکی حمد کرتے ہوئے چلے آؤگے اور گمان کروگے کہ بہت ہی کم ٹھہرے تھے

مستورا ساترا بما یستمعون بہ اے بسببہ من الہزء اذ ہم بدل من اذ قبلہ (ترکیب) یوم یدعوکم ظرف لتکون بحمدہ فی موضع الحال۔

تفسیر

آسمانوں اور زمین کی چیزوں کی تسبیح تو اے مشرکین سمجھتے ہی نہ تھے تمہاری سمجھ میں تو یہ قرآن مجید بھی نہیں آتا جو خاص تمہاری زبان فصیح میں نازل ہوا ہے وإذا قرأت الخ اور نہ سمجھنا قرآن کا اسلئے ہے کہ جب تم اسے یہ قرآن پڑھتے ہو تو انکی ازلی گمراہی کے پردے بیچ میں حائل ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے مضامین میں غور و تامل نہیں کر سکتے اور جو کوئی انکو دوسرا سمجھاوے تو سنتے ہی نہیں اور انکے حواس باطنہ کے ماؤف ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب قرآن میں توحید کا ذکر اور شرک کی برائی سنتے ہیں تو بدک کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہ مکہ کے مشرکوں کا حال بیان ہوتا ہے اور یہ سچ ہے کہ جب انسان پر گمراہی اور بدبختی سوار ہوتی ہے تو۔ اسکا دل و دماغ درست رہتا ہے نہ عقل کسا ہی سمجھاؤ نہیں سمجھتا اور اسکو پردے اور حجاب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اوّل تو مکہ کے مشرک حضرت صلعم سے قرآن سنتے ہی نہ تھے اور جو کبھی مجلس میں ٹھہر گئے تو اس غرض سے کہ کچھ آمیں یاد کریں تاکہ پھر اسپر تمسخر اور ہنسی کریں اور پھر آپس میں دس دس پانچ پانچ جمع ہوکر سرگوشیاں کرتے اور یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ جو اس نبی کے تابع ہو رہے ہیں احمق ہیں یہ تو خود جادو کا مارا ہوا ہے کسی نے اسپر سحر کر دیا ہے اسلئے ایسی ایسی نئی نئی باتیں کرتا ہے دیوانہ ہوگیا ہے نحن اعلم سے لیکر رجلا مسحورا تک میں یہی ذکر ہے اسپر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ دیکھو یہ بدنصیب مشرک کیا بے اصل عیب لگاتے ہیں اور کوئی بات تو عیب کی ملتی نہیں انظر الخ وقالوا سے انکی دوسری بات اور بیان فرماتا ہے کہ جسپر وہ بہکے ہیں وہ یہ کہ جب حضرت فرماتے تھے کہ مرکر پھر قیامت میں زندہ ہوگے تو وہ کہتے کہ جب ہم مٹی میں ملجاوینگے ہڈیوں کا چورا ہو جاویگا تو پھر کیونکر زندہ ہو سکتے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ تمہارے نزدیک جو چیز قابل حیات نہیں لوہا یا پتھر یا کوئی اور چیز اگر تم وہ بھی ہو جاؤ جسنے تمکو اول بار پیدا کیا وہ دوبارا پھر پیدا کرنے پر قادر ہے پھر جب وہ قیامت میں بارگاہ عدالت میں طلب کریگا تو تم زندہ ہوکر اسکے خوف کے مارے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے جرم انکار و بت پرستی سے برأت ثابت کرتے ہوئے فوراً حاضر ہو جاؤگے اور یہ سمجھوگے کہ

وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ رَّبُّكُمْ

اور میرے بندوں سے کہدو کہ وہ بات کہا کریں جو بہتر ہو کیونکہ شیطان آپس میں لڑوا دیتا ہے اسلئے کہ شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب

أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ

تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور آپ کو ہم نے انکا ذمہ دار بناکر نہیں بھیجا ہے اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور ہم نے بعض نبیوں کو دوسرے پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی کہدو جنکا تمہیں اسکے سوا گھمنڈ ہے انکو بلاؤ تو بھی وہ تمہاری تکلیف دور کرسکیں گے

عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ

نہ اسکو بدل سکیں گے جنکو یہہ مشرکین پکارتے ہیں ان میں سے جو اوروں کی نسبت زیادہ مقرب ہے وہ تو خود اپنے رب کے قرب کے وسیلے تلاش کرتے رہتے ہیں اور اسکی رحمت کے

عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝ وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ

امیدوار رہتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں کیونکہ آپ کے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہئے اور ایسی کوئی بستی نہیں کہ جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک کریں یا اسکو کسی سخت عذاب میں مبتلا کریں

كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝

یہہ کتاب میں لکھا جاچکا ہے

(ترکیب) ایہم مبتدا اقرب خبرہ وہو استفہام والجملۃ فی موضع نصب بیدعون وقیل اولئک مبتدا الذین یدعون ای یدعوہم الکفار صفۃ یبتغون خبر ایہم بدل من واو یبتغون فعلی الاول معناہ ان الہتہم اولئک یبتغون الوسیلۃ وہی القربۃ الی اللہ تعالیٰ وایہم بدل ای یبتغی من ہو اقرب منہم وازلف الوسیلۃ فکیف بغیر الاقرب ومن یبتغون معنی یحرصون ای یحرصون ایہم یکون اقرب الی اللہ بالطاعۃ والصلاح

(تفسیر) ثبوت معاد پر حجت قائم کرکے مسلمانوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تم مخالفوں سے نرم اور اچھی باتیں کیا کرو کیونکہ سختی سے شیطان باہم عداوت ونفرت پیدا کرادیتا ہے وہ انسان کا دشمن ہے اور وہ اچھی بات یہ ہے کہ تمہارا رب تمسے خوب واقف ہے اگر چاہے تم پر مہربانی کرے چاہے عذاب کرے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اچھی بات سے مراد نرمی سے کلام کرنا ہے پھر حضرت کو فرماتا ہے کہ آپ انکے ذمہ وار نہیں کہ وہ ہدایت پر آہی جاویں ۔ مکے میں جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں تب یہ حال تھا کہ غریب مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ تھا اور حضرت صلعم کے وعظ و پند کا گھر گھر چرچا ہو رہا تھا مشرکین مکہ یہود کے بہکانے سکھانے سے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ کیا خدا نے ہدایت کیلئے انہیں غریب مفلس لوگوں کو پسند کر لیا ہے اور پھر ہم میں سے محمد میں کیا فضیلت ہے جو اسپر کتاب اتارتا ہے اور اسکو نبی کیا ہے ؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے اور تیرا رب خوب جانتا ہے کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خدا خوب جانتا ہے آسمان و زمین کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں تمہارے حال سے بھی واقف ہے وہ مختار ہے جسکو چاہے فضیلت دے خود انبیا میں اسنے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی داؤد کو زبور عطا کی ۔ داؤد اور زبور کے ذکر میں ہو کہ یہ بات بھی جتلانا مقصود ہے کہ یہ وہی ہے کہ جسکی داؤد علیہ السلام نے خبر دی کہ جسکو شوکت و سلطنت بھی دیجاویگی مشرکین دلائل توحید سنکر اپنے معبودوں کے فضائل بیان کیا کرتے تھے کہ وہ یوں کر سکتے ہیں اور یہ دیکھے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اچھا انکو پکارو تو سہی دیکھیں وہ تمہاری کونسی مصیبت میں کام آتے ہیں ۔ مشرکین بیشتر ملائکہ یا انبیاء علیہم السلام یا اور صالحین کو پوجتے تھے اور انہیں کے نام کی مورتیں بنا رکھی تھیں ۔ فرماتا ہے کہ جنکو تم پکارتے ہو انکا خود یہ حال ہے کہ وہ اپنے رب کیلئے وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ایہم اقرب انمیں سے جو زیادہ قریب ہے اسکا یہ حال ہے اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور اسکی رحمت کے امیدوار عذاب سے ڈرتے ہیں پھر انکو پکارنا عبث ہے مشرکین مکہ اسپر یہہ کہتے تھے کہ اچھا اگر یوں ہی ہے تو پھر ہماری شہر پر عذاب کیوں نہیں بھیجتا اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہے ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک ہو جاویگی اپنے اپنے موقع پر کسی موت سے برے عذاب سے یا یہ معنی کہ جن بستیوں کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا یا بلا میں مبتلا ہونا لکھا ہے وہ کتاب یعنے لوح محفوظ میں درج ہے اپنے وقت پر ہوگا گناہ کرنے سے ہم جلدی نہیں کرتے ۔ واللہ اعلم ۔

سجدہ اور اسکے مالک میں جو شمار اللہ اور قوی وسیلہ ہے وہ سجدہ کا بیان اور عبادت سے ۱۲ منہ

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہمکو اُن معجزات کے بھیجنے سے اسی بات نے منع کر رکھا ہے کہ پہلے لوگوں نے انکو جھٹلا دیا تھا چنانچہ ثمود کو ہمنے اونٹنی کا کھلا ہوا معجزہ دیا تھا پھر بھی انہوں نے اسپر ظلم کیا اور یہہ نشانیاں جو ہم

بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

بھیجتے ہیں تو محض خوف دلانیکو اور (یاد کرو) جبکہ ہمنے تمسے کہدیا تھا کہ تمہارے ربنے سب کو قابو میں کر رکھا ہے اور وہ خواب جو ہمنے تمکو دکھایا اور وہ درخت کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے

الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝

ان سب کو ان لوگوں کے لئے فتنہ ہی بنا دیا اور ہم تو انکو خوف دلاتے ہیں سو اس سے انکی اور بھی شرارت بڑہتی جاتی ہے۔

ان کذب فی موضع رفع فاعل منعنا وفیہ حذف تقدیرہ الا اہلاک (ترکیب) المکذبین ونحن لا نرید اہلاک قریش فلذا لم نرسل بالآیات المسئولۃ بہا۔

(تفسیر)

مشرکین مکہ جواب سے عاجز آکر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو کوہ صفا کو سونیکا بنا دیں اور مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں تاکہ کھیتی کیا کریں انکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وما منعنا الخ

کہ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں مگر یوں نہیں کرتے کہ پہلی امتوں میں بھی لوگوں نے ایسا ہی سوال کے معجزات طلب کئے تھے اور پہلے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق معجزہ آویگا تو ہم ایمان

لاوینگے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے اور عادت الٰہی جاری ہے کہ جو ہٹ کرکے معجزات طلب کرتے ہیں اور پھر بھی نہیں ایمان لاتے تو ہلاک ہوتے ہیں چنانچہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا

سوال کیا انکی کہنے کے موافق اونٹنی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تب ہلاک ہوئے اس قسم کے معجزات خطرناک ہوتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا

اور ہمکو اہل مکہ کا ہلاک کرنا مقصود نہیں اسلئے انکی یہ خواہشیں پوری نہیں کیجاتیں۔ اس تفسیر پر سلف سے خلف تک جمہور مفسرین متفق ہیں۔ پھر جو کوئی پادری اس آیت سے یہ ثابت کرے

کہ آنحضرت صلعم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ جیساکہ فنڈر نے میزان الحق کتاب میں لکھا ہے اور پھر انکی تقلید بعض مفسروں نے کی ہے بڑی غلطی ہے الآیات سے بواسطہ الف لام وہی آیات

یعنی معجزات مقصود ہیں کہ جنکا مشرکین سوال کرتے تھے کہ کل مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے اور ابن عباس کا بھی یہی قول ہے جب مشرکین مکہ کی خواہش کے موافق معجزات نہ بھیجے سو صاف جواب دیا گیا

تو انکو اور بھی دلیری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نبی نہیں اور ڈرانے بھی لگے اور ظلم ستم کرنے چاہتے ہو کہ آپ وعظ نہ بیان فرمایا کریں اسپر یہ آیت نازل ہوئی یا یوں کہو اس آیت میں آپکی

تسلی کر دی گئی واذ قلنا اور یاد کرو جب کہ ہم تمسے کہہ چکے ہیں کہ تمہارے ربکے قابو میں سب لوگ ہیں تو پھر تمہیں کسیکا کیا خوف ہے آپ بے خوف ہوکر حکم الٰہی بیان کیا کریں۔

اسکے بعد وہ آنحضرت صلعم کی معراج پر اور بھی مضحکہ کرتے تھے کہ ہمارے کہنے سے معجزہ تو دکھاتا نہیں کہتا آسمانوں پر چلے گئے۔ شب بیت المقدس پہنچ گئے جنت و دوزخ دیکھ آئے

اور نیز قرآن پر ہنسی کرتے تھے کہ عجب کلام ہے جس میں دوزخیوں کے لئے آگ میں رہنا اور زقوم کا درخت کھانا مذکور ہے (اس پیڑکو تلخ و بدمزہ ہونیکی وجہ سے شجرۂ ملعونہ کہتے ہیں اور

قدیم عرب ایسی بُری چیزوں کو ایسے ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے) اسکے جواب میں فرماتا ہے وما جعلنا الرؤیا التی الخ کہ ہمنے اس رویا کو اور اس شجرۂ ملعونہ کو بھی انکے لئے فتنہ یعنی

آزمائش کی چیز کر دیا کم عقل بد اعتقاد اسپر اعتراض کرتے ہیں رویا اور شجرۂ ملعونہ سے کیا مراد ہے؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مکہ میں تھے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ

چھوڑ کر ایک نئے شہر میں سکونت پذیر ہوا ہوں وہاں سے پیغمبر دین کو ترقی ہوئی اور عالم میں آفتاب کے نور کیطرح بہت جلد پھیل گیا چونکہ یہہ خواب مکہ میں مشہور ہو گیا تھا اسپر قریش کہ مسخر کرتے تھے

یہی انکے حق میں فتنہ یعنی گمراہی کا باعث ہو گیا جسکو خدا نے سچا کر دیا اور شجرۂ ملعونہ سے مراد زقوم کا پیڑ ہے جو کہ قرآن میں آچکا تھا کہ جہنمیوں کی یہ غذا ہوگا اسپر بھی قریش مکہ بہت مسخر کیا کرتے تھے

کہ آگ میں پیڑ ایک خلاف قیاس بات ہے تو (صلعم) دیوانے ہیں حالانکہ وہ پیڑ بھی آگ کا ہوگا اور یوں بھی آگ میں ایک کیڑا رہتا ہے جسکو سمندر کہتے ہیں نباتات کیا بلکہ حیوانات بھی آگ میں جی رہے ہیں

یہ بھی انکے لئے فتنہ ہو گیا اور ملعونہ اسلئے اسکو کہتے ہیں کہ بدمزہ ہے عرب بُری چیز کو خبیث اور ملعون کہا کرتے ہیں بعض نے رویا سے معراج مراد لی ہے واللہ اعلم۔

* وما نرسل بالآیات المقترحۃ الا تخویفا من نزول العذاب المستاصل (ابو السعود)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ

اور (یاد کرو) جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو　پھر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس　کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں کہ جسکو تونے مٹی سے بنایا　کہا بھلا دیکھو تو یہی ہی وہ ہے کہ جسکو

كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

تونے مجھپر فوقیت دی ہے اگر تونے مجھے قیامت تک رہنے دیا تو میں بھی تھوڑے سے کے سوا اسکی تمام نسل کی جڑھی نہ کاٹ کر رہوں تو سہی　فرمایا دفع ہو پھر جو انمیں سے تیری پیروی کریگا　اون کی (تمہاری) سزا

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

جہنم پوری سزا ہے　اور تو اپنی آواز سے جسکو ان میں سے ڈگمگا سکے تو ڈگمگا دیا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے بھی　چڑھا دینا　اور　ان کے　مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

اور اولاد میں بھی ساجھا لگالینا اور وعدے بھی کرنا　اور شیطان کے وعدے بھی کیا ہیں محض فریب　بے شک میرے بندوں پر تو تیرا کچھ بھی قابو چلنے کا　اور آپکا رب کارسازی کیلئے بس ہے

هذا منصوب بارأیت والذی نعت له والمفعول الثانی محذوف { ترکیب } تقدیره تفضیله. لاحتنکن جواب لئن طینا منصوب بنزع الخافض ای من طین قال الواحدی احتنکن اصله من احتناک الجراد الزرع وهو ان تستأصله ماحیا کما ثم استعمل علی الاستیلاء علی الشیء وقیل ماخوذ من تحنک الدابة اذا جعل الرسن فی حنکها والحنک ما تحت الذقن ومنه التحنیک الاستفزاز الازعاج والاستخفاف تقال فزه واستفزه ای ازعجه واستخفه واجلب قال الفراء وابو عبیدة من الجلبة والصیاح وقال الزجاج الاجلاب الجمع ای اجمع علیهم العساکر وقال ابن السکیت الاجلاب الاستعانة ای استعن علیهم بکل ما تقدر والامر للتهدید۔　(تفسیر)

اب انکی سرکشی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ یہ شیطان کا اثر ہے جو بنی آدم پر چلا آتا ہے اور نیز اس قصہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جسطرح شیطان آدمؑ کے مقابلہ میں مردود ہوا اب تم جو بنی آدم ہو کر شیطان کی طرح ایسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہو گویا اپنے جد اعلیٰ کی نسل سے نکلکر شیطانی لشکر میں داخل ہوئے ہو جو تمہارے مردود ہونیکا قوی سبب ہے اسی مناسبت سے اس قصہ کو یہاں ذکر کیا گو اور مقاموں میں یہ قصہ سورہ اعراف بقرہ حجر میں بھی مذکور ہو چکا ہے۔ خدا نے آدمؑ کیلئے فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا شیطان نے سجدہ سے انکار کیا آدمؑ کو کمتر اور اپنے آپ کو بہتر سمجھ کر اسلئے کہا ءاسجد لمن خلقت طینا۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ سے کہا کہ میں اسکی اولاد کو کہ جسکو تونے مجھپر فضیلت دی ہے اپنے قابو میں کرلونگا اگر تونے مجھے قیامت تک مہلت دی شیطان کو بنی آدم کی طبیعت معلوم ہو گئی ہوگی کہ وہ گمراہی کی طرف بہت جلد دوڑینگے جو اسی اس زعم سے خدا تعالیٰ کے روبرو حسد میں بھر کر یہ بات کہی الا قلیلا استثنیٰ یہ سمجھکر کہا کہ ان میں کچھ نیک بھی ہونگے جنپر میرا قابو نہ چلیگا　احتناک کے معنی جڑ سے اکھاڑ دینا کہتے ہیں احتنک فلان ما عند فلان۔ یہ بھی معنے ہیں قابو میں کرلینا لگام دیکر ڈاڑھی دینا جیسا کہ الدابة بحنکها سے مشتق ہے مطلب یہ کہ انکو بالکل قابو میں کرلونگا چونکہ علم ازلی میں یہی تھا یہی اسلئے خدا تعالیٰ نے بھی فرمادیا اذہب اچھا اگر تیری اور تیرے متبعین کی کافی سزا جہنم ہوگی اور اسپر اسکو اجازت دی کہ تو انکو جسطرح چاہے بس میں کرلینا خدا تعالیٰ نے چند چیزیں فرمائیں اول استفزز یقال فزه الخوف واستفزه ای ازعجه واستخفه بصوتک یعنی اپنی آواز سے انہیں بہکالینا شیطان کی آواز دل میں برے خیالات پیدا کرنا ہے بعض کہتے ہیں جسقدر شہوت انگیز آوازیں ہیں راگ باجا عورتوں کے زیور کی آواز سب شیطانی آوازیں ہیں (دوم) واجلب علیهم بخیلک ورجلک انپر اپنا لشکر چڑھا لیجانا سوار بھی اور پیدل بھی شیطان کے سوار اور پیدل کیا تو انسانی سوار و پیدل ہیں جو معصیت میں کوشش کرتے ہیں یا خود اسکے لشکر میں سوار اور پیدل ہوں۔ یہ بطور تمثیل کے ہے یعنے خوب زور لگالینا سوم شارکهم فی الاموال والاولاد مال میں شریک ہونا مال کی شرکت گناہ میں فضول خرچی میں خرچ کرنا اچھی باتوں میں صرف کرنیسے روکنا برے طور سے مال لینا چوری سے زنا سے غصب سے سود سے فریب سے　اسی طرح اولاد میں بھی شریک ہوتا ہے چہارم وعدهم۔ شیطانی وعدے دل میں لمبی چوڑی ناجائز آرزوئیں پیدا کرنا دنیا پر رغبت آخرت سے نفرت دلانا کہ میاں جو کچھ مزہ ہے یہیں ہے کیسی آخرت؟ اس کے رد میں فرمادیا کہ شیطانی وعدے دہوکے کی ٹٹیاں ہوتے ہیں ارمان دل میں ہی رہتے ہیں کہ موت آلیتی ہے اسکے بعد یہ بھی خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہدیا کہ ان عبادی میرے خالص بندوں پر تیرا کوئی قابو نہ ہوگا اور انکی کارسازی کیلئے اے محمد صلعم آپکا رب کافی ہوگا توفیق و حمایت الٰہی ہمیشہ انکے سر پر سایہ فگن رہیگی اونکی قوت ملکیہ پر قوت بہیمہ کا غلبہ نہونے پائیگا۔ اس میں کفار پر تعریض بھی ہے

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ

تمہارا رب ہے جو دریا میں تمہارے لئے جہاز چلاتا ہے تاکہ تم اسکی روزی تلاش کرو کیونکہ وہ تم پر مہربان ہے اور جبکہ دریا میں تم کو مصیبت آجاتی ہے تو اس کے سوا جس کو تم پکارا کرتے ہو وہ سب

إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

کھوئے جاتے ہیں پھر جبکہ وہ تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اس سے پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے پھر کیا تم اس بات سے نڈر ہوگئے کہ وہ تمکو خشکی کیطرف لاکر زمین میں دھنسا دے یا تم پر آندھی کا پتھراؤ

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بھیجدے پھر تم کسیکو بھی اپنا مددگار نہ پاؤ کیا تمکو اس کا بھی خوف نہیں رہا کہ وہ دوبارہ تمکو پھر دریا میں لوٹا لاوے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے پھر تمہاری ناشکری سے تمہیں

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ

غرق کردے پھر تمکو ہمپر کوئی دعوی کرنے والا بھی نہ ملے اللہ ہی آدم کو ہمنے عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسکو سوار کیا اور اچھی چیزیں کھانے کو دیں اور اپنی

عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝

بہت سی مخلوقات پر اُن کو فضیلت عطا کی

(ترکیب)

الا ایاہ استثناء منقطع وقیل متصل ان یخسف مفعول آمنتم بکم حال ہے یا یخسف کا صلہ جانب البر مفعول بہ الارجاء السوق والاجراء والتسيير راندل الحصب قال ابو عبیدۃ الحاصب الریح التی ترمی بالحصباء الصغار وقال الزجاج الحاصب التراب الذی فیہ حصباء وقیل الحاصب حجارۃ من السماء تارۃ مصدر یجمع علی تیرۃ وتارات والقاصف القاصف الریح الشدیدۃ التی تکسر بشدۃ من قصف الشیء یقصف من ضرب بضرب تبیعا السیرا ومن یتبعنا بالکار بارلنا۔

(تفسیر) یہاں سے پھر دلائل توحید شروع کرتا ہے اور مشرکین کی عادات ناپسندیدہ کی برائی اور نیز یہ بات بھی بتلاتا ہے کہ خدا کے احسان یاد دلاکر اور پہلے جو فرمایا تھا کہ وہ بندوں کا کارساز ہے اس کارسازی کا جو ہماری دنیوی حالت میں ظہور ہوتا ہے اس کا اظہار فرماتا ہے ربکم الذی انسان کے اوپر جو کچھ اسکے احسانات ہیں وہ انتہا ہیں انمیں سے وہ احسانات موقع موقع بندوں کو یاد دلاکر اپنا وحدہ لاشریک لہ ہونا ثابت کرتا ہے جو انکے نزدیک زیادہ تر قابل التفات ہوتے ہیں اس موقع پر حرکت اور سفر و حضر کا انعام یاد دلاتا ہے حرکت دریا میں سفر کرنے ہیں یا خشکی میں اب بھی جاری ہے دریا کا سفر کشتی کے ذریعہ سے ہوتا ہے خواہ وہ ہوائی ہو خواہ دخانی جو اس زمانہ میں ایجاد ہوئی ہیں اب سمندر کی ایسی پہاڑ سی موجوں میں ایک تنکے کی برابر یہ جہاز یا کشتی مسافروں یا تجارتی مال کو لیکر آتی جاتی ہے اسکو اسکا بقدرت چلانا یہ رحمت کا ہی مضمون ہے واذا مسکم الضر یہ وہ حالت اضطرار بیان فرماتا ہے جو دریا میں کبھی کبھی پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ طوفان میں مبتلا ہو جاتے ہیں سو ایسے موقع پر انسان اپنے فطری قاعدہ سے پھر اسی معبود برحق کیطرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودوں کو بھول جاتا ہے اگرچہ کہ فطرت میں فتور آگیا وہ اس حالت میں بھی اسکی طرف رجوع نہیں کرتے) مگر عرب کے مشرک ایسا نہیں کرتے تھے وہ اُسوقت خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر فلما نجکم الخ جب خشکی پر آتے تھے تو پھر جاتے تھے پھر اپنے معبودوں کی طرف رجوع کرتے تھے انسان پر خدا تعالیٰ الزام دیتا ہے وکان الانسان کفورا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے افسوس ہے کہ آج کل عام لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں مصیبت کا خوف بھول جاتے ہیں جب مصیبت خدا دور کر دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجا شکر کے یہ ناشکری کرتے ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں یہاں تک کہ رنڈیوں کے ناچ کراتے ہیں اب اس بات پر تہدید فرماتا ہے کہ افامنتم الخ کیا تمکو اسبات سے پورا اطمینان ہوگیا ہے کہ اسحالت میں خدا تمپر دوسری قسم کی بلا نہیں بھیج سکیگا زمین میں غرق نہیں کرسکتا یا آسمان سے پتھر نہیں برسا سکتا یا نہیں کرسکتا کہ تمکو پھر دریا کا سفر پیش آئے اور پھر تمکو اسی بلا میں پھنسا کر ہلاک کردے بنی آدم کا تو یہ حال ہے اور ہمارا یہ حال ہے ولقد کرمنا بنی آدم الخ کہ ہمنے ذات میں جسم میں صورت میں اوصاف میں علم میں اسکو مخلوقات پر عزت دی وحملناہم اور دریا اور خشکی کے سفر میں سواری دی دریا میں کشتی پر اور خشکی میں اونٹ گھوڑے گاڑی وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں اور رزقناہم سفر و حضر میں عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو بزرگی بخشی۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ

(پوری مفصلہ اس روز ظاہر ہوگی) کہ جس دن ہم ہر ایک شخص کو اسکے امام کے ساتھ بلائینگے پھر جسکو اسکی کتاب داہنے ہاتھ میں دیجائیگی سو وہ اپنی کتاب کو (خوشی سے) پڑھینگے اور ذرہ برابر بھی ظلم ہوگا اور جو کوئی

كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

اس جہان میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا اور بہت ہی بڑا گمراہ ثابت ہوگا اور جو کچھ ہمنے آپ کیطرف وحی کیا ہے مشرکین آپکو اس سے بہکانے ہی لگے تھے تاکہ آپ اس کے (قرآن کے)

عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ

سوا ہمپر کچھہ اور بہتان باندھنے لگیں اور جب تو آپ کو وہ دلی دوست بنالیتے اور اگر ہمنے آپ کو ثابت قدم نہ کیا ہوتا تو آپ تو کسقدر انکی طرف جھک ہی چلے تھے تب تو ہم آپ کو

الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا

زندگی اور موت میں دوہرا مزہ بھی چکھاتے پھر آپ کو ہمارے معاملہ میں کوئی مددگار بھی نہ ملتا اور وہ تو مکہ زمین مکہ سے دھکیل دینے کو بھی تھے تاکہ آپکو وہاں سے باہر کریں پھر تو وہ بھی

يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ ع

آپ کے بعد بہت ہی کم ٹھہرنے پاتے جسے پہلے ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہیں ان میں ہمارا یہی دستور رہا ہے اور ہمارے دستور میں آپ کچھہ بھی فرق نہ پاوینگے۔

(تفسیر)

انسانوں کا باہمی فرق مراتب بیان فرماکر آخرت کا فرق مراتب جو حقیقی تفصیل ہے بیان فرماتا ہے، یوم ندعوا کل اناس بامامھم یعنے یاد کرو اسدن کو کہ جسدن ہر ایک شخص اپنے پیشوا کے ساتھ بلایا جاویگا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ جسکی پیروی اور اقتدا کیجاتی ہے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رعیت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے اور نمازیوں کا امام نماز پڑھانیوالا ہے اور اسیطرح انسان کا دلی منشا، جو اسکو نیک یا بد کام پر تحریک کرتا ہے وہ بھی اسکا امام ہے اور اسیطرح گمراہی کے امام ہیں ہر ایک معنی کے لحاظ سے امام سے علماء نے مختلف مرادیں لیں ہیں چنانچہ ابوہریرہؓ نبی مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک امت اسکے نبی کے نام سے پکاری جاویگی اور اسیطرح ائمہ کفر سے بھی کہیں گے یا امۃ محمد یا امۃ موسیٰ یا امۃ فرعون وغیر ذلک۔ پس ہر ایک امت کو اسکے پیشوا کے ساتھ حاضر کیا جاویگا۔ اہل جنت کے ساتھ جنت میں اور دوزخی پیشوا کے ساتھ دوزخ میں جاویں گے ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے حسن و ابو العالیہ اعمال مراد لیتے ہیں قتادہ نامہ اعمال۔ پھر نامۂ اعمال کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جنکو داہنی طرف سے ملیگا وہی اسکو خوشی سے پڑھیں گے گرچہ بائیں طرف والے بھی پڑھیں گے مگر چونکہ وہ اعمال برے دیکھکر حسرت و رنج میں ہونگے خوشی سے نہ پڑھیں گے بیہوش ہوکر پڑھیں گے درحقیقت انہیں کا پڑھنا پڑھنا ہے پھر جو آخرت میں محروم رہیں گے انکی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے ومن کان الخ کہ جو اس دنیا میں اندھا رہا اسنے حق نہ دیکھا صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بھی نعماء الٰہی نہ دیکھیگا۔ اندھے ہونے سے مراد دل کا اندھا ہونا ہے نہ ظاہری آنکھوں کا سو دل کے اندھے وہاں بھی الطاف الٰہی سے اندھے رہیں گے کبھی خوشی اور حیات ابدی کا منہ نہ دیکھیں گے نہ اس تک پہنچیں گے راہ گم کردہ ہونگے۔

اسکے بعد دنیا میں دل کے اندھوں نے جو آنحضرت صلعم کو دو بار پھسلانا چاہا تھا سو انکا بیان فرماتا ہے (اول) وان کادوا الخ اسکی شان نزول میں مفسرین نے مختلف روایتیں لکھی ہیں جنسے یہ نکلتا ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم کو کسی اپنی خواہش پر مجبور کرنا چاہا تھا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نکریں یا کچھہ اور آپنے قدرے سکوت کیا جسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپکو بہکانا چاہتے تھے اگر آپ بہکتے تو ہم آپکو دنیا و آخرت میں دو چند عذاب دیتے خدا نے آپکو محفوظ رکھا ہو وم وان کادوا لیستفزونک اسکا صحیح شان نزول یہی ہے کہ مشرکین مکہ کچھہ فریب کر کے آنحضرت صلعم کو ہجرت سے پہلے مکہ سے نکالدیا چاہتے تھے تو آپ نے نکلی فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو آپ کے بعد انکو بھی وہاں زیادہ رہنا نصیب ہوتا انبیاء قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے نکالنے کے بعد اس قوم کو بھی وہاں امن نصیب نہیں ہوا۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم رکھا کرو اور نماز صبح پڑھا کرو کیونکہ صبح کے پڑھنے میں مجمع ہوتا ہے اور رات کے ایک حصہ میں تہجد بھی پڑھا کرو جو آپکے لئے زائدہ فائدہ مند ہے امید ہے کہ آپ کا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○

رب آپکو مقام محمود میں کھڑا کریگا اور دعا کیا کرو کہ اے رب مجھے سچائی سے داخل کر (مدینہ میں) سچائی سے نکال (مکہ سے) اور میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ و شوکت عطا کر

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ

اور کہدو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تھا اور قرآن میں ہم وہ چیزیں نازل کر رہے ہیں جو ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت ہیں اور نا انصافوں کو تو اس سے

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○

اور بھی نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے

الدلوک الدلک ایک جگہہ سے ٹلنا چونکہ ٹلنے میں ہاتھ ایک جگہہ نہیں ٹھہرتا (ترکیب) اسلئے اسکو دلک کہتے ہیں اور اسیوجہ سے اسکے معنے غروب کے بھی لئے ہیں کیونکہ اسمیں بھی ٹلنا ہے مگر یہاں زوال ہی کے معنے مراد ہیں اور اسکو جمہور نے اختیار کیا ہے الی غسق الخ متعلق ہے اقم کے قرآن الفجر معطوف ہے الصلوٰۃ پر یا اسکا نصب علی الاغرا ہے اسے علیک قرآن الفجر نافلۃ مصدر بمعنی تہجدا ہے تنفل نفلا و فاعلہ ہنا مصدر کالعافیہ مقاما منصوب ہے ظرف ہوکر۔

(تفسیر) اقم الصلوٰۃ الٰہیات و معاد و نبوت کے مباحث کے بعد طاعت الٰہی کا حکم دیتا ہے اور شیطان کی گمراہی اور بندوں کی ناشکری اور قیامت میں نامہ اعمال دیئے جانے اور کفار کا حضرت صلعم کیطرف قصد بد کرنیکا اور آپ کو محفوظ رکھنے کا ذکر کر کے وہ عمل تعلیم فرماتا ہے جو شیطان کی گمراہی اور خدا کی ناشکری اور قیامت کی رسوائی سے اور کفار کے فریبوں سے بچاوے (یعنی نماز) اور یہ ان بیرونی حملوں کی تکمیل نماز بغیر ممکن نہیں یہی وہ عمل ہے کہ جو انسان کی روح اور قوی ملکیہ کو روشنی دیکر بندہ کو دار آخرت کا مشتاق کرتا ہے۔

تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں نماز فرض مراد ہے یعنی نماز پنجگانہ مگر دلوک کے معنی میں اختلاف ہے ابن مسعودؓ اور نخعی و مقاتل بن حیان و ضحاک و سدی کہتے ہیں غروب آفتاب مراد ہے اور ابن عباسؓ ابن عمرؓ و جابرؓ اور عطا و مجاہد و حسن و اکثر تابعین بلکہ جمہور اسکے معنی دن ڈھلنے کے لیتے ہیں یہ لفظ دونوں معنی کے لئے آیا ہے مگر اخیر معنی بہت قرین قیاس اور مناسب مقام ہے اس تقدیر پر جیسا کہ امام ازہری کہتے ہیں یہ معنی ہو گئے دن ڈھلنے سے شب کی سیاہی ہونے تک نماز قائم کر پس اسمیں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں اور صبح کی نماز چونکہ ایک مہتم بالشان نماز ہے اسلئے اسکو قرآن الفجر سے بیان فرمایا اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نماز تہجد بھی فرض تھی (گو ابتداء اسلام میں امت پر بھی فرض تھی جیسا کہ سورۂ مزمل میں ہے مگر امت پر نماز پنجگانہ سے فرضیت جاتی رہی استحباب رہگیا جیسا کہ اخیر سورۂ مزمل سے سمجھا جاتا ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن) اسلئے آپ کو فرمایا ومن اللیل الخ کہ رات میں تہجد بھی پڑھو نافلۃ لک زیادہ لک یعنی یہ نماز تمہیں زائد ہے یا یہ معنی کہ اسکا تمکو زائد نفع ہے کیونکہ آپ معصوم ہیں گناہ سب بخشے گئے اب اسکا نفع ترقی درجات و مزید تقربات کا ہے اور یہی برخلاف امت کے کہ وہ گناہوں سے پاک نہیں اسکے بدلے میں انکے گناہ معاف ہونگے۔ مجاہد و قتادہ کہتے ہیں نافلۃ کا لفظ حضرت صلعم کے لئے بھی نفلی رہجانے پر دلالت کرتا ہے مگر آپ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے یہانتک رات کو عبادت و نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تھے۔ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ قیام شب سے آپ کے پاؤں ورم کر آتے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے گناہ معاف کئے گئے پھر آپ اسقدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کہ کیا میں اسکی شکر گزاری نکروں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ صحیح احادیث میں آنحضرت صلعم کی نماز تہجد کی پوری کیفیت مذکور ہے کہ کبھی آدھی رات کے بعد اٹھکر وضو کر کے نماز میں مصروف ہوتے دو دو رکعت کی نیت باندھتے کبھی چار چار کی اخیر وتر پڑھتے صبح صادق سے قدرے پہلے اور کبھی دو رکعت پڑھکر پھر لیٹ جاتے پھر اٹھکر دو رکعت

پڑہتے اسیطرح رات گزار دیتے تہے - پہر اس کیفیت اور درد و سوز کا تو کچھہ بیان ہی نہیں ہو سکتا کہ جو آنحضرت صلعم کو نماز میں ہوتا تہا آنکہوں سے آنسو جاری اور دل سے عشق الٰہی کا دہواں اٹہتا تہا جسکا اثر نہ صرف گھر کے لوگوں پر پڑتا تہا بلکہ عرب اور عجم پر بہی پڑا تہجد کی نماز تمام انبیاء و صالحین کا قدیم دستور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی رات کو نماز پڑہتے یاد الٰہی کرتے تہے انکے پاکباز حواریوں کا بہی یہی دستور رہا ہے بعد میں یہہ آزادی ولے قیدی پیدا ہوگئی پہر یورپ کے ملحدوں نے اسکو اور بہی ترقی دی افسوس -

مالکؒ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم کی نماز تہجد رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہوتی تہی چار چار نفلوں کی نیت باندہتے تہے اور تین وتر پڑہتے تہے - اور ایک روایت میں تیرہ رکعت بہی آئی ہیں چنانچہ مالک نے اس کو زید بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے -

ف (۱) غسق اللیل رات کی سیاہی اور اندہیرا قال الکسائی غسق اللیل غسوقاً الغسق بفتح السین اسم حکمی سیلان کے ہیں کہتے ہیں غسقت العین تغسق یعنی آنکھہ پانی سے بہر جاوے بہنے والے کو غاسق کہتے ہیں اسی لئے جہنمیوں سے جو پیپ بہیگی اسکو غساق کہتے ہیں - ابن عباسؓ سے نافع بن ازرق نے اس کے معنی پوچھے فرمایا رات کا اندہیرا چہا جانا آز ہری کہتے ہیں جب شفق غائب ہو جائے غسق اللیل پایا گیا

(۲) قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے کبہی جز سے کل تعبیر ہوا کرتا ہے اسلئے نماز کو کبہی رکوع کبہی سجود کبہی تسبیح کہتے ہیں نماز میں قرآن پڑہا جاتا ہے خصوصاً صبح کی نماز میں اسکا زیادہ تر اہتمام ہوتا ہے اس لئے اس کو قرآن الفجر سے تعبیر کیا -

پہر قرآن الفجر کی نسبت فرمایا ہے ان قرآن الفجر کان مشہودا شہود کے معنی حاضر کیا گیا یا جس کے پاس لوگ جمع ہوں یا گواہی دیا گیا ان معنے کے لحاظ سے اسکی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں اور سب ٹہیک ہیں ایک گروہ مفسرین کہتا ہے کہ صبح کی نماز میں ملائکہ رحمت آتے اور جمع ہوتے ہیں رات کے فرشتے جو انسان کے محافظ اور اوسکے اعمال کے نگران رہتے ہیں صبح کو جاتے اور دن کے آتے ہیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اور نمازوں کی نسبت صبح کی نماز میں صالحین زیادہ جمع ہوتے ہیں کیونکہ اسوقت کاروبار دنیا بہی کم ہوتا ہے فرصت کا وقت ہے اور نیز خواب شیریں سے بیدار ہوکر خدا پرستوں کی جماعت میں شامل ہونا اور خدا سے دعا مانگنا اسکی نعمتوں کا شکریہ بجا لانا بڑی عبادت ہے جسلئے اہتمام کیا جاتا ہے بعض کہتے ہیں یہ نور ظہور کا وقت ہے برکات و رحمت الٰہی اس پاکباز گروہ پر زیادہ تر اترتی ہے یہہ مورد و محل برکات ہے دوسرے معنی کے لحاظ سے بعض نے یہ فرمایا ہے کہ اس جماعت کے لوگوں کیلئے ملائکہ خدا کے آگے جاکر انکے حاضر دربار ہونیکی گواہی دیا کرتے ہیں اور یہ بہی ہے کہ یہہ نماز اس کے کمال قدرت کی شہادت ہے کیونکہ رات کا جانا دن کا آنا ظلمت شب دور ہونا نور کا ظہور ہونا انسان جو عالم خواب میں اس جہان سے غافل تہا اس کا بیدار ہونا گویا خواب عدم سے پیدا ہونا صبح کو اٹہنا حشر کا نمونہ ہے اس لئے بالخصوص اس نماز کو جماعت سے ادا کرنا اور اسمیں زیادہ قرآن پڑہنا جس کے سننے کو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں مسنون اور امر موکد ہے -

(۳) تہجد شب آخر کی نماز کو کہتے ہیں فتہجد بہ ای بالقرآن کما قال قم اللیل الا قلیلا الی قولہ ورتل القرآن ترتیلا - ہجود لغت میں سونیکو کہتے ہیں اور ہاجد سونے والا چونکہ یہ نماز سو کر پڑہی جاتی ہے اسلئے اسکو تہجد کہتے ہیں اور مصلی باللیل کو ہاجد و متہجد کہتے ہیں نماز تہجد کا وقت باتفاق جمہور علماء آدہی رات کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے غالباً اول شب میں انسان سو جاتا ہے پہر بیدار ہوکر یہ نماز پڑہتا ہے اسمیں یہ شرط نہیں کہ ضرور اول شب میں سوئے اور جو نہ سوئے گا تو نماز تہجد نہوگی -

آپ صلعم کو بالخصوص نماز تہجد کا حکم دینے کی وجہ بیان فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کہ خدا تعالیٰ عنقریب آپ کو شافع محشر بنا کر مقام محمود میں کہڑا کرنیوالا ہے یہہ وہ کرامت و عزت ہے جو بنی آدم میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسی کو نصیب نہیں اس لئے سب سے زیادہ آنحضرت صلعم پر عبادت اور شب کا سوز و گداز بہی فرض ہوا ہے ولا بسوز کہ سوز ہے تو کار ہا بکند :: دعائے نیم شبی دفع صد بلا بکند ::

مقام محمود

آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ

ف مقام محمود یحمدہ القائم فیہ وکل من عرفہ وہو مطلق فی کل مقام یتضمن کرامۃ (بیضاوی) یعنی مقام محمود وہ عمدہ جگہ ہے کہ جہاں کھڑا ہونے والا اور اسکو جاننے والا اسکی حمد اور تعریف کرے مطلقاً مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کہتے ہیں مقام کو محمود اسلئے کہا جاتا ہے کہ اسکی حمد کیجاتی ہے گو حمد اختیاری خوبیوں پر ہوتی ہے اور مقام کی خوبیاں اختیاری ہیں لیکن یا تو شرط اختیاری ہر جگہ نہیں یا حمد بمعنی مدح ہے یا یہ کہ وہ محمود فیہ ہے یعنی اس جگہ حمد کیجاتی ہے وہاں کھڑے ہونے والے کی یا کھڑا ہونے والا خدا تعالےٰ کی حمد کرتا ہے۔

عرف شرع میں مقام محمود سے اس آیت میں کہ جہاں آنحضرت صلعم کو کھڑا کرنیکا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے باتفاق تمام مفسرین وہ مقام مراد ہے کہ جہاں حضرت قیامت کے روز عاصیوں کے لئے شفاعت کرنیکو کھڑے ہونگے جس روز کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک سب انبیاء نفسی نفسی کہینگے اور کسیکو مجال ہو گی کہ شفاعت کی کرسی پر بیٹھے صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث میں بہت صحیح حدیث جو مختلف راویوں سے مروی ہے شفاعت کبریٰ کی بابت میں یوں وارد ہے کہ قیامت کے روز لوگوں پر سختی ہو گی تو آدم کے پاس آئینگے کہ وہ شفاعت کریں مگر وہ عذر کرینگے یہانتک کہ بکے بعد دیگر سب انبیاء اولو العزم کے پاس آوینگے ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ علیہم السلام مگر سب ہی تو عذر کر سکے اور کہینگے کہ محمد کے پاس جاؤ جنکے خدا نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے آج بجز انکے اور کوئی اس لائق نہیں تب وہ میرے پاس آکر مجھسے درخواست کرینگے پھر میں خدا تعالیٰ کے پاس جاکر اُسکے آگے سجدہ میں گر پڑونگا اور بہت عرصہ تک سجدہ میں حمد و ثنا کرتا رہونگا حکم ہو گا اے محمد سر اُٹھا قل یسمع واشفع تشفع وسل تعطہ کہ کہہ تیرا کہا سنا جائیگا شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہو گی مانگ دیا جاوےگا تب میں اسکی ثنا و صفت کر کے شفاعت کرونگا پھر ایک تعداد معین ہو گی کہ وہ جہنم سے میری شفاعت سے نکل جاویں گے بار دیگر پھر آکر اسطرح سجدہ میں گرونگا پھر اسطرح حکم ہوگا پھر ایک جماعت کثیر بخشی جاویگی الغرض اسطرح تین بار کرونگا کہ پھر وہی تو جہنم میں رہجاوینگے کہ بمطابق قرآن کے جہنم کیلئے سدا سدی کیلئے مقرر ہو چکے ہیں یعنی کافر و مشرک **ف** ماید بعضاں کسے درگرو۔ جو دارد چنیں سید پیش رو:

پہلے فرمایا تھا کہ وہ تمکو مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ نماز پڑھا کرو ان جاہلوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کرو اللہ آپکا حامی و ناصر ہے اب پھر اس واقعہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہے یعنے جو اصلی کام ہے یعنی نماز و عبادت اسکو بجا لاؤ اوس سے غافل نہ ہو دین دنیا میں اس سے سرسبزی اور برتری ہے رہا مکہ سے نکلنا اور وہیں کا اسباب درپیش ہونا یہ تو ایک امر مقدر ہے جسیر قضا و قدر نے اسلام کی ترقی وابستہ کر رکھی ہے اسکے لئے اے نبی یہ دعا کیا کرو وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی تو اے اللہ مجھ مکہ سے سچائی سے نکال کہ پھر میرے دل میں حب وطن نہ ہے اور ان مشرکوں کی طرف پھر تکالیف برداشت نہ کرنی پڑیں اور سچائی کے ساتھ نکالنے سے یہی مراد ہے کہ خاص تیرے ہی لئے اور تیری ہی راہ میں ہجرت ہو کسی دنیاوی غرض یا کسی جرم پر جلاوطنی ہو اور مدینہ میں مجھے سچائی سے داخل کر اور چونکہ اس دین کا تمام دنیا پر پھیلنا ٹھہر چکا ہے اور پردیس میں قوت ہی نہیں ہے اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ و قیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شریر و سرکش ہی ہیں اسلئے یہ بھی دعا کرو واجعلنی من لدنک سلطانا نصیرا کہ مجھے اپنا کی قوت و شوکت بھی عطا کر۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں حسب بشارت زبور خدا تعالیٰ نے وہ قوت و شوکت عطا کی کہ جس سے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ و قیصر کو مٹا دیا گیا کوئی شخص خدا کے دین کا مقابل نہو سکا۔ ادخلنی مدخل صدق الخ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مجھے دنیا سے سچائی کے ساتھ نکال اور دار الخلد میں سچائی کے ساتھ داخل کر اور یہ بھی کہ خواص بشریہ سے نکال خواص ملکیہ میں داخل کر وغیر ذلک من الاسرار۔

آنحضرت صلعم کی یہ دعا قبول فرما کر ارشاد کرتا ہے وقل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کہ اب انکی کفر و بدکاری کا زمانہ گیا اور صدق و صفت کا زمانہ آگیا حق سے مراد اسلام ہے اور باطل سے کفر و بت پرستی و دیگر قبائح جو دنیا میں مروج ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلعم کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے پاس جو تین سو ساٹھ بت رکھے تھے ان میں سے جسکی طرف لکڑی سے یہ آیت پڑھکر اشارہ کرتے تھے وہ منہ کے بل گر پڑتا تھا فرماتا ہے کہ یہ باطل کا مٹنا اور حق کا آنا قرآن کے سبب سے ہے جسکو ہم نازل کر رہے ہیں وننزل من القرآن الخ کہ جس میں ایمانداروں کے لئے امراض باطنیہ و ظاہریہ سے شفا ہے اور انکے لئے رحمت ہے اور بے انصافوں کو اس سے اور بھی نقصان ہوتا ہے جوں جوں وہ انکار کرتے جاتے ہیں خسارہ بڑھتا جاتا ہے۔

وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝

اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا اور اکڑ جاتا ہے اور جب اسکو مصیبت آتی ہے تو ناامید ہوجاتا ہے کہدو ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے پھر آپکے رب ہی کو خوب معلوم ہے کہ کون راہ راست پر ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ

اور آپسے روح سے سوال کرتے ہیں کہدو روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور تمکو علم دیا گیا ہے تو بہت ہی تھوڑا اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا ہے اسکو اٹھا لیں

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِۦ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُۥ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

پھر تو آپکو اسکی بابت کوئی ہم سے مقابلہ کرنیوالا بھی نہ ملے مگر یہ صرف آپ کے رب کی رحمت ہے (جو ایسا نہیں کرتا) بیشک اس کی آپ پر بڑی عنایت ہے

(ترکیب) نَأَىٰ بالف بعد الہمزۃ لسبعۃ بعد عین الطاعۃ ویقرء بہمزۃ بعد الالف وفیہ وجہان احدہما ہو مقلوب ناء والثانی ہو بمعنی نہض الا رحمۃ مفعول لہ والتقدیر حفظناہ علیک للرحمۃ ۔ من ربک رحمۃ کی صفت یا حال ۔

(تفسیر) قرآن سے ان ظالموں کو زیادہ خسارہ ہونیکا یہ سبب تھا ہیں کہ قرآن میں کوئی نقص ہے بلکہ سبب یہ ہے کہ اذا انعمنا علی الانسان الخ انسان کی جبلی عادت ہے کہ جب اسپر انعام الٰہی ہوتا ہے دولت و راحت ملتی ہے تو بجائے شکرگزاری کے پھر نا شکری بدی اترانے لگتا ہے متکبر ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتا اسی لئے خسارہ میں پڑتا جاتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو نا امید ہوجاتا ہے صبر کے نا امید ہوجانا وکفر ہے خدا تعالیٰ اسپر بھی انعام لینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ہر ایک نیک و بد کو خواہ وہ کسی طریق پر کیوں نہ ہو مہلت دیتا ہے اس لئے آنحضرت کو حکم دیتا ہے قل کل یعمل الخ کہدو ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے اپنے طریقہ پر عمل کر رہا ہے گئے جاؤ لیکن ان میں سے دراصل کون نیک ہے اسکو خدا ہی جانتا ہے مرنے کے بعد معلوم ہو جائیگا منجملہ اسباب خسران کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ قرآن مجید پر ہمیشہ بیہودہ نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے چنانچہ ایکبار باہم مشورہ کیا کہ یہود اہل علم و اہل کتاب ہیں ان سے دریافت کر کے کوئی ایسی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنی چاہیئے کہ جسکا جواب آپکے پاس نہ ہو یہود سے دریافت کیا انہوں نے کہا تین باتیں پوچھو اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیا تو جانیا کہ نبی ہے ورنہ نہیں اور تین باتیں بتلائیں اول روح سے سوال کرو دوم اصحاب کہف کا حال پوچھو سوم ذی القرنین کا حال پوچھو کہ وہ کون تھا اور کہاں کہاں گیا اور اس نے کیا کیا اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی ویسئلونک عن الروح الخ یہ انہوں نے روح سے سوال کیا۔ فرماتا ہے کہ اے نبی آپسے روح سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا ہے چونکہ یہ بیکار سوال تھا اور نیز حقائق اشیاء بالخصوص روح کی حقیقت کا ادراک کما ہی ان کے فہم و استعداد سے باہر تھا اسلئے جواب میں فرمایا کہ قل الروح من امر ربی کہدو روح ایک امر ہے اس کے حکم سے بنی ہے حادث ہے قدیم ذاتی نہیں نہ وہ خدا ہے نہ اسکا کوئی جزء ہے بلکہ اس قسم مخلوق سے ہے جس اور مخلوق کیطرح خدا کو اختیار و قدرت ہے من امر ربی سے یہ سب باتیں سمجھی جاتی ہیں۔ اسقدر علم کافی ہے جواب شافی ہوگیا باقی رہا اسکی حقیقت کا ادراک کلی سو روح کا تو کیا اور بھی لاکھوں چیزوں کا انسان کو ادراک کلی نہیں خاک پانی کی بھی حقیقت پوری نہیں بتلا سکتے کیونکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کہ تمکو اے انسانوں یا اے سوال کرنے والو حقائق الاشیاء میں سے ادراک کا بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ روح کی حقیقت میں حکماء کا مباحثہ چلا آتا ہے اور ہر ایک قوم نے دور دراز کار خیالی گھوڑے دوڑائے ہیں اور اب تک بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ بھلا عرب کے جاہلوں سے بجز اسقدر جواب کے اور کیا کہا جاتا۔ اب اسبات کے ثبوت کیلئے کہ پیغمبر علیہ السلام جو کچھ فرماتے ہیں وہ الہام اور وحی کے ذریعہ سے ان کی خانہ ساز اس میں کوئی بات بھی نہیں فرمایا جاتا ہے ولئن شئنا الخ کہ اگر ہم چاہتے تو قرآن مجید کو جو سرچشمہ علوم ہے محو کر دیتے مگر ہمارا فضل ہے جو ایسا نہیں کیا یعنی یہ ہماری طرف سے ہے جس کے اٹھا لیجانے پر قادر ہیں ۔

[1] بعض کہتے ہیں کہ روح جس سے سوال ہے وہ قرآن ہے قرآن پر بھی روح کا اطلاق ہوا ہے بعض کہتے ہیں روح سے مراد جبرئیل ہیں بعض کہتے ہیں وہ روح اعظم ہے جو ملائکہ سے برتر ہے جسکا اثر سماوات وعلویات پر اسطرح سے ہے کہ جیسے آفتاب کا زمین پر کوہا انسانی پاک روحوں کا وہی مرکز ہے اسی کی طرف انجذاب ہوتا ہے اسکی نسبت فرماتا ہے کہ وہ بھی ہماری مخلوق چیز ہے ۱۲

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

کہدو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن بنالانا چاہیں تو ایسا قرآن نہ لاسکیں گے گرچہ ان میں سے ایک دوسرے کی بستی ہی کیوں ہوا ہو اور ہم نے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝

لوگوں کے لئے ہر ایک قسم کی مثال ہی کھول کھول کر بیان کر دی پر اس پر بھی اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے اور کہا کہ ہم تمہیں ہرگز نہیں ماننے کے جبتک کہ ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری کردو

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۝

یا تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو کہ پھر تم اس میں سے نہریں جاری کرکے نکالا کرو یا جیسا کہ تم کہا کرتے ہو ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دو یا تم اللہ اور فرشتوں کو روبرو لا کھڑا کردو

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا

یا تمہارے لئے کوئی سنہری مکان ہو یا تم آسمان میں چڑھ جاؤ اور ہم تو تمہارے سر پر چڑھنے کو ہرگز نہیں ماننے کے جبتک کہ ہم پر کوئی ایسی کتاب نہ نازل کرادو کہ جس کو ہم خود پڑھ لیا کریں کہدو سبحان اللہ میں کیا ہوں

ع ۹

بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

مگر ایک آدمی ایلچی بھیجا ہوا

لا یاتون جواب لئن لے ہے جواب قسم محذوف دل علیہ اللام الموطئۃ (ترکیب) ولولاہی لکان جواب الشرط بلا جزم لکون الشرط ماضیا۔ بیضاوی۔

(تفسیر)

منجملہ ان باتوں کے جن سے قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے ہیں انکی ایک یہ بات بھی تھی کہ وہ کہتے ہیں کہ اس قرآن میں کونسی خوبی ہے؟ اگر چاہیں تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں اسکو جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بھی ہے کہ قرآن کی بات فرمایا تھا کہ وہ ہماری طرف سے ہے اگر ہم چاہیں تو اسکو واپس لیجائیں پھر تمام مخلوق ملکر بھی زور لگائے تو ایسا قرآن نہ لاسکے کما قال قل لئن اجتمعت الخ کہ تم کیا اگر تمہارے ساتھ تمہارے وہ جن بھی شریک ہوں کہ جسے تم مدد مانگا کرتے ہو اور جنکی ذریعہ سے تمہارے کاہن غیب کی باتیں بنا کر بڑی بڑے دعوی کیا کرتے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو اسکا مثل نہ لاسکیں گے۔ بلاغت و فصاحت معجزہ کی علاوہ اس میں روح کو زندہ کرنیوالی انسان کے دل پر چوٹ دینیوالی اور سب علوم الہامیہ کے متعلق وہ وہ باتیں ہیں کہ جنکو کوئی نہیں بتا سکتا مقدمہ تفسیر میں اس مسئلہ کی خوب شرح ہو چکی ہے۔

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارہ میں یوں بھی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم چند یہود کو ساتھ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا قبلہ ترک کر دیا اور یہ قرآن توریت کے برابر نہیں ایسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں پھر آپ کا اتباع کیونکر کریں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ شیبہ و عتبہ ربیعہ کے بیٹے اور ابو سفیان و ولید بن المغیرہ و ابو جہل وغیرہم کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو مکہ خشک جگہ ہے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری کرے یا کوئی اچھا تر و تازہ باغ انگوروں اور کھجوروں کا لگادے کہ جس میں بڑی نہریں جاری کریں جیسا کہ عراق و شام ہے یا تو جیسا کہتا ہے کہ قیامت کو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گریگا تو اسکا کوئی ٹکڑا ابھی ہی گرادے یا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو لاکہ ہم انکو آنکھ سے دیکھ لیں اور ان سے پوچھیں کہ محمد کو نسے رسول کے بنا بھیجا ہے یا کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا مکان موجود کر دکھادے یا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جا اور وہاں سے کوئی لکھی ہوئی کتاب لا کہ جسکو ہم پڑھ لیں تب تو ہم تجھے مانیں گے ورنہ ہم تجھے نہیں مانتے اس کے جواب میں آیت نازل ہوئی وقالوا لن نؤمن الخ اسمیں تعلیم کر دی کہ اے کہدے سبحان اللہ یہ کیا لغو باتیں ہیں تم نے کیا مجھکو قادر مطلق سمجھ لیا ہے یا میں نے اسباب کا دعوی کیا ہے تاکہ پھر تمہارے کہنے سے یہ باتیں کر دوں میں تو ایک آدمی ہوں خدا تعالے کے حکم بغیر کچھ نہیں کر سکتا ان سوال میں احکام بھیجا و الاہوں قرآن کو رقعہ یعنی منتر بتلایا یا ان پہلی باتوں کو اگر یہ سب کچھ بھی ہو جاتا تو یہ تمہارا جادو منتر کا اثر سمجھا جاویگا بلکہ آسمان سے ہمارا اوپر کوئی کتاب آ والا ہم

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ

اور لوگوں کو ایمان لانے سے جبکہ ان کے پاس ہدایت آگئی صرف یہی بات مانع آئی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ کہدو اگر زمین پر رہتے ہوتے فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے

مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَنْ

تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی رسول بنا کر بھیجتے۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ بس ہے گواہی کیلئے کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے اور جسکو اللہ

يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَأْوَاهُمْ

ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے پھر انکے لئے اسکے سوا تم کوئی حمایتی نہ پاؤگے اور ہم انکو قیامت کے دن منہ کے بل چلائینگے اندھے گونگے بہرے کرکے انکا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

جہنم ہے جب آگ بجھنے لگے گی تو ہم اور بھڑکا دینگے یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہدیا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں تو پھر سرے سے پیدا کرکے اٹھائے جائیں گے؟

(ترکیب)

الا ان قالوا جملہ فاعل منع فی الارض خبر کان ملائکہ موصوف یمشون ذی الحال مطمئنین حال بشرا اسم۔ لنزلنا جواب لو۔

(تفسیر)

عرب کے مشرکوں اور کافروں کا نبوت میں ایک یہ بھی بڑا شبہ تھا کہ نبی تو ہم جیسا ہی انسان ہے رسالت اور نبوت کے لئے تو ہم سے بالاتر اشخاص ہونے چاہئیں جو کھانے پینے زن و فرزند کے جملہ علائق سے پاک و صاف ہوں اور وہ فرشتے ہیں خدا نے اگر اسے پیغام بھیجا تھا تو فرشتوں کو کیوں رسول بنا کر نہ بھیجا یہی وہ ایک بات انکے دل میں کھٹکتی تھی جس سے وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ اسکا جواب دیا ہے ومامنع الناس الخ کہ رسول تو اسی قوم کا شخص ہونا چاہئے کہ جسکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے کیونکہ انکے تمام مفاسد اور موجودہ خرابیوں کو جنکی اصلاح کے لئے وہ بھیجا گیا ہے یہی خوب جان سکتا ہے اور نیز باہم موانست غیر جنس سے ممکن نہیں اور رسول کے لئے یہ بات ضروری ہے جس پر ہدایت کا مدار ہے اور نیز فرشتے بھی آتے تو انسان کی صورت میں ہی ہوکر آتے تاکہ انسے کلام کریں دکھائی دیں سو اس پر بھی شبہ ہوتا کہ جانے یہ کون ہیں؟ اس لئے فرماتا ہے لوکان فی الارض الخ کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو ان کے پاس اللہ فرشتہ رسول ہوکر آتے اس کے بعد فرمایا کہ کہدو میری رسالت کی خدا گواہی دے رہا ہے سو یہ کافی ہے رہی ہدایت سو یہ اس کے ہاتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہی ہدایت پر آتا ہے اور جسکو ازل سے گمراہی نصیب ہے اسکو کون ہدایت کرسکتا ہے نہ انسان نہ فرشتہ۔ مگر ان گمراہوں کا حشر میں یہ حال ہوگا ونحشرہم یوم القیامہ الخ کہ وہ منہ کے بل چلینگے اندھے گونگے بہرے ہونگے۔

منہ کے بل چلنا محاورہ ہے سرنگوں اور ذلیل ہوکر چلنے سے انکے دنیا میں تکبر کرنے کے بدلہ میں۔ اور حقیقت پر بھی محمول ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ اسطرح چلانے پر بھی قادر ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے دوزخیوں کا اور آیات سے دیکھنے والا سننے والا کہنے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہاں اس کے خلاف ہے پس اس اندھے بہرے گونگے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی چیز دیکھنے میں نہ آئیگی نہ سننے میں نہ کہنے میں یا یہ حالت ان کی ابتداء حشر کے وقت ہو پھر حساب کے وقت یہ قوتیں دیجاویں فرماتا ہے یہ سزا ان کے کفر اور انکار حشر کے سبب سے ہے۔

ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں تین طور پر لوگ چلینگے ایک پاپیادہ دوم سوار ہوکر سوم منہ کے بل کسی نے کہا منہ کے بل کیونکر چل سکیں گے فرمایا جس نے پاؤں کے بل چلایا کیا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ویسے اور بھی بنا سکتا ہے اور ان کی بار دگر پیدا کرنے کے لئے اس نے ایک میعاد مقرر کر دی ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں اس پر بھی ظالم انکار کئے بغیر رہے

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

کہدو اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم انکو بند کرکے ہی رکھتے اور انسان بڑا تنگ دل ہے ۱ اللہ موسیٰ کو ہمنے نو نشانیاں کھلی ہوئی دی تھیں

فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ

تم بنی اسرائیل سے ہی پوچھ دیکھو جب کہ موسیٰ ان کے پاس آیا تو فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کا مارا ہوا جانتا ہوں موسیٰ نے کہا اب تو تجھکو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ معجزات آسمانوں

وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ۝ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ۝ وَقُلْنَا

اور زمین کے مالک ہی نے لوگوں کو سوجھانے کو اتارے ہیں اور میں تو اے فرعون تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہوں پس اس نے چاہا کہ انکو زمین سے اکھیڑ دے تو ہمنے اسکو اور اسکے ساتھ والوں سب کو ڈبو دیا اور اس کے

مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ ۝

بعد ہمنے بنی اسرائیل سے کہدیا کہ زمین پر آرام سے بسو۔

(ترکیب) انتم مرفوع ہے فعل محذوف سے جس کی تفسیر تملکون ہے اذا لامسکتم جواب لو خشیة منصوب ہے مفعول لہ امسکتم کا ہوکر ہؤلاء اشارہ ہے آیات کی طرف الثبور الہلاک والخسران ان یستفزہم ای یقلعہم ویستاصلہم جمیعا ای فرعون ہذا الزمان ومن کان معہ من عسکرہ او جمیع القوم۔

(تفسیر) منکر حشر تعجب سے کہتے تھے کہ جب ہڈیاں ہو کر چورا چورا ہو جاویں گے بھلا پھر کیونکر بار دگر زندہ ہونگے اس شبہ کا جواب مختلف طور سے قرآن میں دیا گیا ہے یہاں اپنی قدرت کاملہ کا اثبات سے دیا ہے اور مسئلہ نبوت کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ حشر میں کلام ہوتا ہے فقال اولم یروا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر کیا وہ قادر تمکو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا اس پر بھی وہ ظالم نہیں مانتے اسکے بعد دوسری دلیل بیان فرماتا ہے جس سے حشر کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے اور نبوت کا بھی جس میں پہلے سے کلام تھا فقال قل لو انتم کہ انسے کہدو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کیسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور انکے اندر کے رہنے والوں کو شب و روز بیشمار چیزیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا عمر باقیہ دینے کیلئے ہماری فیاضی سے کیا بعید ہے تم اپنی حال پر قیاس کرتے ہو ہاں تمہاری فطرت میں یہ بخل ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں رحمت کے خزانے بھی آجاویں تو تم اس خوف سے کہ مبادا کم ہو جاویں صرف کرنے سے ہاتھ روکو بند کرکے رکھو اور ہمارے ہاں کس چیز کی کمی ہے ہماری فیاضی ہمارے خزانے میں کمی نہیں کرتی نہ کسی عمل کو کرنے سے ہماری قوت کم ہوتی ہے اسی حال پر ہمکو قیاس نہ کرو مسئلہ نبوت کا ثبوت اسطور پر ہے کہ ہم فیاض ہیں انسان کی روحانی اور دار آخرت کی تعلیم کے بارہ میں ہماری قدیم فیاضی ہے دیکھو ولقد اتینا موسیٰ تسع آیات الخ کہ موسیٰ کو ہمنے نو نشانیاں یعنی معجزات عطا کئے تھے ید بیضا و عصا وغیرہ۔ اس سے پھر موسیٰ اور فرعون کے قصہ کا بار دگر ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس ذکر میں یہ اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نئے رسول نہیں ہیں جو تم کہتے ہو فرشتہ رسول کیوں نہ ہوا ان سے پہلے عیسیٰ موسیٰ رسول ہو چکے ہیں اور چونکہ تم انسے معجزات ایمان لانے کیلئے نہیں مانگتے بلکہ محض عناد و سرکشی سے سو یہ ہماری عادت نہیں ورنہ ہمنے پہلے موسیٰ کو کیا تو معجزے کھلے کھلے نہیں دئے تھے اور جسطرح تم محمد سے معاملہ کرتے ہو یہ بھی کچھ نئی بات نہیں موسیٰ سے فرعون اور اس کے سرداروں نے کیا کچھ نہیں کیا پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کو زمین میں بسنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ بسے اور حاکم ہوئے اسمیں اشارہ ہے کہ جسطرح اوس جبار سے چشمہ نبوت بند ہو سکا ہے نہ ہو سکیگا اور اسیطرح اس نبی کے پیرو بھی ملک کے مالک ہونگے حضرت موسیٰ کو انکی پیشین گوئی کے مطابق جیسا کہ توریت استثناء کے اٹھارہویں باب میں ہے حضرت سے کمال مشابہت ہے اس لئے موسیٰ کا ذکر آیا اور مشرکین مکہ اور یہود پوچھ پوچھ کر سوال کرتے تھے اس لئے ان لوگوں کی تصدیق کیلئے فرمایا فسئل بنی اسرائیل کہ ان سے ہی پوچھ دیکھو اس کے بعد اصل قصہ کو تمام کرتا ہے کہ فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کرکے ہمنے بنی اسرائیل کو کہدیا تھا کہ لو اب آرام سے زمین پر بسو ملک میں پھیل کر عافیت سے رہو

ع ۱۱

ف ترمذی نے روایت کیا ہے کہ دو یہودیوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ موسیٰ کو وہ نو نشانیاں کونسی دی تھیں ... [illegible]

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝ وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ

پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم سب کو سمیٹ کر لے آویں گے اور ہمنے اسکو (قرآن) سچائی سے نازل کیا اور وہ سچائی ہی سے نازل ہوا اور آپ کو تو ہمنے صرف خوشی اور ڈر سنانے کو اور قرآن کو پارہ پارہ ہمنے اسلئے کیا

عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ۝ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا ۚ إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سناویں اور اسی لئے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل بھی کیا ہے کہدو تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بیشک جنکو اس سے پہلے سے علم دیا گیا ہے وہ تو جب انکو قرآن پڑھکر سنایا جاتا ہے منہ کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ ۝ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا

گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوکر رہیگا اور منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے جاتے ہیں اور قرآن کے سننے اور بھی خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں کہدو اللہ کو پکارو خواہ

الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

رحمان کو پکارو جس نام سے پکارو سب اسکے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ تو چلا کر پڑھو نہ چپکے سے ہی پڑھو بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کرلو کہو سب خوبیاں اللہ کو سزاوار ہیں

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ ع

جسنے کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اسکی بادشاہت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ اسلئے کہ وہ کمزور ہے اسکا کوئی مددگار ہے اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو

(ترکیب) لفیفا حال ہے ضمیر کم سے ای جمیعا وقرآنا منصوب بفعل مقدر ای فرقنا قرآنا وفعل مضمر یفسرہ ما بعدہ وہو فرقناہ بالتخفیف عند الجمہور وقری مشددا ایکون حال من یخرون۔

(تفسیر) فاذا جاء الخ پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے وعد الآخرۃ سے بعض کہتے ہیں وہ دوسرا وعدہ مراد ہے جسکا ذکر اول سورۃ میں ہوا یعنی تم دوبارہ سرکشی کروگے اور دوبارہ تمپر آفت آئیگی اسکا بیان ہوچکا ہے تاکہ بربادی کے بعد ملکو پھر ہم ایک جگہ جمع کر سکتے چنانچہ بابل کی اسیری کے بعد پھر بنی اسرائیل جمع ہوئے بعض مفسرین کہتے ہیں یہاں سے جدا کلام شروع ہے جسکا ربط ماسبق سے یہ ہے کہ وہ جو کہتے تھے کہ جب ہڈیوں کا چورا ہو جائیگا ہم کیونکر زندہ ہونگے اسکے جواب میں فرمایا ہے کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تمہارے مختلف اجزا کو جمع کر کے لے آئینگے اور تم کو تمہارے اگلے پچھلوں کو بھی سمیٹ لائینگے وبالحق انزلناہ الخ یہاں سے پھر انکے شبہات کا جواب ہے جو وہ قرآن مجید کی بابت کیا کرتے تھے کہ اس قرآن کو سچائی سے ہمنے نازل کیا ہے کسی اور نے نہیں نہ اسکو محمد نے آپ بنالیا ہے اور سچائی ہی سے نازل ہوا ہے نہ اسمیں کوئی بات غلط اور جھوٹ ہے نہ اسکے نازل ہونے میں کوئی آمیزش وہم وشیطانی ہوئی ہے پھر جو ایسی کتاب کو بھی نہ مانے تو وہ محض بدنصیب ہے اے پیغمبر آپ ایسے بدنصیبوں ازلی اندھوں پر کیا غم کھاتے ہیں وما ارسلناک الا مبشرا ونذیرا آپ کو تو صرف ہمنے اسی لئے بھیجا ہے کہ نیکوں کو ابدی حیات ابدی کا مژدہ سنادیں اور بدوں کو انکے انجام بد سے ڈرادیں۔ اور اس قرآن کو ہمنے یکبارگی اسی لئے نازل نہیں کیا کہ ایک بار ہو جاتا بلکہ قرآنا فرقناہ جو ہمنے اسکو تھوڑا تھوڑا کرکے اس مصلحت سے نازل کیا ہے کہ لتقرأہ علی الناس علی مکث الخ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر انکے حاجات و ضروریات دینیہ کا لحاظ کرکے سنادیں یکبارگی نازل کرنے میں یہ بات کہاں عرب کے لوگ بیشتر بے لکھے پڑھے تھے ایکبارگی اتنی بڑی کتاب کی ان سے محافظت بھی نہ ہوسکتی لامحالہ اس میں تحریف و تبدیل ہوجاتی اور نیز انکو تدریجا نیکی کیطرف لانا مصلحت اور اثر پذیر تھا سب احکام کی دفعتہ تعمیل کا حکم دینا انپر شاق ہوجاتا۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر آگے بھی جو کچھ کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں انکے یہی معنی ہیں کہ حسب ضرورت عادۃ وقتا فوقتا الہام ہوا اسکو جمع کردیا وہ ایک کتاب یا صحیفہ ہوگیا یہ نہیں کہ لکھی لکھائی کوئی کتاب آسمان سے نبی پر آپڑی ہو یا فرشتہ نے لاکر دی ہو جیساکہ مشرکین طلب کرتے تھے تھوڑا تھوڑا الہام ہونے میں یہ مصلحتیں ہیں اسپر یہ شبہ کرنا کہ اور مصنفوں کی طرح سوچ سوچ کر تصنیف کرتے تھے محض نادانی ہے کیونکہ یکبارگی لکھی لکھائی کتاب آنے میں تو اور بھی صدہا شبہات پیش آتے اور نیز الہام کے معنی بھی پائے نہ جاتے کیونکہ الہامی وہ حالت ہے کہ بشر بشریت کے لوازم سے علیحدہ ہوکر ملکیت کے سلسلہ میں منسلک ہو جاتا ہے اور حجاب جسمانی اٹھ جانے کے بعد یا بذریعہ ملک مقرب کہ جسکو ناموس اکبر کہتے ہیں بلا واسطہ یا بالواسطہ اس نبی کے دل پر صرف معانی یا مطالب مع الفاظ القا ہوں۔

ان شبہات کا جواب دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیجاتی ہے اور شان بے نیازی بھی ظاہر فرمائی جاتی ہے قل آمنوا بہ او لا تؤمنوا الخ کہ آپ ان سے کہدیں تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تمہارے ایمان لانے سے اسکی شان نہیں بڑھ جاتی اور ایمان نہ لانے سے اسکی خوبی میں کوئی فرق نہ آئیگا تم جاہل بے عقل ہو

ہاں جو اہل علم ہیں جنکو پہلے سے علم دیا گیا (یعنی اہل کتاب جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان اور ابوذر وغیرہم جو انبیاء سابقین کی خبروں کی وجہ سے منتظر ہے کہ کب اخیری آتا ہے
یا مراد وہ جن کی روحانیت میں ازل سے علم و ادراک ودیعت کیا گیا ہے) وہ اسکی بے انتہا خوبیاں دیکھکر اسپر ایمان ہی لاتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو روح کو
حرکت دینے والے مضامین سنکر روکر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور سجدہ میں اللہ کی تسبیح کرکے کہتے ہیں کہ واقعی ہمارے رب نے قرآن میں (جو عنقریب آخرت کی بات)
وعدے کئے ہیں وہ قطعا ہوکر رہیں گے اور یہ کیفیت انکی قرآن کے سننے سے اور زیادہ ہوتی ہے ویزیدہم القرآن خشوعا یعنی اور زیادہ کرتا ہے انکا اور وہ حواری
گمراہ ہیں انہوں نے نہ مانا تو کیا ہمیشہ ازلی مقدس آسمانی کتابوں کا انکار ہی کرتے آتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس آیت کو سنکر سجدہ کرنا چاہئے اس جگہ علماء
کے نزدیک سجدہ واجب ہے۔ قرآن نازل کرنے اور نبی کے مبعوث کرنے سے مقصود اصلی اللہ کی عبادت ہے اور عبادت کا لب لباب دعا ہے جس میں بندہ اپنے مالک کے آگے
دل سے گڑگڑا کر زاری کرتا ہے کبھی زمین پر سر رکھ کر کہتا ہے کبھی ہاتھ اٹھاتا ہے کبھی دل کو اسطرف لگا کر مراقبہ کرتا ہے اور زبان سے بھی کلمات حمد و ثنا اور ذکر کرتا جاتا ہے
اس مجموعہ کو شرع اسلام میں نماز کہتے ہیں اسکے ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسکا طریقہ بھی تعلیم فرماتا ہے فقال قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن الخ کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہدو خواہ اللہ
کہکے دعا کرو یا رحمن کہکے یا اللہ کہو یا یا رحمن کہکے دعا مانگو جس نام سے اسکو پکاروگے سب اسکے اچھے ہی اچھے نام ہیں۔ اللہ کے نام میں جو اسم ذاتی ہے اسکے جلال کی
ضرورت کی کچھ ہے محض ذات کیطرف بلا لحاظ صفات متوجہ ہونا اعلیٰ درجہ کے عرفا کا مرتبہ ہے اور پہلا درجہ ہے اور جو یہ نصیب ہو تو اسکے صفات کیساتھ اسکو پکارو اور
صفات میں صفت رحمت ہمارے حال کے زیادہ مناسب ہے اور لفظ رحمن سے وہ زیادہ بھی خالی ہے اسلئے جسطرح لفظ اللہ عرب میں اسکے لئے مخصوص تھا اسیطرح
لفظ رحمن بھی بلا اضافہ اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے اس جملہ کی بابت ایک روایت بھی مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت یا اللہ یا رحمن پڑھتے تھے مشرکین سنتے تھے کہنے لگے
اعتراض کیا کہ ہمکو تو خدا کی عبادت سے منع کرتے ہیں آپ دو کے نام پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رحمن جو یمامہ میں کاہن ہے اسکو پکارتے ہیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی
کہ یہ سب اللہ ہی کے نام ہیں اسکے ہر نام سے اسکو پکارو۔ یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان جہال کے جواب میں یہ آیت پڑھی ہو جسکو نازل ہونے سے تعبیر کردیا
گیا۔ خدا تعالیٰ کے باعتبار اصلی صفات کے بہت سے نام ہیں جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المومن
المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق البارئ المصور الغفار القہار الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع
المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم
الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود المجید الباعث الشہید الحق الوکیل القوی المتین الولی الحمید المحصی المبدی المعید المحیی الممیت الحی
القیوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر الظاہر الباطن الوالی المتعالی البر التواب۔
المنتقم العفو الرؤف مالک الملک ذو الجلال والاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی المانع الضار النافع النور الہادی البدیع الباقی الوارث الرشید
الصبور الستار۔ یہ ننانوے نام ہیں ان کے علاوہ اور بھی نام قرآن واحادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ رب العالمین المبین۔
انسان کی فطری عادت ہے کہ جسکو اس نے نہ آنکھ سے دیکھا ہو نہ ہاتھ سے چھوا ہو نہ زبان سے چکھا ہو نہ ناک سے سونگھا ہو جب کبھی خیال کرتا ہے
تو اسکو انہیں چیزوں پر قیاس کرتا ہے جو اس کے دیکھنے میں آتے ہیں لیکن یہ ادراک ناقص خدا تعالیٰ اور اسکے صفات تک ہی نہیں پہونچتا اسی لئے
عوام اپنی خیالی صفات اس میں ثابت کرکے ان صفات سے اسکو موسوم کرنے لگتے ہیں اور درحقیقت وہ صفات اس کے لئے عیب اور اسکے تقدس کے
منافی ہوتے ہیں اس لئے اسماء کے ساتھ حسنیٰ کی قید بھی آیت میں بڑھادی گئی کہ اچھے نام۔ اور ناموں کا اچھا ہونا اسکے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے

انبیاء علیہم السلام کے فرمانے پر موقوف ہے۔ اسلئے اہل اسلام کے علماء متفق ہیں کہ خدا پاک کے نام توقیفی ہیں یعنی اسقدر ناموں سے اسکو موسوم کرنا چاہئے جو شرع سے ثابت ہیں اسکے علاوہ اور ناموں سے پکارنا ممنوع ہے۔

ہاں اگر اسکے اسماء مبارک عرب کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اسکے ان اسماء حسنیٰ کا ترجمہ ہیں تو شاید ان سے پکارنے کی یا ان کے اطلاق کرنے کی اسی توقف ضرورت اجازت ہو۔ جیسا کہ فارسی کا لفظ خدا جو اللہ کا ترجمہ ہے علماء اسلام اسکا استعمال کرتے آئے ہیں اسکے بعد اسکو اسکے ناموں سے کسطرح پکارا جاوے اسکا ہی ذکر کرتا ہے

فقال ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا۔ کہ نہ نماز پکار کر پڑھو نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان مگر اس میں کلام ہے کہ صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ جلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے بقراءتک فیہا فیسمعک المشرکون فیسبوک ویسبوا القرآن ومن انزلہ کہ مراد یہ ہے کہ نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے (جسکا اکثر حصہ دعا ہے جیسا کہ سورہ فاتحہ) اسکو نہ پکار کر پڑھ کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ حضرت صلعم مکہ میں چھپی رہتے تھے مگر جب صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے جسکو سنکر مشرکین آنحضرت صلعم اور قرآن اور اسکے نازل کرنے والے کو گالیاں دیا کرتے تھے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے ابن جریر نے بھی ابن عباس رض سے اسکو دعا کے باب میں نازل ہونا بتلایا ہے حافظ ابن حجر کہتے ہیں دونو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابو ہریرہؓ کی روایت میں اس کی تصریح ہی کر دی ہے الحاصل نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے یا اور کچھ ادعیہ وغیرہ اسکو متوسط درجہ کی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ نہ سب نمازوں کو بھی آواز سے پڑھو جیسا کہ صبح و مغرب و عشا کی نماز کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف یا سونے کھانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو ظاہر کر کے جیسا کہ ظہر و عصر کی نمازیں بعض کو پکار کر بعض کو آہستہ سے پڑھو۔

اسکو آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور اذکر ربک فی نفسک سے منسوخ کہنا غلطی ہے اس کے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا اوصاف رذیلہ سے پاک ہونا ہی بتلاتا ہے بقولہ وقل الحمد للہ الذی الخ کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے جیسا کہ مشرکین و نصاریٰ کہتے ہیں نہ اسکا کوئی خدائی میں شریک ہے جیسا کہ لوگوں کا انبیاء و اولیاء و ملائکہ و صالحین وغیرہم کی نسبت خیال ہے نہ اس کو کسیکی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیسا کہ مشرکین اپنے معبودوں کو اس کا کارکن سمجھتے ہیں اور اس کی بڑائی بہت بڑھکر بیان کرو وہ سب بُری باتوں سے پاک اور برتر ہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔ کس لطف کے ساتھ کلام تمام کیا ہے۔ سبحان اللہ۔

سورۃ کہف مکیہ ہی اسکے ایکسو دس آیات بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ

اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے سب خوبی اللہ ہی کے لئے ہے کہ جسنے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی اور جسمیں کچھ بھی کجی نہیں کہیں ہلکا بھلکا کردیا تاکہ لوگوں کو اس سخت عذاب سے جو اسکی پاس سے ڈرائے

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ○ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ○

اور ان ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں اس بات کا مژدہ دے کہ انکے لئے اچھا بدلا ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہا کریں گے اور ان لوگوں کو بھی خوف دلائے کہ جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ○ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

تو اس بات کی انکو ہی کچھ خبر ہے اور نہ انکے باپ دادا کو بڑی بھاری بات ہے جو انکے منھ سے نکلتی ہے وہ سراسر جھوٹ کہتے ہیں پھر کیا آپ اس افسوس میں کہ وہ اس بات پر ایمان

اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ○ [ل]

نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالو گے جو کچھ زمین پر ہے اسکو ہمنے زمین کی زینت بنادیا ہے تاکہ امتحان کریں کہ اس سے کون اچھے کام کرتا ہے اور ہم جو کچھ اسپر ہے سب کو چٹیل میدان کردینگے

ترکیب قیما صاحب الکشاف کہتے ہیں کہ یہ الکتاب سے حال نہیں ہوسکتا بلکہ یہ منصوب ہے مضمر سے والتقدیر لم یجعل لہ عوجا جعلہ قیما صاحب حل العقد کہتے ہیں کہ یہ بدل ہے لم یجعل لہ عوجا سے

کیونکہ اسکے معنی ہیں جعلہ مستقیما۔ لینذر انزل سے متعلق ہے انذر متعدی بدو مفعولوں کیطرف کیونکہ انا انذرناکم عذابا قریبا مگر یہاں صرف بأسا ایک مفعول پر کفایت کی گئی ویبشر

معطوف ہے لینذر پر ان لہم اے بان لہم جملہ یبشر کے متعلق ماکثین ماکث سے مشتق ہے جسکے معنی قیام ہے ٹھیر رہنا یہ حال ہے ضمیر لہم سے ابدا منصوب ہے ظرف ہو کر

من علم من زائد اور علم مرفوع علے الابتداء او الفاعلیۃ لاعتماد الظرف والجملۃ حالیۃ او مستانفۃ لبیان حالہم فی مقالہم کلمۃ منصوب ہے تمیز ہو کر ضمیر مبہم سے جو کبرت کی فاعل ہے کبرت

بخلاف مخصوص بالذم محذوف ہے۔ ای ہی مقالۃ۔ الخ جملہ ان لم یؤمنوا جزاء شرط ان لم یؤمنوا اسفا مفعول لہ ہے باخع کا قال اللیث بخع الرجل نفسہ اذا قتل۔

تفسیر اس سورہ کو سورہ کہف اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کا حیرت انگیز حال بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سو کر جاگے تھے یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے

اسکے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں ازانجملہ وہ ہے کہ جسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے براء سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رات کو گھر میں اس سورہ کو پڑھ رہا تھا اور گھوڑا بھی وہیں

بندھا ہوا تھا گھوڑا بدکنے لگا اسنے اوپر سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک نور دکھائی دیا بادل کی طرح سایہ کئے ہوئے تھا صبح کو اُسنے یہ ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا کہ اسکو

پڑھا کر یہ سکینہ (نور اطمینان) ہے جو اسکے پڑھنے سے نازل ہوئی تھی اور جمعہ کے روز اسکے پڑھنے کے فضائل بھی احادیث میں بکثرت ہیں سورۂ اسراء کے اخیر میں یہ تھا

قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل اسجگہ اسکی حمد میں یہ صفات سلبیہ مذکور ہوئے تھے کہ ستائش خدا کو ہے کہ جو اولاد[1] اور شریک[2] اور حامی[3] مددگار

سے پاک ہے اور اسکے خاتمہ میں یہ صفات سلبیہ لانا کمال بلاغت تھا کیونکہ ابتدا سورہ میں سبحان الذی الخ تھا اور تسبیح صفات سلبیہ سے ہی ہوا کرتی ہے تاکہ ابتدا کلام کو خاتمہ سے

مناسبت تامہ رہے مگر حمد ضرور کسی خوبی اور نعمت محمودہ پر ہوتی ہے تو اسجگہ سورۃ کو پھر حمد کے ساتھ شروع کیا اور جسپر اسکی حمد و ستائش ہونی چاہئے ان میں سے اسکی بڑی خوبی اور بندوں پر نعمت اسکا

ایک ایسی کتاب نازل کردینا ہے جسمیں اسکے بہت سے صفات کمال مذکور ہیں اور بندوں کے لئے نجات ابدی کا باعث ہے جس لئے ایک جگہہ قرآن کو روح کے ساتھ تعبیر کیا ہے اس سے

بڑھکر بندوں پر اور کیا نعمت ہوگی پھر کتاب بھی کیسی کہ جسمیں کوئی بھی کجی نہیں نہ باعتبار الفاظ کے نہ باعتبار معانی کے بلکہ سراسر راست[1] فقال الحمد للہ کہ حمد و ستائش اور تمام خوبیاں اللہ کو ہیں الذی انزل علی

عبدہ الکتاب کہ جسنے اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن نازل کیا اور کتاب کے دو وصف ذکر فرمائے اول لم یجعل لہ عوجا جسمیں کتاب کے کمال ذاتی کیطرف اشارہ ہے دوم قیما جسمیں غیر کیلئے مکمل ہونے کیطرف اشارہ ہے

ط قال القرطبی الجرز الارض التی لا نبات فیہا قال الزجاج الارض التی لا تنبت والجرز الجدب وجرزت الجراد والشاۃ والابل الارض اذا اکلت ما علیہا وامرأۃ جروز اذا کانت اکولا وسیف جراز اذا کان مستاصلا ۱۲ منہ

یعنی سب حمد و ثنا اللہ کیلئے ہیں کہ جسنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جسمیں کچھ کجی اور ٹیڑھا پن نہیں ہر ایک بات اسکی عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اور نہ صرف اسمیں یہی وصف ہے بلکہ وہ کتاب قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کی کسوٹی اور راہ راست اور انکے تمام مصالح اخروی و دنیوی کی متکفل کیونکہ قیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی کی مصالح کا متکفل ہو۔ قیم کے لیے دو باتیں ضرور ہیں اوّل یہہ کہ جسکا یہہ قیم ہوا اسکو پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرے اور خوف دلاوے دوم اسکے فوائد اور ثمرات اعمال حسنہ اور تدابیر حسنہ کا مژدہ بھی دے تاکہ بُری باتوں سے نفرت اور ان تدابیر حسنہ اور اعمال صالحہ کیطرف کامل رغبت ہو اس لئے پہلی بات پوری کرنے کے لیے یہہ فرمایا لینذر باساً شدیداً من لدنہ کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے بُرے اعمال پر جو ہلاکتیں اور عذاب پیش آتے ہیں خواہ دنیا میں جیساکہ عاد و ثمود وغیرہ قوموں پر دنیاوی بلائیں آئیں خواہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں پیش آنے والی ہوں سب سے بندوں کو متنبہ کرتا ہے اور خواب غفلت و دنیا کی گراں نیند میں سونے والوں کو جگاتا ہے۔ دوسری بات پوری کرنے کے لئے ویبشر المؤمنین فرمایا کہ ایمان والوں کو مژدہ دیتا ہے۔ پھر مومنین کا وصف ذکر کرتا ہے وہ کون ہیں الذین یعملون الصالحات جو نیک کام کرتے ہوں۔ نہ صرف ایمان لاکے بس کر بیٹھے ہوں کیونکہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے سعادت اخرویہ تک نہیں پہنچاتا۔ اب ایک تو انکا ایمان تھا دوم اعمال صالحہ ان دونوں باتوں کے لئے دو انعام کا وعدہ فرمایا جاتا ہے اوّل ان لہم اجراً حسناً کہ انکے لئے اچھا بدلا ملیگا یعنی حیات ابدی بہشت دوم ماکثین فیہ ابداً کہ وہ اس اجر حسن یعنی بہشت میں ہمیشہ رہا ہی کرینگے یہہ نہیں کہ وہ چندروزہ ہو پھر خوف دلانا ایک تو عام لوگوں کو عام باتوں پر ہوتا ہے جیساکہ لینذر باساً شدیداً میں ذکر ہوا ایک خاص امر پر خوف دلانا ہوتا ہے جیساکہ جس گناہ میں کوئی شخص مبتلا ہو اُسکا نتیجہ بیان کیا جاوے۔ عرب کے مشرکین فرشتوں اور ارواح غیر مرئیہ کو خدا کی اولاد سمجھکر اُنکی پرستش کیا کرتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہیں اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے تھے اس لیے ان تینوں فرقوں کی طرف عنان کلام کو پھیرا اور سب ہی پر سرزنش کی فقال وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً مالہم بہ من علم الخ اسمیں یہہ بھی بتلایا کہ اس اعتقاد باطل پر انکے پاس تو کیا انکے باپ دادا کے پاس بھی کوئی یقین دلانے والی سند نہیں محض توہم فاسد ہے یہ ایک تہدید تھی دوم کبرت کلمۃ کہ یہ بُری اور سخت بات منہ سے نکال رہے ہیں سوم ان یقولون الخ وہ جھوٹ بکتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کی اصلاح کے لئے آئے تھے تمام مخلوق کیلئے مجسم رحمت تھے باوجودیکہ خوف دلانیکے پھر بھی لوگوں کو اس اعتقاد باطل پر اڑے رہتے دیکھکر انکے نتیجۂ بد کے لحاظ سے مشفقانہ طور پر بہت ہی غم و رنج کھاتے تھے جیساکہ کوئی شفیق باپ اپنی اولاد کی خراب کن حرکات پر بُرے نتائج خیال کرکے کڑھا کرتا ہے اور رنج کیا کرتا ہے یہی حال آپکا تھا اسپر وہ بے نیاز خدا جو رحیم و رحمن ہونیکے ساتھ جبار و قہار و منتقم بھی ہے اپنے رسول پاک کی تسلی کرتا ہے کہ فلعلک باخع الخ کیا آپ ان باتوں پر کڑھ کڑھ کے مرجائینگے ایسے آپکو اس غم میں ہلاک کرڈالیگے یعنی ایسا نکرو ہمارا حکم کام تھا تمام کر چکے اب ایک بات اور تھی جو ایمانداروں نیکو کاروں کو بسا اوقات خلجان میں ڈالتی ہے بلکہ بعض سست اعتقاد حق بینی سے پہلو تہی کرنے لگتے ہیں وہ یہ کہ جو قومیں نہ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں نہ خدا پر اور اسی طرح وہ بھی جو خدا کیلئے اولاد تجویز کرتے ہیں اور انکے بھروسے پر طرح طرح کی بدکاری کرتے ہیں کہ یہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں یا خواہ مخواہ ہمکو اپنے باپ سے کہکے بخشوا دینگے باوجود اسکے دنیا میں وہ خوب سرسبز ہیں اُنکے پاس دولت حشمت ہر طرحکی کامرانی موجود ہوتی ہے بڑے مزے اڑاتے پھرتے ہیں لاکھوں روپوں کے مالک عمدہ باغ اور کوٹھیوں اور گاؤں اور سلطنتوں کے حاکم پھر شراب کباب رنڈی ناچ گانا بجانا اسپر موٹے تازے عربی گھوڑے گاڑیوں پر سوار پھرتے ہیں اور ہم خدا پرستی کی بدولت اس حالت میں مبتلا ہیں اسلئے جسطرح اپنے رسول پاک کی تسلی کی تھی اسی طرح ایمانداروں کی بھی تسلی فرماتا ہے فقال انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا کہ یہ جو کچھ سامان ہمنے پیدا کیا ہے یہ دنیا کی زینت کیلئے بنایا ہے جو چندروزہ ہے اور دنیا بغیر اسکے مزین نہیں ہوتی دنیا اسیکا نام ہے یہ آخرت اور نئی زندگانی کی زینت نہیں جو ہمیشہ کے لیے ہے اور یہہ سب کچھ اسی لئے بنایا ہے کہ لنبلوہم ایہم احسن عملاً اچھے اور بروں کا اسمیں امتحان ہوجاوے اور یوں تو ایکروز جسدن کہ نئی زندگانی کا جس سے آغاز ہوگا آغاز ہی میں ہم اس سامان کو صعیداً جرزاً کردینگے سب نیست و نابود ہوجائیگا نہ وہ عمارات عالیہ رہینگی نہ وہ باغ جنکو جلد منزل کہتے تھے نہ وہ گھوڑے نہ وہ آرائش کا باقی سامان پھر نئی زندگی میں تو ان میں سے کوئی چیز بھی کارآمد نہوگی۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا

کیا آپ غار اور کتبہ والوں کو ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے عجب کی چیز سمجھتے ہیں۔ جب کہ چند جوان اس غار میں آ بیٹھے پھر دعا مانگنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل کر اور ہمارے

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝ نَحْنُ

ع ۱۲/۱۳

کام کا سر انجام کر دے پس ہم نے سالہا سال تک غار میں انکے کان سیک دیئے یعنی سلا دیا پھر ہمنے انکو جگا اٹھایا تاکہ ہم دیکھیں کہ دونوں فرقوں میں سے انکی مدت قیام کو کون سا خوب جانتا ہے۔ ہم

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

انکا کچھ صحیح صحیح حال سناتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور انکو ہم اور زیادہ ہدایت دیتے گئے اور انکے دلوں پر استقلال کی گرہ دی جبکہ وہ (دربار بادشاہ میں) بت پرستی [illegible] کھڑے ہو کر کہنے لگے

لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ

کہ ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اسکے سوائے اور کسی معبود کو ہرگز نہ پکاریں گے اگر ایسا کیا تو بڑی ناحق بات ہوگی ہماری قوم کے ان لوگوں نے جو اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں انکے معبود ہونے پر کوئی کھلی ہوئی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے پھر اس سے بڑھ کر بھی

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ

کوئی ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے (باہر آ کر آپس میں کہنے لگے) کہ جب سے ان بے دینوں کو اور جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو چھوڑ دیا تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا خدا تم پر اپنی رحمت برسا دے گا

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا

اور تمہارے کام کو بھی آسان کر دے گا۔

ترکیب

ام منقطعہ مقدر ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کے لئے آتا ہے۔ جمہور کے نزدیک ہمزۂ استفہام اور دوسروں کے نزدیک صرف بل مقدر ہی ہے ای بل احسبت عجبا خبر ہے کانوا کی من آیاتنا حال ہے اس سے۔ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے ضربنا کا مفعول حجابا محذوف۔ عددا منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر بمعنی ذات العدد ہذا قول الفراء اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو بمعنی تعد عددا۔ ای مرفوع ہے مبتدا ہونے کے سبب اور احصیٰ اسکی خبر ہے اور یہ سب جملہ متعلق ہے لنعلم سے

تفسیر

زینت دنیا میں منہمک ہو کر انسان عقبیٰ کو کھو بیٹھتا ہے اور خدا پرستوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھ کر طرح طرح انکو ستاتا بھی ہے اسکی نظیر اصحاب کہف کا واقعہ ہے اس مناسبت سے اصحاب کہف کے واقعۂ حیرت خیز کا ذکر شروع ہوا جسکو قریش نے پوچھا تھا جواب کس عمدہ موقعہ پر اور کس عمدہ پیرایہ میں دیا جاتا ہے کہ اس آرائش و سامان چند روزہ کی محبت چھوڑ اغنیاء کے شکر اور غربا کے صبر کا امتحان ہوتا ہے اصحاب کہف کا واقعہ ہے۔

محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دیا کرتا تھا اور وہ حیرہ وغیرہ اطراف عرب میں بھی جایا کرتا تھا وہاں سے رستم و اسفندیار وغیرہ دیگر ایشیائی بادشاہوں کے قصے سن آتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ

(الحاصل وہ غار میں اسطرح پڑ سوئے) کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو اُنکے غار کے داہنی طرف سے اے مخاطب تجھکو ہٹا ہوا دکھائی دیگا اور جب ڈوبتا ہے تو انکی بائیں طرف سے کتراتا ہوا گزر جاتا ہے اور وہ ہیں کہ اسکے ایک گوشہ میں پڑے سوتے ہیں

آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

یہ اللہ کے عجائبات قدرت میں سے ہے جسکو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے تو پھر اسکے لئے انکو کوئی ہمدرد راہ بتانیوالا نہ ملیگا اور اے مخاطب تو جانے گا کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ پڑے سوتے ہیں اور ہم ہی انکو

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ

دائیں اور بائیں کروٹ بدلواتے رہتے ہیں اور انکا کتا ہے کہ دروازہ پر بازو پھیلائے ہوئے پڑا ہے۔ اے مخاطب اگر تو انہیں دیکھ پائے تو تجھے اُلٹے پاؤں بھاگتے ہی بن پڑے اور تجھ میں انکی دہشت بھر جائے اور یونہی ہم

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا

انکو جگا بھی دیا تھا تاکہ باہم پوچھ گچھ کریں (پس) ان میں سے ایک نے پوچھا کہ بھلا تم کسقدر یہاں ٹھیرے رہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن یا کچھ کم رہے ہیں (اسکے بعد سب یہی کہنے لگے کہ) تمہارا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ جسقدر

أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝

کسی ایک کو یہ روپیہ دیکر شہر کو بھیجو اور اسکو چاہیئے کہ وہ اچھا کھانا دیکھ کر اس میں سے تمہارے پاس کچھ لادے اور چاہیئے کہ چپکے سے آئے جائے اور کسیکو تمہاری خبر ہونے دے

ترکیب

وتری الشمس جملہ انکے حال بیان کرنے کے لئے تزاور تتزاور تھا ایک تے حذف ہوگئی من الزور بمعنی المیل ذات الیمین اے جہۃ الیمین ذات صفت ہے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئی کیونکہ یہہ ذو کا مؤنث ہے تقدیرہ تزاور عن کہفہم جہۃ ذات الیمین۔ فجوہ مکان کا صحن یا گوشہ اسکی جمع فجوات آتی ہے۔ ایقاظ جمع یقظ و یقظان رقود مصدر بمعنی المفعول ہے اور جنہوں نے جمع راقد کہا غلطی کی کیونکہ فاعل کی جمع فعول نہیں آتی۔

تفسیر

معاملہ میں لوگوں کو سُنا کر حضرت صلعم سے روکتا تھا اسکا رد وہ اور عقبہ بن ابی مُعیط دونوں علماء اہل کتاب کے پاس گئے انہوں نے کہا تم حضرت سے یہہ چند باتیں پوچھو جو منزلہ اسرار کے ہیں باوجود اُمّی ہونے کے اگر انہوں نے ان واقعات کو بتلا دیا تو جانیو کہ وہ نبی ہے ورنہ جھوٹھا مدعی۔ اول یہہ کہ وہ چند آدمی جو غار میں چھپے تھے کون تھے دوم وہ بادشاہ کون تھا جو شرقاً غرباً مالک ہوگیا تھا (ذوالقرنین) سوم روح کیا ہے۔ چنانچہ وہ آئے اور آکر قریش کے مشورہ سے حضرت سے سوال کیا۔ روح کے سوال کا جواب تو ہوچکا۔ اب اصحاب کہف کا حال بیان ہوتا ہے۔
کہف غار کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی المرقوم اے المکتوب پتھر یا سیسے کی وہ لوح کہ جس پر کچھ کتبہ ہو لوگوں نے اصحاب کہف کا مختصر سا حال ایک لوح پر کندہ کرکے اس غار کے دروازہ پر لگادیا تھا بعض کہتے ہیں رقیم اُس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار ہے۔

ف ــــ یہ کتبہ اُس غار پر کب لگایا گیا قرینہ یہی چاہتا ہے کہ جب بیدار ہوکر وہ شہر میں آئے اور پھر چلے گئے اور پھر اسی غار میں جاکر غائب ہوگئے تب لوگوں نے اس غار کے منہ پر یہہ کتبہ لگایا ہوگا تاکہ آیندہ نسلوں کو انکا حال معلوم رہے

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَ

کیونکہ اگر وہ تم پر قابو پا جاویں گے تو تمہیں سنگسار کر ڈالیں گے یا اپنے مذہب میں اُلٹا پھیر لاویں گے اور پھر تو تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے اور ایسے ہی انکا اِن لوگوں پر یوں ظاہر کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جاوے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے

أَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

قیامت میں کوئی شک نہیں (انکے ظاہر ہونے کے بعد) جبکہ لوگ انکے امر میں آپس میں جھگڑنے لگے پس بعض نے کہا کہ انکے غار پر ایک عمارت بناؤ اور انکے حال پر چھوڑ دو کیونکہ انکا رب ہی بہتر جانتا ہے اور جنکی رائے غالب ہو رہی تھی انہوں نے کہا

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ

کہ ہم ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے (حضرت اے نبی آپ اُسے اصحاب کہف کا حال بیان کرینگے تو یہ لوگ اس میں اختلاف کرینگے) ابھی کہے دیتے ہیں کہ وہ تین تھے چوتھا انکا کتا تھا اور بعض اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ پانچ تھے چھٹا کتا تھا اور بعض کہیں گے

وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

ع ۵ ۱۵

اور آٹھواں انکا کتا تھا اے نبی انسے کہدو کہ انکی تعداد تو میرے رب کو ہی خوب معلوم ہے انکا اصلی حال تو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس تو بھی انکے بارے میں ان لوگوں سے گفتگو مکرر مگر سرسری اور انکا حال بھی ان میں کسی سے دریافت نہ کر

ترکیب

ان یظہروا شرط یرجموا اور یعیدوا جواب شرط ولن تفلحوا اذا ابدا اے ان رجعتم الی دینھم لن تسعدوا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ اعثرنا اے اطلعنا غیرھم علی احوالھم لیعلموا حق علی کذا اے علمنہ یعلموا کا فاعل ضمیر راجع الناس کی طرف۔ اذ ظرف ہے اعثرنا کا ۔

تفسیر

اس لیے ان لوگوں کو اصحاب الکہف والرقیم کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کیا آپ انکو ہماری آیات قدرت میں سے عجیب خیال کرتے ہیں؟ یہ کچھ زیادہ عجیب نہیں اس سے بڑھکر ہماری نشانیاں ہر روز تمہارے سامنے موجود ہیں وہ کیا؟ آسمان و زمین کا پیدا کرنا اس میں چاند و سورج کا حرکت کرنا ہواؤں کا بدلنا انسان و حیوان و نباتات و جمادات کی پیدائش وغیرہ وغیرہ۔ یہ قصہ کی تمہید تھی + اذ اوی الفتیۃ سے انکا قصہ شروع ہوتا ہے۔ فتیۃ فتیٰ کی جمع ہے جسکے معنی جوان کے ہیں اور جمع کی صورت میں چند جوان جیسا کہ صبی کی جمع صبیۃ آتی ہے یعنی وہ چند جوان اُس غار میں آ بیٹھے تو وہاں خدا سے یہ دعا کرنے لگے کہ ہم پر رحمت کر اس سختی اور تنگی کے وقت ہماری کارسازی کر فضربنا علی آذانہم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انکے کانوں پر پردے ڈال دیئے یہ عرب میں سُلانے کے لیے محاورہ ہے کیونکہ خواب میں کانوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے جس سے وہ کسی کی بات نہیں سنتا ثم بعثناہم پھر انکو ہم نے اٹھایا یعنی بیدار کیا لنعلم ای الحزبین تاکہ ان دونوں جماعتوں میں سے کہ جو انکی مدت خواب میں اختلاف کرتے تھے ہمکو معلوم ہو کہ کسکو ٹھیک مدت معلوم ہے۔ یا تو بیدار ہونے کے بعد خود انہیں میں اختلاف تھا کہ کوئی ان میں ایک روز اور کوئی آفتاب کو خیال کرکے ایک روز سے کم کہتا تھا یا اس عہد میں لوگوں میں اختلاف تھا کوئی دو سو برس کہتا تھا کوئی تین سو چنانچہ آجتک عیسائی اور اہل اسلام کے مورخوں میں اختلاف ہی جیسا کہ آپ کو آگے چلکر معلوم ہوگا۔ گرچہ خدا تعالیٰ کو ازل میں ہر چیز کا علم تھا اور ہے مگر امتحان کرنا اور اپنا علم حاصل ہونا بندوں کے لحاظ سے فرماتا ہے یا علم اجمالی کے بعد علم تفصیلی مراد ہے جو بعد وقوع حوادث ہوتا ہے اسکو علم تفصیلی کہتے ہیں نحن نقص الخ نے اجمالاً بیان کرکے پھر اس قصہ کی تفصیل فرماتا ہے جیسا کہ فصحا و بلغا کا قاعدہ ہے انہم فتیۃ آمنوا بربہم کہ وہ چند لوگ تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے بت پرستی سے جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی بیزار ہو گئے تھے۔ وزدناہم ہدی وہ ایمان پر نہایت ثابت قدم اور ایمانداروں میں مخصوص تھے وربطنا علی قلوبہم انکے دلوں کو صبر و استقلال بھی ہم نے دیا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب اُس بادشاہ نے انکو اپنے بتوں کے لیے سجدہ کرنے اور انکی قربانی کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے علی رؤس الاشہاد صاف صاف کہدیا کہ ربنا رب السموات والارض الخ کہ کچھ تُم ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہ ہے کہ جو آسمان و زمین کا خدا ہے اگر ہم اسکے خلاف کہیں تو ہم نہایت غلط بات منہ سے

نکالیں گے اور ہمکو کبھی فلاح نہوگی اور ہم جوان بتوں کو خدا کہتے ہو انکی خدائی پر کوئی روشن دلیل کیوں نہیں لاتے یہ تو تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بت ہیں اگر ہم انکو یا وہ جنکی یہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ دار یا اسکے رشتہ دار مانے ہو (یا ہنود کی طرح اسکی تصویر قرار دیکر جیسے عبادت کہتے ہو) تو یہ سب ماننا خدا تعالیٰ پر افترا اور بہتان ہے کیونکہ نہ اسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریک خدائی نہ اس بیوی بچون کی کوئی صورت ہے جب اس تقریر پر بادشاہ جابر اپنے خفا ہوا اور حکم دیا کہ یا تو سجدہ کرو ورنہ قتل کیئے جاؤگے روئی میں لپیٹ کر جلائے جاؤگے جیسا کہ اس عہد میں ایمانداروں کی نسبت روم کے قیصر کرتے تھے تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی بادشاہ نے مہلت دی تو اپنے مقام پر آکر آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اذا اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فاووا الی الکہف الخ کہ جب ہم نے اس قوم اور انکے معبودوں کو جو اللہ کے سوا ہیں ترک کردیا اور ایسے کنارہ کشی کرلی تو چلو اس غار میں جا چھپو خدا تعالیٰ وہاں ہمکو مصیبت میں نہ ڈالیگا بلکہ ہمپر رحمت کریگا اور ہمارے کام میں آسانی اور کارسازی کریگا انکو اپنے ایمان کامل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہوگیا تھا چنانچہ اسنے انکے ساتھ ایسا ہی کیا اسکی مدد غیبی اسکے مداروں پر ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے -) اب آیندہ قصہ کو حذف کردیا کہ وہ غار میں آچھپے اور وہان انکو ایسی نیند آئی کہ کئی سو برس تک سوتے رہے ادہر بادشاہ اور اسکے ارکان دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کئی میل کے تنگ و تاریک غار میں گھس گئے ہیں جس میں جاکر تلاش کرنا مشکل ہے اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے منہ پر ایک مستحکم دیوار چن دی کہ بن آئی آپ مرینگے اور دفتر میں یہ حال درج کرادیا گیا یہ بات اگلے بیان سے سمجھی جاتی ہے اور فصحاء مقام پر ہمیشہ اسطرح حذف کردینا جزو بلاغت سمجھتے ہیں - اب انکے غار میں رہنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وتری الشمس الی قولہ لملئت منہم رعبا کہ غار میں وہ اس موقعہ پر سوئے کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دہوپ انکے دائیں طرف سے ہوکر گزر جاتی تھی اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی تھی انپر دہوپ نہیں آتی تھی اور وہ اس کھوہ میں کروٹیں بدلتے رہتے تھے اس قسم کے مکان کی تصویر کرکے جہاں اول دن دہوپ دائیں طرف رہے اور اخیر دن میں بائیں طرف) علماء کرام نے کئی طور پر کی ہے اول یہ کہ غار کا منہ شمال کی جانب تھا طلوع کے وقت دہوپ انکے دائین سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہوکر گزر جاتی تھی جیسا کہ شمال رویہ مکانون میں ہوتا ہے بیضاوی نے کہف کے دروازہ کو بنات النعش ستارون کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدۂ ہیئت پر تقریر کی ہے جسکو ناظرین کے قصور فہم کے لیئے ترک کرتا ہوں بعض کہتے ہیں کہ خواہ کسی رخ غار کا منہ ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں ہو مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انکو آفتاب کی شعاع سے بچاتا تھا اس لیئے اسکے بعد ذلک من آیات اللہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے ہے پھر نکتہ چینوں اور کوتاہ بینوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ من یہدی اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا - یہ زجاج کا قول ہے -

دیگر مفسرین کہتے ہیں انکا اسقدر باقی رہنے کو ذلک من آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت و ایمان کے لیئے من یہدی اللہ الخ آیا ہے واللہ اعلم - پھر فرماتا ہے وتحسبہم ایقاظا کہ اے دیکھنے والے تو انکو دیکھے تو بیدار جانے انکے کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں تھے اور اپنی قدرت سے ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے رہتے تھے تاکہ ایک طور پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھا جاوے اور اسی حالت سے انکا کتا بازو پھیلائے غار کی دہلیز پر پڑا ہوا تھا اور انکے اس تنگ و تاریک مکان میں بالوں اور ناخنوں کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی تھی کہ جو کوئی دیکھے تو ڈر کر بھاگ جائے انسان کی فطرت ہے کہ اسکو مہیب شکلوں اور تنگ و تاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہے کیونکہ اسکی روح منور گھبراتی ہے - ان الفاظ میں گو خطاب کے صیغے ہیں مگر مراد انسان ہیں عموماً جیسا کہ فصحا ایک طرف خطاب کرتے ہیں اور مراد عام لیا کرتے ہیں پس یہ اعتراض کرنا کہ "آنحضرت سرور کائنات ڈرپوک تھے جسطرح بچے اور عورتیں ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگتے ہیں آپ بھی" محض حماقت ہے - اس مقام پر بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر معاویہ نے روم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور اس غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ ابن عباسؓ سے منع کیا کہ آپ اندر آدمی بھیجکر انکی شکل و صورت دیکھنے کے درپے نہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے

حاصل آنحضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہے جو آپ سے بہی بہتر ہیں تو لیت منہم فرارا مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچھ لوگ بھیجے جو لو سے جلکر مر گئے ۔

جب ان لوگوں کے خواب پر جو موت سے مشابہ ہے تین سو نو برس گزر گئے اور اس عہد کے لوگ مر کھپ گئے اسکے بعد اور بھی قرن مر کھپ گئے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ جبکا بادشاہ بت پرستی چھوڑ کر عیسائی اور حواریین کے مذہب پر تھا مگر اس عہد میں مر کر زندہ ہونے پر باہم بحث تھی ایک فریق منکر تھا ایک فریق قائل جو بادشاہ کو تردد تھا خدا تعالی سے التجا کرتا تھا کہ اس امر میں اسکو کوئی شافی دلیل دکھائے ۔ خدا کی قدرت کو دیکھو کہ اس غار کی دیوار کو مکان بنانے کے لیئے کسی نے ڈھانا شروع کیا یہاں تک کہ بالکل ڈھا کر غار کا منہ کھولدیا ادہر دیوار کا گرنا اور دروازہ کھلنا تھا کہ ادھر خدا نے انکو بیدار کیا وکذلک بعثناہم کہ جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے ہمنے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکھا اسی طرح اپنی قدرت سے اٹھا ہی دیا گویا کہ از سر نو زندگی عطا کی اب جو انگڑائیاں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے تو باہم پوچھنے لگے کم لبثتم کہ کسقدر سوئے جواب پایا کہ یوما او بعض یوم ایک روز یا کچھ کم کیونکہ سونے والیکو جتنی مدت معلوم ہوا کرتی ہے ۔ غار میں صبح کے وقت داخل ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو پچھلا پہر تھا اسلیئے سمجھے کہ ایک دن یا کچھ کم مگر جب اپنے سر کے بال اور ناخن بڑھے دیکھے تو سمجھے کہ ہفتوں تک سوئے ہیں اسلیئے کہدیا ربکم اعلم بما لبثتم کہ خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ کسقدر سوئے رہے مگر ابھی یہ معلوم نہیں کہ تین سو نو برس گزر گئے ہیں بھوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی کو شہر کیطرف روپیہ دیکر بھیجو (غار سے جیسا کہیں میل یہہ شہر طرسوس کہ جسکو افسوس کہتے ہیں واقع تھا کہ جہاں سے یہہ بھاگ کر آئے اور یہاں چھپے تھے) چاہیئے کہ وہ پاک با عمدہ کھانا لا دے اور اس طرح چھپ کر جاوے کہ کسی کو معلوم نہو ورنہ خرابی آجاویگی کیونکہ ان یظہروا علیکم الخ اگر وہ تم کو پا جاوینگے تو یا مار ڈالینگے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے جسمیں سراسر خرابی ہے ۔ یہہ سمجھ رہے ہیں کہ دقیانوس موجود ہے وہی زمانہ ہے وہی لوگ ہیں پس ایک شخص ان میں سے چلا اور لوگوں سے بچتے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو اسکی ہیئت بدلی ہوئی پائی حیرت ہوئی کہ یہہ کیا ہو گیا ؟ اسی طرح دوسرے دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بھی بدلا ہوا پایا شہر میں آیا تو بازار کی صورت نئی دوکاندار نئے لوگ نئے مذہب بھی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام کے قائل ۔ حیران تھا کہ الہی اس غار کے پاس اور تو کوئی شہر نہ تھا مگر یہہ بھی وہ شہر نہیں نہ اسکے وہ آدمی ہیں آخر ایک دوکاندار کو روپیہ دیا کہ بھئی ہمیں اسکی فلاں فلاں چیزیں دیدو وہ روپیہ ہاتھ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہہ کس عہد کا سکہ ہے ؟ پاس والے کو دکھایا اوسنے اور کو پھر کیا تھا کہ بازار میں بھیڑ لگ گئی پوچھنے لگے کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہہ روپیہ تمکو کہاں سے ملا ؟ ضرور پرانا دفینہ پایا ہے سچ بتلاؤ نہیں تو پولس کے حوالہ ہوتے ہو یہ کہہ رہے تھے کہ پولس تک پہنچی آخر بادشاہ زمان کے روبرو پیش ہوئے اسنے پوچھا سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو روپیہ کہاں سے لائے ہو؟ آخر الامر اس نے سب سرگزشت بیان کی کہ ہم دقیانوس کے ڈر کے مارے اس غار میں جا چھپے تھے ہمارے نہ نام ہیں آج سوتے ہوئے آنکھ کھلی ہے میں کھانا خریدنے آیا تھا لوگوں نے میری ہیئت اور سکہ دیکھکر مجھے پکڑ کے آپ تک پہنچایا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ دقیانوس کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب میں بادشاہ عیسائی مذہب رکھتا ہوں ارکان دولت اور بادشاہ نے انکے نام دفتر کے مطابق پاکر اور دیگر قرائن سے بھی معلوم کر لیا کہ یہ وہی لوگ ہیں سب کو مر کر دوبارہ زندہ ہونے پر یقین آیا پھر بادشاہ مع ارکان دولت اسکو لیکر غار میں گئے وہاں جا کر اسنے کہا پہلے مجھے جانے دو تاکہ وہ بھیڑ دیکھ کر نہ گھبرائیں وہ غار میں گیا پھر باہر نہ آیا بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ اندر جا کر تلاش کرے مگر قضا و قدر نے رستہ بھلا دیا اور کوئی اندر تک جا سکا بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مع چند مصاحبوں کے اندر انکے پاس گیا اور انسے ملکر آیا اور پھر انکے کہنے سے غار کا منہ بند کر دیا (عرائس)

اس قصہ کیطرف مجملاً ان جملوں میں اشارہ فرماتا ہے وکذلک اعثرنا علیہم یعنی جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں اٹھایا اسی طرح انکو ان لوگوں پر جنہنے ظاہر کر دیا لیعلموا ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا تا انکو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا سچ ہے کیونکہ انکا اسقدر عرصہ تک سو کر جاگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مر کر جی اٹھے سو اس بات کا انہوں نے مشاہدہ کر لیا اور جو تین سو نو برس بعد انکی روح انکے جسم کے ساتھ متعلق کر سکتا ہے وہ تمام عالم کو ایک مدت کے بعد اسی طرح کھڑا کر سکتا ہے ۔

اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی انکو سوتے سے اُٹھایا اسلیے کہ وہ باہم اپنے دین کے امر میں جھگڑتے تھے بعض کہتے تھے حشر ابدان کے ساتھ ہوگا بعض صرف روح کا مبعوث ہونا مانتے تھے تاکہ انکا خلاف دور ہو جاوے ۔ یا یہہ مراد کہ جب وہ غار میں پھر جاکر غائب ہوئے اور وہان جاکر مرگئے تو بعض کہتے تھے مرگئے بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر سو گئے ۔ یا یہہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جسمیں ہر کوئی آکر رہے اور بعض یہان عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم الخ ربہم اعلم بہم خدا کی طرف سے جملہ معترضہ ہے اسکے رد مین جو اس عہد میں یا آنحضرت صلعم کے عہد میں انکے حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی انکی کچھ تعداد بتلاتا تھا کوئی کچھ جسکی تصریح خود کرتا ہے سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا کتا بتلاتے ہین ۔ یہہ یہود کا یا نجران کے نصاریٰ کا قول تھا ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم یہہ بھی بعض نصاریٰ عرب کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا کتا تھا ۔ ان دونو قولوں کو رد کرتا ہے رجماً بالغیب کہ یہ محض قیاسی اور بے تکی باتیں ہیں ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم کہ وہ سات شخص تھے آٹھوان کتا تھا ۔ یہہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت نبی علیہ السلام کے بتلانے سے اس قول کی تائید فرماتا ہے قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل کہ انکی تعداد تو خدا ہی جانتا ہے اور تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہین جنمیں اہل اسلام ہیں اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکے یہ نام بتلاتے تھے یملیخا مکشلینا مشلینیا بادشاہ کے دائین طرف والون میں سے تھے اور مرنوش و دبرنوش شاذنوش بائین طرف والے تھے اور ساتواں ایک چرواہا تھا جو رستہ میں اُنکے ساتھ ہولیا تھا اور انکے کتے کا نام قطمیر تھا اور شہر کا افسوس ۔ (بیضاوی)

جسکو خدا تعالیٰ نے حضرت کو انکے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اوروں سے پوچھنے اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرما دیا فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا کہ انکے امر میں زیادہ جھگڑا مگر صرف قرآن کے واقعہ سے خبر دینا کہ جسکی تجہیل و رد مکرو ولا تستفت فیہم منہم احدا اور نہ کسی سے انکا زیادہ حال دریافت کرو جنمیں انکی لاعلمی اور جہالت ثابت ہونے لگے کیونکہ مکارم اخلاق نبوت سے یہی بعید ہے واضح ہو کہ شہر افسوس یا اُفسس جسکو طرطوس بھی کہتے ہیں ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اسمیں اتیمس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کے لیے اس رات میں جلا دیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا ۔ پھر دوبارہ یہ مندر اسی طرح بنایا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تھے ۔ یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں ہین ہیبتناک درے ہیں ۔ یہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اسکے خرابات پڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کی عملداری ہے ۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہیں ۔ غالباً یہ وہی خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یا وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہہ پر عمارت قائم ہے ۔

یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشیس (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہوا ہے سنہ ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلیوس کی جگہہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تھا ڈیشیس بیٹھا تو یہہ پہلے قیصروں سے بھی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم اور سفاک تھا ان قیصران روم کے عہد میں قسطنطین تک نیرو قیصر سے لیکر وہ ظلم و زیادتی ہوتی تھی کہ جسکا بیان نہیں یہ روم کے بادشاہ جنکا پایۂ تخت ملک اٹلی میں شہر روم تھا اور انکا لقب قیصر ۔ بت پرست تھے بتوں کی پرستش خصوصاً جوپیٹر کی عبادت انکے ہاں قانوناً فرض تھی جو عدول حکمی کرتا تھا اول اسکو فہمائش ہوتی تھی پھر کوئی قتل کیا جاتا تھا کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تھا کوئی آگ میں ڈال دیا جاتا تھا کسی کو لوہے کے گرم ستون سے باندھتے تھے جیسا کہ عیسائیوں کی کتب تواریخ کلیسا میں مصرحاً مذکور ہے ۔

یہ واقعہ اس قیصر کے عہد میں گذرا ہے جیسا کہ لارڈ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ کہتے ہیں افسس کے رہنے والے

ساتھ سوال دقیانوس کے ظلم کی سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار میں جا چھپے تھے اور وہاں دو سو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جاگے اور ان میں سے ایک شہر میں گیا تو

وہ وہاں تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب میں آیا یہ نقل اصحاب کہف کی قرآن میں بھی بہت سی خیالی باتوں کے ساتھ ملکر مذکور ہوئی ہے اسمیں اس خواب کے ایام بجائے

دو سو برس ۹ ۳ برس لکھے ہیں پس اسکو جسطرح سمجھے مبالغہ صاف ہے گبن کی کتاب کے ۳۳ باب کا آخر دیکھو انتہی الغرض ولیم میور صاحب اور گبن صاحب کو جو نئی روشنی کی

عہد کے مورخ ہیں اس قصہ کی بات جو قرآن مجید میں مذکور ہے بجز تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک مبالغہ کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے

مبالغہ کیا ہے۔ ولیم میور صاحب اگر ان کی سداری کا زمانہ متعین مدلائل کرلے تو یہ اتہام یا درپا نہ زیبا تھا ورنہ اس بے تکی رائے کو کتا۔ آپی کے

تھا ما ..ن کون سنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جنسے تخمیناً بہتر برس پیشتر یہ واقعہ گزرا ہے آنحضرت پر غلط بیانی کی صورت میں کبھی کسی الزام

لگائے اور پھر قریش مکہ کے ہاتھ تو آں حضرت صلعم کی تغلیط کے لئے ایک بڑی سند ہاتھ آجاتی حالانکہ وہ شب و روز ایسی ہی باتوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے

فوائد

(۱) سوال ان آیات سے اصحاب کہف کی ایمانداری اور مدح ثابت ہوتی ہے اور اسکا سبب ظاہر دین عیسوی قبول کرنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس

عہد تک دین عیسوی غیر محرف تھا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکھا گیا اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا جو

آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ آجکل جو مذہب عیسوی ہے وہ ویساہی بلاتحریف ہے جیسا کہ پہلے زمانہ میں بلکہ مسیح علیہ السلام

اور حواریوں کے عہد میں تھا پس مسلمان جو اس مذہب پر الزام تحریف لگایا کرتے ہیں محض تعصب ہے +

جواب

جسنے مذہب عیسوی کی تاریخیں دیکھی ہیں اُسپر یہ بات ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوگئی تھی پولوس اور شمعون اور دیگر

لوگوں میں جو کچھ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ یعنی کتاب اعمال حواریین ہی سے ثابت ہے جسکو عیسائی انجیل کہتے ہیں اور پولوس کے ناموں کو بھی جو

انجیل مانے جاتے ہیں اور پھر بعد میں جو کلیساؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے انکا بیان کرنا طوالت ہے

چوتھی صدی عیسوی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اول قسطنطین عیسائی ہوا اُسنے انہیں اختلافات دور کرنے کے لئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر

اصول مذہب قائم کرنے کے لئے شہر نائس میں بڑے زور شور سے ایک انجمن منعقد کی اور پھر برسوں تک انجمنیں منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فریق جدا ہی رہے

عیسائیوں میں الوہیت مسیح کے منکر بھی باقی رہے اور اب تک عیسائیوں میں ان مخالف فریقوں کے پیرو باقی ہیں پس جب یہ ہے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ افسوس کے

عیسائیوں کا مذہب آج کل فرقہ پروٹسٹنٹ یا فرقہ رومن کیتھلک کا مذہب تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پھیلا ہوا تھا جسمیں

بیشمار تحریفات ہیں اور جنکی اصلاح کے لیئے نبی آخر الزمان علیہ السلام بھیجے گئے ۔ حق یہ ہے کہ اصحاب کہف حواریوں کے اصلی مذہب پر تھے تثلیث و الوہیت مسیح سے

انکے کان بھی آشنا نہ تھے اور پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تھا۔

(۲) اس آیت کا کہ اصحاب کہف اُس غار میں اب تک سوتے ہیں اور قیامت تک یہیں سوتے رہیں گے۔ یا یہ کہ وہ بیدار ہو سکے بعد غار میں جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ

آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اُسکے چاروں کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمیں آنحضرت بیٹھے اور اڑا کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے

اُنسے حضرت صلعم نے ملاقات کرکے اُنکو اسلام تلقین فرمایا قرآن و احادیث سے پتا نہیں لگتا مورخین کی رائیں اور انکے اقوال ہیں واللہ اعلم ۔

[margin note:] لہ قرآن مجید میں تین سو نو برس لکھے ہیں مسیح کی پیدائش سے شمسی سنہ ... اور پھر سوا تین سو برس ... عیسوی میں ... اس بیداری ... عیسوی میں ہوئی اور ولادت آنحضرت صلعم کی تخمیناً ... عیسوی میں ہے اس حساب سے اصحاب کہف کی بیداری تخمیناً ... برس پیشتر حضرت کی ولادت سے ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تخمیناً ... برس کا زمانہ گزرا تھا

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ

اور آپ کسی کام کے لئے یہ نہ کہا کرو کہ اسکو میں کل کر دونگا (ہاں یوں کہا کرو) اگر اللہ چاہے گا (تو کر دونگا) اور جب آپ (ایسے موقع پر) اسکا نام لینا بھول جاؤ کرو تو یاد کر لیا کرو اور کہدیا کرو کہ شاید میرا رب مجھے اس سے بھی

هَٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

کوئی اور بہتر بات بتلائے اور وہ اپنے غار میں تین سو برس رہے (اور) نو برس اور بھی رہے (اے نبی) کہدو کہ اللہ تم سے خوب جانتا ہے کہ کسقدر رہے کیونکہ اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے

أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ

وہ کیا ہی دیکھنے والا ہے اور کیا ہی سننے والا ہے۔ اسکے سوا انکا کوئی کارساز نہیں۔ اور نہ وہ اپنے حکم میں کسیکو شریک کرتا ہے اور اے نبی آپکے رب کی کتاب جو کچھ آپ پر وحی کیگئی ہے اسکو پڑھتے رہا کرو کوئی اسکی باتوں کو

لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝

بدل نہیں سکتا اور اسکے سوائے آپکو کوئی بھی پناہ نہ ملیگی

ترکیب

الا استثناء ہے نہی سے اے لا تقولن لاجل شیئ تعزم علیہ انی فاعلہ فیما یستقبل الا ان یشاء اللہ اے الا متلبسا بمشیئۃ اللہ تعالی قائلا ان شاء اللہ ۔ ابصر بہ واسمع صیغۂ تعجب ہیں بہ کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف راجع ہے اور محل اسکا رفع ہے فاعلیت سے اور ب زائد ہے سیبویہ کے نزدیک ۔

تفسیر

ولا تقولن الخ مفسرین کہتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب قریش نے نبی علیہ السلام سے اصحاب کہف و ذو القرنین و روح کا حال دریافت کیا تو آپنے فرمایا کل بیان کرونگا اور اسکے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا اسپر پندرہ دن تک بقول بعض چالیس روز تک وحی بند رہی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کام کرنیکا وعدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کیا کرو کیونکہ بندے کا ایسا کہنا گویا کارخانہ قضا و قدر میں اپنا استقلال ظاہر کرنا ہے جو عبدیت کے خلاف ہے اور ہدایت فرمائی کہ جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جسوقت یاد آوے کہہ لو۔ اسپر امام شافعی رح نے یہ بات نکالی کہ اگر کسی کام کی بات قسم کھائی اور عرصہ کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو حانث نہوگا مگر عام فقہا کہتے ہیں ملا کر کہیگا تو معتبر ہوگا کس لیئے اذکر ربک سے انشاء اللہ کہنا مراد نہیں بلکہ عموماً یاد الٰہی مراد ہے یا انشاء اللہ کہنا مراد ہے تو متصلا اور جب قریش کو اصحاب کہف کا حال سنکر تعجب ہوا تو فرمایا کہدو عسی ان یہدین کہ اس سے بہی زیادہ اور چیزوں کی میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بتائیگا چنانچہ صدہا غیب کے اسرار بتائے ولبثوا فی کہفہم الی احدا اس قصہ کا تتمہ ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالی اس جملہ میں ولبثوا فی کہفہم لوگوں کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسلئے بعد میں فرماتا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا الخ کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کسقدر ٹھہرے (لو یاد رہے صاحب اب تو کچھ بھی خلاف باقی نہیں رہا) مگر دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالی اپنی طرف سے خبر دیتا ہے اور قل اللہ اعلم بما لبثوا سے اسکی تائید کرتا ہے کہ وہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسقدر سوئے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے وہ بڑا سمیع و بصیر ہے نہ کہ تم جو قیاس سے کہتے ہو مالہم من دونہ من ولی الخ وہی انکا یعنی اصحاب کہف کا کارساز ہے جسنے انکو اسقدر مدت تک سالم رکھا اور اپنے حکم میں کسیکو شریک نہ کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں اپنا جلال و جبروت ظاہر کرتا ہے تاکہ مخالفین اسکے خلاف کرنیسے ڈریں کہ انکا کوئی حمایتی نہ پیدا ہوگا اسلئے اسکے بعد حضرت کو بیدھڑک قرآن سنانے کا حکم دیتا ہے ۔ واتل ما اوحی الخ کہ کسیکا کچھ خوف و خطر نکرو کوئی اسکی بات بدل نہیں سکتا جو وہ کہتا ہے وہی حق ہے وہی ہوگا وہی ہوا ہے آپ اسکی وحی کردہ کتاب کو پڑھا کرو اور لوگوں کو سنایا کرو کسیکے اختلاف کی کچھ پروا نکرو

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

اور اپنے تئیں ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی رضا ہی چاہتے رہتے ہیں آپ انہیں کے ساتھ رہئے آپ کو چاہئے کہ ان سے آنکھیں نہ پھرائیے کہ آپ دنیا کی زندگانی کی آرائش کا پاس کرنے لگیں

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ

اور اسکا کہنا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہوگیا اور اسکا حال حد سے گزر گیا ہو۔ اور کہدو حق تو تمہارے رب کیطرف سے آتا ہے پھر جو چاہے مانے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ

نہ مانے ہم نے بھی ستمگاروں کے لئے ایسی آگ تیار رکھی ہے کہ اسکی قناتیں انہیں گھیر لینگی اور اگر فریاد کرینگے تو انکی فریادرسی ایسے پانی سے کی جائیگی جو پگھلے ہوئے لوہے کی مانند ہوگا منہ کو جھلس ڈالیگا کیا ہی برا پانی ہوگا

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ

اور کیا ہی بری آرام کی جگہ ملیگی۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم بھی جس کسی نیک کام کئے ہیں اسکا اجر ضائع نہیں کرتے یہی لوگ ہیں کہ جنکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ

بہ رہی ہونگی انکو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز لباس مہین اور دبیز ریشم کا پہنیں گے وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے کیا ہی اچھا

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

بدلہ ہے اور کیا ہی خوب آرام گاہ ہے

ترکیب

یریدون حال ہے ضمیر یدعون سے۔ ترید کا فاعل ضمیر ہے جو عینین کی طرف راجع ہے جملہ حال ہے ک سے یا فاعل لاتعد سے۔ انا لا جملہ خبر ہے ان کی۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ جو کچھ اسباب تجمل دنیا پر ہیں وہ صرف دنیا کی زینت ہیں نہ آخرت کی اور وہ فانی اور سریع الزوال ہیں غرور اور دلبستگی اُنسے بچنا چاہیئے کیونکہ وہ اسباب دارِ آخرت کے لئے حجاب ہیں پھر اسکے متعلق اصحاب کہف کا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا تھا جو دنیا کی بے ثباتی پر دلالت کرتا تھا کفار قریش ایسی کہانی کے بھوکے تھے جو اس سے عبرتناک نتیجہ حاصل کرنے بلکہ اسکو بھی ایک دلچسپ افسانہ سمجھکر آنحضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر اپنے اسباب دنیا کے غرور میں اُنکو فقراء مسلمین کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بیٹھنا ناگوار معلوم ہوا جسپر انہوں نے حضرتؐ سے درخواست کی کہ یہ لوگ ہمارے وقت میں آپ پاس نہ آیا کریں اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ آپ انہیں غرباء مسلمین کے ساتھ رہا کریں جو صبح و شام اپنے اللہ کو خاص اسی کی رضا کے لیئے پکارتے ہیں (صبح و شام سے یا تو ہمہ وقت مراد ہے جو صبح و شام اُنکی اطراف سے تعبیر کئے گئے یا صبح و شام سے نماز صبح و نماز مغرب مراد ہے یا بیدار ہونے اور سونے کا وقت کیونکہ سو کر بیدار ہونا گویا مر کر جینا اور رات کو سونا گویا مرنے کا سامان ہے سو ایسے وقتوں میں باخدا لوگ ضرور متنبہ ہوتے اور اُسکی شکرگزاری اور یاد کرتے ہیں) اور نہ آنکھیں پھیرنا کہ امراء کفار کی آرائش و تجمل آپ کی آنکھوں میں کُھبے اور ان کفار کا کہنا نہ ماننا کہ جنکے دل ہماری یاد سے غافل ہوگئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیرو ہیں اور حد سے گزر گئے ہیں اور کہدو امر حق اللہ کی طرف سے آچکا خواہ تم مانو یا نہ مانو پھر آگے نہ ماننے والوں کی سزا جہنم اور آگ کی قنات اور پینے کو کھولتا پانی بیان فرمایا اور ماننے والوں کی جنات عدن اور وہاں کے محلات اور حقیقی زینت بیان فرمادی سونے کے کنگن اور لباس حریر اور تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا۔

المہل الحدید المذاب
وقیل الرصاص المذاب
او الصدید وقیل دردی
الزیت ای یابس فی
اسفل الاناء قال ابو
عبیدہ والاصمعی
ہو الصفر والمھل ما
اوقد علیہ من الابریز
من حدید ورصاص
ونحاس ۱۲
مرتفقا متکأ و قیل
الارتفاق الاتکاء
حتی لکرہ النفس و
المرفق والمجلس ۱۲

اساور قال الزجاج
جمع اسورۃ وہی جمع
سوار وہی زینۃ تلبس
فی الیدین ویہدی الملوک
۱۲
السندس
الرقیق من الحریر
مما یعمل منہ
واحدہ سندسۃ
وقیل ہو ما ... الاستبرق
الدیباج السوح الصفیق
۱۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا

اور انکو اُن دو شخصوں کی مثل بھی سناؤ کہ جن میں سے ایک کے لئے ہمنے انگور کے دو باغ تیار کئے اور انکے گرداگرد کھجوریں لگائیں اور انکے درمیان کھیتی بھی لگائی دونوں باغ ہیں کہ اپنے پھل لاتے ہیں

وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ

اور پھل لانے میں کچھ کمی نہیں کرتے اور ان دونوں کے بیچ میں ایک نہر بھی جاری کی اور اس شخص کے پاس بہت پھل تھے پھر اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور آدمیوں کا نامی

نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ

زیادہ عزت دار ہوں اور حبکہ وہ اسی حال پر جسم ڈالا ہوا اپنے باغ میں گیا جاکر کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا اور نہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو

خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

اس سے بھی بہتر جگہہ پاونگا۔ اسکے رفیق نے اس سے اثناء کلام میں کہا کہ کیا تو اسکا منکر ہوگیا کہ جسنے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا لیکن میرا تو اللہ ہی

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّيْٓ

رب ہے اور میں اُسکے ساتھ کسیکو بھی شریک نہیں کرسکتا اور تونے کسلئے اپنا باغ میں داخل ہونے وقت یہ نہ کہا جو اللہ نے چاہا سو ہوا اور جو ہوا اسکے بغیر کچھ بھی قدرت نہیں اگر تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے تو امید ہے کہ میرا

اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝

تیرے باغ سے بھی بہتر باغ دے اور اس باغ پر ایک آسمانی جھونکا بھیجے جس سے وہ چٹیل میدان ہوجاوے یا اُس کا پانی خشک ہوجاوے کہ جسکو تو ہرگز نہ پا سکے

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ

اور اسکے پھلوں پر آفت آہی پڑی پھر تو وہ جو کچھ اسنے باغ میں صرف کیا تھا اسپر ہاتھ ہی ملتا رہگیا اور وہ باغ ہے کہ سراسر اجاڑ پڑا ہے اور وہ یہہ کہہ رہا ہے کہ ہائے میں نے اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک کیا ہوتا اور اسکی نہ

يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ع

ایسی بھیڑ ہوئی کہ اللہ کے مقابلہ میں اسکی مدد کرتی اور نہ وہ خود ہی انتقام لے سکا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ سب اختیار اللہ سچے کو ہے اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی عمدہ بدلہ دیتا ہے

تفسیر

پھر دنیا کی بے ثباتی (اور اسکے اسباب و تجمل پر غرور کرکے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور الحاد کا نتیجہ جو کبھی دنیا ہی میں ظاہر ہوتا ہے) دو شخصوں کی تمثیل سے بیان فرمائی۔ بعض کہتے ہیں یہہ صرف ایک تمثیل ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ در اصل ایسے دو شخص تھے بھی کہ جنکا یہہ واقعہ ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہہ دو شخص بنی اسرائیل میں سے دو بھائی تھے کہ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا تھا دوسرا دنیادار اور مشرک اور دار آخرت کا منکر تھا اسنے دو باغ اپنے تمام مال سے ایسے تیار کرائے تھے کہ ان میں نہر بھی جاری تھی اور بیچ میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور بیچ میں انگور اور آس پاس کھجور کے درخت بھی تھے اور وقت پر پھل بھی عمدہ آتے تھے اسپر اسکی اولاد اور خدمتگار نوکر چاکر بھی زیادہ تھے ایک روز وہ اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکرگزاری کے تکبر کیا اور دنیا کی ترقی پر قیاس کرکے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے سمجھایا تلقین کی لیکن نہ مانا آخر اسپر آسمانی بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اُجاڑ ہوگیا جسپر وہ ندامت و حسرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيٰحُ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

اور اے نبی ان سے زندگی دنیا کی مثال بیان کرو وہ ایسی ہے کہ جیسا بارش کا پانی جسکو ہم نے اوپر سے برسایا پھر اس سے زمین کا سبزہ گھنا ہوگیا پھر وہ چورا چورا ہوگیا اسکو ہوائیں اڑائی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ○ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً

مال اور اولاد تو زندگی دنیا کی آرائش ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور امید کے لحاظ سے سب ہی بہتر ہیں اور جس روز کہ ہم پہاڑوں کو اڑائینگے اور اے مخاطب تو زمین کو صاف میدان دیکھیگا

وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۚ وَعُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۗ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ○

اور ہم ان سب کو جمع کرینگے پھر تو ان میں سے کسیکو بھی نہ چھوڑینگے اور سب آپکے رب کے سامنے صف باندھکر کھڑے کیے جاوینگے (اسی کہا جاویگا) اب تم ہمارے پاس اسی حال میں آ حاضر ہوئے کہ جیسا تمکو اول بار پیدا کیا تھا اور تم تو یہی سمجھ رہے تھے کہ تمہارے لیے کوئی وعدہ کا وقت مقرر نہ کرینگے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوا

اور نامہ اعمال بھی لاکر دھرے جاویں گے پھر اے مخاطب تو گنہگاروں کو دیکھیگا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سے ڈر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وائے خرابی یہ کیسی کتاب ہے جو نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر سب کو تو گھیر لیا ہے

مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ○ ع

انہوں نے جو کچھ کیا تھا سب ہی کو موجود پائینگے۔ اور آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا

ترکیب

مثل الحیوٰۃ مفعول ہے اضرب کا کماء موصوف انزلناہ الخ جملہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ہی الخ وعلی ہذا القیاس کلام الی آخر۔

تفسیر

یہ دوسری تمثیل ہے دنیا کی بے ثباتی کے لیے۔ صرف بارش سے دنیا کی زندگی کو تشبیہ نہیں دی بلکہ اسکی تمام کیفیت سے۔ کہ جسطرح بارش سے زمین کے نباتات ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو دیکھکر انسان خوش ہوتے ہیں اُنکی تھوڑی سی عمر طبعی ہے چند روز کے بعد خشک ہو جاتے ہیں پھر انکا چورا چورا ہوکر ہوائیں اڑتا پھرتا ہے اسی طرح انسان و دیگر حیوانات کا حال ہے کہ لڑکے بن پھر جوان بنا ہیں ٹھوکریں مارتے چلتے ہیں پھر بُڈھے ہوئے مر گئے چند روز کے بعد وہ سر پر غرور اور اسکا وہ جسم پر نور ذرہ ذرہ ہوکر خاک کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے بناتا بھی ہے مٹاتا بھی ہے پھر حشر کو بھی اٹھائے گا۔ اب اسکے بعد اسکے مال و اولاد کی کیفیت بیان فرماتا ہے جو اسکے غرور کا سرمایہ ہے کہ یہ چیزیں صرف حیات دنیا کی آرائش ہیں انکا قیام اسیقدر ہے کہ جس قدر باغ میں پھول کی بہار۔ برخلاف اسکے جو مقرّبانِ خدا کا سرمایہ ہے وہ کیا الباقیات الصالحات سو وہ اللہ کے نزدیک ثواب اور توقع کے لیے بہتر ہے یہی چیزیں اسکے ساتھ جاتی ہیں جو اس عالم باقی میں اسکی فرحت دائمی کا سامان ہو جاتی ہیں۔ باقیات صالحات سے مراد نیکیاں ہیں خواہ سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو یا معرفت و استغراق ہو یا کوئی اور نیکی ہو صدقہ و خیرات دین کی خدمت وغیرہ۔ اب اُن باقیات کا اثر کب نمودار ہوگا یوم نسیر الجبال کہ جس روز ہم پہاڑوں کو جنکی بقا و حیات انسانوں کی نظروں میں مستحکم ہے روئی کے گالوں کی طرح اُڑا ئینگے یعنی اس عالم عنصری کو فنا کرکے عالم باقی کو کہ جسکو حشر سے تعبیر کیا جاتا ہے ظاہر کرینگے باقیات صالحات وہاں کی زینت ہوگی۔ وتری الارض بارزۃ اور زمین میدان دکھائی دیگی اسکے سب نشان مٹ جائیں گے۔ پھر اس روز اگلے پچھلے جمع کیے جاوینگے صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے نامۂ اعمال دیے جاوینگے اسمیں جو کچھ دنیا میں کیا تھا چھوٹا یا بڑا کام سب لکھا ہوا پاویں گے گنہگار اسکو دیکھکر ڈریں گے پچھتاوینگے مگر یہ سب کچھ نہیں کا لویا ہوا ہوگا جسکو کاٹیں گے خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ

اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو بس ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا وہ قوم جن سے تھا سو اپنے رب کے حکم سے نافرمان ہو گیا پھر کیا تم اسکو اور اسکی ذریت کو مجھے چھوڑ کر رفیق بناتے ہو؟

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝

حالانکہ وہ تو تمہارا دشمن ہے ستمگاروں کے لئے کیا ہی بُرا بدل ہے (جسکو وہ لیتے ہیں) نہ تو انکو آسمانوں اور زمین کے بنانے پر اپنی مدد کے لئے بلایا ہوں نہ خود انکو بنانے میں اور میں بدراہ ہونے والوں کا ہیکو مدد لینے لگا تھا

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اور جس دن (اللہ) مشرکوں سے فرمائیگا کہ تم میرے ان شریکوں کو پکارو کہ جنکا تمہیں گھمنڈ تھا سو وہ پکار بیگے پر وہ انہیں کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم ان سب کے بیچ ہلاک کر دینگے اور گنہگار آگ کو دیکھینگے اور سمجھینگے کہ ہم اس

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

ابھی گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاوینگے

تفسیر یہ بھی کلام سابق کا تتمہ ہے انسان کو عالم آخرت سے غافل کرنے والی دو ہی چیزیں ہیں **اول** مال و اسباب و اولاد کہ جسکے نشہ میں یہاں ایسا سرشار ہوتا ہے کہ اسکو اس عالم سے جانے کی فکر نہ وہاں کے لئے زاد راہ حاصل کرنیکی مہلت۔ اسکا بے ثبات اور سریع الزوال ہونا تو بیان فرما چکا **دوم** شیطان اور اسکی ذریت اور اولاد یا اسکے متبع لوگ جو مجازاً ذریت کہلاتے ہیں انسان کے دل پر ایکے خطرات ایسا برا اثر پیدا کرتے ہیں کہ جو اسکے دل میں نہایت راسخ ہوکر اسکو بُری باتوں پر ہمیشہ تحریک کرتے ہیں۔ پھر یہ وسواس رسوم ہو جاتے ہیں سبب ورثیت در ورثیت متوارث ہو جانیکی وجہ سے دین و مذہب اور نہایت خوشنما اور باعث فلاح دارین خیال کئے جاتے ہیں جسکے ترک کرنے کو نہایت شاق و عار جانکر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں شیطان رجیم کی ذریت انسان کی جو ہمان باطلہ بھی ہیں جو اسکے قائم مقام ہوکر کام دیتے ہیں اسلیے ان آیات میں پھر کچھ شیطان کا حال بیان فرمانا پڑا کہ اسکا علاقہ بنی آدم کے ساتھ اس واقعہ کی وجہ سے جو انسان کے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے وہ دشمنی اور عداوت کا علاقہ ہے جسکو حضرت آدم کی اولاد نا خلف اپنا دوست سمجھکر دل سے اسکی پیروی کرتے ہیں لہذا واذ قلنا للملائکۃ سے یہی بیان شروع ہوتا ہے کہ ہمارے حکم سے فرشتوں نے تو باوجود نورانی ہونیکے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا اسکی تعظیم بجا لائے مگر ابلیس نے انکار کیا کیونکہ وہ قوم جن سے تھا جسکی اصالت میں سرکشی اور تکبر ہے جیسا کہ بنی آدم میں سے اسکے پیرو ونکا شیوہ مال و جاہ حسب نسب کا غرور ہے اسلئے اسنے نافرمانی کی پھر اے بنی آدم تمہیں شرم نہیں آتی جو ہمارے خلاف میں جو تمہارے قدیم محسن و خالق ہیں تم شیطان اور اسکی ذریت کو رفیق بناتے ہو؟ ان ظالموں نے کیا بُرا بدل حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ کے بدلے میں شیطان کو مالک کارساز بنایا ہے اطاعت کے بدل میں خلاف اختیار کیا ہے۔ پھر جو تم شیطان اور اسکی ذریت کو مانتے اور انکے بہکانے سے انکو پوجتے ہو اور تم خدا تعالیٰ پر نئے نئے حکم صادر کرتے ہو کہ مجلس آنحضرت صلعم میں غربا نہ آویں وغیر ذالک۔ تو کہو انکو میری خدائی میں کیا استحقاق ہے یہ میرے آسمانوں اور زمین پیدا کرتے وقت انکو حاضر کرکے شامل کیا تھا نہ خود ان لوگوں کے پیدا کرنے میں اور میں انسے کیوں مدد لینے لگا تھا اب انکو خدائی میں کیا حق ہے اور میرا انکا کونسا استحقاق ہے جو انکو پوجتے ہو اور اپنی مشکل کو ہو جنا کتنی فرمائی ہے ما اشہدتہم الی عضدا میں یہی مراد ہے ویوم یقول الخ سے حشر کے دن ان بتوں اور شیاطین کا کام نہ آنا بیان فرماتا ہے کہ جس امید پر سیکڑوں حال انہیں مانتے ہیں انسے کہا جاویگا لواب انہیں پکارو دیکھیں تمہارے کیا کام آتے ہیں مشرکین حسب عادت انہیں پکارینگے مگر کام آنا تو درکنار جواب بھی نہ دینگے ایسی ہیبت الٰہی طاری ہوگی پھر عابد و معبود سب جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے جہنم جو آگ کا ایک عمیق گڑھا ہے اسکے کنارہ پر آکے دیکھینگے کہ آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور چاہینگے کہ کسیطرح اس سے ٹل جائیں مگر کہاں ٹل سکتے ہیں تب یقین ہو جائیگا کہ ہم اسمیں گرنے والے ہیں اس وقت کی کیفیت ہی بڑی جان گداز ہوگی آخر اسمیں گرا دیئے جاوینگے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وجعلنا بینہم موبقا کے یہ معنی ہیں کہ انکے معبودوں اور ان میں ایک حجاب حاجز ہو جائیگا پھر وہ دکھائی بھی نہ دیں گے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ○ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ

اور البتہ ہم نے قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کو ہر طرح کی مثالیں بیان کر دیں مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آ چکی تو پھر ان کو ایمان لانے

وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ○ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ

اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے اسکے سوا اور کسی چیز نے نہیں روکا کہ یا تو انکو بھی اگلوں جیسا ماجرا پیش آئے یا عذاب انکے سامنے موجود ہو اور ہم رسولوں کو تو صرف خوشخبری دینے اور ڈرسانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں (پر منکر ہدایت لاناں کا کام نہیں)

وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ○ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا

اور کافر بیہودہ شبہات سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو ڈگمگا دیں اور انہوں نے تو میری آیتوں کو اور جس چیز کا انکو ڈر دلایا گیا ہے ہنسی بنا لیا ہے اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے کہ جسکو اللہ کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ اُس سے پھیر لے

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے ہم ہی نے انکے دلوں پر پردے ڈال دئیے ہیں حق بات کے سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ثقل کر دیا ہے (یعنی بہرے ہو گئے ہیں) اور اگر آپ انکو ہدایت کیطرف بھی بلائیں تو بھی وہ ہرگز کبھی

إِذًا أَبَدًا ○ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ○ وَتِلْكَ

راہ پر نہ آویں گے اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر انکے کئے پر انکو پکڑنا چاہتا تو فوراً ہی عذاب بھیجدیتا بلکہ اُن کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جسکے ادھر انہیں بچنے کا موقع نہ ملیگا اور یہ

الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ○ ع

بستیاں کہ جنکو ہم نے ہلاک کر دیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا تھا اور انکی ہلاکت کا ہم نے ایک وقت مقرر رکھا تھا

تفسیر ماسبق کی ہر ایک کیفیت نہایت موثر اور عمدہ پیرایہ سے بیان فرمایا گیا اور مسئلہ معاد کی پوری تشریح کر دیگئی اور دنیا کے اسباب اور اسکی نفار کا پورا الفتہ کھینچا گیا مثالیں بھی بیشتر دیگئیں مگر کج روکج طبع اسپر بھی نہیں مانے اس مضمون کو ولقد صرفنا سے شروع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وکان الانسان اکثر شئی جدلا کہ انسان جھگڑالو ہے اسکی طبیعت میں حجت و تکرار ہے جسکی وجہ سے اتنی تفصیل سے سمجھانے پر بھی ایمان نہیں لاتے وما منع الناس ان یومنوا الخ لوگوں کو ایمان لانے سے اس بات نے روک رکھا ہے کہ جو اگلی قوموں کے ساتھ برتاؤ ہوا تھا انکے ساتھ بھی وہی ہو دنیا میں کوئی سخت ہلاکت پیش آئے یا عذاب آخرت انکے سامنے آموجود ہو تب ایمان لائیں یعنی اب بھی جو ایمان نہیں لاتے تو بجز اسکے اور کیا ہوگا۔ قدیم لوگوں کی طرح ان پر عذاب آئیگا یا یہ بھی جہنم میں جائیں گے ہدایت آچکی رسول نے پیغام پہنچا دیا اور اسیلئے ہی کام ہے کہ دلوں سے کفر نکال کر پھینک دیا یہ انکا کام نہیں ایمان نہ لانا تو ایک جرم تھا اسپر مزید یہ ہے ویجادل الذین کفروا بالباطل کہ وہ مکر میں غلط اور لغو دلیلیں پیش کر کے جھگڑا مچاتے ہیں لیدحضوا بہ الحق تاکہ اُس سے حق کو پست کریں اسلام پر غالب آجائیں اسکو مٹا ڈالیں اور اسپر بھی طرہ یہ ہے کہ واتخذوا آیاتی وما انذروا ہزوا کہ میری نشانیوں کو جو انہیں بھی موجود ہیں یعنی جوانی و طفلی پیری مرگ اچانک بیماری و تندرستی غنا و تنگدستی وغیرہ اور دنیا میں بھی ہیں تغیر عالم تغیر لیل و نہار حوادث دہر یا قرآن کی آیات کو اور جن چیزوں کا انکو ڈرسنایا گیا تھا دنیاوی ہلاکت وادبار مرنیکے بعد جہنم سبکو ہنسی دل لگی بنا لیا ہے ان باتوں پر تمسخر کرنے میں ٹھٹھے ہنسی اڑاتے ہیں ومن اظلم الخ اس سے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا انکی اس بدبختی کا اصلی سبب یہ ہے انا جعلنا علی قلوبہم اکنۃ انکے دلوں پر حق سمجھنے سے حجاب اور پردے پڑے ہوئے ہیں اور دوسروں کا حال سنکر بھی عبرت نہیں پکڑتے کیونکہ کانوں میں بھی قدرت نے ثقل پیدا کر دیا ہے ایسی باتیں سنتے ہی نہیں انسان جب حق کو نہیں مانتا اور عبرت و نصیحت سنکر نہیں قبول کرتا تو اسکی اس حالت کو اسی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ خدا نے انکے دلوں پر پردے کانوں میں ٹھیٹیاں ڈالدی ہیں یعنی قضا و قدر سے انہیں ہدایت پذیر ہونیکی جو قابلیت دیگئی تھی انہوں نے وہ زائل کر دی اسلئے ان تدعہم الی الہدی اے پیغمبر آپ انکو کتنا ہی کیوں نہ ہدایت کیطرف بلائیں یہ کبھی بھی ہدایت قبول نہ کرینگے انکی سزا تو یہی ہے کہ یہ یکبارگی خس و خاشاک کی طرح ہستی سے اکھیڑ کر پھینک دیئے جائیں مگر وربک الغفور ذوالرحمۃ آپکا خدا بخشنے والا رحم والا ہے اگر وہ لوگوں کی گناہوں پر گرفت کرتا تو فوراً مرا چکھا دیتا لیکن ہر کام کیلئے اسنے وقت مقرر کر رکھا ہے انکیلئے بھی ایک وقت مقرر ہے جس سے پہلے نہ کوئی ہٹا سکتا ہے بند و بست نہ کر سکینگے اور اسپر بھی انکو یاد نہ ہو تو ابھی ظاہری نشانی تو موجود ہی عاد ثمود و لوط کی الٹی اور برباد شدہ بستیوں کو دیکھ لیں وہ بھی انکی طرح مو پر دفعۃً ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انکے لئے بھی ایک وقت مقرر تھا

ع

سلہ یعنی اس وعدہ کے آنے کے بعد کوئی انکی تدبیر سے ٹال نہیں سکیگا بعض نے دو دوزخ کی صحیح تیکوئی راجح کی ہے اور دن مبنی ہو کہ آگے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے جسکو دور کر سکنیکی کسی کی قدرت ہے اور کوئی پناہ نہیں عذاب موعود ہی اسکا جائے قرار میں پناہ پیچھے سے ٹل جاتا ۱۲ منہ

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

اور جبکہ موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہہ نہ پہونچ لوں یا سالہا سال نہ چلا جاؤں برابر ارادہ سے کبھی نہ ٹلونگا پھر جبکہ وہ دونو دریاؤں کے ملنے کے موقع پر پہونچے تو اپنی لی ہوئی مچھلی بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ کر کے

سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ

اپنا رستہ بنا لیا پھر جب وہ دونو آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمکو اسے اس سفر (منزل) میں بڑی تکان پہونچی اسنے کہا لیجئے دیکھو جبکہ ہم اس پتھر کے پاس ٹھیرے تھے تو مچھلی کو میں بھول آیا

الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۝

اور مجھے شیطان ہی نے بھولا دیا کہ میں اسکا آپ سے ذکر کرتا اور (جبکہ) اسنے دریا میں اپنا رستہ عجب طرح سے بنایا تھا موسیٰ نے کہا یہی تو وہ جگہہ ہے کہ جسکی ہمکو تلاش تھی۔ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان کو تلاش کرتے ہوئے واپس پھرے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

تو موقع پر پہونچکر انکو ہمارے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ ملا کہ جسکو ہمنے اپنی خاص رحمت دی تھی اور جسکو اپنے یہاں کا خاص علم سکھایا تھا اس سے موسیٰ نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپکے ساتھ رہا کروں بشرطیکہ جو کچھ علم الہی آپکو سکھایا گیا ہے مجھے بھی

عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ۝

کچھ مجھے بھی سکھائیں اسنے کہا تو ہرگز میرے ساتھ ٹھیر نہ سکیگا اور جو بات تمہاری سمجھ سے باہر ہے تم اسپر کیونکر صبر کر سکتے ہو

ترکیب

اذ قال ظرف ہے اذکر محذوف کا۔ لا ابرح اسکی خبر اسیر محذوف ہے لدلالۃ حالہ وہو السفر۔ اور ممکن ہے کہ اصل کلام یوں ہو لا یبرح مسیری حتی ابلغ پس حتی ابلغ خبر ہوگا پس مسیر مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ یٰ متکلم کو اسکی جگہہ قائم کردیا لا ابرح تامہ بھی ہوسکتا ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں مجمع بینہما بینہما ظرف کی طرف مجمع کو علی الاتساع مضاف کردیا گیا۔ ان اذکرہ بدل ہے ضمیر منصوب سے جو انسانیہ میں ہے اے ما انسانی ذکرہ الا الشیطان خبرا نصب علی التمیز ہے یا مصدر ہے لم تحط کا کس لئے کہ لم تحط بمعنی لم تخبرہ ہے۔

تفسیر

یہاں سے پھر مسئلہ نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے۔

یہ دوسرا واقعہ ہے اول اصحاب کہف کا تھا اسمیں یہود پر تعریض ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیتے تھے اور جملہ علوم کا انہیں کو سرچشمہ خیال کرتے تھے اسمیں اشارہ ہے کہ دنیا میں ان سے بھی بڑھکر باکمال تھے۔ اب یہ کیا ضرور ہے کہ جو کچھ انکی کتاب میں نہو وہ غلط ہے علوم الٰہی کا خاتمہ نہیں ہوگیا اسمیں آنحضرت صلعم کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اس قصہ کا مجملاً بیان صحیح بخاری کی اُس روایت کے موجب جو ابی بن کعب سے مروی ہے یوں ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ کسینے پوچھا سب میں زیادہ عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں یہہ بات خدا کو ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ سب میں زیادہ عالم ہونا اللہ کے لیئے کیوں نہ کہا؟ تب خداتعالے نے انکو حکم دیا کہ مجمع البحرین کے موقع پر تم کو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو وہ تمسے بھی زیادہ عالم ہے موسےٰ نے عرض کیا کہ ان تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْـَٔلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ع

موسیٰ نے کہا انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائینگے اور میں کسی بات میں بھی آپ کے خلاف نہ کرونگا۔ اسنے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہے تو مجھسے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ میں خود ہی تجھسے اسکا ذکر کردوں

فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا رَكِبَا فِي ٱلسَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا إِمْرًا ۝ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب دریا میں کشتی پر سوار ہوئے تو خضر نے اسمیں شگاف کردیا موسیٰ نے کہا کیا کشتی کے لوگوں کو ڈبانے کیلئے اسکو پھاڑ ڈالا البتہ تو نے ایک عجیب کام کیا۔ خضر نے کہا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ

مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۝ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا لَقِيَا غُلَٰمًا فَقَتَلَهُۥ قَالَ أَقَتَلْتَ

نہ ٹھہر سکیگا موسیٰ نے کہا آپ بھول چوک پر مجھے مواخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ پر سخت گیری نہ کیجئے۔ پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ دونوں کو ایک لڑکا ملا تو اسکو اسنے مار ڈالا موسیٰ نے کہا آپ نے کیوں

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝

ایک بیگناہ کو ناحق مار ڈالا؟ البتہ آپ نے بُری بات کی

فرمایا اپنے تھیلے میں ایک تلی ہوئی مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہوجاوے وہ شخص وہیں ملیگا پس موسیٰؑ مچھلی تھیلے میں ڈال کر یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے چلتے چلتے ایک موقع پر (سمندر کے کنارہ) پہنچے تو ایک پتھر پر سر رکھکر سوگئے مچھلی اُس تھیلے میں سے تڑپکر دریا میں جاگری اور جہاں تک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوتا جاتا تھا حکم الٰہی سے پانی اِدھر اُدھر سے ملنے نہیں پاتا تھا پھر بیدار ہوئے تو یوشع کو یاد دلانا یاد نہ رہا کہ اس مقام پر مچھلی گم ہوگئی ہے اس رات دن تک چلا کئے یہاں تک کہ جب اگلے روز صبح کا وقت آیا تو موسےؑ نے اپنے جوان یعنی مرید یوشع سے کھانا مانگا۔ اس سے پہلے منزلوں میں موسیٰ نہ تھکے تھے لیکن اس منزل میں تھک گئے جو مقام مطلوب کو چھوڑ کر چلے تھے مچھلی کو دیکھا تو ندارد یوشع نے عذر کیا کہ کمبخت شیطان نے مجھے یاد دلانا بھلادیا یہ اُس پتھر کے پاس گم ہوگئی تھی سو دونو اُلٹے پھرے اور اس پتھر کے پاس آئے تو موسیٰؑ کو وہ شخص ملا کہ جسکو علم لدنّی دیا گیا تھا موسیٰؑ نے السّلام علیکم کہا انہوں نے جواب دیکر پوچھا کون ہو؟ کہا موسیٰ نبی اسرائیل۔ اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم لدنّی سیکھوں خضرؑ نے فرمایا اے موسیٰ تجھکو خدا نے جو علم دیا ہے اسکو میں نہیں جانتا اور جو علم مجھے عطا ہوا ہے اسکو تو نہیں جانتا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکوگے موسیٰؑ نے کہا انشاءاللہ میں برداشت کرونگا اور کسی بات میں آپکے خلاف نہ کرونگا۔ پھر تمام قصہ مروی ہے کہ دریا میں انکو ایک کشتی ملی اسپر سوار ہوئے تو خضرؑ نے ایک تختہ نکالدیا موسیٰؑ نے کہا واہ خضر کرایہ سوار کیا اسپر آپنے یہ سلوک کیا؟ خضرؑ نے کہا لو خصت۔ موسیٰؑ نے عذر کیا کہ بھول کر سوال کیا آئندہ ایسا نہ ہوگا پس کشتی سے نکلکر چلے تو ایک جوان لڑکا ملا جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضرؑ نے اسکو مار ڈالا موسیٰؑ نے کہا اس بیگناہ کو بے ناحق قتل کیا یہ بُری بات کی خضرؑ نے اب کی بار نہایت برہم ہوکر کہا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ رہ سکوگے اسلئے الم اقل کے بعد تاکید کے لئے لک لام و کاف زیادہ کیا پھر موسےؑ نے عذر کیا اور شرط کرلی کہ اگر اب کے پوچھوں تو اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آگے چلے تو ایک گاؤں میں پہنچے ہر چند انہوں نے دستور کے موافق گاؤں والوں سے کھانا مانگا ضیافت چاہی مگر انہوں نے صاف جواب دیدیا اسی گاؤں میں ایک دیوار تھی جو گرا ہی چاہتی تھی۔ خضر علیہ السلام نے اسکو سیدھا کردیا اب تو حضرت موسیٰؑ کو تاب نہ رہی۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ○ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ○

اسنے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکیگا؟ موسیٰ نے کہا اگر اسکے بعد میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا آپ کو میری طرف سے عذر پہونچ چکا

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ

پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس آئے تو اُن سے کھانا مانگا انہوں نے انکی ضیافت دینے سے انکار کیا پھر انکو وہاں ایک ایسی دیوار ملی کہ گرا ہی چاہتی تھی تو اسکو سیدھا کردیا موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو

لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ○ قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ○ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ

اس کام کی اجرت لے لیتے اسنے کہا اب یہ میرے اور تیرے بیچ جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں کا راز بھی بتلائے دیتا ہوں کہ جن پر تو صبر نہ کرسکا وہ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی

يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ○ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا

جو دریا میں مزدوری کرتے پھرتے تھے پھر میں نے اس میں عیب کردینا چاہا کیونکہ ان محتاجوں کے آگے ایک بادشاہ تھا کہ کشتی کو زبردستی پکڑ لیتا تھا اور رہا لڑکا سو اسکے ماں باپ ایماندار تھے سو ہمکو ڈر ہوا کہ

أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ○ فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ○ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ

انکو بھی کفر اور ظلم میں مبتلا کرکے نہ پھنسا دے پھر ہم نے چاہا کہ انکا خدا اسکے بدلہ میں انکو ایسی اولاد دے جو ستھرائی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے اقرب ہو اور رہی دیوار سو وہ اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا

اور اس کے نیچے انکا خزانہ تھا اور انکا باپ نیک مرد تھا سو تیرے رب نے یہ چاہا کہ وہ جوان ہوکر اپنا خزانہ نکالیں تیرے رب کی عنایت سے اور یہ میں نے

فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ○

اپنی خوشی سے نہیں کیا تھا یہ ہے راز اسکا کہ جس پر تو صبر نہ کرسکا

اور جو جانکر سوال کیا کیونکہ انکے پاس رہنا تو مقصود ہی نہ تھا کہنے لگے کہ ایسے اس دیوار کے سیدھا کرنے کی اجرت لے لینی چاہیئے تھی انہوں نے ہمارا حق مہمانی بھی ادا نہیں کیا۔ حضرؑ نے کہا لو اب مجھ میں اور تم میں جدائی ہے مگر میں تمکو ان تینوں باتوں کا سر بتلائے دیتا ہوں کہ جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا کشتی کی بیئے وہ بیچارے غریبوں کی کشتی تھی جو اسکے ذریعہ سے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے اور آگے ایک بادشاہ بیگار میں زبردستی کشتیاں پکڑ رہا تھا میں نے اسکا ایک تختہ نکالکر عیب دار کردیا تاکہ بادشاہ اسکو نہ پکڑے چنانچہ اسنے نہ پکڑا اور تختہ لگاکر کشتی کو انہوں نے درست کرلیا۔ اب بتلائیے یہ کام اچھا تھا یا برا؟ اور وہ جو لڑکا تھا وہ نہایت شریر اور سرکش تھا اسکے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ اسکی محبت میں اگر کہیں وہ بھی کفر و سرکشی میں مبتلا نہ ہوجاویں اسلیئے خدا کو منظور ہوا کہ یہ مرجاوے اور اسکے بدلے انکو اور اولاد ملے جو خیراً منہ زکوٰۃً نیکی و صلاح میں اس سے بہتر ہو اور اقرب رحما وصلہ رحمی اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اس سے بہتر ہو چنانچہ اسکے بعد انکے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک تھی جسکے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ وہ جوان تھا اسکو کم عمر ہونے کی وجہ سے اسکو لڑکا کہا اور چونکہ خوبصورت تھا اسلیئے اسکو ستھرا کہا۔ کلبی کہتے ہیں وہ جوان تھا راہزنی کرکے مال اپنے ماں باپ کے ہاں لاتا تھا۔ ضحاک کہتے ہیں لڑکا تھا مگر فساد کیا کرتا تھا جس سے اسکے والدین کو ایذا ہوتی تھی (معالم التنزیل) کہو اس میں ارادہ الٰہی کے موجب کیا برائی ہے؟

اسے رہی دلواریں وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جسکے نیچے انکا خزانہ مدفون تھا۔ اور انکا باپ نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو اسکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا منظور تھا کہ جوان ہوکر وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور یہہ گر پڑتی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلیئے اسکو درست کر دیا کہ انکی جوانی تک نہ گرے۔ کہئے اسپر کیا اجرت لینی مناسب تھی ؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہوکر بنی اسرائیل میں آ گئے لیکن معلوم ہوگیا کہ دنیا میں خدا کے بندے مجھ سے بھی زیادہ عالم ہیں۔

ابحاث

(اول) یہہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گزرا ہے ؟ حالانکہ اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اسکا کہیں ذکر نہیں وہ اسکے منکر ہیں علماء اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے اسی لئے مجمع البحرین یعنی دو سمندروں کے ملنے کے موقع میں اختلاف کیا ہے قتادہ بحر فارس و بحر روم مشرقی جانب کا کہتے ہیں محمد بن کعب طنجہ بتلاتے ہیں ابی بن کعب افریقہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہی ہے کہ یہہ واقعہ اسوقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر قلزم کو عبور کرکے ملک عرب کے شمالی و مغربی کناروں میں آ رہے تھے اور بحرین سے مراد بحر قلزم کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دور تک جاکر دو شاخ ہوگئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جدا ہوتی ہیں گویا وہ ان دونوں شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہونیکی جگہہ ہے انہیں دو شاخوں کے بیچ میں کوہ سینا اور دریب اور دو مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں۔

چنانچہ جغرافیہ فرہاد صفحہ ۳۴۵ کے حاشیہ میں یہہ ہے و باعتقاد من مجمع البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عزوجل حتی ابلغ مجمع البحرین الخ ملتقاے خلیج عقبہ و خلیج سویس است و اکثر مفسرین بانتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملتقائے بحر عمان و سند گرفتہ اند و حضرت موسیٰ با این

صفات عبور نکرمودہ و اہم قدیم عقبہ ایلہ است و اکثر ہے نیز ایلہ راندہ انستہ اند و ایلہ بصرہ خواندہ اند بہمیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اہتی

اور سب موجودہ بیں اسکا درج نہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہہ قصہ واقع نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تھیں کہ جنکو سب اہل کتاب کہتے ہیں معقود ہوگئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ محال گفتگو تھی۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ موسیٰ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران ہارون علیہما السلام کے بھائی ہیں۔ مگر کعب احبار کی بیوی کا بیٹا نوفل بکالی یہہ کہتا تھا کہ یہہ اور موسیٰ ہیں جو منسی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تکذیب کردی کہ وہ غلط کہتا ہے۔

وہ شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون تھے ؟ علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہہ سبزہ سے ہریالی ہو جاتی تھی اسلیئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے معنی سبز کے ہیں۔ یہہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوئے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے ؟ توریت سفر پیدائش کے چودہویں باب کے اخیر میں ملک صدق کا ذکر آیا ہے کہ اُسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور وہ خدا کا کاہن تھا پھر اسی ملک صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامۂ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہہ لکھا ہے۔ کیونکہ یہہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ تھا خدا کا کاہن تھا جسنے ابراہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھر آتا تھا استقبال کیا اور اسکے لیئے برکت چاہی جسکو ابراہام نے سب چیزوں کی

خضر کی تحقیق

وہ کہلائے دی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق راستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہ ٹھہر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جسکی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق وہی شخص ہے کہ جسکو اہل اسلام خضر سے تعبیر کرتے ہیں اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد امجد اور ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی۔ شاید پولوس کا یہ کہنا کہ انکے نہ ماں تھی نہ باپ نہ اسکی عمر کی ابتدا ہے۔ مبالغہ پر محمول ہو اور اپنے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لیے یہ بات کہی ہو۔ والعلم عند اللہ۔

خضر علیہ السلام

کے بارہ میں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کرکے (جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشا کی نماز پڑھکر یہ فرمایا تھا کہ آجکی رات جو زمین پر زندہ ہے سو برس کے اخیر تک مر چکیگا) یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بموجب حدیث مذکور مر گئے مگر اکثر علماء فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاس اور سال بھر میں دونوں ایکبار ملاقات بھی کرتے ہیں حدیث مذکور میں جو سو برس کے بعد مرنا آیا ہے وہ اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کرکے فرمایا ہے عموم مراد نہیں کہ جنکی زندگی محض اسکی قدرت کاملہ کے اثر سے ہو وہ بھی اسمیں شامل ہو جاویں۔

خضر کی زندگی کی بابت یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ وہ سکندر ذوالقرنین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذوالقرنین آب حیات کے چشمہ کا پتہ نہ پا سکے اور خضر نے وہاں پہنچکر وہ پانی پی لیا جسلئے انکی زندگانی ہمیشہ تک رہیگی اور نیز یہ کہ خضر دریاؤں پر رہتے ہیں وہاں کے کاروبار انہیں سے متعلق ہیں یہاں تک کہ عوام کنوؤں نالابوں نہروں پر بھی خضر کے نام کا چراغ جلاتے اور دلیہ پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں اور انکے نام کی دہائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اسکا ثبوت ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کے کسی قول سے۔ اور انکی پرستش کرنا اور دہائی دینا تو صریحاً ممنوع ہے۔

(رسوم) باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے انکو توریت دیگئی تھی خدا تعالےٰ سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل نہ تھا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے۔

اسکا یہ جواب ہے کہ انسانوں میں سے بعض نفوس ایسے ہی ہوتے ہیں کہ انکے قوی خیالیہ وحسیہ انوار ولمعان روحانی کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ اسقدر یہاں تک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جاوے تو کچھ بعید نہ ہو اور انکی روح علوم ومعارف الٰہیہ کے لیے ایک آئینہ مجلا ہوتی ہے تب انپر ملائکہ کی وساطت وغیرہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں اور اسیکو علم لدنی کہتے ہیں گرچہ سب انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں مگر ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است۔ ہر ایک کے مراتب متفاوت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم خلق کی طرف زیادہ توجہ تھی انپر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت خضر علیہ السلام کے

کہ وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں لگئے تھے اسلئے نظر سے غائب ہو جانا اور ہزاروں کوس دم مارنے میں چلا جانا سمندروں سے پار اتر جانا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر انکے افعال کسی سر کی وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ سے خضرؑ نے کہا تھا کہ تمکو اور علوم مجھے اور علوم دیئے گئے ہیں تم ہمارے ساتھ نہ رہ سکو گے آخر موسیٰؑ نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے آئے۔

(چہارم) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جنکو ابدال و اوتاد و اقطاب کہتے ہیں۔

ف

مگر جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہ سمجھ لینا کہ بابا شریعت اور ہے طریقت اور ہے نماز و روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلاء کا ایسے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا بنگ نوشی کرنا اور معترض کو یہ کہنا کہ بابا موسیٰؑ نے بھی خضرؑ پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (یعنی تکیہ میں بنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیر ذلک من الخرافات محض وسوسۂ شیطانی اور دام تزویر ہے معاذ اللہ اقطاب و ابدال ایسے منہیات کے کب مرتکب ہوئے ہیں خضر علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو کہ ان میں سے کوئی بات خلاف شرع نہ تھی۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے رہا کشتی کا تختہ نکالنا کہ جس سے وہ غرق نہوئے اور انکی کشتی بچ گئی ایسی ہی بات ہے کہ جسطرح سر کے بال مونڈ دینے سے کیسا مرض دفع کر دیا جائے رہا اس بدبخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور قزاق تھا یوں تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

ف

ہنود کے معارضہ کا جواب

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انپر یہ الزام لگایا گیا کہ کرشن نے گوپیوں سے ایسا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے ذراسی بات پر اتنے لوگوں کو بیرحمی سے قتل کر ڈالا تو ہنود کے رئیس المناظرین لالہ اندرمن نے حضرت موسیٰؑ کا قبطی کو مکا مارنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی کا تختہ اکھیڑنا لڑکے کو قتل کرنا حضرت آدمؑ کا بھول کر گندم کے درخت کو کھانا گنوا دیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصے جو ہمارے خوش اعتقاد راویوں نے اہل کتاب سے لیئے تھے بیان کر دیئے کہ دیکھو تمہارے مسلم بزرگوں نے کیا کم کیا ہے؟ اس جواب سے ناواقف ہنود نوشا بد خوش ہو گئے ہوں گے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضرؑ و موسیٰؑ و آدمؑ کا یہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ حیرت انگیز ماجرے جو انکی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں جسکی تشریح سوط اللہ الجبار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

ف

قرآن مجید میں جو خضر علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک میں امت کے لئے عجب رموز ہیں۔ اول کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچا دینا اس بات کی تعلیم ہے کہ تھوڑے سے نقصان پر نا صبر ہونا چاہیئے انہیں جانے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہ بھی کہ کسی غریب کو للہ کشتی میں سوار کرنا یا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا آسمانی ہلاکتوں سے بچنے کا سبب ہو جاتا ہے (۲) نیک آدمی پر صدمہ آنا کسی مصلحت الٰہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بدبخت لڑکے کا مرنا جو دنیا و آخرت میں تنگی کا باعث تھا جسکے بدلے میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے جیسا کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ کہدو کہ اس میں سے اسکا کچھ حال سناتا ہوں ۔ ہم نے اسکو ملک میں بڑی قوت دی تھی اور اسکو ہر ایک طرح کا سازو سامان عطا کیا تھا چنانچہ وہ سازو سامان تیار کرکے (سفر کا ارادہ کیا)

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ

یہاں تک کہ جب وہ آفتاب غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اسکو وہ ایک گرم (یا سیاہ) چشمے میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہاں اُسنے ایک قوم کو بھی پایا ہم نے کہا اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے یا انکو سزا دے اور یا ان سے نیک

فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ

سلوک کر (لوگوں سے) اُسنے کہا کہ جو ان میں ظالم ہے اسکو تو ہم سزا ہی دونگا پھر وہ اپنے رب کے پاس رد اہ ہوگا پھر تو وہ اسے اور بھی سخت سزا دیگا اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اسنے نیکی بھی کی ہوگی تو اسکو

الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝

(خدا کے پاس بھی) بدلہ ملیگا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسکو آسان ہی حکم دینگے

ترکیب

عن یسئلونک سے متعلق ذکرا اتلوا کا مفعول ۔ مکنا کا مفعول امرہ محذوف وجدہا جواب ہے اذا بلغ کا تغرب جملہ حال ہے ضمیر وجدہا سے یا مفعول وجد حمئۃ ذات حمأۃ الحمأۃ الطین الاسود ۔ وقرأ ابن عامر وحمزہ حامیۃ ای حارۃ آا تخیر کے لئے جزاء کو حمزہ کسائی حفص بالنصب والتنوین پڑھتے ہیں اور باقی بالرفع والاضافۃ ۔ اول تقدیر پر فلہ الحسنی جزاء جیسا کہ کہتے ہیں لک ہذا الثوب ہبۃ ۔ دوسری صورت میں الحسنی کا موصوف الفعلۃ مقدر ماننا جاویگا یا المثوبۃ پس یہ اضافۃ موصوف ہوگی المثوبۃ الحسنی کی واضافۃ الموصوف الی الصفۃ کثیر۔

تفسیر

یہ تتمہ قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا انا مکنا سے تمہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ ہمنے ذوالقرنین کو دنیا پر قابو دیا تھا اور ہر ایک قسم کا سازوسامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب سے علم تاریخ مدون ہوا ہے تب سے ایسے سازو سامان جو اب ہیں ریل و خانی جہاز یہ نہیں جانتے مگر تواریخ سے پہلے غیر معلوم زمانہ میں جانے کیا کیا صنعتیں تھیں اور ست گئیں جنکے بعض آثار قدیم خرابات کے کھودنے سے برآمد ہوتے ہیں) فرماتا ہے فاتبع سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا سازو سامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی سمت کو روانہ ہوا یہاں تک کہ انکو آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اگرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا ہوا معلوم ہوا کرتا ہے ۔ اور جیسے حمئۃ پڑھا ہے اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے سیاہ دلدل ہوگا جس میں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا ۔ القصہ وہاں ایک بت پرست قوم ملی جسکی نسبت خدا نے ذوالقرنین کو بالہام یا بواسطہ نبی یہ حکم دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ اُنسے کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا وہ جو ان میں ظالم و سرکش ہیں میں انہیں سزا دونگا یعنی مار ڈالونگا جو اس کے بعد وہ اپنے رب کے ہاں جا کر اور بھی سخت عذاب پاوینگے یا یہ مراد کہ سزا دونگا کوئی سزا ہو پھر مرنے کے بعد وہ وہاں اور بھی سزا پاوینگے اور جو ان میں ایماندار اور نیک ہو جاوینگے ان کو اچھا بدلہ انعام و اکرام دونگا اور اپنی حکومت و ریاست کے امر میں بھی اُن سے نرمی برتونگا چنانچہ ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا۔

ذوالقرنین کے حالات

ذوالقرنین کا سفر مغرب

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ○ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ

پھر وہ دوسرے سامان کی پیچھا کی یہاں تک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ (یعنی مشرق میں) پہنچا تو اسی آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع کرتے ہوئے پایا کہ جن کے لئے ہم نے آفتاب سے بچنے کیلئے کوئی اوٹ نہ بنائی تھی یونہی ہے اور اسکے حال کی پوری پوری خبر ہمکو ہی

خُبْرًا ○ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ

پاس ہے پھر ایسے سامان کی پیچھا کی یہاں تک کہ جب وہ پہاڑ کے دو دروں میں پہنچا تو انکے پار ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی۔ انہوں نے (مترجم کی معرفت) کہا اے ذوالقرنین

يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

یاجوج و ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے پھر اگر آپ کہیں تو آپ کے لئے ایک محصول قائم کریں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور انکے بیچ کوئی مستحکم دیوار بنا دیں اسی کہا کہ جو کچھ میرے رب نے مجھے مقدور دے رکھا ہے وہی کافی ہے

فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ○ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ

پھر تم ایسے (ہاتھ پاؤں کی) طاقت سے میری مدد کرو کہ میں تمہارے اور انکے درمیان ایک آڑ بنا دوں مجھے لوہے کے تختے لا دو (وہ لائے اور کام شروع ہوا) یہاں تک کہ جب پہاڑ کے دونوں کنارے برابر کر دیا تو کہا دھونکو (دھونکنے لگے) یہاں تک کہ جب اسکو لال کر دیا (آگ ہو گئی)

قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ

تو اسے کہا کہ اب تم میرے پاس تانبا لاؤ کہ پگھلا کر اس پر ڈال دوں (بس ایسی مستحکم اور بلند دیوار تیار ہو گئی) کہ یاجوج ماجوج نہ تو اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نقب لگا سکتے تھے (دیوار کو دیکھ کر) ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ○

آویگا تو اسکو ڈھا کر برابر کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے

السدین ای الجبلین المبنی بینہما سدہ وہما جبلان منیفان فی اواخر الشمال فی منقطع ارض الترک من ورائہما یاجوج و ماجوج۔ ویبن ہہنا مفعول بہ وہو من الظروف المتصرفۃ۔ خرجا جعلا نخرجہ من اموالنا۔ ردما حاجزا حصینا وہو اکبر من السد من قولہم ثوب مردم اذا کان رقاع فوق رقاع۔ الصدفین الصدف محرکۃ کل شئ مرتفع من حائط ونحوہ ای جانبی الجبلین۔ فما اسطاعوا بحذف التاء حذرا من تلاقی متقاربین اے التاء والطاء۔

پھر وہاں سے بلاد مشرقیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچے کہ جنکے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی خیمہ یا مکان نہ تھا بس اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے۔ فرماتا ہے کذلک الخ یعنی ہم علام الغیوب ہیں ذوالقرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے ہمکو معلوم ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور الحق یوں ہی ہے۔

ثم اتبع سببا یہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً شمالی رخ کا دھاوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے۔ شمال میں فتح کرتے کرتے دو پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج و ماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کرکے اس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گذر کر یہ دونوں قومیں انکے ملک میں قتل و غارت کرتے تھے اور اسپر انہوں نے کچھ روپیہ یا پیداوار دینے کا بھی وعدہ کیا ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کہ لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ لائے پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک درے کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا تو گرم کرکے یعنی پگھلا کر اسپر کسی حکمت سے تانبا یا سیسا ڈالدیا جس سے وہ دیوار ایک ذات ہو گئی سب جوڑ مستحکم ہو گئے کہ نہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج ماجوج اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں رخنہ کر سکتے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ تعمیر رحمت الٰہی ہے اسکے گرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا تو گر جاویگی اسلئے کہا کہ شکر گزاری کرتے ہیں ڈرتے رہیں۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ

اور اس روز ہم نے انکو ایسا کر چھوڑا کہ ایک دوسرے پر دھکا پیل کر رہا تھا اور صور پھونکا جاویگا پھر ہم ان سب کو جمع کر لیںگے اور ہم اس روز کافروں کے سامنے جہنم کو لاویں گے اُن کے کہ

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سن بھی نہ سکتے تھے

ترکیب

بعضہم مفعول اول ترکنا بمعنی جعلنا کا یموج جملہ مفعول ثانی وترکنا جملہ مستانفہ ہے۔ یومئذ یموج سے متعلق ہے۔ وکانوا معطوف ہے کانت اعینہم پر جو صلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا یہہ موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرون کی صفت یا نعت ہے۔

تفسیر

یہہ تتمہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کا۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اسروز یعنی وقت موعود پر جبکہ دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج اسمیں سے ادہر کے ملکوں میں آویگی تو یہہ اژدحام ہوگا کہ دھکم دھکا ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آوینگے اگر زمین میں فساد کرینگے قتل کرینگے کھیتیں اُجاڑیں گے۔ چونکہ دیوار کا ٹوٹنا یاجوج ماجوج کا باہر آکر فساد کرنا بلحاظ زمانہ ذوالقرنین کے ہزاروں سیکڑوں برس کے بعد ہوگا اور یہہ زمانہ اُس زمانہ کے خیال سے یقیناً قیامت کے قریب ہے اسلیئے اس مناسبت سے حشر کا مسئلہ شروع ہوا ونفخ فی الصور۔ صور پھونکا جاویگا دنیا نیست و نابود ہو جاویگی پھر دوسری بار صور پھونکے گا جس سے ہر شخص زندہ ہوگا وعرضنا جہنم الخ اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لاکھڑا کردیں گے تاکہ وہ اسمیں ڈالے جاویں وہ کافر کون لوگ ہیں؟ آپ ہی بتاتا ہے الذین الخ وہ کہ جنکی آنکھوں پر دنیا میں پردے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیوں اور آیات قدرت کو دیکھکر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود یہہ بات حاصل نہ تھی تو اُن کے وعظ و نصیحت کو بھی نہیں سنتے تھے۔ وترکنا الخ کے جو معنی ہمنے بیان کیئے ہیں انہیں معنی کی تائید سورۂ انبیاء کی اس آیت سے ہوتی ہے حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھولدینگے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ پھر واقترب الوعد الحق سے حشر کا برپا ہونا بیان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں عرضنا سے فرمایا۔ مگر بعض مفسرین یومئذ سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ جس روز دیوار قائم ہوئی تھی اور ترکنا ماضی کے صیغہ کو اپنے اصلی معنوں پر رکھتے ہیں انکے نزدیک اسکی یہہ معنی ہوئے کہ جس روز دیوار قائم ہوگئی تو یاجوج ماجوج وہیں ایک دوسرے پر باہر آنے کے لیئے گرتے پڑتے اور اژدحام کرتے رہگئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف آنیکے لئے گرا پڑتا تھا جیسا کہ اژدحام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ویسئلونک عن ذی القرنین الخ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش[1] نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں بطور امتحان کے پوچھیں تھیں منجملہ انکے ایک یہ بات بھی ہے۔ اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کر دیا ہے۔ اور قرآن مجید کے الفاظ بھی اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسمیں کچھ بھی شبہ نکرنا چاہیئے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا آیا خواہ وہ انکے طالموت میں ہو خواہ گمرا میں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یا تفسیر ہے یا انکی ان روایات میں جو زبانی یکے بعد دیگرے انکے ہاں متوارث چلی آتی تھیں ہر چہ باشد مگر وہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکھتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں بتلا سکتا اور اسی غرض سے بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے

[1] چنانچہ ابن جریر نے بسند ابن اسحاق عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں احبار یہود کے پاس بھیجا تاکہ ان سے پوچھکر بطور امتحان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں چنانچہ انہوں نے یہ تین سوال تعلیم کئے اور یہہ بھی کہدیا کہ اگر ان میں سے دو کا بھی جواب دیگا تو جانو کہ نبی برحق ہے اوّل اصحاب کہف کا حال پوچھو پھر اس بادشاہ کا جو مشرق و مغرب تک فتح کرتا ہوا چلا گیا تھا یعنی ذوالقرنین کا پھر روح سے سوال کرو ۱۲ منہ

پوچھا تھا۔ قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو ہمنے زمین پر زور آور کیا تھا اور اسکو ہر ایک طرح کے اسباب عطا کئے تھے پھر اُسنے مغرب کے رخ سفر کیا اور وہاں تک پہنچا کہ جہاں اسکو آفتاب ایک سیاہ اور گدلے چشمہ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا پھر وہاں سے لوٹ کر مشرق کیطرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پر پہنچا کہ جنپر آفتاب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا۔ پھر وہاں سے اُسنے ایک اور سفر کیا (جو غالباً سمت شمالی میں تھا اور قرائن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھ سکتے تھے (بغیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کسی خاص خراج دینے پر یہہ درخواست کی کہ یاجوج ماجوج مفسد لوگ ہیں ہماری ملک پر شورش برپا کیا کرتے ہیں آپ انکا رستہ بند کر دیجئے ذی القرنین نے خراج لینے سے تو انکار کیا اور لوہے کے تختے اُنسے مانگے کہ جنسے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چین کر اسکو گرم کیا اور پگلا ہوا تانبا ماسیسہ اُسپر ڈالکر ایسا مستحکم کر دیا کہ جسپر نہ وہ چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے۔ نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اور کس عہد میں تھا؟ اور نہ یہہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے۔ نہ اس بات کا ذکر ہی کہ ذی القرنین مشرق و مغرب میں انتہا تک پہنچ گئے تھے نہ یہہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کہ جسنے سد یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ نہ یہہ بتلایا کہ یاجوج ماجوج کون قوم تھی اور کہاں رہتی تھی اور اب بھی ہی کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کیسی قوم ہے انکے قد کیسے ہیں اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہ تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟ یہہ سب باتیں سوال سے زائد تھیں اسلئے انسے اعراض کر کے اصل قصہ بتلا دیا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا تفصیل وار قصے کہانی بیان کرنا مورخوں کا کام ہے۔ اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہاں تک ہوسکا انکا پتا نکالا۔ اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں مورخین اہل کتاب و اہل اسلام و دیگر تواریخ اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق اور اہل جغرافیہ سے مدد لی اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کے ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے میں انمیں باہم اختلافات بھی ظہور میں آئے اور کچھ عجب نہیں کہ انمیں کسی موقع میں اصلی بات رہگئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہو۔ اور ایسی باتوں میں کہ جہاں نہ کوئی نص قطعی رہنمائی کرتی ہو نہ کوئی اسوقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اختلاف ہونا ایک معمولی بات ہی نہ ان امور محوثہ کا انکی تحقیق کے موافق ہر ہر بات میں صحیح مان لینا فرض و واجب ہے نہ انپر کوئی وجہ انکار ہے

سب سے پہلی بات کہ ذوالقرنین کون تھا اور کہاں کا تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہوسکتا ہی کہ یہہ دیوار کسنے بنائی؟ پس جو اسکا بنانے والا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اب ہمکو اس سد کی تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہی؟ ہمارے سامنے حال کے بھی متعدد جغرافیہ اور کرۂ زمین کے صحیح نقشے دہرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں ان میں کسی جگہ یاجوج ماجوج قوم کا ذکر تک نہیں اور یہہ ممکن ہے کیونکہ حال کے جغرافیوں میں قوموں اور ملکوں کے وہی نام ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل متعارف ہیں اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں اور قوموں کے اور ہی نام ہوگئے پہلے نام بدل گئے ہوسکتا ہی کہ یاجوج ماجوج کو آجکل کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یاجوج ماجوج کا نام نہونا کوئی تعجب کی بات نہیں نہ اس بات کی دلیل ہی کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہوگئی اسی طرح اُس سد کا بھی ذکر نہیں اور یہہ بھی قرین قیاس ہے کسلئے کہ جغرافیوں اور نقشوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہہ دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تخمیناً ڈیڑھ سو گز کی ایک مرتفع اور مستحکم دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی بڑی صدہا چیزیں مذکور نہیں ہوتیں اب ہمکو مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ کو لیکر اسکے ساتھ اپنے سفرنامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے اور گویا حال کے جغرافیوں کی انہیں پر تقسیم اقالیم و جزائر و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہہ بھی درست ہی کہ آجکل سامان سفر جیسے مہیا ہیں اور جس آسان

طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہوسکتی ہے پہلے یہ بات نہ تھی اور اسی لئے حال میں اس فن میں بہت کچھ چھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کے فتوحات مشرق و مغرب تک پھیل گئے تھے اور وہ باوجود صعوبتِ سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے امور کی تحقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھ ان مقامات و بلاد و ممالک کے احوال قلمبند کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے سبب سے جغرافیہ ایسے موجود ہیں جن میں سے اکثر کو اہل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے اُنمیں سے میرے پاس اسوقت یہہ کتابیں موجود ہیں جن سے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا اور انکے شہروں اور مشہور مقاموں کا بڑی تشریح کے ساتھ حال معلوم ہوسکتا ہے (۱) کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۳ء (۲) الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء بیرون سندھ میں کوئی قریہ یا شہر تھا شاید اب بھی ہو یہہ شخص بڑا حکیم و منجم سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدائن والآفاق اسکا مصنف علوی ادریسی چھٹی صدی ہجری میں تھا یہہ جغرافیہ یونانی اور اس وقت کے جغرافیوں سے ملخص کر کے جزیرہ صقالیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع تالیف یاقوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۳۰۲ ہجری (۶) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم تالیف شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البناء الشامی المقدسی المعروف بالبشاری مطبوعہ لیڈن مطبع بریل ۱۸۷۷ء اسکا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۷) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی مطبوعہ مطبع بریل واقع شہر لیڈن ۱۸۷۰ء (۸) تقویم البلدان تالیف السلطان عماد الدین اسمٰعیل بن الملک الافضل یعنی ابوالفداء مطبوعہ پیرس ۱۸۴۰ء (۹) مقدمہ ابن خلدون یہہ شخص جو آٹھویں صدی میں گذرا ہے بڑا حکیم تھا اسنے اپنے جغرافیہ کو حکیم بطلیموس کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیحؑ سے تھوڑے دنوں بعد گذرا ہے اور نیز رجار و ابن مسعودی و حوقلی و قدری و ابن اسحاق منجم و نزہۃ المشتاق سے بھی لیا ہے۔ اور اقالیم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے کہ حال کے جغرافیوں سے سرمو تفاوت نہیں ہے کہنا صرف ناموں کا فرق ہے۔ اسنے اپنے مقدمہ میں تین جگہہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱۰ میں کہتا ہے وفی الجزء التاسع من ہذا الاقلیم الخامس

فی الجانب منہ بلاد خصناخ وہم قفجاق یحوز بہا جبل قوقیا حین ینعطف من شمالہ عند البحر المحیط و یذہب فی وسط الی الجنوب بانحراف الی الشرق فیخرج فی الجزء التاسع من الاقلیم السادس

ویمر معترضا فیہ وفی وسطہا سد یاجوج و ماجوج وقد ذکرناہ وفی الناحیۃ الشرقیۃ من ہذا الجزء ارض یاجوج وراء جبل قوقیا علی البحر قلیلۃ العرض مستطیلۃ احاطت

بہ من شرقہ و شمالہ انتہی کہ اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خصناخ کے بلاد ہیں کہ جنکو قفجاق کہتے ہیں کہ جنہیں سے قوقیا پہاڑ گذرتا ہے جبکہ وہ بحر محیط کے پاس سے ہوکر شمال کی طرف کو مڑتا ہے قدرے شرق کو مائل ہوکر تب وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں سے وہ موڑ کھا کر نکلتا ہے اور اسی جگہہ اسکے وسط میں یاجوج ماجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے سمندر کے رخ مستطیل ٹکڑا ہے ۔ قوقیا غالباً کوہ الطای کو کہتے ہیں اور اسی کے موڑ میں ایک جگہہ وہ دیوار ہے اور کوہ طئی کے پرلی طرف منغولیا اور منگولیا مغلوں کی قومیں ہیں جنکو یاجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہہ لوگ سخت خونخوار درندے اور وحشی اور سفاک کافر تھے جنکا ہمیشہ شکار ہے ۔ پہلے زمانوں میں یہہ لوگ ادھر تو چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جسکے روکنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۳ برس پیشتر فغفور چین نے دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل سے لیکر پندرہ سو میل تک کیا گیا ہے یہ مستحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائب روزگار میں شمار کی جاتی ہے ادھر یہہ سفاک قوم اس پہاڑ کے درہ میں سے گذر کر ترکستان پر تاخت و تاراج کرنے آیا کرتی تھی ۔ اب ہم یہہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کئی جگہہ ہیں ؟ (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں ایک دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں

جسکو بعض مورخین چی وانگٹی معفور چین نے بنایا تھا (۲) دوسری وہ دیوار جو سلاطی کے کسی درہ کو بند کئے ہوئے ہے جسکا ابن خلدون نے بھی ذکر کیا اور اسکو اکثر مورخین اسلام سد یاجوج کہتے ہیں جسکی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی تھی چنانچہ البوریحان بیرونی اپنی کتاب آثار باقیہ مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں

فاما الروم الذی بین السدین فان ظاہر القصۃ فی القرآن لا نص علی موضعہ من الارض وقد نطقت الکتب المشتملۃ علی ذکر البلاد والمدن کجغرافیا وکتب المسالک والممالک علی ان ہذہ الامۃ اعنی یاجوج وماجوج ہم صنف من الاتراک المشرقیۃ الساکنۃ فی مبادی الاقالیم الخامس والسادس ومع ہذا حکی محمد بن جریر الطبری فی کتاب التاریخ ان صاحب آذربیجان ایام فتحہا وجہ انسانا الیہ من ناحیۃ الخزر فشاہدہ ووصفہ بانہ بناء باسق ساتر اسود وراء خندق وثیق منیع وحکی عبداللہ بن خرداذبہ من الترجمان ان الخلیفۃ الواثق باللہ رای فی المنام ان ہذا الردم قد فتح فوجہ خمسین رجلا لمعاینتہ فسلکوا من طریق باب الابواب واللان والخزر حتی وافوہ وشاہدوہ معمولا من لبن حدید مشدود بالنحاس المذاب وعلیہ باب مقفل وحفظۃ من اہل البلاد القریبۃ منہا وانہم رجعوا فاخرجہم الدلیل الی البقاع المحاذیۃ لسمرقند انتہی

کہ اس دیوار کا قرآن نے کوئی موقع ومحل نہیں بتلایا کہ کس جگہ ہے؟ ہاں کتب تواریخ وجغرافیہ میں تو یہ ہے کہ یاجوج ماجوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے جو اقلیم خامس وسادس کے مشرق میں رہتے ہیں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ والی آذربیجان نے جب اس ملک کو فتح کیا تو کسی کو اس دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو بحیرۂ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور دیکھکر آیا اور ابن خرداذبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تب اسکی تحقیق کے لئے پچاس آدمیوں کو روانہ کیا جو باب الابواب اور لان اور خزر کی راہ سے گئے اور اسکو دیکھکر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کے تختوں یا اینٹوں سے بنائی گئی ہے نہایت بلند ومستحکم اور اسمیں دروازہ بھی ہے جسپر قفل لگا ہوا ہے پھر جو اس جماعت کو راہبر نے واپس نکالا تو سمرقند کے محاذی آنکلے۔ اور کتاب احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم میں اسی بات کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے مگر معتصم کی جگہ واثق باللہ عباسی خلیفہ کا معاملہ بتلایا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا افسر محمد بن موسی خوارزمی منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بہت کچھ دیا تھا اور بادشاہوں کے نام نامے بھی لکھ دئے تھے پھر یہ جماعت طرخان کے ملک سے ہوکر اس مقام پر پہنچی کہ جہاں یہ دیوار ہے آکر انہوں نے تفصیل بیان کی کہ ڈیڑھ سو گز کا دو پہاڑوں میں ایک گھاٹا ہے جسکو دیوار نے جکڑ رکھا ہے جسکا عرض بندرہ بندرہ گز ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر پگھلے ہوئے تانبہ سے انکی درزیں ملائی گئی ہیں) ایک مستحکم دروازہ بنا کر بڑے مستحکم آہنی کواڑوں سے بند کر دیا ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۹ میں شہر صغانیاں کی مسافت یوں بیان کرتا ہے کہ یہاں سے شوبان تک دو دن کا رستہ ہے پھر اندیان تک ایک روز کا پھر واشجرد تک ایک روز کا اور وہاں سے ایلاق ایک دن کا اور وہاں سے دربند ایک روز اور یہاں سے جاؤگان ایک روز کا انتہی۔ غالباً دربند ایک دوسری عمارت ہے جو آذربائیجان کی طرف موجود ہے۔ کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم ابن حوقل کے صفحہ ۲۹۹ میں ترمذ اور بخارا کی مسافت یوں بیان کی ہے کہ ترمذ سے فراخون ایک مرحلہ اور وہاں سے ساکال ایک مرحلہ اور وہانسے باتیرغ ایک مرحلہ اور وہانسے نسف ایک مرحلہ اور وہاں سے سونج ایک مرحلہ اور وہاں سے دندی کی ایک مرحلہ اور وہانسے کندک ایک مرحلہ اور وہانسے باب الحدید ایک مرحلہ اسکے علاوہ تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کا اس باب الحدید تک ایک جنگ میں پہنچنا مذکور ہے اور اسکے بعد اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس دربند کا معاینہ کیا ہے اور یہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ جبل الطئی منگولیا اور بخورا میں حائل ہے اور اس کا انہیں حدود میں ایک موڑ معلوم ہوتا ہے اور اسی پہاڑ کے بیچ میں ایک درہ کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو اب تک موجود ہے اور ٹھیک یہی وہ سد ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۳۶۷ میں شہر سمرقند کی بابت لکھتا ہے ویزعم الناس ان تبعاً بنی مدینتہا وان ذی القرنین تمم بعض بنائہا ورایت علی بابہا الکبیر صحیفۃ من حدید وعلیہا کتابۃ زعم اہلہا انہا الحمیریۃ وانہم متوارثون علم ذلک انتہی کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تبع نے شہر سمرقند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارات کو ذی القرنین نے تمام کیا اور میں نے اسکے بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی کہ جسپر کچھ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیریہ خط میں ہے (جو شاہان حمیریہ والیان یمن کا خط تھا)

اور یہہ بات وہ اپنے باپ دادا سے سنتے چلے آتے ہیں اس سے یہہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا اور اسنے اس طرح میں عملداری بھی کی ہے اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جبل الطئی کا یہہ درہ بھی بند کیا تھا کہ جسکو سد ذی القرنین کہتے ہیں اور یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ شاہان یمن مصر پر بھی عملداری کر چکے ہیں جو کہ یونانوں کی عملداری کے نام سے مشہور ہے اور انکی آثار وہ یمن جیسا کہ قصر غمدان وغیرہ یمن میں یادگار تھے اور اب بھی ہیں جو انکی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں پھر کیا تعجب ہے کہ مشرق اور شمال میں بھی انکے فتوحات ہوئے ہوں۔ (۳) تیسری دیوار ایک نہایت مستحکم بنا ہے جو غیر قوموں کے روکنے کے لئے ملک آذربیجان کے سرے پر بحیرہ طبرستان کے کنارہ جبل قبق کے گھاٹے بند کرنے کے لئے بنائی گئی تھی مد مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے وباب الابواب فہو دربند۔ دربند شہروان وباب الابواب مدینہ علے البحر بحر طبرستان و بحر الخزر الخ وسمیت باب الابواب لانہا افواہ شعاب فی جبل القبق فیہا حصون کثیرۃ ولہا حائط بناہ انوشیروان بالصخر والرصاص وعلاہ ثلثمائۃ ذراع وجعل علیہ ابوابا من حدید لان الخزر کانت تغیر فی سلطان فارس حتی تبلغ ہمدان والموصل فبناہ لیمنعہم الخروج منہ انتہی باب الابواب دربند بحر خزر پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابواب اسلئے کہتے ہیں کہ یہاں جبل قبق کی بہت سی گھاٹیاں ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار ہے جو پتھر اور سیسے سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور جسمیں لوہے کے دروازے ہیں اور اسکو انوشیرواں نے اسلئے بنایا تھا کہ قوم خزر اسکی ملک میں آکر ہمدان اور موصل تک غارتگری کرتی تھی انکے روکنے کے لئے اسکو بنایا تھا۔ کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ اس دیوار کا کئی جگہہ ذکر کرتا ہے ایک جگہہ کہتا ہے وصفحہ ۲۸۸ وبنی الحائط منہ وبین الخزر بالصخر والرصاص وعرضہ ثلثمائۃ ذراع حتی الحقہ برؤس الجبال ثم قادہ فی البحر وجعل علیہ ابواب حدید۔ پھر صفحہ ۲۹۸ میں کہتا ہے الباب والابواب حائط بناہ انوشیرواں وان طرفا منہ فی البحر الخ ومد سبعۃ فراسخ الی موضع اشب وجبل وعر لا یثبتہا سلوکہ وہو مبنی بالحجارۃ المنقورۃ المربعۃ لا یقل الحجر الواحد منہا خمسون رجلا وقد ثقبت ہذہ الحجارۃ والقد بعضہا الی بعض بالمسامیر وجعل فی ہذہ السبعۃ الفراسخ سبعۃ مسالک الخ وعلق علی کل مسلک باب وعرض السور فی اعلاہ مایسیر علیہ عشرون فارسا لا یتزاحمون انتہی کہ خزر کے روکنے کے لئے پتھر اور سیسے کی انوشیرواں نے ایک دیوار بنائی کہ جسکا عرض تین سو گز ہے جسکو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچا دیا اور اسکا ایک سرا دریا میں ملا دیا اور اسکی لمبائی سات فرسخ ہے ہر ایک فرسخ پر ایک آہنی دروازہ لگا دیا ہے اور یہہ دیوار گھڑے ہوئے مربع پتھروں سے بنی ہوئی ہے کہ سوراخ کرکے ایک پتھر کو دوسرے سے میخ سے ملحق کر دیا ہے انمیں سے ایک ایک پتھر ایسا بڑا ہے کہ پچاس آدمی بھی اسکو اکھیڑ نہیں سکتے اور اوپر جاکر اسکی اتنی چوڑان ہے کہ بغیر مزاحمت بیس سوار چلے جاویں۔ اور ایک جگہہ یہاں کے قلعوں کو قباذ اکرکی تعمیر بتاتا ہے۔ یہہ دیوار بھی ابتک قائم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسیکو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے۔

(۴) دیوار تبت کے شمالی پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نزہۃ المشتاق میں یہہ لکھا ہے والراست اقصی خراسان من ذلک الوجہ وہی مدینۃ بین جبلین کان ہنا مدخل للترک الی الغارۃ فاغلق الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک ہناک بابا۔ کہ یہہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت سے خراسان کا اخیر کنارہ ہے یہاں ایک رستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کیا کرتے تھے اسکو فضل بن یحیی برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا۔ یہہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہہ نزول قرآن کے بعد بنائی گئی ہے۔ (۵)

بحر شامی یا بحیرہ روم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اسمیں چند جزائر ہیں انہیں کو پاس پاس ملتے ہوئے ہیں ایک جزیرہ روڈس ہے اور ایک جزیرہ پلونس ہے کہ جسکو ہزار میل کے دورے سے دریا گھیرے ہوئے ہے اسکا خشکی کیطرف ایک رستہ ہے چھہ میل کے فاصلہ کا سو اسکو کسی قیصر روم نے دیوار بناکر بند کر دیا ہے چنانچہ نزہۃ المشتاق میں لکھا ہے الجزء الرابع من الاقلیم الرابع تضمن قطعۃ من البحر الشامی فیہا اعداد جزائر من جزائر الرابنۃ وجزیرۃ بلیونس جزیرۃ یحیط بہا البحر الف میل ولیس لہا مسلک الی البر الا مضیق مقدارہ ستۃ امیال وقد کان احد القیاصرۃ من الروم بنی علیہ سورا طولہ ہذہ المسافۃ وہی ستۃ امیال انتہی۔ یہہ معلوم نہیں کہ یہہ دیوار اب بھی قائم ہے کہ نہیں مگر یہہ بھی بالاتفاق وہ

دیوار نہیں کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے اور نہ وہ دیوار مراد ہو سکتی ہے کہ جسکو بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے - اب صرف اول و دوم و سوم دیوار میں کلام ہے
اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۶ جون ۱۸۹۱ء میں ہمارے کسی نامور معاصر نے ایک مضمون طبع کیا ہے جسکی سرخی یا عنوان **ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین** ہے
اسمیں امام محمد رازی رح پر بہت کچھ لے دے کی ہے - اول تو ذی القرنین کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لوگوں کے چند اقوال نقل کیے تھے حالانکہ نہ انکی صحت کا دعویٰ کیا تھا نہ
انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر عزیز معاصر نے امام صاحب جیسے جلیل القدر شخص پر اعتراض جما کر شہرت حاصل کرنیکی غرض سے سب کو امام صاحب کی طرف منسوب کرکے فہمیدہ قرار دیا
ہے - اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جو لوگوں کے قول نقل کئے ہیں کہ کسی نے سکندر بن فیلقوس مراد لیا ہے اور کسی نے کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہے
وہاں بھی آپ سکندر رومی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ گئے اور ابوریحان بیرونی کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ
مراد لیتے ہیں ہاں اسکی بھی تغلیط کردی نہ جسپر کوئی دلیل لائے نہ برہان پھر عموماً مفسرین پر عتاب فرمایا ہے اور انکو غلطی میں پڑنیکا الزام دیکر از خود سد کے پتے سے
ذی القرنین کی تحقیق کرنی شروع کی ہے - پھر جب آپ نے ادہر ادہر دیکھا اور آپ کو بجز دیوار چین کے اور کسی دیوار کا پتا نہ لگا تو اسیکو وہ دیوار قرار دیا کہ جس کا
قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا بانی چی وانگٹی فغفور کو پایا اس لیئے اسکو ذی القرنین قرار دیا اور قرینہ سے اسکے دو زمانے
مراد لیئے ایک اسباب و سامان جمع کرنیکا دوسرا فتوحات کا اور اسکا مغربی سفر برہما اور ملایا تک پہنچنا اور مغربی سمت میں خلیج بنگالہ میں آفتاب کو چشمہ سیاہ میں
ڈوبتے پانا قرار دیا اور ایمان لانا جو قرآن میں مذکور ہے (کہ ذی القرنین نے کہا تھا جو ایمان لاویگا اور اچھے کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا) اسکے یہی فرمانبرداری کرنا بتلایا اور مشرقی
سفر کا چین کا مشرقی کنارہ پانا - یہ تو سب کچھ کیا مگر بین الصدفین کی کچھ توجیہ نہ بن سکی تو ساوی کی توجیہ کردی کہ سد یا بین مراد ہے نہ کہ دو پہاڑوں کی چوٹیوں تک
ملصق ہونا کسلیئے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے
اور یہ دیوار چین تو تخمیناً پندرہ سو میل تک ہے اور پہاڑوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور میدانوں میں اور دریاؤں پر برابر چلی گئی ہے اور وہ دیوار تو صرف دو پہاڑوں
کے درمیان ہی تھی جیسا کہ معلوم ہوا کاش ہمارا معاصر یوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے اول دو پہاڑوں کے درمیان اس دیوار کو بنا کر ایک درہ بند کردیا تھا پھر شہنشاہ چین نے
ادہر ادہر سے اس دیوار کو اور بڑھا کر پندرہ سو میل تک لمبا کردیا تب تو ایک وجہ معقول ہو سکتی تھی - اور یہ بھی سہی مگر اسپر بھی ایک تاریخی خدشہ باقی رہتا وہ یہ کہ اگلے زمانہ
میں بسبب دشوار گزاری رستوں کے آس پاس کے ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیسا کہ اہل عرب اہل شام سے چین ہی ہمیشہ حیز خفا اور
پردہ لاعلمی میں رہتا تھا پھر یہود کو چی وانگٹی فغفور کا قصہ کس سبب سے معلوم ہوا اور جبکہ وہ باخدا اور موحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکے ہم معنی لفظوں سے اسکا تذکرہ انکی
زبانوں پر جاری ہونیکی کیا وجہ ہے اسکے علاوہ قرآن مجید کے متعدد لفظوں سے ذی القرنین کا باخدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسکا یہ کہنا کہ جو ایمان لائیگا اور
نیک کام کریگا اسکو اچھا بدلہ ملیگا - اب عام ہے کہ یہ شخص نبی ہو یا اسکا پیرو مرد باخدا ہو جو اسکی شہرت کا قرنوں تک باعث ہوا - **دوسری دیوار** کی نسبت جمہور
اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ یہی وہ دیوار ہے جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں موجود ہے اور اسکا بانی کوئی فغفور چین نہیں اہل تاریخ سے متفق
ہیں کہ یہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا نہ سکندر رومی جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے
کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذو القرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ یہ کہ ذو القرنین عربی لفظ ہے اور ذو کے ساتھ زمانہ قدیم میں اکثر یمن کے بادشاہ ملقب ہوا کرتے تھے جیسا
کہ ذی نواس ذو النون ذو رعین ذو یزن ذو جدن اسی طرح ذو القرنین بھی ہے ابوریحان بیرونی اسکا نام ابوکرب بن عیر بن افریقس حمیری بتلاتے ہیں اور اپنی سند میں سعید یمانی کے
یہ اشعار لاتے ہیں ؎ قد کان ذو القرنین جدی مسلما ملکا علا فی الارض غیر مفند ۔ مطلع المشارق والمغارب یبتغی ۔ اسباب امر من حکیم مرشد ۔ ابو الفداء اپنی تاریخ کی چوتھی فصل میں

ابن سعید مغربی سے نقل کرتے ہیں کہ اول قحطان بن عامر ملک یمن میں آکر بادشاہ ہوا اسکے بعد اُسکا بیٹا یشجب کہ جسکو سبا کہتے ہیں اسی نے شہر سبا بنایا اور مآرب کی
زمین میں ملک کو شاداب کرنے کے لئے پختہ سد بندھوایا اسکے بعد اُسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسنے ثمود کو یمن سے نکالدیا اسکے بعد اسکا بیٹا واثل بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا
بیٹا السکسک پھر اسکا بیٹا یعفر۔ پھر حمیر کے خاندان میں سے ذوالرائش عامر بادشاہ ہوگیا مگر یعفر کے بیٹے نعمان نے پھر غلبہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشمح بادشاہ ہوا اور اس
خاندان کی سلطنت اسی پر تمام ہوگئی اور شداد بن عاد بن الملطاط بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد اور اسکے بعد دوسرا
بھائی ذو سدد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حارث الرائش بادشاہ ہوا یہی تبع اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی وہ **ذو القرنین** ہے کہ جسکا
قرآن مجید میں ذکر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذو المنار ابرہہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا افریقس اسکے بعد اسکا بھائی ذو الاذعار اسکے بعد اسکا بھائی شرحبیل اسکے بعد اسکا بیٹا
الہداد بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکی بیٹی بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی انتہی ملخصاً۔ **قرن** عربی زبان میں سینگ کو بھی کہتے
ہیں اور زمانہ کو بھی جسکا تثنیہ قرنین ہے ذو القرنین کے معنی دو سینگ یا دو زمانہ والا۔ قرآن مجید اور احادیث میں اس بادشاہ کو ذو القرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں
ہوئی البتہ علماء نے لفظوں کے معنی پر خیال کرکے متعدد وجہ بیان فرمائی ہیں اسمیں کچھ ضرور نہیں کہ وہ سب صحیح ہوں یا سب غلط منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ اسکے
تاج پر دونو طرف کلغیاں لگی رہتی تھیں۔ عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہے انکے دو تھیں اس لئے اسی لقب سے شہرت پاگئے جو انکی شہنشاہی اور فتوحات
کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہہ کہو کہ اسکو دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا دوسرا اپنے قابض و مسلط ہوکر حکمرانی کرنیکا یہہ بات بھی ہر بادشاہ کو نصیب
نہیں ہوتی۔ سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھ بھی زمانہ نہیں پایا ہندوستان سے مراجعت کرتے وقت ۳۳ برس کی عمر میں بابل میں مرگیا۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش نے خواہ از خود خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے ذی القرنین کا حال بطور امتحان کے دریافت کیا تھا جیسا کہ فرماتا ہے ویسئلونک
عن ذی القرنین اسکے جواب میں فرماتا ہے قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا کہ ہم اسکا کچھ تھوڑا سا حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہے انا مکنا لہ فی الارض و اتینٰہ من کل شیء سببا
کہ اسکو ہر ایک قسم کے اسباب اور قوت دی تھی فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندہا قوما کہ اسنے سامان و ساز سفر درست کر کے
سفر کیا اور فتح کرتا ہوا وہاں تک پہنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سو اسکو ایک سیاہ یا گرم چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی۔
مغرب الشمس کے یہہ معنی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہہ ہے اور وہاں کوئی سیاہ دلدل یا گرم چشمہ ہے کہ جہاں آفتاب غروب ہوا کرتا ہے کسلئے کہ آفتاب چوتھے
آسمان پر ہے اور زمین گول ہے ہر وقت آفاق بعیدہ کے لحاظ سے اسکا طلوع و غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب دن ہے انکے مقابلہ میں اب ہی کہیں نصف النہار
ہے تو دوسری جگہہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علی ہذا القیاس اور جو کسینے یہہ معنی سمجھے ہوں تو یہہ اسکی غلطی ہے۔ کلام اللہ کی بلکہ یہہ کلام محاورہ اور عرف عام کے دستور پر
صادر ہوا ہے دیکھو ہماری محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہدیا کرتے ہیں کہ فلاں بادشاہ کی وہاں تک سلطنت ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع
کرتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں انکا افق کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسی طرح مغرب میں بہت دور دراز تک یہی
معنی ہیں مغرب الشمس اور مطلع الشمس کے۔ اور امام رازی وغیرہ محققین نے یہی مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں پھر ذو القرنین جب مغرب کے رخ بہت دور تک پہنچا کہ جہاں بحر یعنی سمندر کے اور کوئی
آبادی نہ تھی تو آفتاب انکو اسمیں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا اور سب کو یونہی معلوم ہوا کرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جنکے مغرب میں سمندر ہے وہ ہر روز اس بات کا
معاینہ کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے یہہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہاں تک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی؟ اب اسکی تعین و تحقیق تو کچھ ہوگی تاریخ سے
ملک عرب کے تمام غربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور قدرے شمال کو بحر عرب و قلزم احاطہ کئے ہوئے ہے اگر یہہ مراد نہ لیا جاوے کیونکہ یہہ اتنے بہت کچھ دور نہیں ہے

بوقلزم کو عبور کرکے ملک مصر اور بربر کو طے کرتے ہوئے بحر اعظم تک پہنچنا مراد لیا جاویگا اور وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا العالی نے بذریعہ الہام یا کسی نبی کی معرفت ذوالقرنین سے یہہ فرمایا قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا کہ تجھکو انکی بارہ میں اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دے جسکے جواب میں ذوالقرنین نے عرض کیا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا ۔ واما من آمن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنی وسنقول لہ من امرنا یسرا کہ ظالموں کو ہم سزا دینگے اور وہ اپنے رب کے ہاں جاکر بھی سزا پاویں گے اور ایمانداروں نیکبختوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ ملیگا اور ہم بھی اسکو آسان بات کہینگے یعنی اسپر رعایت و مروت کرینگے ۔

ثم اتبع سببا پھر ساز وسامان مہیا کیا یہہ انکا دوسرا سفر مشرقی ہے ہر سفر پر خدا العالی ثم اتبع سببا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا سترا کہ مشرق میں وہاں تک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں اسکو ایک ایسی قوم ملی کہ جنپر آفتاب کے لئے کوئی آڑ نہ تھی ۔ مطلع الشمس کے وہی معنی ہیں جو مغرب الشمس کے تحت میں ہم بیان کر آئے ہیں ۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا؟ غالباً چین کا اخیر ہوگا کہ جہاں سمندر کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کے لئے حائل نہیں یا ہندوستان کا اخیر مراد ہوگا بحر چین تک کہ آفتاب سمندر سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں ۔ اسکے بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنے کے لئے فرماتا ہے کذلک وقد احطنا بما لدیہ خبرا کہ اسکا حال ہمکو خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے ۔ ثم اتبع سببا پھر ساز وسامان سفر مہیا کیا یہہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً یہہ شمالی ملک کا سفر ہے کس لئے کہ آبادی کا اکثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بحر یا بعض جزائر ہیں ۔ حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون قولا کہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور انکے پرلی طرف ایک ایسی قوم ملی کہ جو بات نہ سمجھ سکتے تھے انکی زبان بالکل غیر تھی ۔ یہہ تاتار اور چینی تاتار کا پہاڑ ہے اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں یہہ پہاڑ تاتار اور چینی تاتار کے درمیان سے گزرا ہے اور منگولیا اور منچوریا کے درمیان حد فاصل ہے پھر اسکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کوسوں تک تاتار کو جنوبی وشمالی حصہ میں تقسیم کرتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق وشمال کو ہوتی ہوئی سائبیریا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جاملی ہے چینی تاتار کے لوگ اس پہاڑ کے اس درہ میں سے گزر کر کہ جسکو ذوالقرنین نے سد کیا تھا تاتاریوں کے ملک پر تاخت وتاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا ۔ کہ یاجوج وماجوج چینی تاتار کے لوگ زمین میں آکر فساد کیا کرتے ہیں آپ اگر ہماری اور انکے درمیان دیوار بنادیں تو ہم آپ کے لئے اسپر خراج مقرر کردیں قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما ۔ آتونی زبر الحدید ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے تم صرف مجھے مدد دو اور لوہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکے درمیان دیوار بنادوں ۔ اب اس سے عام ہے کہ لوہے کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چنی تھی یا پتھروں سے لوہے کی انمیں میخیں لگائی تھیں بہرطور دیوار چنکر دونوں پہاڑوں کے سرے تک لیگئے تو پھر اسکو آگ سے گرم کرکے اسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالدیا یا یوں کہو ان درزوں میں پلاکر سب کو ایک ذات کردیا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا ۔ حتی اذا جعلہ نارا قال آتونی افرغ علیہ قطرا ۔ یہہ درہ اس مضبوطی سے بند ہوا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا کہ نہ بلندی کی وجہ سے اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں لوہے اور تانبے کے لگانے سے نقب لگا سکتے تھے ۔ جب یہہ دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین نے ان لوگوں کو مخاطب کرکے یہہ کہا قال ہذا رحمۃ من ربی کہ یہہ بھی ایک انعام الہی ہے اس نعمت پر تمکو خدا تعالے کا شکریہ کرنا چاہیئے ۔ یہہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہیگی مگر فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا جب میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گرنیکا وقت آئیگا تو یہہ دیوار ٹوٹ جائیگی میرے رب کا وعدہ برحق ہے ۔ یہانتک

معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی یا کوئی ایسا آدمی تھے جنکو بطور الہام کے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ایک وقت معین پر یہہ دیوار ٹوٹے گی اسکا ذوالقرنین سے وعدہ خدا نے کرلیا تھا۔ اس وعدہ کا کوئی وقت خاص یہاں بیان نہیں ہوا کہ کب یہہ دیوار ٹوٹیگی ؟ علماء اسلام احادیث سے استدلال کرکے کہتے ہیں کہ یہہ دیوار قریب قیامت کے ٹوٹ جاویگی اور یہہ تاتار اور چینی یا تاتاری قومیں کہ جنکو یاجوج ماجوج کہا ہے شام وغیرہ ملکوں پر حملہ آور ہونگے اور آن کر ملکوں میں سخت فساد برپا کرینگے پھر خداتعالیٰ کی ایک بلاء آسمانی سے سب ہلاک ہوجاوینگے۔ احادیث صحیحہ میں یہہ مضمون موجود ہے۔ اور پیر کتاب حزقیل علیہ السلام کی ۳۸ - ۳۹ فصل میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی طرف سے بیشمار تعداد کے ساتھ حملہ آور ہونگے (شام کے ملک پر) اور لوگوں کو مغلوب و مقتول کرکے یہہ کہینگے کہ زمین والوں کو تو ہمنے ہلاک کردیا آسمان والوں کو بھی زیر کرنا چاہیئے اسلیئے آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر انکے گمان کو صحیح کرنے کے لیئے خون آلودہ ہوکر گرینگے آخر خدا کی بھیجی ہوئی بلا سے وہ سب ہلاک ہونگے کہ انکی لاشوں سے زمین بھر جاویگی اور لوگ سات برس تک انکی ترکشوں کا ایندھن جلاوینگے ۔یہہ پیشین گوئی ابتک ظاہر نہیں ہوئی بلاشک قرب قیامت میں ظاہر ہوگی۔ گو علامہ واثق باللہ کے خواب کے موافق جو اسنے دیکھا تھا کہ دیوار ٹوٹ گئی ان تاتاریوں نے بسرکردگی چنگیز خاں و ہلاکو خان شام اور ایران وغیرہ ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور ملک میں لرزہ ڈالدیا کسیکو انکے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اسی وجہ سے بعض علما نے اس واقعہ کو خروج یاجوج ماجوج کا واقعہ کہا ہے مگر دراصل یہہ اور واقعہ تھا جو آنحضرت صلعم کی پیشین[۱] گوئی کے مطابق ہوا اور خروج یاجوج ماجوج کا ایک اور واقعہ ہے جو ہوگا۔

اب ہم یاجوج ماجوج پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کون قوم ہے اور کیسی ہے ؟ باتفاق محققین یہہ دونوں عجمی نام ہیں دو قوموں کے کہ جو یافث بن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے فقیل انہما من الترک قیل یاجوج من الترک ماجوج من الجیل والدیلم کہ بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونو ترکوں کے قبیلہ ہیں (کہتے ہیں) (بعض کہتے ہیں) یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جیل اور دیلم سے ۔بیضاوی اور ابوالسعود و دیگر مفسرین انکو یافث کی نسل سے کہتے ہیں مطلب ایک ہی ہے۔

کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کرکے لکھا ہے یکون یاجوج وماجوج ورائہم الی البحر المحیط کہ چین سے متصل بحر اعظم کے کنارہ کنارہ یاجوج ماجوج قوم ہے جبل القلائے کے پرلی طرف منچو، اور منگولیا، کوریا چین سے ملے ہوئے ہیں دریا کی حد تک وہ ان سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے۔ انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے دیوار چین بنائی تھی اور انہیں کے لیئے ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کردیا تھا۔ اور ایک جگہہ لکھا ہے واما یاجوج فہم فی ناحیۃ الشمال اذا قطعت ما بین الکیماکیۃ الخ اور اسی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ والوں نے بھی بیان کیا ہے جس سے منچوریا اور منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ یہہ لوگ دیو بھوت نہیں ہماری جیسے آدمی ہیں ہاں کسی زمانہ میں وحشی درندے سفاک جاہل کا فرضرور تھے اور کچھ اب بھی ہیں جغرافیہ جام جم میں جو انگریزی کتابوں کا ترجمہ ہے مرزا فرہاد نے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس تقدیر پر منگول و من جو اور چینی تاتار کے باشندے ہیں انہیں کو اگلے زمانہ میں یاجوج ماجوج (کہتے تھے) اور ماجوج یاجوج کے لفظ کو منگول و من جو کرلیا یا اسکے برعکس ہوا۔ اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیرات ہوجاتے ہیں کہ جنکا اصل پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے انگریزی میں یعقوب کا جیکب اور اسکندر کا اسکنڈر اور یوسف کا جوزف بن گیا اور اسی طرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا اور اسی پر اور زبانوں کے الفاظ کو قیاس کرلینا چاہیئے۔ جب یہہ مان لیا گیا کہ یہہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیر ہوا اور پہلے یہہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہہ کس طرح پر ہیں ۔ ؟

[۱] ترمذی نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا لاتقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالہم الشعر ولا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما کان وجوہہم المجان المطرقۃ۔ اور پھر ترمذی کہتے ہیں یہہ حدیث حسن صحیح یعنی قیامت قائم نہوگی جب تک کہ تم اے مسلمانوں ایک ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکی بالوں کی جوتیاں ہونگی اور ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکے چہرے ڈھالوں کی سے چوڑے چکلے ہونگے یعنی قیامت سے پیشتر تمکو ایسی قوموں سے لڑنا ہوگا انکا اتفاق ضرور ہوگا۔ اور اس قوم سے مراد اتراک اور تاتاری لوگ ہیں مگر بعض علماء کہتے ہیں یہی یاجوج ماجوج ہیں جو چنگیز خان اور اسکے بیٹوں کے عہد میں خروج کرگئے تھے واللہ اعلم۔ عبد

یاجوج ماجوج

توریت کتاب پیدائش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہ ہیں جُمر اور ماجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس - اس ماجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہ ماگوگ سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنایا ہے ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے ایسا ہو مگر اسکی دلیل بیان نہیں کی - اسمیں کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کے نام تھے پھر انکی اولاد پر مستعمل ہونے لگے کتاب حزقیل کی ۳۸ - باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منھ کر اور اسکے برخلاف نبوت کر - یہاں جوج کو ماجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور توبال قوموں کا سردار کہا - بظاہر ماجوج اس ملک اور اس قوم کو کہا جو ماجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں اور جو انہیں بلاد شمالیہ میں رہتے تھے جنکو آجکل تاتار اور چینی تاتار و ترکستان کہتے ہیں - اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہ ملک آباد ہیں اور جوج یعنی یاجوج انہیں سے کسی خاص فرقے کا نام تھا جو روس و توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہوگا -

یہاں سے بعض صاحبوں کا یہ خیال کر لینا کہ یاجوج سے انگریز اور ماجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اسکی کوئی سند ہے نہ اسکا کوئی عاقل قائل ہے -

سوال بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو توڑا اور ڈھایا کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کل ڈھائینگے ذرا سی رہگئی مگر انکے انشاء اللہ نہ کہنے سے پھر صبح کو خدا تعالی اس دیوار کو ویسا ہی کر دیتا ہے پھر جب اسکا وقت آئیگا تو انشاء اللہ کہینگے پھر اسکو توڑ کر باہر نکل آئینگے اور لوگ انسے بھاگ جاوینگے الخ اس حدیث کو ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج وقت موعود سے پہلے ان ملکوں میں نہیں آسکتے اور جس قوم کو تمنے یاجوج ماجوج بتلایا ہے وہ ان ملکوں میں بارہا حملہ کر کے آئے ہیں اور اب بھی وہاں کے لوگ آتے ہیں اور انکے قریب چین کی عملداری ہے اور روس کی مملکت بھی ہے -

جواب قرآن مجید سے صرف اسی گھاٹے کا سد کرنا ثابت ہوتا ہے جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا نہ یہ کہ انکے چاروں طرف کے رستے بند کر دئے تھے - پھر یہ ممکن ہے کہ اور دور دراز کے رستوں سے اس قوم کے لوگ ان ملکوں میں آتے جاتے ہوں گے مگر اس عہد میں بجز اس رستہ کے اور کوئی آسان رستہ انکے ہاتھ میں نہ ہوگا خصوصاً ان لوگوں پر حملہ آوری کے لئے کہ جنکے کہنے سے ذوالقرنین نے دیوار چنی تھی اور جو لوگ یاجوج ماجوج چنگیز خانیوں کو کہتے ہیں انکے نزدیک دیوار ٹوٹنے کا وقت کئی سو برس آگے آچکا اور نسبت اگلے زمانہ کے وہ بھی قیامت کے قریب ہے، قرب قیامت سے مراد نفخ صور سے متصل زمانہ نہیں اور انکا اس دیوار پر چڑھنا نہ نقب لگانا اس زمانہ تک تھا نہ ہمیشہ کیلئے یہ ہزاروں برس کا واقعہ ہے صدیوں تک وہ دیوار انکی خروج کو مانع رہی اب یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ کے لئے ہی مانع رہے قرآن میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتا ہو احادیث خبر آحاد ہیں جنکے ثبوت میں بھی یقین کامل نہیں اہل کتاب کی کتابیں قابل احتجاج نہیں ہاں یہود میں یاجوج ماجوج اور دیوار کی بابت عجائب افسانے مشہور تھے جنکو بعض خوش اعتقاد مسلمانوں نے بھی روایت کر دیا - چنانچہ معالم التنزیل میں وہب وغیرہ کے چند اقوال یاجوج ماجوج کی نسبت منقول ہیں کہ وہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے ہیں اور انمیں سے کسی کا قد سو گز سے زیادہ ہے اور انکے درندوں کی طرح چنگل اور کچلیاں ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب وہی روایات ہیں جو اہل کتاب سے لیکر قرآن مجید سے چسپاں کی گئیں ہیں

تیسری دیوار جو باب الابواب کے پاس ہے جسکا ہم بیان کر آئے ہیں بعض مفسرین نے اسیکو وہ دیوار ذی القرنین قرار دیا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ بیضاوی نے لکھا ہے وقیل بآذربیجان الخ کہ بعض نے اسکو آذربیجان اور آرمینیہ کے پہاڑوں میں بتلایا ہے اور یہ بالاتفاق ہے کہ اس دیوار کا بنانے والا ایران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے پھر کوئی اسکا نام نوشیرواں بتلاتا ہے کوئی قباد کہتا ہے اگر نوشیرواں ہے تو یہ اخیر نوشیرواں نہیں بلکہ پہلے بادشاہوں میں سے کوئی ہوگا کیخسرو کیقباد کہ جسکی سلطنت بھی مشرق و مغرب میں بہت دور تک پہنچی تھی اور اسنے بڑی بڑی مستحکم عمارتیں بھی بنائی تھیں جیسا کہ تاریخ شاہان ایران سے ظاہر ہے اس قول کے مطابق تو یہی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے اور اس کی سند بھی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے -

اس کتاب کے ۸ - باب میں لکھا ہے بیلشضر بادشاہ (بخت نصر کے بیٹے) کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھ ہاں مجھ دانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں مجھ نظر آئی تھی اور مینے عالم رویا میں دیکھا اور جسوقت مینے دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوسن[۱] کے قصر میں تھا جو صوبہ عیلام میں ہے پھر مینے رویت کے عالم میں دیکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے پر ہوں تب مینے اپنی آنکھیں اُٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جسکے دو سینگ تھے اور یے دو سینگ اونچے تھے لیکن ایک دوسرے سے بڑا تھا مینے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اُتر دکھن طرف سینگ مارتا تھا یہاں تک کہ کوئی جانور اسکے سامنے کھڑا نہ ہوسکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہاں تک کہ وہ بہت بڑا ہوگیا اور میں اس سوچ میں تھا کہ دیکھ ایک بکرا پچھم کیطرف سے آکے تمام روئے زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوڑا اور اس بکرے کی دونوں آنکھوں کے بیچوں بیچ ایک عجیب طرح کا سینگ تھا اور وہ اس دو سینگ والے مینڈھے پر بڑے زور سے دوڑا اور اسکو مارا اور اسکے دونو سینگ توڑ ڈالے اور اسکو زمین پر دے مارا اور لتھاڑ دیا اور کوئی اسکو نہ چھڑا سکا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پر زور ہوا تو اسکا سینگ ٹوٹ گیا اور اسکی جگہ اور چار سینگ نکلے جب میں دانی ایل یہ خواب دیکھ چکا تو اسکی تعبیر کی فکر میں تھا پھر مینے اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اسکو رویا کے معنی سمجھا دے اسنے میرے پاس آکے کہا اے آدم زاد سمجھ لو کہ یہ رویت آخری زمانہ میں انجام ہوگی وہ مینڈھا کہ جسکے دو سینگ تھے وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اسکے چار سینگ سو یہ چار سلاطین ہیں جو اس قوم کے درمیان برپا ہونگے انتہیٰ ملخصاً - اس بنا پر **ذوالقرنین** فارس کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ہے قباد وغیرہ جو دو سینگ والے سے بہودیوں میں مشہور تھا جسکا ترجمہ عربی میں ذوالقرنین ہوا اور وہ بکرا ایک سینگ والا **اسکندر** فیلقوس یونانی بادشاہ ہے جسنے اس دو سینگ والے مینڈھے یعنی ایران کے اس بادشاہ کو جو اسکے عہد میں تھا دارا جو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت و وسعت و غلبہ کے دو سینگ والا مینڈھا تھا) لتاڑا اور اسکی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اسکے چار سرداروں میں اسکا ملک تقسیم ہوا اور یہ چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہوگئے - دانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہ واقعہ ہوا - حضرت دانیال علیہ السلام کا یہ خواب کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک معما سا چلا آتا تھا جسکے معنی یا تعبیر وہی جانتے تھے اسلئے انہوں نے قریش کو بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے ذوالقرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ وہ ذوالقرنین کو کوئی بادشاہ بتلاتے ہیں یا کوئی جانور دو سینگ والا ؟ کیونکہ بظاہر لفظوں میں پورا ابہام ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے بوحی متلو اسکا ان آیات میں پورا حال بیان کردیا اور اسکی دیوار بنانے اور قوم خزر کے روکنے کا تذکرہ بھی کیا جو یاجوج ماجوج کی قوم میں سے تھی اور شاہ فارس کے ملک میں آکر فتور برپا کیا کرتے تھے - اس حوالہ دانیال کے مطابق بھی سکندر رومی ذوالقرنین نہیں ہوسکتا - عوام میں جو سکندر ذوالقرنین مشہور ہوگیا ہے اس غلطی کا باعث بعض مورخوں کی لاعلمی اور پھر سکندر نامہ میں مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی غلط بیانی ہے - **بعض لوگوں** نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذوالقرنین **فریدوں** کو قرار دیا ہے جیساکہ تفسیر ابوالسعود و تاریخ ابوالفدا میں مذکور ہے مگر جمہور محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین تبع حمیری ہے اور وہ دیوار جو اسنے بنائی وہی ہے جو جبل البطائی میں واقع ہے یہ دربند اور یاجوج ماجوج وہی تاتاری اور چینی تاتار کے لوگ ہیں کہ جنکے بزرگوں کے روکنے کیلئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قوم اخیر زمانہ میں ملکوں پر یورش کرینگی یا کرچکیں - واللہ اعلم - یہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کی تحقیق کہ جسمیں توہمات باطلہ اور داستان گوئی کو کچھ بھی دخل نہیں اور جسپر حال کے جغرافیہ اور تاریخوں کے موجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا نہ کوئی شبہ باقی رہتا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لیگئی ہے محض اپنی رائے سے تاریخی واقعات میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے گئے ہیں جیساکہ ہمارے بعض معاصرین کی عادت ہے بااینہمہ اگر میری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو مجھے اسپر کچھ بھی اصرار نہیں -

---

[۱] یہ شہر شوستر کا قدیم نام ہے یہ شہر اگلے زمانہ میں شاہان کیانیہ کا پایۂ تخت بھی رہ چکا ہے جو دارا کہ حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جسکے ہاں حضرت مامور ہوگئے تھے اور جسنے بابل شہر سے بخت نصر بادشاہ کلدانی کی سلطنت کا خاتمہ کیا تھا اسی شہر میں تھا - حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل بھیجے گئے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں آپکو بڑی عزت دیگئی تھی انہیں کے روبرو بابل کی سلطنت کا خاتمہ ہوکر شاہان ایران کا غلبہ ہوا انہیں کو دو سینگ کا مینڈھا آپ خواب میں دیکھے ہیں ۱۲ منہ

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝

پھر کیا کافر سمجھے بیٹھے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں ہی کو کارساز بنا لیں گے ہم نے بھی کافروں کے اترنے کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے اے نبی کہدو کہ کہو تو تمکو میں بتا دوں کہ کون لوگ عمال کے لحاظ سے خسارہ میں بڑے ہوئے ہیں

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

وہ جنکی دنیاوی کوشش سب کی کرری ہوئی اور یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اسکے سامنے جانے کا انکار کیا تو انکی کمائی اکارت ہو گئی

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سو ہم قیامت کے دن انکے کئے اعمال کا کچھ بھی وزن قائم نہ کریں گے یہی جہنم انکی سزا ہے اسلئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھے میں اڑایا البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ

انکے لئے جنت فردوس ٹھہرنے کی جگہ ہے وہ اسمیں ہمیشہ رہا کریں گے وہاں سے نہ ٹلیں گے اے نبی کہدو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے

كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ

سمندر تمام ہو جائے اور گو اسکی مدد کو ہم ایسا ہی اور بھی دریا لاویں اے نبی کہدو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں ہاں میری طرف یہی وحی کیا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝

ع ۱۲ ۹

تو اسکو چاہیئے کہ اچھے کام کئے جائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو بھی شریک نہ کرے

تفسیر

ذوالقرنین کے قصہ کے خاتمہ پر فرمایا تھا کہ کافر قابل جہنم وہ ہیں کہ جنکی آنکھوں پر اور کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں نہ خدا تعالیٰ کی اسکے آیات قدرت دیکھ کر یاد کرتے ہیں نہ حق بات سنتے ہیں اب یہاں سے ان پردوں کا اثر بیان فرماتا ہے فقال افحسب الذین الخ کہ کیا ان کافروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھے چھوڑ کر میری مخلوق کو کارساز حاجت روا بنانا انکے لئے بس کرتا ہے حالانکہ یہ بڑی نادانی ہے اول تو بوں کہ مالک کے مقابلہ میں اسکے بندے اور مخلوق جنہیں حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں انکے کام آویں گے وہ کیا کام آسکتے ہیں جبکہ وہ خود ہی ہمارے محتاج اور دست نگر ہیں دوم بڑا کام آنا اس جہاں کے لئے ہوتا ہی جہاں ہمیشہ رہنا ہے سو انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا جہنم وہاں انکے لئے بجائے بہشت کے جہنم تیار کر رکھا ہے نہ انکی وہاں مہمانی اور ضیافت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ان معبودوں کی عبادت میں کوششیں کیں جس میں مال صرف کئے تھے اس طریقہ باطل کو غالب کرنے کے لئے اہل حق سے لڑے تھے حق کے مٹانے میں مال و جان صرف کی تھی اور اسکو وہ سادہ آخرت کی فلاح سمجھے ہوئے تھے اور در اصل یہ زیان کاری اور خسارہ دارین تھا اس لئے آنحضرت صلعم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان سے کہدو کہ میں تمکو بتلاؤں کہ کون زیان کار اور خسارے میں ہیں؟ پھر آپ ہی بتلایا کہ الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا الخ کہ جنکی سب کوششیں بیکار گئیں اسپر بھی عصبیت وہ اسکو نیکو کاری سمجھے ہوئے تھے یہ جہل مرکب مرض لا دوا ہے جسکا نتیجہ موت روحانی یعنی دارین کی خسارت ہے انسان اگر برائی کو جانے تب ہی امید ہے کہ کبھی راہ راست پر آجائیگا اسکے برعکس جنکی کوشش دنیا میں کارگر اور راست ہوئی انکا حال بھی بیان فرماتا ہے بقولہ ان الذین آمنوا الخ کہ انکو دار آخرت میں جنات الفردوس رہنے کو ملیں گی جہاں وہ سدا رہا کریں گے۔ قل لو کان البحر یہاں سے یہ بات بیان فرماتا ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اسمیں جو انسان کی سعادت و نحوست اسقدر مشرح بیان ہے کہ جسکو کوئی سمندروں کی سیاہی بنا کر بھی لکھے تو سمندر خشک ہو جاویں اور وہ تمام نہ ہوں بعض مفسرین کلمات ربی سے عام مراد لیتے ہیں یعنی شرائع اور عجائب قدرت جو ہر ہر مخلوق میں بیشمار ہیں ہر ایک مخلوق اسکی عجائب قدرت کا بے انتہا دفتر ہے اس عالم حسی کی مخلوق پھر عالم ملکوت اور پھر دار آخرت کے کیفیات پھر عالم لاہوت اور

قصوں باری تعالیٰ جنکے لکھنے کو ہزار سمندر بھی کافی نہیں کس لئے کہ وہ متناہی اور یہ غیر متناہی ہے۔

ابحاث (۱) عبادی سے مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰ بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیاطین بعض کہتے ہیں اصنام انکو بھی باعتبار ان اشخاص کے کہ جنکی یہ فرضی صورتیں بنائی گئی ہیں عباد کہا جاتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے عباد امثالکم۔ فقیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسمیں سب آ گئے۔ (۲) نزل رجاج کہتے ہیں ماویٰ اور منزل کو نزل کہتے ہیں اور جو کچھ مہماں کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و تنزیل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یعنی مہمانی اسکو بھی نزل کہتے ہیں۔ (۳) بالاخسرین اعمالاً سے بعض کہتے ہیں رہبان کیطرف اشارہ ہے۔ مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہیئے یعنی ہر ایک قوم اور ہر ایک شخص جو پیغمبر علیہ السلام کے برخلاف طریقہ کو نجات کا سبب جانکر اسمیں کوشش کرتا ہے جیسا کہ ہندو گنگا کا اشنان اور گائے بیل کی پرستش اور بتوں کے آگے خودکشی و دیگر بے فائدہ مجاہدات کرتے ہیں اور اسی طرح دیگر مذاہب کو سمجھنا چاہیئے بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب و سنت کے برخلاف خانہ ساز نا تو نکو دین اور نجات کا باعث سمجھ کر ان میں سعی کرتے ہیں مال و جان صرف کرتے ہیں بدعات میں ہزار ہا روپیہ اٹھاتے ہیں جیسا کہ محرم کی تعزیہ داری اور بیجا تعمیرات اور دیگر دستورات انکو بھی الذین ضل سعیہم میں علی قدر مراتب شمار کرنا چاہیئے نفع کی امید میں کام کیا وہاں الٹا نقصان عائد ہوا ۔ نرسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۔ کیں رہ کہ تو میروی بترکستانست ۔ الٰہی ہماری چشم باطن بینا کر تاکہ ہمکو ہر چیز اسکی اصلی حالت پر نظر آوے بُرے کو اچھا اور اچھے کو بُرا نہ سمجھیں اس جہل مرکب ورطہ میں نہ پڑیں آمین۔ (۴) ولقاءہ سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اس سے ملنا جو مرنے کے بعد باقیات میں ضرور ہو گا خواہ مجرمانہ حالت میں جیسا کہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اکرام و اعزاز کی صورت میں بہرطور اس سے ایک روز ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہے خسارہ میں پڑا ہے (۵) فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا یہاں اس سے مراد یہی ہے کہ حقارت و ذلت میں انکے اعمال ہونگے بولتے ہیں اسکا کچھ بھی وزن نہیں یعنی عزت نہیں۔ نہ یہ کہ قیامت میں جو ترازوے اعمال قائم ہونا دوسری آیت میں آیا ہے تو اس سے یہ مراد کہ ترازو اہل ایمان کیلئے قائم ہوگی انکو انکے اعمال حسنہ و سیئہ کی مقدار معلوم کرانے کے لئے نہ کفار کے لئے پس ان دونوں آیتوں میں تعارض نہیں جسطرح کافروں کیلئے جہنم مہمانی میں ملنا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کا ملنا بیان فرماتا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں فردوس وسط جنت اور اس میں سے اعلیٰ کو کہتے ہیں۔ فردوس کے معنی رومی زبان میں باغ کے ہیں عکرمہ کہتے ہیں حبشی زبان میں ضحاک کہتے ہیں گھنے درختوں کو فردوس کہتے ہیں۔ اصل اس لفظ کی خواہ رومی ہو خواہ حبشی مگر یہہ بوقت نزول قرآن عرب العربا کی زبان میں مستعمل تھا۔ جنت الفردوس کی تشریح احادیث میں بہت کچھ آئی ہے کہ تمام جنتوں میں اعلیٰ ہے وغیرہ۔ اور کفار کو انکے اعمال بد سے دائماً جہنم میں محبوس رکھا اور ایمانداروں نیکوکاروں کو ہمیشہ جنت الفردوس میں رکھنا یہ بھی ایک نشان اوصفت ہے منجملہ ان صفات کے کہ جنکو سمندر کی سیاہی بناکر جو کوئی لکھنا چاہے تو سمندر تمام ہو جائے اور وہ سب نہ لکھی جائیں۔ (۶) چونکہ اس سورہ میں اصحاب کہف اور ذی القرنین اور موسیٰ اور خضر کا حال بیان ہوا ہے جس سے انکی بزرگی اور خرق عادات معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عباد اللہ کو جو لوگوں نے خدائی میں شریک کیا ہے تو اکثر انکی خارق عادت کاموں کی وجہ سے تو اسلئے آپکی امت کو تنبیہ کرنے کے لئے سورہ کا خاتمہ اسپر کیا قل انما انا بشر مثلکم کہ کہدو میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں خدا نہیں نہ خدائی کا شریک ہوں مجھپر یہ موکد حکم وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے کوئی دوسرا معبود نہیں فمن کان یرجو لقاء ربہ الخ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھتا ہو کہ اپنے رب کے پاس جاکر حساب جاودانی پاؤں تو اسکو یہہ دو کام کرنے چاہئیں (۱) نیک کام کئے جائے اور نیک وہی کام ہیں جنکو نبی علیہ السلام نے نیک بتایا ہے اسمیں مالی بدنی اخلاقی سب نیکیاں آ گئیں (۲) لا یشرک الخ اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک کرے حسنات کی یہی دو اصول ہیں توحید جسکو ایمان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اعمال صالحہ تمام صحف انبیاء کا یہی خلاصہ ہے جسپر سورہ کو تمام کیا ہے فائدہ لا یشرک بعبادۃ الخ میں صرف شرک ہی کی نفی نہیں بلکہ ریاکاری کی بھی کسلئے کہ ریاکار بھی غیر کے دکھانے یا سنانے کو عبادت کرتا ہے تو گویا اسنے اسکی یا اسکے لئے عبادت کی انکو بھی خدا کے ساتھ شریک کیا اسکو شرع میں شرک خفی کہتے ہیں واللہ اعلم

سورۂ مریم مکیہ ہے اس میں اٹھانوے آیات و چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

یہ ذکر ہے تیری رب کی رحمت کا جو اسکے بندے زکریا پر ہوئی جبکہ اسنے اپنے رب کو دھیمی آواز سے پکارا کہا اے میرے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہوگئیں اور سر میں بڑھاپا

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝

چمکنے لگا اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنی طرف سے مجھے ایک وارث عطا کر

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی اور اسکو اے رب پسندیدہ کر۔ ہم نے کہا اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشی سناتے ہیں جسکا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی بھی نہیں پیدا کیا۔ کہا اے رب

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

میرے لئے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں آکر اینٹھ گیا ہوں۔ کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہ میرے نزدیک آسان بات ہے اور ہم نے اس سے پہلے تجھ ہی کو پیدا کیا

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

اور تو کچھ بھی نہ تھا۔ کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن تک کلام نہ کر سکیگا بھلا چنگا ہوکر۔ پس کر حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

(صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو اور زبان سے بول نہ سکا)

ترکیب ذکر مرفوع بانہ خبر مبتدء محذوف ای ہذا تم الخبر مضاف الی رحمت وہی الی ربک عبدہ منصوب بانہ مفعول رحمۃ وقیل مفعول لذکر اذ نادی ظرف زمان للرحمۃ ای رحمۃ اللہ ایاہ وقت ان ناداہ۔ قال رب الخ الجملۃ مفسرۃ لقولہ نادی والوہن الضعف یقال وہن یہن وہناً من باب وعد یتعدی ولا یتعدی فی لغۃ۔ اشتعل الراس الاشتعال انتشار شعاع النار شبہ بہ انتشار بیاض شعر الراس بجامع البیاض ثم اخرجہ مخرج الاستعارۃ بالکنایۃ بان حذف المشبہ بہ واداۃ التشبیہ شقیا ای خائبا من الاجابۃ خففت بصیغۃ المتکلم وقری بکسر التاء وفاعلہ الموالی۔ ای علوبنو اعمام والمراد بالموالی جمع المولی ہنا الاقارب یرثنی ویرث بالرفع فی الفعلین علیٰ انہما صفتان للولی وقری بالجزم علیٰ انہما جواب للدعاء سمیا فعیل بمعنی المفعول قال اکثر المفسرین لم یسم احد قبلہ یحییٰ وقال ابن عباس ومجاہد وجماعۃ معناہ لم نجعل لہ نظیرا ولا مثلا من المسامات او السمو وقیل معناہ لم تلد عاقر مثلہ قبلہ ۱۲ منہ

تفسیر اس سورہ میں بھی چند بزرگوں کے تذکرے ہیں جنسے خدا تعالیٰ کی رحمت و قدرت کا کامل اظہار ہوتا ہے۔ اور مقصود ان تذکروں سے یہ ہے کہ خدا پر سچوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں اسکی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے مخلصین کی ہر موقع میں دستگیری کیا کرتا ہے اسی پر توکل چاہیئے۔ **پہلا** تذکرہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کا ہے یہ حضرت شہرہ و سلم کی بابت بنی اسرائیل میں ہیکل یعنی بیت المقدس کے ایک کاہن یعنی امام تھے منجملہ اور کاہنوں کے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ یہود کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم انپر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر یہاں رہا کرتا تھا جسکو ہیرودیس کہا کرتے تھے یہ نام انکا خاندانی نام تھا اور ہیرودیس یہود میں سے نہیں بلکہ غیر تھا۔ بیت المقدس کئی بربادیوں کے بعد حال میں از سر نو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا اسمیں

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

(جب یحییٰ پیدا ہو چکا تو ہمنے اسکو کہا) اے یحییٰ کتاب کو مضبوط ہو کر لے اور ہمنے لڑکپن ہی میں اسکو حکمت عطا کی اور اسکو اپنے ہاں سے رحمدلی اور پاکیزگی عنایت کی تھی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا اور سرکش نافرمان نہ تھا

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ڗ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَآ رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

اور اسپر سلام ہے جس دن کہ وہ پیدا ہوا اور جس دن کہ وہ مریگا اور جس روز کہ وہ زندہ ہو کر اٹھیگا اور کتاب میں مریم کا ذکر کر جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر [illegible] مشرقی مکان میں جا بیٹھی اور لوگوں کی طرف سے [illegible] ایک پردہ ڈال لیا پھر ہمنے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا سو وہ اسکے روبرو پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا مریم نے کہا میں تجھسے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے اس نے کہا میں تو تیرے رب کا

رَبِّكِ ڰ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بھیجا ہوا ہوں کہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دوں - مریم نے کہا میرے کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں کہا یونہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھپر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

اور اسطرح یوں پیدا کیا کہ ہم اسکو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی اور لوگوں کے لئے اپنی مہربانی بنائیں اور یہ بات ٹھہر چکی تھی پس مریم کو (خود بخود) حمل رہگیا اور وہ حمل کو لیکر کسی دور گوشہ میں جا لگی

ترکیب وحنانا معطوف علی الحکم الحنان بمعنی الرحمہ والرقۃ وبمعنی من صفات اللہ عزوجل - وزکوۃ معطوف علی ماقبلہ والزکوۃ التطہیر التزکیۃ والتنمیۃ ای جعلناہ وقیل زکیناہ بحسن الثناء علیہ کتزکیۃ الشہود وقیل صدقۃ تصدقنا بہا علی ابویہ سلام علیہ قال ابن جریر معناہ امان علیہ من اللہ - قال ابن عطیۃ التحیۃ المتعارفۃ مکانا شرقیا ای من جانب الشرق والنصب علی الظرفیۃ اومفعول بہ علی ان معنی انتبذت اتت مکانا ومن اجل ذلک اتخذت النصاری المشرق قبلۃ والبغی ہی الزانیۃ التی تبغی الرجال قال المبرد اصلہ بغوی علی فعول وقال ابن جنی فعیل ولما کان البغاء غالبا فی النساء دون الرجال اجری مجری حائض وحامل ولنجعلہ متعلق بمحذوف ای خلقنا ورحمۃ معطوف علی آیۃ وکان اسمہ محذوف ای خلقہ امرا مقضیا حرکان ۱۲

آخر ایک روز عین نماز میں دل بھر آیا اللہ سے مناجات و دعا کی (ندا رخفیا) کہ اے رب میں کبھی تجھسے سوال کرکے محروم نہیں رہا ہوں میں تجھسے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا کر کہ امامت میں میرا وارث ہو اور اسرائیل کی نسل کا بھی وارث ہو نبوت اور بزرگی اور برکت میں بھی جو اسرائیل سے وعدہ کی گئی تھی کہ تیری نسل میں برکت دونگا فرشتہ نے خدا کی طرف سے زکریا کو مژدہ دیا کہ تیری دعا مقبول ہوئی تجھکو ایک فرزند نیک ملیگا جسکا نام یحییٰ (یوحنا) ہوگا اور اس سے پہلے اسکا نام کوئی نہیں ہوا ہے زکریا کو مژدہ سنکر اپنی پیرانہ سالی اور بیوی کے بانجھ ہونیکا خیال کرکے تعجب ہوا فرشتہ نے کہا کیا تعجب ہے خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کردیا وہ بغیر اسباب کے پیدا کرسکتا ہے اور اسباب بھی پیدا کرسکتا - پھر جب زکریا کا اطمینان ہوگیا تو فرشتہ سے اسکی علامت پوچھی فرشتہ نے کہا جب وقت آئیگا تو خود بخود تین رات دن تک تیری زبان بند ہوجاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زکریا کچھ بات نہ کرسکتے تھے امامت کے روز لوگ حسب دستور منتظر تھے کہ زکریا محراب یعنی اپنی خاص عبادتگاہ سے باہر آکر نماز پڑھاویں انکی دستور کے موافق پس باہر نکلکر لوگوں سے اشارہ کرکے کہا کہ تم بطور خود صبح وشام خدا کی حمد وثنا کرو اس علامت کے چند عرصہ بعد زکریا علیہ السلام پیدا ہوئے یہ لڑکپن ہی میں وعظ وتلقین کیا کرتے تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں کبھی مصروف نہیں ہوئے توراۃ پر عمل کرنیکا انکو حکم ہوا انھا تھا کو خذ الکتاب بقوۃ سے تعبیر کیا یعنی مضبوطی سے کتاب یعنی توریت کو پکڑ اسپر عمل کر اور ممکن ہے کہ انکو کوئی خاص صحیفہ عطا ہوا ہو جو مصائب میں گم ہوگیا اور آپ کو لڑکپن ہی میں حکم یعنی حکمت اور فہم و دانائی اور حنان یعنی رحمدلی اور محبت اور دل دردمند اور زکوۃ یعنی طہارت ظاہری وباطنی عطا کی گئی تھی ÷

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۞ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

پھر درد زہ کے مارے کھجور کے پیڑ کی طرف آئی کہنے لگی اے کاش کبھی میں اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہو جاتی پھر اسکے پائنیں سے (فرشتے نے) آواز دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ۞ وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۞ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

تیرے پائنیں ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اپنی طرف کھجور کے پیڑ کو جھکا تجھ پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑینگی پس تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر جو تو کسی آدمی کو دیکھے

فَقُوْلِىْۤ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۞ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۞ يٰۤاُخْتَ

کہہ دیجیو کہ میں نے رحمن کے لئے روزہ مانا ہے اب میں آج کے دن کسی شخص سے بات نہ کروں گی پھر وہ بیٹے کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم پاس لائی۔ وہ کہنے لگے اے مریم البتہ تو تو ایک عجوبہ چیز لائی ہے اے

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۞

ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی

یہ حضرت یحییٰ کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرمائے تاکہ وعدہ الٰہی کہ اس سے پہلے کوئی اسکا ہمنام یا مثل نہیں پیدا ہوا صادق آئے اور وہ اوصاف یہ ہیں جو انکو لڑکپن ہی میں دئے گئے تھے یا حکمت تھے نہایت مہربان رقیق القلب تھے ظاہر و باطن میں پاک اور بابرکت تھے نہایت پرہیزگار خداترس تھے ماں باپ کے فرمانبردار تھے جبار و سرکش نہ تھے ان خوبیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ حضرت یحییٰؑ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ ہمارا سلام یا سلامتی اور رحمت ہو انپر پیدا ہونے اور مرنے اور مر کے جینے کے دن یعنی سخت اوقات میں۔ یہہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں مرحبا ہے اُسکے پیدا ہونے پر یا مبارک ہے اسکا پیدا ہونا۔ ان حضرت یحییٰؑ کو اسوقت کے ہیرودوس نے ایک عورت کے کہنے سے ناحق قتل کیا انکا سر قلم ہو کر طشت میں رکھ کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا یہہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیان کی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امرأۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص عمران نامی تھا (یہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ اور شخص تھے) اسکی بیوی حنہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھی اسنے خدا تعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ الٰہی یہہ جو مجھے حمل رہا ہے اس سے لڑکا پیدا ہوگا تو میں تیری نذر کرونگی۔ یہود میں ایسی نذروں کا قدیم دستور تھا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے ذرا پیشتر سموئیل علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں لیکن عمران کی بیوی سے لڑکی جنی یعنی مریم جسپر انکو افسوس ہوا کہ لڑکا ہوتا تو بیت المقدس کی خدمت کرتا کیونکہ جنکو خدا کے لئے نذر مانا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لاکر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے تھے لڑکی کیا کرے گی لیکن حضرت مریمؑ کو بھی انکی ماں بیت المقدس میں چھوڑ گئیں انکے خالو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے انکی پرورش کے لئے مقرر ہوئے زکریا علیہ السلام نے مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک جدا مکان تجویز کر دیا اور یہی انکے پاس کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے چنانچہ ایکبار جو یہ ان کے پاس گئے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تعجب سے پوچھا کہ یہہ کہاں سے آئے مریم نے کہا اللہ نے بھیجے ہیں اس سے زکریا کو اور بھی امید ہوئی اور خدا تعالیٰ سے لڑکے کا سوال کیا جسپر حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جنکا قصہ گذرا۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ

پس مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا وہ کہنے لگے ہم گود کے بچے سے کیونکر بات چیت کریں تب لڑکا بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو اللہ نے کتاب دی اور نبی بنایا اور مجھے بابرکت کیا جہاں کہیں

مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِىْ ۖ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ

میں ہوں اور مجھکو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جب تک کہ میں زندہ ہوں اور ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا۔ اور مجھے سرکش بدبخت نہیں کیا اور مجھپر خدا کی امان جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن

اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۚ اِذَا قَضٰٓى

کہ میں مرونگا اور جس دن کہ مار کر پھر زندہ کر کے اٹھایا جاؤنگا۔ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا (یہ) سچی بات کہی جسمیں وہ جھگڑ رہے ہیں اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے پاک ہے وہ جب وہ کوئی کام کرنا

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

ٹھہراتا ہے تو صرف اسکو کن کہتا ہے سو وہ ہو ہی جاتا ہے اور (یہ بھی کہا) بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اسکی عبادت کرو یہ ہے سیدھا رستہ پھر تو ان میں آپس میں جھگڑنے لگیں پس خرابی ہے

كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

منکروں کی بڑے دن کے پیش ہونے سے

آخر جب مریم جوان ہوگئیں تو ایکبار انکو بصورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) نظر آیا مریم گھبرائیں اور کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خداترس ہے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اسلیئے آیا ہوں کہ تجھکو پاک فرزند دوں مریمؑ نے کہا کیونکر ہوگا میرا ابتک کسی سے نکاح نہیں ہوا ور نہ میں حرامکار ہوں فرشتہ نے کہا خدا یونہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر سکتا ہے تب فرشتہ نے انکے کرتے کے گریبان میں دم کردیا یعنی پھونک دیا پھونک دینا کے بعد سے انکو حمل معلوم ہونے لگا مریمؑ لوگوں سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جا رہیں (غالبًا یوسف کے ساتھ وہاں سے بیت اللحم میں آرہی ہوگی جو وہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو آجکل شہر ہے یا اپنی خالہ کے گھر آرہی ہونگی اور انکی خالہ کو بھی حمل تھا چھ مہینے کا جس سے یحییٰ پیدا ہوئے) پس جب خاص جننے کا وقت آیا اور درد لگے تو ایک افتادہ مکان میں آئیں جہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا اور پانی نہ تھا اور ولادت کے وقت ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے ادہر تنہائی اُدھر درد ادھر ہر قسم کی بے سروسامانی نہ کھانا نہ پانی ایسی حالت میں انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ گھبرا جاتا ہے گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس دن سے پیشتر مر چکی اور نیست و نابود ہوگئی ہوتی کہ لوگ نام و نشان بھی بھول جاتے ایسے سخت وقتوں میں خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دستگیری کیا کرتا ہے پس انکے پائین سے فرشتے نے آواز دی کہ کچھ غم نکرو دیکھو تیرے پاؤں کی طرف خدا نے چشمہ جاری کردیا جسقدر پانی درکار ہو لے اور اس کھجور کے درخت کو ہلا تر و تازہ کھجوریں اس میں سے جھڑینگی اور جو کوئی شخص تجھے کچھ کہے تو اشارہ سے کہدے کہ میں کلام نہیں کرسکتی روزہ[52] نذر مانا ہے۔ پس پاک ہونے کے بعد چلہ کے لئے شریعت موسوی کے موافق مریم عیسیٰؑ کو بیت المقدس میں لائیں فاتت بہ قومہا تحملہ یہاں اپنے لوگوں کا ہنگامہ ہوا

[51] من تحتہا کے معنی بعض نے یہ بیان کئے ہیں کہ مسیح نے انکے نیچے سے آواز دی تھی مگر صحیح مطلب آیت کا یہ ہے کہ مریم جو قریب ولادت لیٹی ہوئی تھیں انکے پاؤں کی طرف سے کہ جس کو تحت یا نیچے کی جانب کہتے ہیں جس طرح سرہانے کو بالیں یا اوپر کی جانب کہتے ہیں فرشتہ نے آواز دی ۱۲ منہ [52] اگر روزہ میں یہ نذر مانا ہو کہ کسی سے کلام نہ کرونگا اس عہد میں اس نذر کا پورا کرنا ضرور تھا اس لئے مریمؑ نے یہ عذر کیا اور غرض یہ تھی کہ لوگوں کو آپ جواب دینا نہ پڑے خود لڑکا ہی جواب دیوے تاکہ اسکا اعجاز و کرامت معلوم ہو ۱۲ منہ

اورطعن وتشنیع شروع ہوئی کہ تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو حرام کار کہاں سے پیدا ہوئی ؟ یہ تو بتا یہ بچہ کس کا ہے ؟ مریمؑ نے حضرت مسیحؑ کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دریافت کرو لوگوں نے کہا کہ ہم بچہ سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں اسی حضرت مسیح علیہ السلام گود ہی سے آپ بول اُٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں رسب سے پہلے یہہ حملہ یوں کہا کہ انکے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجائب معجزات دکھانے سے لوگ انکو کہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں جیسا کہ نصاریٰ سمجھ بیٹھے) مجھکو کتاب دی ہے یعنی انجیل گو اسوقت تک نہ ملی تھی بلکہ تیس۳۰ برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اسیطرح نبوت بھی جب ہی ملی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت ہی ہو سکتی ہے بلکہ یہ سب نامبرین ہونی والی تھیں اور عالم غیب میں قرار پا چکی تھیں گو ظہور اسوقت تک نہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہہ معلوم کرا یا گیا تھا اسلئے ان سب باتوں کو بلفظ ماضی اس طفولیت کے وقت میں بیان فرمایا شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی برات کے لئے تیج نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں کیا بلکہ پھر اسوقت بولے جو اور لڑکے بولا کرتے ہیں جب لوگوں نے یہہ کلام سنا تو حیرت میں رہگئے اور اسلئے مریمؑ پر زنا کی سزا جو قتل ہی قائم نہ کی درنہ سزا سے بری رکھنے کی کوئی وجہ نہیں - مگر اس بات کو یہود نے مخفی کر دیا تاکہ لوگ انکی معتقد نہ ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پر کہ اس پر بہتان دہرا ۔

تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کا چچازاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو یہودا اور ہیرودس کے خوف سے مصر لیگیا تھا اور اسکے مرنے تک وہ وہیں رہے پھر ہیرودس کے مرنیکے بعد[۵] آکر ناصرہ گاؤں میں رہے اسلئے انکے متبعین کو نصاریٰ کہتے ہیں اور پھر وعظ و پند میں مصروف ہوئے اور معجزات دکھانے شروع کئے لوگ جوق جوق انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بدگمان کر کے انکو گرفتار کرایا کہ یہہ قیصر سے باغی ہے قید کر کے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اوپر اُٹھا لیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کر دیا جسکو سولی دیا گیا انکے بعد حضرت مریمؑ کا انتقال ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام انکی روبرو ہی ہیرودس کے ہاتھ سے شہید ہو چکے تھے ۔

حضرت عیسےٰؑ اور مریمؑ کے قصہ کو تمام کر کے فرماتا ہے ذالک عیسی بن مریم الخ کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن مریمؑ کی یہہ ہے سچا واقعہ جسمیں وہ جھگڑتے ہیں یعنے وہ جو کہ یہود کہنے لگے تھے والعیاذ باللہ وہ زنا سے پیدا ہوئے تھے اور مکار و فریبی تھے اور وہ جو عیسائی کہنے لگے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو از حد بدیہی البطلان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی اسلئے عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے ما کان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ الخ کہ خدا کی یہہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے وہ اس سے پاک ہے اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون بیٹا اسکے لئے ہوتا ہے جسکو احتیاج ہے اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہتے ہی ہو جاتی ہے اسی طرح بغیر سبب ظاہری یعنی باپ کے بغیر عیسےٰؑ کو پیدا کر دیا خود عیسیٰؑ نے کہدیا تھا انی عبد اللہ الخ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہ اللہ میرا اور تمہارا دونو کا پالنے والا ہے اسی کی عبادت کرو سیدھا رستہ یہی ہے نہ یہہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو ۔

ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا قصہ انجیل لوقا میں موجود ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں ایکروز تک گونگا رہنا مذکور ہے ۔ اور مریمؑ کے قصہ میں اسقدر تفاوت ہے کہ مریمؑ کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی نذر میں چڑھایا جانا اور زکریاؑ کی نگرانی میں پرورش پانا اور اسی طرح تولد مسیح علیہ السلام کے وقت خرمے کی درخت کا تر و تازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیر خوارگی میں مسیحؑ کا کلام کرنا انکی اناجیل اربعہ میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی اور اناجیل میں ہے جیسا کہ انجیل طفولیت وغیرہ اور اسی طرح رضاعت کے زمانہ میں یحییٰؑ کا کلام کرنا انجیل میں ہے قرآن مجید میں نہیں سو یہہ کچھ اختلاف ایسا نہیں کہ جس سے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی نوبت پہنچے خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کمی زیادتیاں ہیں ایک یہ ہے کہ مجوسی ستارہ کے اشارہ سے مسیح پاس آئے

[۵] یحییٰ تا دہ برس کی عمر میں مسیحؑ مصر سے واپس آئے ۱۲ منہ

دوسری میں نہیں علیٰ ہذا القیاس۔ اور جو اختلاف ہے بھی تو اسمیں قرآن مجید کا ہی عقلاً و نقلاً اعتبار ہونا چاہیئے نہ انکی کتب محرفہ کا۔

(۲) تمام اہل اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ انکو انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں مگر آجکل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہو جانے اور حس باطن اور نور قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے وہ فریق قدم بقدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو انکے خیالات کے مطابق کرتا ہے غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات امور انکے نزدیک محال ہیں اس بات کے امکان پر دلائل لانیکی یہاں گنجائش نہیں مقدمۂ تفسیر میں بیان ہو چکے اب میں قرآن مجید کے وہ الفاظ بتاتا ہوں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ اول۔ ان آیات میں فتمثل لها بشرا سویا سے لیکر قال کذلک قال ربک ہو علی ہین تک صاف صاف کہہ رہا ہے کہ مریم کو فرشتہ کے کہنے سے کہ تجھکو فرزند دینے آیا ہوں تعجب آیا اسلئے کہ نہ وہ حرام کار تھیں نہ کسی سے نکاح ہوا تھا اسپر فرشتہ کا یہ کہنا کہ تیرا رب یونہی کر سکتا ہے اور یہ اسپر کچھ مشکل بات نہیں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا تولد بغیر باپ کے ہوا ہے۔ دوم۔ ولنجعلہ آیۃ للناس بھی اسکی تصریح کرتا ہے کیونکہ تولد مسیحؑ اگر معمولی طور سے ہوتا پھر خواہ اسمیں لوگوں کیلئے کتنی ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد میں پر آیۃ کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بجز آیات قرآنیہ کے اور چیزوں پر لفظ آیۃ کا اطلاق ہوا ہے تو انہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات اسکی قدرت کی بات عادت و اسباب ظاہری بغیر پائی گئی ہو جیسا کہ اصحاب کہف پر اور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہما۔ سوم۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیہ میں اس امر کی صاف تصریح ہے کیونکہ آدمؑ کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دی اگر اس بات میں نہیں کہ جسطرح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح یہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدمؑ کے ساتھ مسیح کو ہے؟ اور پھر اس آیت کا نزول نہیں کے رفع خیال کے لئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا سمجھے تھے۔

اسکے علاوہ اسی قصے میں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کھجور خشک سے تر خرموں کا پیدا ہونا پانی کا چشمہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہود نے کہا تھا کہ ہم گود کے بچہ سے کیونکر بات کر سکتے ہیں؟ اور فرشتہ کا مجسم ہو کر مریم کو نظر آنا پھر یہاں بھی شاید تاویل کرینگے۔

اسی طرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماؤل صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸۔ ورس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہے جسکا ایک جملہ یہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ پھر انجیل لوقا کے اول باب میں ۲۶۔ ورس سے لیکر کئی حلوں تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیحؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ ماؤل صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں؟

(۳) یا اخت ہارون اخت کے حقیقی معنی بہن کے یہاں پر مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اخ اور اخت اور ابن بہت سے مواقع میں محض نسبت کیلئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان اسے واحد منہم یعنی اے عرب والے ای قبیلۂ ہمدان والے نہ یہ کہ ای عرب اور ہمدان کے بھائی اسی طرح مسافر کیلئے ابن السبیل اور چاند کیلئے ابن اللیل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنیکے لئے انکے جدۂ اعلیٰ ہارون کیطرف منسوب کر کے کلام کیا کہ ای ایسے بزرگ کی اولاد تجھے ایسا کرنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑے نیک مرد تھے۔ ایک پادری نے اخت کے حقیقی معنی سمجھکر پھر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کر کے اعتراض جڑ دیا کہ قرآن میں غلطی ہے۔ فہم سلیم اسیکو کہتے ہیں

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَ

کیسے کچھ سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس روز کہ وہ ہمارے پاس حاضر ہونگے اُسدن تو کیا ہی سسے دیکھتے ہوگے لیکن ظالم آج تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (گویا اندھے بہرے ہیں) اور انکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ انپر فیصلہ کردیا جاویگا اور وہ ابھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور

هُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ۝

ایمان نہیں لاتے ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور اسکے بھی جو اسپر ہیں اور سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر لائے جائیں گے

وقف لازم

ع ۵

ترکیب

اسمع بہم وابصر دونوں تعجب کے صیغہ لفظاً امر کے صیغے ہیں معنی ما اسمعہم و ما ابصرہم بہم موضع رفع میں ہے کیونکہ احسن بزید ای احسن زید لفظوں میں امر اور معنی خبر ہے اے حسن زید۔ ویمکن ان یقال انہ امر لکل احد بان یحسن بزید والباء زائدة۔ یوم ظرف والعامل فیہ اسمع وابصر۔ اذ قضی یا یوم الحسرة سے بدل یا حسرت کا ظرف۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا فاختلف الاحزاب کہ عیسیٰ کے بارہ میں قومیں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہود کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے فرقوں میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے اور تھا جنکی نسبت فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم کہ منکروں کو بڑے دن کی حضوری اور اسکی شدت سے خرابی ہے بڑا دن قیامت کا دن ہے یعنی اُس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے انکے اختلاف کا ثمرہ اسروز ظاہر ہو جاوے گا۔

اسمع الخ میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان کی کہ جسروز یہ کافر ہمارے پاس آئیں گے اسروز انکی بینائی اور شنوائی عجب ہوگی یعنی جسطرح آج اندھے اور بہرے ہیں نہ باطن کی آنکھوں سے حق دیکھتے ہیں نہ کسی سے سنتے ہیں اسروز یہ حال نہوگا بلکہ خوب آنکھیں کھل جاوینگی کان بھی کھل جاوینگے یہی مضمون سورۂ ق میں بھی آیا ہے لقد کنت فی غفلة من ہذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کردو تاکہ خوف کریں۔ پھر یوم الحسرت کی کچھ اور تشریح فرماتا ہے اذ قضی الامر وہم فی غفلة وہم لایومنون کہ یکایک انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاویگا اور وہ دنیا میں غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ بظاہر یوم الحسرت قیامت کا دن ہے کیونکہ جنھوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہاں انکی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تخویف پیدا ہوتی ہے یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہوا ایمان و حسنات سے بیخبر ہے اور ہر یکایک اسکی موت کا حکم ہو جاتا ہے اسکا کام تمام ہو چکے اب اسکو ساتھ لیجانے کے لئے توشۂ آخرت حاصل کرنیکی مہلت کہاں پس اس دن سے زیادہ بھی اسکی حسرت کا دن اور کوئی کیا ہوگا؟ یہ مضمون بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوؤں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یکایک اجل آجاتی ہے حسرت و ارمان دنیا کی جگہ دل میں آخرت کے لئے کوتاہی کرنے کی حسرتیں ساتھ ہو جاتی ہیں۔

دنیا میں جو کچھ مال و زر زمین و باغات اسنے بڑی محنت سے حاصل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہ گئے ان سب کا اللہ ہی وارث اور اخیر مالک رہیگا اور سب ایکروز خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاویں گے انا نحن نرث الارض ومن علیہا والینا یرجعون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو ۔ بیشک وہ ایک ہی صادق بھے حبکہ اسنے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ آپ ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہیں کہ جو سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور جو نہ آپکے کسی کام آسکتی ہے ۔ اے میرے باپ

اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ

بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو آپکو حاصل نہیں اس لئے آپ میرے کہنے پر چلئے تاکہ میں آپکو سیدھا رستہ دکھاؤں ۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت مکرو کیونکہ شیطان تو خدا کا نافرمان ہے ۔ اے میرے باپ

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِـهَتِيْ يٰٓـاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمپر خدا کی طرف سے کا عذاب آپڑے پھر تم بھی شیطان کے ساتھی ہو جاؤ ۔ اسنے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو باز نہ آئیگا تو میں تجھے سنگسار ہی کر ڈالوں گا

وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ

اور خیر سے میرے پاس سے جا دور ہو ۔ ابراہیم نے کہا بہر تو میرا سلام ہو میں آپ کیلئے میں ہی پروردگار سے مغفرت کی دعا ہی کرونگا کیونکہ وہ مجھپر بڑا مہربان ہے اور میں تمہیں بھی چھوڑتا ہوں اور تمہارے ان معبودوں کو بھی کہ جنکو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارا

عَسٰٓي اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہونگا پھر ابراہیم نے انسے اور انکے معبودوں سے کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے کنارہ کیا تو ہمنے انکو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہمنے ہر ایک کو نبی بنایا

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

(اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے بہت کچھ بخشا اور انکے لئے ہمنے ذکر خیر کا آوازہ بلند کیا کہ ابتک لوگ انکو عزت سے یاد کرینگے)

تیسرا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے ۔ یہہ انکی اسوقت کی ثابت قدمی اور خدا پرستی مذکور ہے کہ جب ابتداء شباب میں انہوں نے بت پرستی کو حقیر جانکر اپنے باپ کو اس سے منع کیا اور آخر کار محض اللہ کے لئے اپنے پیارے باپ کو چھوڑا کہ جسکی محبت نے ابراہیمؑ کو اسکے لئے خدا سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا اور اسکے لئے ابراہیمؑ نے وعدہ بھی کر لیا پھر مہاجرت کے بعد خدا تعالیٰ نے اسکو اسحاقؑ اور اسحاقؑ کو یعقوبؑ برگزیدہ پیغمبر فرزند عطا کیا ۔ یہہ نتیجہ ہی خدا کی فرمانبرداری کا ۔ یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں لیکن ایسا اولوالعزم پوتا بھی دادا کا نام روشن کرنیوالا گویا دادا کو فرزند ارجمند عطا کرنا ہے اس لئے وہبنا لہ یعقوب فرمایا اسحاقؑ کے بعد اسکے لئے علاوہ اور صد ہا جنر ہیں خدا نے یعقوبؑ و اسحاقؑ و ابراہیمؑ کو عطا کیں تھیں اور سب سے بڑھکر لسان صدق علیا عطا کی یعنی انکی ثنا و صفت لوگ انکے پیچھے کرتے رہینگے ۔ لسان صدق ثناء حسن ۔ ذکر جمیل ۔ چونکہ یہہ زبان سے پایا جاتا ہے اسلئے اسکو زبان سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ جو احسان ہاتھ سے کئے جاتے ہیں انکو ید سے تعبیر کرتے ہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین خدا تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر لی جسکا اثر یہہ ہے کہ آجتک حضرت ابراہیمؑ تخمیناً دو ثلث سے زائد بنی آدم کے پیشوا مانے جاتے ہیں یہود و عیسائی وغیرہم انکو بڑائی سے یاد کرتے ہیں اہل اسلام پنج وقتہ نماز میں انپر درود بھیجتے ہیں اپنے نبی خاتم المرسلین علیہ السلام کے ساتھ اللہم صل علے محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علے آل ابراہیم انک حمید مجید آل ابراہیم میں اسحاق و اسمٰعیل و یعقوب علیہم السلام کیطرف اشارہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں خدا تعالیٰ عرب کے مشرکوں کو یہہ سمجھاتا ہے کہ تم جو باپ دادا کی تقلید کر کے بت پرستی کرتے ہو ایسا نہ چاہئے کیونکہ ابراہیم کہ جسکو تم بھی بزرگ مانتے ہو انہوں نے باپ کا کہنا نہ مانا انکی تقلید نہ کی اور نیز یہہ بھی ہے کہ اگر باپ دادا کی تقلید کرنی ہے تو ابراہیم کی اور انکی اولاد کی کیوں نہیں کرتے؟ ملیا مدۃ طویلۃ وقیل سالما ۔ ابراہیمؑ نے باپ کے لئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اسکے موجب استغفار کیا مگر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی نہیں پھر اس سے بری ہو گئے ۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ

اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کر کیونکہ وہ خاص بندے اور نبی صاحب کتاب تھے اور ہمنے اسکو طور کے دائیں طرف سے پکارا اور راز داری کے لیے پاس بلایا اور ہمنے اسکو اپنی

مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ

رحمت سے اسکے بھائی ہارون کو نبی بناکر عطا کیا اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کر کیونکہ وہ وعدہ کے بڑے سچے اور نبی بناکر بھیجے گئے تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز

وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کر کیونکہ وہ بڑے سچے اور نبی بھی تھے اور ہمنے انکو بلند جگہ اٹھا لیا یہی انبیاء لوگ کہ جن پر

اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا

اللہ نے کرم کیا تھا آدم کی نسل سے اور انکی نسل سے کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل میں سے اور ان لوگوں میں سے تھے کہ جنکو ہمنے راہ راست دکھائی اور برگزیدہ کیا تھا۔ جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ۝ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تو سجدہ میں گر پڑا کرتے تھے اور روتے جاتے تھے پھر انکے بعد وہ ناخلف پیدا ہوئے کہ جنھوں نے نمازیں غارت کردیں اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پھر انکی گمراہی بھی بہت جلد آگے آئیگی

السجدة

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ

مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے سو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہونگے اور انکا کوئی حق تلف نہ کیا جاویگا وہ ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکا رحمن نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اُسکا

وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا ۝

وعدہ پیش آکر رہیگا وہ بہشت کہ جسمیں کوئی خراب بات سننے میں نہ آئیگی مگر ہاں سلام کی آوازیں اور وہاں صبح و شام کے لئے کھانا تیار ملیگا یہی وہ جنت کہ جسکا ہم اپنے بندوں میں سے اسکو وارث کرتے ہیں جو پرہیزگار رہا ہے

یہہ چوتھا قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ خدا نے انکو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا یعنی انی انا اللہ الخ کے ساتھ موسےٰ کو خطاب کرکے کلام کیا اور اس شرف کے بعد دوسرا شرف یہہ تھا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی انکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

واذکر فے الکتاب اسمٰعیل یہہ پانچواں تذکرہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کا ہے جو حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے تھے۔ چونکہ یہہ ایک مستقل رتبہ کے شخص تھے اسلئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جداگانہ۔ انکا پہلا وصف یہہ ہے کہ کان صادق الوعد وعدے کے بڑے سچے تھے۔ مروی ہے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا فلاں جگہہ انتظار کرونگا وہ اتفاقاً ایک برس تک نہ آیا آپ وہیں کھڑے رہے یہہ انکے صادق الوعد ہونے کی ایک ادنیٰ بات ہے۔ دوم کان رسولاً نبیاً یعنی صرف نبوت ہی حاصل نہ تھی بلکہ صاحب شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان یامر الخ اپنے اہل و عیال کو جسمیں بعض علماء کے نزدیک انکی اُمت بھی شامل ہے نماز و روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے کامل و مکمل تھے اور اسی لئے کان عند الخ اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ بھی تھے۔ پس اے قوم عرب تمکو اسمٰعیل کا اقتدا لازم ہے جو تمہارا جدّ امجد تھا نہ ادر بیہودہ جاہل باپ دادا کا

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

(فرشتگے کہا) اور ہم آپ کے رب کے حکم بغیر اتر کر نہیں آ سکتے اُسی کا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے اور اسکے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝

اور ان دونوں کا جو ان کے بیچ میں ہیں سو اسی کی عبادت کرو اور اسکی عبادت کی تکلیف پر صبر کیا کرو بھلا نہیں کوئی اُس جیسا دوسرا بھی معلوم ہے

تفسیر

واذکر فی الکتاب ادریس یہ چھٹا قصہ حضرت ادریسؑ کا ہے جو نوح علیہ السلام کے پردادا تھے (نوح بن لمک بن متوسلح بن حنوک) اور حنوک یا اخنوخ انکا نام اور ادریس لقب تھا وجہ کثرت درس صحف آسمانی کے۔ وہ صدیق نبی تھے یعنی بہت برگزیدہ اسلئے رفعناہ مکانا علیا اسکے معنی بعض مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ انکو بلند مرتبہ کیا وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیسا کہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت آتا ہے ورفعنا لک ذکرک اور ایک گروہ کہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ انکو بلند مکان میں اُٹھا لیا۔ اول تقدیر میں یوں کہا جاویگا کہ خدا نے ادریسؑ کا بلند مرتبہ کیا تیس ۳۰ صحیفے ان پر نازل کئے بہت سے علوم اور صنعتیں انکی ہاتھ سے ایجاد ہوئیں۔ دوسری صورت پر بعض کہتے ہیں کہ خدا نے انکو زندہ آسمان پر بلا لیا اور جنت میں داخل کر دیا بعض کہتے ہیں کہ صرف آسمانوں پر بلایا حضرت عیسےٰؑ اور ادریسؑ زندہ آسمانوں پر ہیں والعلم عند اللہ توریت سفر پیدائش کے ۵ باب ۲۳ و ۲۴ درس میں یوں ہے اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ ۳۶۵ برس کی ہوئی (۲۴) اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا تھا اور غائب ہوگیا اسلئے کہ خدا نے اسے لیا تھا ان درسوں کی شرح میں علماء اہل کتاب کے بھی ایسے ہی اقوال ہیں کہ جیسا اوپر بیان ہوا۔ ان سب بزرگواروں کا ذکر خیر کر کے فرماتا ہے اولٓئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہ انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جن پر خدا نے کرم و فضل کیا تھا آدم اور ابراہیمؑ اور نوحؑ کے ساتھ والے اور اسرائیل کی نسل اور دیگر لوگ کہ جنکو خدا نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا انکا یہ حال تھا کہ اللہ کی آیتیں سنکر سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑا کرتے تھے اور خدا کے نہایت فرمانبردار نیک کردار بندے تھے۔ اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ انکو خدا جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ انکی نسبت فحش کی باتیں منسوب کرتے ہیں جیسا کہ کتب یہود و نصاریٰ میں ہے وہ بھی غلطی پر ہیں انکا یہ مرتبہ خدا کی طاعت سے ہوا پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئے جو نماز و عبادت چھوڑ کر خواہش نفسانی کے درپے ہوگئے بجز کھانے پینے جماع کرنے کے اور کوئی بات انمیں نہ رہی انہوں نے طریق بگاڑ دیا سو وہ اپنے کئے کا ثمرہ نتیجہ دیکھیں گے اور جو توبہ کر گئے اور نیک ہوگئے وہ جنت میں ہونگے جسکے یہ اوصاف ہیں کہ وہاں کوئی خراب بات دل شکن رنج دہندہ انکی یا انکے اعزہ واحبہ کی موت یا وہاں سے نکالے جانیکی یا کسی نعمت کے زوال ہونیکی خبر یا گالی گلوچ بدکلامی غیبت بدگوئی سنائی نہ دیگی سلام سلام کی آواز سنائی دیگی آپس کا تحیہ سلام یا فرشتوں کیطرف سے سلامتی کا مژدہ یعنی تعظیم و تکریم کے کلمات دوام سلامتی و مسرت ہمہ وقت بالخصوص صبح و شام انکو تیار روزی ملیگی روحانی و جسمانی پھر یہ بہشت ہر ایک کا حصہ اور ورثہ نہیں بلکہ ہماری بندوں میں سے صرف انہیں کا جو پرہیزگار ہیں درحقیقت وہی آدم کے حقیقی فرزند ہیں اور جنت آدم کو مل چکی ہے یہی اپنے جد کا ورثہ پانے کے مستحق ہیں۔ وما نتنزل الا بامر ربک یہاں سے ایک جدا گانہ کلام شروع ہوتا ہے جسکے شان نزول میں بخاری نے ابن عباسؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ آپ میرے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آیا کرتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی گویا خدا تعالے نے جبرئیلؑ کیطرف سے جواب دیا کہ خود نہیں آتے بلکہ تمہارے رب کے حکم سے آیا کرتے ہیں وہ مصلحت وقت سے خوب واقف ہے اسکو آگے اور پیچھے کا سب حال معلوم ہے یعنی ابتدا اور انتہا اور حال سب جانتا ہے وہ جب مصلحت جانتا ہے ہمکو بھیجتا ہے دیر کر آنے میں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ خدا تعالے آپکو بھول گیا کیونکہ وہ بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کا اور رب وقتاً فوقتاً پرورش کیا کرتا ہے جسکو علم ہمہ وقت لازم ہے پس اے نبی اسکی عبادت کرو اور ہمارے دیر کر آنے سے ملول نہ ہو بلکہ اسکے لئے عبادت میں تکالیف برداشت کرتے رہو کیونکہ وہ یکتا ہے اسکا کوئی ہمنام بھی نہیں یعنی اسکے سوا دوسرا نہیں جو اس بیقراری کو دفع کر سکے۔ جب عالم قدس کے بعد یہ حال جبرئیلؑ کیطرف سے بیان ہو تو جو عالم

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ

اور انسان (منکر) کہا کرتا ہے کہ کیوں جی جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کرکے قبر سے باہر نکالا جاؤں گا کیا وہ انسان اس بات کو یاد نہیں کرتا کہ پہلے ہی اسکو ہم نے پیدا کیا تھا (اور وہ کچھ) نہیں (تھا) قسم ہے آپ کے رب کی ہم انکو اور انکے

الشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا

شیطانوں کو جمع کرلینگے پھر انکو جہنم کے کنارہ حاضر کرینگے انکے گھٹنے ٹوٹے ہونگے پھر ہر گروہ میں سے انکو گھسیٹ لائینگے جو خدا سے بہت اکڑا کرتے تھے پھر ہمکو خوب معلوم ہے کہ اس میں گرنے کے قابل ہے

صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اور تم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں کہ جو اس پر سے ہوکر نہ گزرے آپ کے رب نے اسکا پورا کرنا لازمی کرلیا ہے پھر پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور ظالموں کو اسمیں پڑا ہوا گرے دیں گے اور جب انکو ہماری

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ

کھلی کھلی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمانداروں سے کہتے ہیں کہ بتاؤ کونسا فریق ہم میں اور تم میں سے مرتبہ میں بہتر اور مجلس میں عمدہ ہے حالانکہ اس سے پہلے ہم بہت سی ایسی جماعتیں ہلاک کرچکے ہیں کہ جو

أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ

اسباب اور نمود میں اس سے کہیں بہتر تھے کہدو جو کوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو خدا بھی اسکو (دنیا میں) ڈھیل ہی دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جسکا انہیں وعدہ دیا گیا ہے جب اسکو دیکھ لینگے یا تو عذاب کو یا قیامت کو

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

تب معلوم ہوجائیگا کہ کون برے درجہ میں ہے اور کسکی فوج کمزور ہے اور جو راہ راست پر ہیں اللہ انکو اور زیادہ ہدایت دیا جاتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں

تفسیر

ویقول الانسان یہاں سے اُن نالائقوں کے عقائد بیان فرماتا ہے کہ جنکا اوپر ذکر ہوا تھا۔ انسان سے کسی شخص خاص کی طرف اشارہ نہیں بلکہ عموماً حشر کے منکر لوگ مراد ہیں جو تعجب سے کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائینگے تو پھر زندہ ہونگے؟ اس بات کو محال اور خدا کی قدرت سے باہر جانتے تھے اسلئے رسول کی تکذیب کرتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ابن آدم کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ تھا ہمنے اسکو موجود کردیا جس نیست محض کو موجود کردیتا ہے اسکے نزدیک دوبارہ زندہ کردینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کے بعد قسم کھاکر وعدہ مستحکم کرتا ہے کہ ہم انکو مرنے کے بعد ضرور جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کرتے ہیں اسکے بعد ان سبکو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے اور یہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے جسطرح غم و فکر میں بیٹھے ہیں پھر کفار کے ہر فریق میں سے منکر و گمراہ کنندوں کو چھانٹ چھانٹ کر بہت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل کرینگے (شیعۃ فعلۃ کفرقۃ وزنۃ الطائفۃ التی شاعت)

وان منکم الا واردہا الی قولہ جثیا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ منکم سے مراد کفار ہیں انکو اول غائب کے صیغوں سے یاد کیا تھا پھر حاضر کے صیغوں سے خطاب کیا کیونکہ اہل ایمان دوزخ میں وارد یعنی داخل نہ ہونگے بقولہ تعالیٰ اولئک عنہا مبعدون وقولہ لایسمعون حسیسہا لیکن اکثر کہتے ہیں کہ مومن و کفار سب کے لئے خطاب عام ہے مگر اہل ایمان کا ورود داخل ہونا نہیں بلکہ اسکا ملاحظہ اور معاینہ کرنا اور اسکے پاس سے ہوکر گزر جانا ہے جیسا کہ جملہ ثم ننجی الذین اتقوا الخ دلالت کرتا ہے اور بہت سی روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ اسلئے کہ اہل ایمان جنت میں اس تکلیف کے مکان کو یاد کرکے زیادہ شکریہ ادا کریں اور تا کہ جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہو کیونکہ راحت کا مزہ تکلیف کے مقابلہ میں معلوم ہوا کرتا ہے

واذا تتلیٰ الخ حشر کے ان دلائل کے بعد مشرکین عرب یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایسا بھی ہوا تو وہاں بھی ہم ہی اچھے رہینگے جسطرح کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ ہمکو حشمت و ثروت ہے وہاں بھی ہوگی۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے وکم اہلکنا الخ کہ دنیا میں اس سے بھی زیادہ دولتمند قومیں تھیں جنکو ہمنے ہلاک کیا جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دولت دنیا کچھ عنداللہ عزت کی بات نہیں پھر فرماتا ہے کہ دنیا میں ہمارا طریق عادت یہ ہے کہ گمراہوں کو جلدی نہیں پکڑتے بلکہ فلیمدد لہ الرحمٰن (یہ صیغہ امر وجوب و تحقیق کیلئے بمعنے مضارع ہے) اسکو اور ترقی دیتے ہیں یہانتک کہ یا تو دنیا میں یا قبر میں مصیبت دیکھ لیتا

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

بھلا تم نے اسکو بھی دیکھا کہ جو ہماری آیتوں کا منکر ہو گیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملیگی کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اُسنے اللہ سے اقرار لے رکھا ہے کبھی نہیں ہم لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اسکے لیے عذاب بڑھاتے جائیں گے

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

اور جو کچھ وہ کہتا ہے اسکے ہم وارث ہو جائینگے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئیگا اور مشرکوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ انکے حامی و مددگار ہوں ہرگز نہیں وہ تو بہت جلد انکی عبادت کا انکار کر جائینگے اور انکے مخالف ہو جاوینگے

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ

کیا تم نے اسکو نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انکو اکساتے رہتے ہیں ۔ پس آپ انکے لیے عذاب کی جلدی نہ کیجیے ہم خود انکی مدت گن رہے ہیں جس روز کہ ہم پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمان بناکے جمع کرینگے اور گنہگاروں کو جہنم کیطرف پیاسا ہانکیں گے

جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ

وہ سفارش کی قدرت نہ رکھیں گے مگر وہ شخص کہ جسنے رحمان کے پاس سے اجازت حاصل کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان بیٹا رکھتا ہے (کہدو) یہ تم ایسی سخت بات گھڑ لائے ہو کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے

تَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ

اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس بات پر کہ انہوں نے رحمان کے لیے بیٹا ٹھہرایا اور رحمان کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جو رحمان کا بندہ بنکر نہ آوے

أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ

اللہ نے انکو شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے قیامت کے دن اسکے پاس تنہا آویگا بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ہیں عنقریب انکے لیے رحمان محبت پیدا کریگا پس ہم نے قرآن کو آپکی زبان میں اسلیے آسان

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

کر دیا ہے کہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو مژدہ سناویں اور جھگڑالو قوم کو خوف دلائیں اور ان سے پہلے ہم کتنے ایک قرن ہلاک کر چکے ہیں بھلا انمیں سے کوئی بھی نہیں دکھائی دیتا ہے یا کسی کی کچھ آواز بھی سنائی دیتی ہے

پہلے فرمایا تھا کہ ان بزرگواروں کے بعد نا خلف پیدا ہوئے اب یہاں ایک نا خلف کی کیفیت بیان فرماتا ہے جسکو اور آیت سے شروع کرتا ہے جسکی بابت بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ خباب بن ارت کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس تقاضے کیلئے گیا اسنے کہا تو محمد کا منکر ہو جاوے تو تیرا قرضہ دوں میں نے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا یہانتک کہ تو مر کر بھی جی اٹھے اُسنے کہا میں مر کر جنت میں زندہ ہونگا تو وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد سب کچھ ہوگا وہاں تجھکو دیدونگا اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ جو یہ کہتا ہے کیا اسکو علم غیب ہے یا خدا سے اسنے عہد لے لیا ہے سو یہ ہرگز نہیں ہم اسکے گناہ لکھتے جاتے ہیں اور دنیا کا مال و اسباب چھوڑ کر تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا اور جسطرح یہاں اسکو مال دیا جاتا ہے اسکی ناشکری میں عذاب پر عذاب دیا جاویگا اور اس قسم کے لوگ اولاد و مال کو بتوں وغیرہ غیر اللہ کی پرستش کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اسلیے آخرت کی بھلائی کی بھی انسے امید رکھتے ہیں اور وہ انکی عزت کا سبب جانتے ہیں کلا یہ انکا غلط خیال ہے جسطرح دنیا میں غیر خدا کوئی بھی عالم پر تصرف نہیں کر سکتا اسطرح اس عالم میں عزت دینا تو درکنار انکے وہ فرضی معبود انکی عبادت ہی کا انکار کر جائینگے اور کہینگے کہ ہم نہیں جانتے بلکہ ان کے مخالف بن جائیں گے یہ محض شیطانی خیالات ہیں جو ان مشرکوں کے دلوں میں شیطان ڈالتے ہیں اور انکو بت پرستی کیطرف اکساتے رہتے ہیں اس گمراہی کی سزا کا انکے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے پس آپ جلدی نہ کیجیے اور وہ جزا و سزا کا اصلی وقت قیامت ہے اب قیامت کا اجمالی حال بیان فرمایا جاتا ہے کہ پرہیزگار جوق جوق خدا کیطرف انعام و اکرام کے لیے بلائے جائیں گے اور خدا کے مجرم اسکے سوا دوسرے معبودوں کو پوجنے والے اسکے حکم عدولی کرنیوالے جوق جوق جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے اور وہاں کوئی بھی کسی کے لیے سفارش کرنے میں لب کشائی نہ کر سکیگا مگر وہی کہ جسکے لیے خدا کے ہاں اقرار ہو چکا ہے حضرات انبیاء و اولیاء و صلحاء لیکن وہ بھی کسی کے لیے صرف انہیں کے لیے جنہوں نے دنیا میں خلوص اور سچے ایمان کے سبب سے خدا کے پاس عہد مغفرت قائم کرا لیا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سے اور دیگر نا خلفوں کا بیان فرماتا ہے جو خدا تعالی کیلئے بیٹا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ وغیرہ فرماتا ہے یہ بڑی سخت بات ہے کہ جس سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے کیونکہ یہ اسکی شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بھی بیٹا بنائے یہ اسکے تقدس اور وجوب وجود کے سراسر خلاف ہے کس لیے کہ آسمان و زمین کی سب مخلوق اسکے آگے غلاموں کیطرح دست بستہ ہے پھر اسکو بیٹا بنا کر اپنا پشت و پناہ بنانا فضول ہے اسپر غضب کرتا ہے کہ ہمنے ان سبکو شمار کر رکھا ہے مجرم ہماری نگاہ سے نہیں بچ سکتا اور قیامت میں ہر ایک تن تنہا حاضر ہوگا اولاد و مال و سازو سامان معبود کوئی بھی ساتھ نہ ہوگا اسکے بعد ایمان و اعمال صالحہ کی خوبی بیان فرماتا ہے ان الذین امنوا کہ اللہ ان نیکوکاروں میں خلق اللہ کی محبت پیدا کریگا دنیا میں بھی ایک دوسرے سے محبت رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھیگا کس لیے کہ سبکا مقصد خدا واحد ہے برخلاف بت پرستوں اور بدکاروں کے کہ انکی اغراض مختلف ہیں اسلیے وہاں بھی انمیں محبت حقیقی نہ ہوگی ایک دوسرے پر لعنت کریگا اسکے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ خدا ان لوگوں سے محبت کریگا اور مشرکوں کو نظر قہر سے دیکھیگا اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ انکی محبت مخلوق کے دلوں میں ڈالدیگا اہل مکہ کہتے تھے کہ عربی میں کیوں قرآن اترا اسکے جواب میں فرماتا ہے اسلیے کہ ان جھگڑالوں کو سمجھایا جاوے اگر عربی زبان نہوتی تو کچھ بھی عذر سمجھتے اس کے بعد ان کے غرور و حشم پر تازیانہ مارتا ہے کہ ہم نے ان سے بھی بڑھ بڑھکر تو میں غارت کر دی ہیں بھلا انکا کوئی نام و نشان بھی باقی ہے ۔

سورۂ طٰہٰ مکیہ ہے ایکسو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰہٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ

ہمنے اے نبی تیرا اسلئے قرآن نازل نہیں کیا کہ تم رنج اٹھاؤ　بلکہ اس کی نصیحت کیلئے جو خدا سے ڈرتا ہے　یہ اس کیطرف نازل ہوا ہے کہ جسنے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا　وہ رحمٰن جو عرش پر

اسْتَوٰى ○ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ○ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

جلوہ گر ہے　اسیکا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے اور جو کچھ کہ تحت الثریٰ میں ہے　اے مخاطب اور اگر تو پکار کر بات کہے (تو کیا) وہ تو مخفی اور اس سے بھی مخفی بات جانتا ہے　اللہ کہ جسکے

اِلَّا هُوَ ۚ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○

اور کوئی معبود نہیں - اسیکے سب نام اچھے ہیں

ترکیب

الا تذکرۃ استثناء منقطع ہے ای لکن انزلناہ للتذکرۃ وقیل ہو مصدر رائے لکن ذکرنا بہ تذکرۃ تنزیلا بدل من اللفظ بفعلہ الناصب لہ - العلی جمع علیا تانیث اعلی الرحمن بالجر بھی پڑھا ہے صفۃ لمن خلق فیکون علی العرش استوی خبرا محذوف ائے ہو - وکذا ان رفع علی المدح دون الابتداء -

تفسیر

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز میں کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر کھڑے ہو کر اسقدر طول طویل قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر آتے تھے جسکو دیکھکر کفار قریش کہتے تھے کہ اسپر قرآن کیا نازل ہوا رحمت میں پڑگیا اسپر یہ سورۃ نازل ہوئی - اور یہ بھی منقول ہے کہ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسقدر وعظ و پند فرماتے تھے کہ نفس کے سب آرام جاتے رہتے تھے اسپر کفار مکہ کہنے لگے مزید براں تھے تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اترا یہ شخص مشقت و مصیبت میں پڑگیا - طٰہٰ حروف مقطعات ہیں جسکی بحث مقدمہ تفسیر میں ہو چکی -

فرماتا ہے کہ اے نبی ہمنے قرآن اسلئے نہیں نازل کیا کہ تم مصیبت میں پڑجاؤ بلکہ خدا ترس لوگوں کے لئے نصیحت کرنیکے لئے - اور یہ کسی ایسے ویسے کا نازل کیا ہوا نہیں بلکہ اسکا کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے تخت حکومت پر بیٹھکر تمام عالم کی تدبیر کی سب کا بندوبست واقع کر دیا الرحمن علی العرش استوی چونکہ وہ رحمٰن ہے اسکی رحمت کا مقتضی یہ بھی ہوا کہ اسنے اپنے بندوں کی اصلاح آخرت و تزکیۂ ارواح و نفوس کے لئے قرآن نازل کیا وہ انکی تدبیر سے کیوں ساکت رہتا کیونکہ زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسیکی مخلوق اسیکی ملک ہے سب پر اسکی نظر رحمت ہے ہر چیز کی حاجت روا کرتا ہے انسان کی حاجت علم روحانی و صحیفہ آسمانی کی طرف اشد تھی -

الثریٰ زمین کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں -

ان آیات میں جس طرح اسکی قدرت و ارادہ کا ثبوت ہے اسیطرح اسکی رحمت کا بھی کہ جسکی وجہ سے قرآن نازل ہوا مگر قدرت و ارادہ علم بغیر ممکن نہیں اسلئے صفت علم کے ثبوت کیلئے فرماتا ہے وان تجہر بالقول الخ فاعلم انہ غنی عن جہرک فانہ یعلم السر واخفی (بیضاوی) کہ اگر تو دعا و ذکر پکار کر کرے تو اسکو اسکی حاجت نہیں کیونکہ اسکو پوشیدہ بات جو بہت آہستہ کہی جاتی ہے اور وہ جو اس سے بھی مخفی ہو یعنی دل کی بات سب معلوم ہے -

اور جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ تمام صفات الوہیت کو جامع ہے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خدائی خاص اسیکا حصہ ہے اسلئے فرمایا اللہ لا الہ الا ہو اور چونکہ رحمٰن کے نام سے وہ چونکتے تھے تو فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنی کہ اسکے سب نام نیک اور عمدہ ہیں رحمٰن کسی اور کا نام نہیں یہ بھی اسیکا نام ہے جو مقام رحمت پر استعمال کیا گیا ہے　واللہ اعلم -

وَهَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ مُوسٰى ○ إِذْ رَأٰى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوٓا إِنِّيٓ آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّيٓ آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○ فَلَمَّا

اور کیا تمہیں موسیٰ کی بات بھی پہنچی ؟ (معلوم ہوئی) جبکہ اُسنے آگ دیکھی تو اپنی گھروالی سے کہا کہ ٹھہرو مجھے آگ دکھائی دی ہے شاید کہ میں اسمیں سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کسی راہ بتانے والے کو پاؤں پھر جب

أَتٰهَا نُودِيَ يٰمُوسٰى ○ إِنِّيٓ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ○ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ○ إِنَّنِيٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا

اسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہوں تیرا رب تو اپنی جوتیاں اُتار ڈال کیونکہ تو پاک وادی میں ہے جو طویٰ ہے۔ اور میں نے تجھکو برگزیدہ کیا ہے پس جو کچھ وحی کیا جاتا ہے اُسکو غور سے سن۔ کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی

فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيٓ ○ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ○ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا

معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کر۔ بیشک قیامت آنیوالی ہے میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر ایک اپنی کوشش کا بدلہ دیا جاوے۔ پھر یہ نہ ہو کہ جو شخص اسکا یقین نہیں کرتا

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ○ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ○ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرٰى ○ قَالَ

اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے تجھکو اسکی فکر سے مار رکھے پھر تو تباہ ہوجائے اور اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ کہا یہ میرا عصا ہے اسپر سہارا لگایا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے واسطے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میرے لئے اسمیں اور بھی فائدے ہیں

أَلْقِهَا يٰمُوسٰى ○ فَأَلْقٰىهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ○ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولٰى ○ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

فرمایا اے موسیٰ اسکو ڈالدے۔ پھر اسکو موسیٰ نے ڈالا تو جھٹ ہی وہ سانپ ہوکر دوڑنے لگا فرمایا اسکو پکڑ لے اور مت ڈر ہم اسکو ابھی اسکی پہلی حالت پر کردیتے ہیں اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا کر رکھ لے تو بغیر اسکے کہ اسمیں کوئی عیب ہو

غَيْرِ سُوٓءٍ آيَةً أُخْرٰى ○ لِنُرِيَكَ مِنْ آيٰتِنَا الْكُبْرٰى ○ اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغٰى ع

ایک اور دوسری نشانی ہوکر چمکتا ہوا نکلیگا تاکہ ہم تجھے اپنی بڑی نشانیوں سے اور بھی کچھ دکھائیں فرعون کے پاس جا وہ سرکش ہوگیا ہے

ترکیب

اذ ظرف ہے حدیث کا یا مفعول اذکر کا۔ ہدی اے ہادیا یا یدلنے علی الطریق۔ نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف اے نودی یا موسیٰ الخ بیان۔ طوی اسم علم للوادی وہو بدل منہ لذکری متعلق ہے اقم سے لتجزی متعلق ہے آتیہ سے سیرتہا منصوب بنزع الخافض اے الی حالتہا بیضاء حال ہے من غیر سوء متعلق ہے تخرج سے۔

تفسیر

قرآن کے نازل ہونیسے کفار سخت متعجب تھے اسلئے اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا سبب قرار دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کے یہود و نصاریٰ اور اُنکے اتباع کفار عرب بھی قائل تھے اس لئے یہاں سے موسیٰؑ کا قصہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو ان کو کس طرح سے الہام ہوا آگ لینے گئے تھے نبوت ملگئی یہ اُسکے فضل کی بات ہے پس اگر محمد صلعم پر خدا نے تمام عالم کو تاریکی کے پردوں سے نکالنے کے لئے قرآن نازل کیا تو کیا تعجب ہے ؟ یہ ہے موسیٰؑ کے قصہ آنیکا باعث اور اسی نار آیہ اُسوقت کا ذکر ہے کہ جب موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لیکر مصر کو جارہے ہیں راستہ میں رات میں بیوی کو سردی معلوم ہوئی موسیٰ کو دور سے ایک آگ کا شعلہ نظر آیا یہ آگ لینے وہاں گئے اور یہ بھی سمجھے کہ ضرور یہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے رستہ بھی ملیگا مگر جب وہاں پہنچے تو ایک سبز درخت سے شعلہ نظر آیا جسکو دیکھکر تعجب ہوا اور دراصل وہ آگ نہ تھی نور الٰہی کی تجلی تھی تب موسیٰ کو آواز دیگئی فرشتے نے آواز دی یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوئی ہو جیسی ندا کہ اُسکی ذات کے لائق ہو تب خدا سے کلام اور الہام شروع ہوا پھر آیات میں آخیر تک اسیکا ذکر ہے جو موسیٰؑ اور خدا تعالیٰ سے باہم کلام ہوا۔ جوتیاں نکالنے کو فرمایا ادب کے لحاظ سے کیونکہ وہ مقام وادی مقدس میں طویٰ ہے جو کوہ طور کے پاس ہے۔ ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ میں جوتیاں اُتار لینا گو پاک ہوں ادب کی بات ہے۔ بعض کہتے ہیں جو تیونمیں نا پاکی تھی یا گدہے کے کچے چمڑے کی تھیں اسلئے اُتارنیکو فرمایا حضرت موسیٰؑ کو اُس موقع پر خدا تعالیٰ نے یہ اصول دین تعلیم فرمائے اول انی انا اللہ کہ میں ہی ایک الٰہ ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ یہ توحید ہے اسلئے فاعبدنی کہ میری ہی عبادت کرنا یہ دوسری بات تھی عبادت عام ہے ذکر ہو مراقبہ ہو دعا ہو حاجات میں پکارنا ہو مدد مانگنا ہو کوئی خیرات ہو یہ احکام شریعت ہیں یہ احکام عشرہ ہیں آگے جنکی بابت عظوریا کید ہوئی پھر اسمیں سے اقم الصلوۃ لذکری نماز کو بالخصوص موکد فرمایا تیسری بات ان الساعۃ کہ قیامت ضرور قائم ہونیوالی ہے جسکو میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں وقت اور سال مقرر نہیں کرتا تاکہ خدا پرستوں کو ہر وقت کھٹکا لگا رہے شریعت عبادت کے حکم کے بعد قیامت کی خبر دینا اس بات پر تنبیہ ہے کہ یہ عبث کام نہیں اسکے ثمرات نئی زندگانی میں جو جاودانی ہوگی ضرور ملیں گے چوتھی بات فلا یصدنک اُسپر قائم رہنا کسی جبار منکر نفس کے مرید کے اثر اور روک سے اس سے باز نہ آنا یہ استقامت اور ثبات قدمی ہے جو دین کیلئے ضروری ہے اور اسلئے بھی اسکی تاکید کی کہ انہیں ایک جبار دنیا پرست کے پاس پیغام لیکر جانا تھا اسکے بعد

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝

عرض کیا کہ اے رب میرا دل کھولدے۔ اور میرے کام کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھولدے کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے کنبے میں سے کسیکو میرا وزیر بھی کر دے میرے بھائی

هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ

ہارون کو اس سے میری کمر مضبوط کر دے اور اسکو میرے کام میں شریک کر تاکہ ہم تیری تقدیس بہت کیا کریں اور تجھکو بہت یاد کیا کریں تو ہی تو ہمکو دیکھ رہا ہے فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست

سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

منظور۔ اور ہم تجھپر ایکبار احسان کر چکے ہیں جسکہ تیری ماں کی طرف ہمنے جو کچھ الہام کرنا تھا الہام کیا۔ وہ یہ کہ اسکو (موسیٰ کو) صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالدو پھر دریا آپ اسکو

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ

کنارہ پر ڈالدیگا کہ اسکو میرا اور اسکا دشمن پکڑ لیگا (فرعون) اور اے موسیٰ تمپر ہمنے اپنی محبت ڈالدی تھی (تاکہ جو دیکھے تجھکو پیار کرے) اور تاکہ تو میری آنکھوں کے سامنے پرورش پائے جبکہ اے موسیٰ تیری بہن کہتی جا رہی تھی کہ کیا میں تمکو بتاؤں

وقف لازم

عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

ایسا شخص جو اسکو اچھی طرح پرورش کرے بس اے موسیٰ ہمنے تجھکو تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں وہ غم نہ کھائے اور اے موسیٰ تو نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر ہمنے تجھکو اس غم سے نجات دی اور ہمنے تجھکو بار بار آزمایا پس تو ہیرا

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ

پھر برسوں مدین کے لوگوں میں رہا پھر وقت مقرر پر اے موسیٰ تو حاضر ہوا اور تجھکو ہمنے خاص اپنے لئے پسند کر لیا ہے تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نکرنا تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے

ے اربعی المعبود والمقصر ۱۲ ک

پاس پہنچنے کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ وقال و ماتلک الخ کہ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے خدا کو معلوم تھا مگر اسپر ایک معجزہ دینا تھا اسلئے پوچھا موسیٰ نے کہا میرا عصا ہے جس سے یہ کام لیتا ہوں بیکار لٹھ نہیں پھرتا ہوں حکم دیا کہ اسکو زمین پر ڈالدو ڈالا تو سانپ بنکر بہن یہانے لگا موسیٰ ڈر گئے فرمایا مت ڈرو اسکو اٹھا لو اٹھایا تو پھر وہی عصا تھا یہ ایک معجزہ عطا ہوا پھر فرمایا کہ اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو تو آفتاب کی طرح چمکنے لگا یہ دو معجزے انکو انکی صداقت کے نشان عطا ہوئے پہلے میں جبروت الٰہی کا اظہار تھا جو فرعون جیسے سرکش کے لئے ضروری بات تھی دوسرے میں رہنمائی اور روشنی طریقہ کی طرف اشارہ تھا جو مقصود انبیاء علیہ السلام ہے اسکے بعد حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور یہ کہو وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے +

تفسیر

جب موسیٰ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر شرف نبوت پا چکے تھے تو یہ چار چیزیں طلب کیں (۱) رب اشرح لی صدری الخ نبی کو عالم کی اصلاح کرنی پڑتی ہے طرح طرح کی سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں روحانی احکام کی تعلیم اور اخلاق حمیدہ کی ترغیب دینا اور اسکے تحمل کی آنکھوں میں حقارت پیدا کر دینا ہوتا ہے یہ سب باتیں جب ہوتی ہیں کہ جب خدا دل کو کھولدے اسکے دل سے حجابات ظلمانیہ جو اسکی تنگی کا باعث ہیں اٹھ جاویں اسکو شرح صدر کہتے ہیں ویسر لی اسکی تشریح ہے (۲) واحلل یہ ظاہری اصلاح کی دعا تھی جیسا کہ اول باطن سے متعلق تھی حضرت موسیٰ کی زبان پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں پیدائشی بعض کہتے ہیں لڑکپن میں جبکہ کھیلتے ہوئے فرعون کو لکڑی مار بیٹھے یا اسکی ڈاڑھی نوچ لی تھی تو اس نے مار نیکا قصد کیا تھا اسکی بیوی آسیہ نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اس امتحان کے لئے آگ اور ایک طرف یاقوت رکھدے موسیٰ نے آگ مونہہ میں ڈال لی جس سے زبان پر لکنت پیدا ہو گئی اور ممکن ہے کہ دربار شاہان جبار کے سامنے انسان کی زبان پر ہیبت میں آکر گرہ لگجایا کرتی ہے صاف صاف نہیں کہہ سکتا اس گرہ کھولنے کی دعا کی ہو (۳) واجعل لی کہ ہارون کو میرا وزیر یعنی کارکن کر دے اشدد بہ اسکی تشریح ہے (۴) واشرکہ فی امری اسکو نبی کر دے۔ ان باتوں کو خدا تعالیٰ نے منظور کر لیا اور فرمایا کہ ہمنے تجھپر اے موسیٰ دوبارہ احسان کیا ایکبار یہ اور ایک وہ جسکا بیان اذ اوحینا الخ لیکر واصطنعتک لنفسی تک ہے یہ احسانات موسیٰ کی ولادت اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے اور قبطی کو مار کر مدین جا کر برسوں رہنے کے متعلق ہیں جنکی شرح ہم تفسیر سورۂ بقرہ میں کر آئے ہیں والقیت علیک محبۃ منی ای محبۃ کائنۃ منی قد زرعتہا فی القلوب بحیث لا یکاد یصبر عنک من رآک (بیضاوی) یعنی تجھ کو محبوب کر دیا فرعون بھی تجھپر شیفتہ ہو گیا تھا منی القیت سے متعلق ہوگا تو یہ معنی ہونگے کہ ہمنے تجھپر سے محبت کی ولتصنع علی عینی تربی ویحسن الیک وانا راعیک وامر تربی بحفظی والعطف علی علۃ مضمرۃ مثل لیتعطف علیک۔ ثم جئت علی قدر قدر کے دو معنی ایک قدرت کے کہ اے موسیٰ ہماری قدرت سے تو اس جگہ آیا یعنی ہم تجھ کو یہاں کلام کرنے کے موقع میں لائے دوم مقدار معین کے یعنی مدت معین کے بعد تو آیا۔ ہمنے تجھ کو برگزیدہ منتخب کر لیا ہے اب تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور ہمارے آیات یعنی معجزات تمہاری شہادت کیلئے تمہارے ساتھ ہیں اور میری یاد میں سستی نکرنا ذکر الٰہی میں ایک بڑی قوت ہے جس سے ہیبت اور وقار پیدا ہوتا ہے گردن کشوں کی گردنیں سامنے جھک جاتی ہیں دلمیں قوت اور کام میں سہولت پیدا ہوتی ہے روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے جس سے بڑے بڑے کام سرانجام پاتے ہیں

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ○ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

پس اُس سے جاکر نرمی سے بات کرنا شاید وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے۔ دونوں نے عرض کی کہ اے رب ہمیں خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا سرکشی کرنے لگے۔ فرمایا کہ ڈرو مت میں تو تمہارے ساتھ ہوں سنتا

وَاَرٰى ○ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي

اور دیکھتا ہوں۔ پس تم دونو اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لیکر آئے ہیں کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے اور انکو تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لیکر آئے ہیں اور سلامتی اسکے لئے ہے

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ○ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ○ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ○ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى

جو راہ راست پر چلے۔ بیشک ہمکو حکم سنا دیا گیا ہے کہ عذاب اُسی پر نازل ہوگا جو اللہ کے حکم کو جھٹلاوے اور منہ پھیرے۔ فرعون نے کہا پھر تمہارا رب کون ہے اے موسیٰ۔ موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکی صورت خاص

كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ○ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ○ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا

عطا کرکے رہنمائی کی۔ فرعون نے کہا پھر پہلے قرن والوں کا کیا حال ہے۔ موسیٰ نے کہا انکی خبر تو میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے۔ وہ کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کر دیا اور اسمیں

وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○ ع

تمہارے لئے رستے چلائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اُس سے ہر قسم کی مختلف نباتات پیدا کئے (اور اجازت دی) کہ کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بیشک عقلمندوں کے لئے تو اسمیں بڑی نشانیاں ہیں

تفسیر

کلام تمام کرکے فرماتا ہے اذھب انت واخوک کہ اے موسیٰ تو اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیکر فرعون کے پاس جا اور قولا لہ قولا لینا اُس سے نرمی سے بات کرنا کیونکہ عموماً نرمی نصیحت کے لئے ایسی ہے کہ جیسا جسم کے لئے روح سختی سے دل پر اثر نہیں ہوتا خصوصاً جبار لوگ اور بھی بگڑ جاتے ہیں اسلئے فرمایا کہ لعلہ یتذکر او یخشیٰ موسیٰ نے اپنے اور اپنے بھائی کی طرف سے بھی (کیونکہ اسوقت انکے بھائی ہارون مصر میں تھے) عذر کیا کہ ہمیں انکے ظلم و سرکشی کا خوف ہے قال ربنا الخ خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کی لاتخافا الخ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فاتیٰہ پس اسکے پاس جاکر فقولا یہ کہو انا رسولا ربک الخ یہاں سے لیکر من کذب و تولیٰ تک اسی پیغام کی تقریر ہے پھر قال فمن ربکما سے فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا بیان ہے جو اُنہوں نے فرعون کے دربار میں کی تھی۔ اوّل فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ فرعون فرقہ صابیہ میں سے تھا جو ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور اہل مصر کا بھی غالباً یہی مذہب تھا وہ خدا تعالیٰ کے قائل تھے پھر جو وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا اور موسیٰ سے رب سے سوال کرتا تھا غالباً اسکی یہ وجہ تھی کہ وہ اپنی شوکت و دولت اور اُن طلسمات کے زور پر جو اس عہد میں تھے رعیت پر رعب جمانے کے لئے اپنے آپ کو رب کہتا تھا جیسا کہ قدیم زمانہ میں بعض بادشاہوں کا دستور تھا موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا رب تو وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو اسکی مناسب صورت پر پیدا کیا انسان اور اسکے ہر عضو کو خیال کیجئے جس موقع پر آنکھوں کا لگانا مناسب تھا وہاں آنکھیں لگائیں کان کی جگہ کان ہر چیز میں یہی کاریگری ملحوظ ہے اعطیٰ کل شیءٍ خلقہ کے یہی معنی ہیں اور اسی لئے اسکی جگہ خلق کل شیءٍ نہ کہا پھر جسم کے اندر تو یہ صنعت کی ہی تھی لیکن انکے مصالح دنیا و آخرت کے لئے انکو قویٰ ظاہرہ و باطن بھی دے کما قال ثم ہدیٰ یہانتک کہ مکھی اور مچھر بھی اپنی تدابیر سے غافل نہیں پھر یہ باتیں بجز مدبر عالم کے اور کون کرسکتا ہے؟ فرعون کو اسکا تو کچھ جواب نہ آیا مگر جاہلانہ طور پر یہ سوال کیا فما بال الخ کہ پہلے لوگ صدہا برس سے اسی مذہب پر تھے بت پرستی کیا کرتے تھے پھر اُنکا کیا حال ہوا ہوگا وہ تو سب گمراہ ٹھہرتے ہیں اور قابل عذاب موسیٰ علیہ السلام نے اسکا مجملاً جواب دیا کہ انکا حال تو خدا کو معلوم ہے پھر آگے اور چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے بیان کئے کہ جن سے فرعون کو یہ معلوم ہو جاوے کہ دراصل رب اور ہی کوئی ہے جس نے زمین بنائی رستے نکالے پانی برساتا ہے

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ۝ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا

ـــ ملو میں سے ہی پیدا کیا ہے اور پھر تمکو اسی میں ہی لیجاویگے اور اسی سے تمکو مار دوبارہ نکالیں گے اور بیشک فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں ہم دکھا چکے پر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا کہنے لگا کہ اے موسیٰ تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہمکو ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

اپنے جادو کے زور سے نکالدے پھر ہم بھی تیرے سامنے ویسا ہی جادو لاتے ہیں پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلے کہ جس سے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو اور ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوگا ۔ موسیٰ نے کہا تمہارا وقت

يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَن يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۝ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

جشن کا دن ہے اور لوگوں کو دن چڑھے جمع کرلیا جاوے ۔ پھر فرعون نے اپنی جگہ پر جاکر اپنے مکر کا سب سامان فراہم کیا اور وقت مقرر پر (سب کو لیکر آیا) موسیٰ نے جادوگروں سے کہا اے کمبختو خدا پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے

فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۝ فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ۝ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم

تمہارا استیصال کردیگا اور بیشک جس نے جھوٹ باندھا وہ خارب ہوا پس جادوگروں کا باہم اختلاف ہوا اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے کہنے لگے یہ دونو جادوگر ہیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے

مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ۝ فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا

نکالا چاہتے ہیں اور تمہارے عمدہ طریق (مذہب) کو بھی مٹانا چاہتے ہیں ۔ تم اپنی تدبیریں جمع کرکے میدان میں صف باندھکر آؤ اور جو آج ور رہا وہی بازی لے گیا ۔ وہ بولے اے موسیٰ یا تو اول تو ہی عصٰی ڈال اور یا

أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۝ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ

پھر کہ اول ہم ڈالیں موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو پھر تو انکی رسیاں اور لکڑیاں انکے جادو سے موسیٰ کو دوڑتے ہوئے معلوم ہونے لگیں پس اسے موسیٰ کو دل میں ڈر سا معلوم

خِيفَةً مُّوسَىٰ ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ۝ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ

ہونے لگا ۔ ہمنے کہا ڈر مت تو ہی ور رہیگا اور جو کچھ تیرے داہنے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈالدے جو کچھ جادوگروں نے (سانگ) سا بنایا ہے سب کو نگل کر جائیگا جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ جادوگر کا ڈھکوسلہ ہے اور جادوگر کہیں جائے فلاح نہیں

ماہیٔ گفتگو کے بعد فرعون نے جبکہ دربار میں موسیٰ کے معجزے دیکھے یہ کہہ دیا کہ جادوگر ہے جادو کے زور سے لوگوں کو یہاں سے باہر لیجانا چاہتا ہے سو ہم بھی اسکے مقابلہ میں ایسا ہی
سحر لاویں گے موسیٰؑ سے مقابلہ کی ٹھہری اور وقت مقرر کرایا موسیٰؑ نے کہا یوم الزینۃ جشن کا دن مصریوں کے ہاں سال بھر کے بعد ایک بڑا جشن ہوتا تھا جسطرح ہندوؤں کے
میلے ہوتے ہیں بتوں کی پرستش کے لئے یہ اسلئے کہ اسروز مجمع عام ہوگا سب لوگوں کو امر حق معلوم ہو جاویگا فرعون نے جا بجا بڑے بڑے جادوگروں کے پاس آدمی بھیجے.
اور انکو انعام کا وعدہ دیا اس عہد میں طلسم و نیرنجات کا از حد چرچہ تھا جیسا کہ مصر کی تاریخ اور فراعنہ کے تعمیر کردہ مکانات سے معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے جادوگر جمع ہوئے اور
آپس میں مشورے کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ مقدس شخص ہے اسکے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ بھی ہمارے علم کا ماہر بڑا ماہر ہے موسیٰؑ نے مقابلہ کے وقت انہیں
سمجھایا کہ بدنصیبو ایسی باتیں کرو اس بت پرستی کو خدا کی طرف منسوب کرو کہ اُسنے حکم دیا ہے کیونکہ خدا پر جھوٹی باتیں بنانے والا فلاح نہیں پاتا آخر کار مجمعِ عام میں جادوگروں نے موسیٰؑ
سے کہا تو اول آپ اپنے عصٰے کا کچھ کرشمہ دکھا دیجئے کیونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰؑ نے ہاتھ سے جب عصٰی ڈالا تو اژدہا بنگیا تھا، تاہم ڈالیں موسیٰؑ نے کہا
تمہیں ڈالو انکے ڈالنے سے ان کی وہ رسیاں اور لکڑیاں طلسم یا کسی شعبدہ کی وجہ سے موسیٰ کو حرکت کرتی ہوئیں دکھائی دینے لگیں اور موسیٰ دل میں ڈر گئے خدا تعالیٰ
نے فرمایا مت ڈرو تو ہی تو غالب رہیگا اور اپنا عصٰے تو بھی ہاتھ سے ڈالدے چنانچہ ڈالتے ہی اژدہا بنگیا اور ان کے سب سانپوں کو لقمہ کرگیا ۔ فرماتا ہے کہ ساحر
کو کہیں حق کے مقابلہ میں کامیابی اور فلاح ہوتی ہے ؟ جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کا یہ کام جادو اور طلسم کی قوت سے بڑھکر ہے اور ہر فن کو اسکا اہل ہی خوب جانتا ہے اور اسلئے

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ

پھر جادوگر سجدہ میں گر کے کہنے لگے ہم ایمان لائے ہارون اور موسیٰ کے رب پر فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں حکم دوں بیشک وہ تمہارا بڑا (استاد) ہے کہ جس نے تمکو جادو سکھایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

سو اب ضرور تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ ڈالوں گا اور تمکو کھجور کے تنوں پر لٹکا دیتا ہوں اور تمکو معلوم ہوگا کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے وہ بولے ہم تجھکو ہرگز ترجیح نہ دیں گے

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

ان کھلی نشانیوں پر جو ہمارے پاس آچکیں اور اس پر جس نے ہمکو پیدا کیا سو جو کچھ تو کرنے والا ہے کر لے تو صرف اسی دنیا کی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے ہم تو اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

اور اسکو بھی جو تو نے زبردستی ہم سے جادو کروایا ہے اور اللہ بہتر اور زیادہ باقی ہے جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آویگا سو اسکے لیے جہنم ہے جس میں نہ وہ مریگا اور نہ زندہ ہی رہیگا۔ اور جو اسکے پاس مومن ہو کر آویگا

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَلَقَدْ

حالانکہ اسنے اچھے کام بھی کیے ہونگے تو ایسے لوگوں کے لیے بلند مرتبے ہونگے (وہ کیا) ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ انہیں ہمیشہ رہا کرینگے۔ یہ بدلہ ہے اسکا جو الائش گناہ سے پاک ہو گیا ہو اور البتہ

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ

ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میرے بندوں کو لے کر نکل پھر انکے لیے دریا پر عصا مار کر سوکھا رستہ بنا دے کہ جس سے نہ عداوت کا اندیشہ تجھے رہیگا نہ ڈوبنے کا ڈر ہوگا پھر تو فرعون بھی اپنا لشکر لیکر انکے پیچھے ہوا پھر تو ان کو

فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝

دریا میں سے آگھیرا جیسے کہ آگھیرا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور راہ پر نہ لایا۔

اس نشانی کے موافق حضرت موسیٰ کو اس قسم کے معجزات دیے گئے تھے) تو سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ موسیٰ و ہارون کے رب پر ہم ایمان لائے رب ہارون و موسیٰ اسلیے کہا کہ وہ معبود حقیقی کو جھوٹے معبودوں سے امتیاز کر دیں کیونکہ انکے عقائد میں بہت سے رب ٹھہرے ہوئے تھے فرعون بھی مصریوں کا رب کہلاتا تھا اس بات پر فرعون سخت ناخوش ہوا کہ میری اجازت بغیر تم کیوں ایمان لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری اور موسیٰ کی باہم سازش ہے وہ بڑا جادوگر تمہارا اُستاد معلوم ہوتا ہے پس اول تو تمہاری ہاتھ پاؤں کٹواؤنگا اس خلاف کہ دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا برعکس تاکہ دونو طرف کمی ہو جاوے شاید اس زمانہ میں مجرموں کے ہاتھ پاؤں اسطریق سے کاٹے جاتے تھے جیسا کہ چور کی سزا اس شریعت محمدیہ میں بھی مکرر چوری کرے پر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد میں تمہیں کھجور کے بلند درختوں پر لٹکا دونگا کہ تڑپ تڑپ کر وہیں جان نکلے ساحر بولے کہ جنکے دلمیں حلاوت ایمان اثر کر گئی تھی کہا اسکی ہمکو کچھ پروا نہیں یہ دنیا کی سزا ہے جو تھوڑی سی دیر میں تمام ہو چکیگی مگر اسکے ڈر سے ہم اپنے پیدا کرنے والے کو اور ان دلائل و براہین یعنی معجزات موسیٰ اور اسکے دین کو نہ چھوڑینگے ہم اللہ پر ایمان لا چکے ہیں ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے اور اسکو بھی کہ جو تو نے زبردستی سے ہمسے جادو کرایا ہے اللہ کا انعام بہتر ہے وہ نہ تیرے انعام کی طرح ہے اور باقی بھی ہے وہ ابدی ہے بخلاف تیرے عذاب کے کہ جسکو تو اتقی اور اشد کہتا ہے یہ چند روزہ قصہ ہے۔

فانہ من یات سے لیکر ذٰلک جزاء من تزکی تک اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں کی تائید میں فرماتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ انہیں ایمانداروں کا قول ہو اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں کیونکہ ان پر بھی اُن جادوگروں پر دار آخرت کا مسئلہ حل ہو گیا کہ جو خدا کے پاس مجرم ہو کر آویگا اسکی سزا جہنم ہے کہ جہاں نہ موت ہی نہ لطف حیات ہی اور جو ایمان و عمل صالح کیساتھ خدا کے پاس جاویگا اسکے لیے بڑے درجے ہونگے جنات عدن کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ کس لیے کہ انپر عالم غیب کا نور اور اسکا ازلی فیض پرتو فگن ہو گیا تھا اور ایسی حالت میں یہ بات معلوم ہو جانی کچھ مشکل بات نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسا ہوگا القصہ جب یہ ہو چکا اور جادوگروں کو فرعون نے اذیت سے قتل کیا تو اسکے بعد اور بھی موسیٰ نے معجزات دکھائے آخر کار اس سرکش نے بنی اسرائیل کو عید کرنیکی اجازت دی انہوں نے بنی اسرائیل مرد و زن مع مال و اسباب بلکہ فرعونیوں کے زیور

يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ قَدْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَٰعَدْنَٰكُمْ جَانِبَ ٱلطُّورِ ٱلْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ ٱلْمَنَّ وَٱلسَّلْوَىٰ ۝ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ

اے بنی اسرائیل البتہ ہم نے تمکو تمھارے دشمن سے چھڑا دیا اور تمکو کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ دیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا اور فرمایا کہ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں میں سے کھاؤ

وَلَا تَطْغَوْا۟ فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِى ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِى فَقَدْ هَوَىٰ ۝ وَإِنِّى لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا ثُمَّ ٱهْتَدَىٰ ۝ وَمَآ

اور اسمیں حکم عدولی کرنا کہ تم پر میرا غصہ اترے اور جس پر میرا غصہ اترا وہ گیا گذرا ہوا اور جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم بھی رہے اس کے لیے البتہ میں بڑا بخشنے والا ہوں اور تو کیسے

أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَٰمُوسَىٰ ۝ قَالَ هُمْ أُو۟لَآءِ عَلَىٰٓ أَثَرِى وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۝ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنۢ بَعْدِكَ وَ

اپنی قوم سے جلد چلا آیا اے موسیٰ اس نے کہا وہ بھی میرے پیچھے ہیں اور میں جلدی کر کے تیرے پاس آیا کہ اے رب تو خوش ہو فرمایا کہ سو ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا ہے اور ان کو

أَضَلَّهُمُ ٱلسَّامِرِىُّ ۝ فَرَجَعَ مُوسَىٰٓ إِلَىٰ قَوْمِهِۦ غَضْبَٰنَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ ٱلْعَهْدُ

ان کو سامری نے گمراہ کر دیا ہے پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرا ہوا افسوس کرتا ہوا پھر آیا (اور) کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا پھر کیا مدت دراز گذر گیا تھا یا یہ

أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِى ۝ قَالُوا۟ مَآ أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَآ أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ

تمھیں چاہا تھا کہ تم پر تمہارے رب کا غصہ اترے کیوں پھر تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی انہوں نے کہا ہم نے اپنے اختیار سے تجھ سے وعدہ خلافی نہیں کی لیکن قوم (قبط) کے زیوروں میں سے جو کچھ بوجھ ہم پر لاد دیا گیا تھا (سامری کے کہنے سے)

ٱلْقَوْمِ فَقَذَفْنَٰهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى ٱلسَّامِرِىُّ ۝ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُۥ خُوَارٌ فَقَالُوا۟ هَٰذَآ إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِىَ ۝ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا

اسکو ہم نے آگ میں ڈال دیا تھا پھر سامری نے بھی اسی طرح ڈال دیا اور اس نے ان زیوروں سے سامری نے ایک بچھڑے کا پتلا ڈھالا جسمیں بچھڑے کی سی آواز تھی تب بعض کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود اور موسیٰ کا بھی معبود ہے موسیٰ بھول گیا کیا وہ نہیں دیکھتے

يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝

کہ وہ بچھڑا ان کی بات کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ان کے لیے نفع و نقصان کا ہی مالک ہے

ہی ہانک کر دور کے میدان میں نکلے وہاں موسیٰ کو حکم پہنچا کہ اب انکو شمال مشرق ملک شام کی طرف لے نکل جا چنانچہ وہ سب چلے ادہر فرعون کو خبر ملی تو وہ بڑا لشکر لیکر پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آیا اور دریا قلزم پر آلیا بنی اسرائیل گھبرائے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر عصا مارا مارا تو پانی کی دونوں طرف دیواریں سی کھڑی ہو گئیں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل صاف نکل گئے انکے پیچھے ہی فرعون اور اسکا لشکر جو اسی رستہ سے آیا تو پھر دریا مل گیا پانی نے ڈھانک لیا وہ سب غرق ہو گئے اور موسیٰ اور بنی اسرائیل کہ جنکی تعداد لاکھوں کی تھی قلزم کے اس پار صحیح و سلامت اتر آئے اور راستہ بیابان میں پڑ لیے جو عرب کے مغرب شمال اور شام کے جنوب میں واقع ہے جسکو تیہ کہتے ہیں اور یہیں کوہ طور بھی ہے۔

اب خدا تعالیٰ اس تیہ کے وقائع سے بنی اسرائیل کو متنبہ کرتا اور اپنے احسان یاد دلاتا ہے۔ (۱) انجیناکم من عدوکم کہ اے بنی اسرائیل میں نے تمکو تمھارے دشمن سے نجات دی اسکو غرق کیا تم کو صحیح و سلامت قلزم سے نکال دیا (۲) وواعدناکم جانب الطور الایمن بنی اسرائیل کا ڈیرا جب کوہ طور کے پاس پڑا تو وہاں خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تو اس پہاڑ کی داہنی چوٹی پر جو سب میں بلند مقام ہے ہم سے آ کر مل وہیں احکام عشرہ اور الواح ملنے کا وعدہ ہوا تھا جسکے لیے اول تیس رات پھر چالیس رات پہاڑ پر ٹھہرنے کا حکم ہوا تھا یہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا احسان تھا کہ انکے لیے تورات الواح و دیگر نعماء دینیہ عطا ہوئیں (۳) ونزلنا علیکم المن والسلوٰی جب ان لق و دق بیابانوں میں کھانے کو کچھ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من کو (جو ایک قسم کی شیریں اور خوش مزہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جسکو توے پر روٹیاں پکا پکا کر کھاتے تھے) اور سلویٰ کو (یعنی بٹیر جو از خود رات کو انکے خیموں میں آگرتی تھیں) نازل کیا اور یہ کہدیا کہ شوق سے کھاؤ مگر حد سے تجاوز نکرنا یعنی ان کا کھانا رات کے لیے اور دوسرے دن کے لیے جمع نکرنا بعض کہتے ہیں مراد کہ ناشکری نکرنا کیونکہ نعمت کے بعد شکر نکرنا حد سے تجاوز کرنا اور سرکشی کرنا ہے اگر ایسا کرو گے تو تم پر میرا غضب نازل ہو گا مگر بنی اسرائیل نے اسپر بھی ناشکری کی اور مورد عتاب ہوئے۔ اسی منزل میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو پہاڑ پر بلایا اور اسکی قوم کو بھی حکم دیا کہ نہا دہو کر خدا کا جلال دیکھنے کے لیے پہاڑ کے قریب آجاویں جیسا کہ سفر خروج کے ۱۹ باب میں ہے

اور جب موسیٰ جلدی کر کے کوہ طور پر پہنچ گئے اور قوم پیچھے رہ گئی

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

اور ہارون پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اے قوم اس سے تو تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور رب تو تمہارا رحمان ہے میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو وہ بولے ہم تو اس بچھڑے (کی عبادت) پر

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

اور ہے تھمے بیٹھے رہیں گے جب تک کہ ہمارے پاس لوٹ کر موسیٰ نہ آوے موسیٰ نے (آکر) کہا اے ہارون جب تو نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو کیسے میرے پیچھے نہ چلا آیا پھر کیا تو نے میری عدول حکمی کی اُسنے کہا اے میری ماں جائے (بھائی)

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ

میری ڈاڑھی اور سر کے بال تو نہ پکڑو میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم نہ کہنے لگتے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار نہ کیا پھر موسیٰ نے سامری سے کہا کہ اے سامری تجھے کیا ہوا تھا اسنے کہا مجھے وہ بات سوجھی جو انکو نہ سوجھی تھی

بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

پھر میں نے رسول کے نقش قدم کی ایک مٹھی مٹی کی لیکر (اس بچھڑے میں) ڈالدی میرے جی میں ایسا ہی آیا تھا موسیٰ نے کہا جا دور ہو زندگی میں تو تیرے لئے یہی سزا ہے کہ تو کہتا پھرے کہ مجھے کوئی نہ چھوٹا

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور تیرے لئے عذاب کا ایک اور بھی وعدہ ہے جسکو تو ٹال نہ سکیگا اور اپنے اس معبود کو بھی دیکھ لے کہ جسکی عبادت پر تو آس لگائے ہوا تھا کہ ہم اسکو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بکھیرے دیتے ہیں اے لوگو تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے کہ جسکے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اور کوئی معبود نہیں جس کے علم میں ہر چیز ہے

اور موسیٰ سے آگے تھا خدا کے پاس آئے جسپر خدا نے پوچھا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور جب خدا تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر موسیٰ چالیس دن رات رہے (سفر خروج ۲۴-باب) اسی دیر لگنے سے بنی اسرائیل نے غل مچا دیا کہ موسیٰ کہاں گئے کسی ذہان گئے کسیے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا انہیں ایک شخص نے کہ جسکا نام سامری تھا لوگوں سے کہا کہ آؤ میں تمہیں تمہارا معبود دکھاؤں کہ جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے تم میرے پاس سونے کا زیور لاؤ چنانچہ وہ اسکے پاس لائے تو اسنے اسکو ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور اسمیں ایک ایسا رستہ ہوا کے آنے جانے کا رکھا کہ جس سے گائے بیل کی آواز جیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہہ دیکھکر بنی اسرائیل جو مصر میں مصریوں کو گائے بیل پوجتے دیکھا کرتے تھے اسپر گرویدہ ہو گئے قربانیاں چڑھانے اسکی عبادت کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام ہر چند سمجھایا مگر وہ کب مانتے تھے اس بات سے خدا تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ کو خبردار کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے تیری قوم گمراہ ہو گئی سامری نے انکو گمراہ کر دیا۔ یہہ سنکر موسیٰ غصّہ سے بھرے ہوئے انکے پاس آکر انکو ملامت کرنے لگے قال یا قوم الم یعدکم الی قولہ فاخلفتم موعدی لوگوں نے عذر کیا کہ ہمکو سامری نے گمراہ کیا ہے ہم قوم قبطی سے زیور مانگ لائے تھے جسطرح ہم اسکو آگ میں ڈالا کرتے ہیں اور چیریں ڈھال کر بنانے کیلئے اسطرح سامری نے بھی ڈھال کر بچھڑا بنا دیا جسکی آواز تھی اور کہدیا یہہ ہمارا اور موسیٰ کا معبود ہے موسیٰ اسکو بھول گیا جو کوہ طور پر خدا سے ملنے گیا ہے افلا یرون یہہ جملہ خدا کی طرف سے ہے کہ وہ عجب احمق تھے صرف آواز سے ایمان لائے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ کچھ نفع دیسکتا ہے نہ ضرر پھر معبود کیونکر ہو سکتا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کیطرف سے یہہ جملہ تھا۔ ولقد قال لہم ہارون خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر ہارون نے انکو سمجھا دیا تھا مگر نہ مانا پھر موسیٰ ہارون پر خفا ہوئے کہ تو نے جب انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو انکو چھوڑ کر میرے پیچھے کیوں نہ چلا آیا ہارون نے عذر کیا کہ میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم آکر یہہ کہتے کہ بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈالدیا میرے آنیکا انتظار کیوں نہ کیا پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اسنے کہا میں رسول کے پاؤں کی مٹی لیکر اسمیں ڈالدی تھی جس سے وہ بولنے لگا موسیٰ نے فرمایا دنیا میں تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور راندہ ہوا رہیگا جو تیرے پاس آویگا اسکو بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ آویگا تو پکارا کریگا کہ چھونا مت کوئی میرے پاس نہ آوے اور آخرت کی سزا تیرے لئے اور مقرر ہے جو ہرگز نہ ٹلیگی اور اس تیرے معبود کو تو آگ سے ذرہ ذرہ کر کے دریا میں بہائے دیتا ہوں اس کے بعد فرمایا تمہارا معبود تو اللہ ہے جسکے علم میں ہر ایک چیز ہے۔ یہہ کلام الٰہی کے لفظوں کی شرح تھی اب ہم چند فوائد بیان کرتے ہیں۔

(۱) فقبضت قبضۃ من اثر الرسول عام مفسرین کے نزدیک اسکے یہہ معنی ہیں کہ جبرئیل خاص مجھی کو دکھائی دئے تھے اوروں کو نہیں پس میں نے اسکے گھوڑے کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر لی

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ۝

اسی طرح سے ہم تمکو گزشتہ لوگونکی کچھ خبریں سناتے ہیں اور تمکو ہمنے اپنے پاس سے ایک سمجھانے والی چیز بھی دی ہے (قرآن) جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن اس کا بوجھ اٹھائیگا

خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ۝ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

ہمیشہ رہیگا اور ان کا یہ بوجھ ہی برا بوجھ ہے قیامت کے دن جس دن کہ صور پھونکا جاویگا اور ہم سب گنہگاروں کو اس دن جمع کرلیں گے اور ان کی دہشت سے نیلی آنکھیں ہونگی چپکے چپکے آپس میں کہتے ہونگے کہ تم دنیا میں کیا ٹھہرے ہو مگر

عَشْرًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ ع

یہی دس دن ہم خوب جانتے ہونگے جو کچھ کہ وہ کہتے ہونگے جبکہ ان میں کا بڑا سمجھدار کہیگا کہ تم صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو اور وہ تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں کہدو ان کو تو میرا رب ریتا کرکے اڑا دیگا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

پھر زمین کو چٹیل میدان کرکے چھوڑیگا کہ جس سے مخاطب تجھے نہ کوئی پستی دکھائی دیگی نہ بلندی۔ اس روز پکارنے والے کے پیچھے سب سیدھے ہو لیں گے اور (دہشت سے) رحمٰن کے آگے سب کی آوازیں پست ہو جاوینگی پھر اے مخاطب تجھ کچھ نہ سنائی دیگا

إِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ

سوا پاؤں کی آہٹ کے اس روز کسی کی سفارش فائدہ نہ بخشیگی مگر اسکی کہ جسکو رحمٰن نے اجازت دی ہوگی اور اسکا بولنا پسند کر لیا ہوگا جو کچھ اسکے روبرو ہے اور جو کچھ اسکے بعد ہوگا وہ سب کو جانتا ہے اور اسکو کسی کا علم نہیں

عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝

احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور حی و قیوم کے آگے سب منہ جھک گئے ہونگے۔ اور جو ظلم کی گٹھڑی اٹھائے ہوگا وہ برباد ہوگیا ہوگا اور جسنے اچھے کام کئے ہونگے اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکو نہ ظلم کا خوف ہوگا نہ حق تلفی کا

پھر اسکو ڈھلے ہوئے بچھڑے میں ڈالدیا جسکی تاثیر سے وہ آواز دینے لگا اس تقدیر پر کئی باتیں ماننی پڑتی ہیں۔ اول یہ کہ رسول سے مراد جبرئیل لئے جاویں دوم اسپر بھی حذف ماننا پڑتا ہے اس پر اثر الرسول سوم اس بدمعاش سامری کی بات کو بھی سچ تسلیم کیا جاوے حالانکہ یہ تینوں باتیں نہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت ہوتی ہیں نہ کسی صحیح حدیث سے یہ ان مفسرین کے اقوال ہیں۔ ابو مسلم ان معنی کو نہیں مانتے اور ایک جدید توجیہ کرتے ہیں کہ رسول سے مراد موسیٰ اور اثر سے اسکا طریقہ و دستور کہتے ہیں فلان یقفوا اثر فلان ویقبض اثرہ اذا کان یتمثل رسمہ یعنی جو کسی کے طریقہ کا تبع ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں کہ یہ اسکی اثر پر چلتا ہے پس سامری کہتا ہے کہ اول میں رسول یعنی موسیٰ کا پیرو تھا پھر اسکو چھوڑ دیا اور بت پرستی کا یہ سامان بہم پہنچایا۔ اس توجیہ کی امام فخرالدین رازی نے بھی تائید کی ہے اور یہی ان اعتراضات سے امن ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سامری نے جو قبطیوں سے اسیوقت کے علوم اور صنعت سیکھے ہوئے تھا ایسی صنعت سے بچھڑا بنایا ہو جس میں ہوا کے دخول و خروج کرانے سے کہیں ہوں کہ جیسے بچھڑے کی آواز پیدا ہوتی تھی یا اسمیں چھوٹا نفقہ بنالیا (۲) سفر خروج کے ۳۲ باب میں ہے کہ ہارون نے یہ بچھڑا بناکر پجوایا تھا اور سامری کا نام تک بھی وہاں نہیں۔ قطع نظر اسکے کہ یہ توریت وہ اصلی توریت نہیں یہ نسخہ بھی صدہا تحریفات سے خالی نہیں جسکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے۔ یہاں غالباً نام میں سہو ہوگیا یا سامری کا نام ہارون بھی ہو اور اس سے مراد ہارون علیہ السلام نہوں کیونکہ اخیر میں یہی بات ہے کہ اس فعل کے کرنے تک سب مبتلا رہے نہ ہو تلواروں سے کٹے وہاں سے مگر خدا تعالیٰ اور موسیٰ کا غصہ اس قدر بھڑکا کہ ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قرابتی کو اس جرم پر قتل کرے پھر تعجب ہے کہ ہارون پر کہ جسنے یہ فساد کھڑا کیا کوئی بھی سزا قائم نہو بلکہ انکی کہانت نسل در نسل قائم رہی اور نیز ہارون نبی تھے ان کو کیا ہوا تھا جو وہ ایسا کام کرتے؟

اس قصہ کو تمام کرکے فرماتا ہے کہ اے محمد گزشتہ لوگوں کے تذکرے ہم یوں سنانے میں ہمنے تجھے ذکر یعنی قرآن دیا ہے پھر جو قرآن سے منہ پھیریگا قیامت میں اسکا یہ حال ہوگا کہ قیامت میں اپنے گناہوں کی گٹھڑی آپ اٹھاویگا اور حسرت نہ صور پھونکیگا دوبارہ زندہ ہونے کیلئے تو یہ لوگ ایسی ہیبت میں ہونگے کہ آنکھوں کی رنگت بدل جائیگی نور اور سیاہی جاکر نیلی ہو جاویگی اور دنیا میں جو سالہا سال عیش کئے ہیں انکے مصائب کے آگے اسکو دس روز سمجھینگے اور جو ان میں زیادہ دانا ہے وہ تو ایک دن سمجھیگا۔ قیامت کے ذکر میں کسی نے آنحضرت صلعم سے پہاڑوں سے سوال کیا کہ یہ کیا ہونگے ویسئلونک الخ فرمایا فقل ینسفہا ربی کہ خدا انکو ریتا کرکے اڑادیگا اور زمین کو صاف میدان کردیگا پھر آمد قیامت کے حالات بیان کرتا ہے کہ اس روز بجز اسکے کہ جسکو شفاعت کی اجازت ملی ہوگی اور اسکی بات بھی پسندیدہ خدا ہوگی اور کسی کی بھی

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

اور اسطرح ہمنے اسکو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اسمیں طرح طرح کی خوف دلانیوالی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ ڈریں یا انکے لئے سمجھ پیدا کرے۔ سو اللہ جو بادشاہ حقیقی ہے بہت عالیشان ہے اور قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اس سے پہلے کہ تمہاری طرف اسکی وحی پوری ہو جائے اور دعا کرو کہ اے میرے رب مجھے اور علم دے۔ اور ہمنے پہلے آدم سے عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اسکو کچھ مضبوط ارادہ نہ پایا اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ

آدم کو سجدہ کرو تو سب ہی نے سجدہ کیا مگر ابلیس کہ اوسنے انکار کیا پھر ہمنے آدم سے کہا کہ یہ (شیطان) تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے پھر ایسا نہو کہ وہ تمکو جنت سے نکالدے کہ پھر تو مصیبت میں پڑ جائے۔ تیرے واسطے یہاں یہ ہے کہ تو نہ بھوکا رہیگا

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

اور نہ ننگا رہیگا۔ اور نہ تو اسمیں پیاسا ہی رہیگا۔ اور نہ دھوپ اٹھاویگا پھر شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہا اے آدم تو کہے تو میں تجھے ایک ایسا درخت بتلاؤں کہ جس کے کہانے سے تو ہمیشہ جیتا رہے اور سروال سلطنت

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۡ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

آدم و حوا نے جب اس درخت میں سے کچھ کھایا تو ان کی ستر کی جگہ ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو بہک گیا آخرکار اسکو اسکے خدا نے سرفراز کیا پھر اسکی توبہ قبول کی اور اسکو رستہ بتایا

وَهَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۥ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ

فرمایا کہ تم دونوں بہشت سے نکل جاؤ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر جو کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیگا تو وہ گمراہ نہ ہوگا اور نہ حیران ہوگا اور جو میرے ذکر سے

اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

منہ پھیریگا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسکو قیامت میں بھی ہم اندھا کرکے اوٹھاوینگے وہ کہیگا اے رب مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا اور میں تو بینا تھا۔

شفاعت کارگر ہوگی نہ ان فرضی معبودوں کی جنکو وہ اس امید پر پوجتے ہیں اور اس آیت کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جسکے لئے رحمان اجازت دیگا اور اسکی حق میں بول پسند کریگا اسکے لئے شفاعت کارگر ہوگی نہ ہر کسی کیلئے کیونکہ یعلم ما بین ایدیہم الخ اسکو ہر ایک کا اگلا پچھلا سب حال معلوم ہے اسکا علم بہت وسیع ہے جسکو کوئی احاطہ نہیں کرسکتا کسیکا علم اسکے علم کے برابر نہیں قابل شفاعت اسکو معلوم ہیں اور اسروز بڑی بڑے متکبروں کی اسکے آگے گردنیں جھک جائینگی اور ظالم تباہ ہونگے ایماندار اور نیکوکاروں کو انکی دنیاوی کوشش کا پورا بدلہ ملیگا۔

وکذلک عطف ہے کذلک نقص پر یعنی جسطرح ہمنے اے نبی تمسے پہلوں کی راستی امر اور اپنی خبر قصے بیان کئے اسی طرح پر تمام قرآن نازل کیا ہے جسکے دو وصف ہیں اول وہ عربی ہے جسکا سمجھنا قوم کو آسان ہے دوم صرفنا اسمیں طرح طرح سے خوفناک باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا انکو سمجھ بوجھ پیدا ہو کلمہ او منافات کے لئے نہیں ہے۔ اور یہ قرآن اس خوبی کیساتھ اسلئے نازل کیا ہے کہ جو بخل و جہل وغیرہ اوصاف بد سے بری ہے اسمیں اسکا کوئی نفع و نقصان نہیں وہ ان باتوں سے پاک ہے اور حق ہے اسکا ملک اور اسکی ذات دائم و قائم ہے اسلئے اس نے انکی بہبودی کیلئے ایسا قرآن نازل کیا چونکہ قرآن رحمت آسمانی ہے اور تدریجاً نازل ہوتا تھا ادہر آنحضرت صلعم کے دل میں اسکی تبلیغ اور اسکی یاد کرنے اور اسکے مطالب واضح کرنیکا بمقتضی نبوت بہت شوق اور از حد ولولہ تھا اسلئے فرمایا ولا تعجل بالقرآن الخ کہ وحی کے تمام ہو جانیسے پہلے قرآن کے پڑھنے یا لوگوں کو پڑھانے سمجھانے میں جلدی نہ کیا کرو جب ایک مضمون کی وحی جو فرشتہ لاتا ہے تمام ہو چکے تب آپ پڑھیں اسیطرح کا مضمون اور جگہہ بھی آیا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ اور یہ دعا کرتے رہو کہ میرا علم زیادہ کر تاکہ وقتاً فوقتاً وحی آتی رہے آپکا علم زیادہ ہوتا رہے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ علم کا خزانہ ہمارے پاس ہے اسمیں سے جسقدر ہم جسکو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں بندہ علام الغیوب نہیں ہوسکتا۔ اسکے بعد یہ چھٹی بار حضرت آدم کا قصہ آیندہ جملہ کیلئے بطور تمہید کے ذکر ہوا اور وہ جملہ مقصود بالذات ہے فاما یاتینکم منی ہدی اسکی شروع تمہید یہ ہے واذ قلنا للملائکۃ الخ کہ اسوقت کو یاد کرو جبکہ اے بنی آدم ہمنے تمہارے جد امجد کیلئے فرشتوں کو سجدہ تعظیم کا حکم دیا اور تاج خلافت انکے سر پر رکھا گیا اسوقت سب فرشتوں نے

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ

فرمائیگا یوں ہی ہونا چاہیے تیری پاس ہماری آیتیں آئیں پر تونے انکو بھلا دیا اور اسیطرح آج تو بھی بھلا دیا گیا اور جو کوئی حد سے گذر جائی اور اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانے تو اسکو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور البتہ آخرت کا عذاب تو

الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

سخت تر اور بہت ہی دیرپا ہے۔ پھر کیا انکو اس بات سے بھی رہنمائی نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ایک قرنوں کو غارت کر دیا ہے کہ جنکے مکانوں پر سے وہ چلتے پھرتے ہیں۔ اسمیں تو عقلمندوں کے لئے بڑی بڑی

النُّهٰى ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

نشانیاں ہیں اور اے نبی اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک بات قرار نہ پا چکی ہوتی اور وعدہ مقرر نہ ہوا ہوتا تو عذاب لازم ہو چکا ہوتا پھر جو کچھ وہ بکتے ہیں اس پر صبر کرو اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

اپنے رب کی حمد و ثنا کیساتھ تقدیس کیا کرو اور رات کے وقتوں میں بھی تسبیح کیا کرو اور دن کے اول و آخر میں بھی تاکہ تمکو خوش کیا جاوے۔

سجدہ کیا مگر ابلیس نے (جسکے کہنے پر اکثر بنی آدم چل رہے ہیں) قدیمی حاسد اور دشمن کو دوست بنا رکھا ہے) انکار کر دیا پھر اسکے بعد ہم نے تمہارے جد امجد کو ایک ایسے باغ میں رہنے کو جگہ دی کہ جہاں کھانے پینے لباس کا ہمنے انتظام کر دیا تھا اور ان مشقتوں سے نجات دی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ خبردار رہنا یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی دونوں کا دشمن ہے اسکے کہنے میں آکر مصیبت میں پڑنا کہ یہاں سے نکالے جاؤ اور خراب و خستہ مارے مارے پھرو مگر وہ مردود وہاں بھی روپ بدل کر جا ہی پہنچا اور ناصح مشفق بنکر آدم کے دل میں خطرہ ڈالا اور کہنے لگا کہ اے آدم یہ تو تم پر بڑی مہربانی ہوئی مگر تمہاری حیات اور یہاں رہنا تو ہمیشہ طور پر سدا رہنے کا کوئی بھی انتظام نہیں ہوا اس نہیں کی بعد کھاؤ میں تمہیں اس باغ میں ایک ایسا پیڑ بتلاتا ہوں کہ جسکے کھانے سے ہمیشہ جیتے رہو اور بے زوال سلطنت تمہیں ملے۔ اسکا نام شجرۃ الخلد ہے تمہاری خدا نے اسیلئے تمکو اسکے کھانے سے منع کیا ہے حالانکہ ہمنے آدم سے اول ہی عہد لیا تھا مگر آدم اسکو بھول گئے اور اسکو کھا لیا ولم نجد لہ عزما اور ہمنے تمہارے دادا کی کوئی استقامت اور مضبوطی نہیں پائی نہ ہمارے عہد کی حفاظت کی نہ قدیمی دشمن کو خیال کیا (اسمیں بنی آدم کی کمزوری طبیعت کیطرف اشارہ بلکہ تعریض ہے) پھر اس پر بھی وجود اس مقبولیت کے نافرمانی کا لازمی نتیجہ پیش آیا یعنی آیا کپڑے تن سے اتر گئے برہنگی ظاہر ہونے پر درختوں کے پتے بدن پر چپٹانے لگے اور آدم و حوا اور شیطان سب کے سب اس باغ سے نکالے گئے اور کہہ دیا گیا کہ ایک دوسرے کا دشمن رہیگا لیکن آدم روئے اور توبہ کی خدا نے اسکی توبہ قبول کی اور بار دیگر سرفرازی بخشی جب باغ سے نکالے گئے تھے یا جب توبہ کی تھی تو آدم سے ہمنے کہہ دیا تھا کہ دنیا میں تمہارے پاس یعنی تمہاری اولاد پاس ہدایت آیا کریگی رسول اور آسمانی کتابیں پھر جو اس ہدایت پر چلیگا تو وہ اس سیدھے رستہ سے جو انسان کو دار الخلد تک پہنچاتا ہے نہ بھٹکیگا نہ خراب ہوگا۔ ولا یشقی یعنی شقاوت و بدبختی سے محفوظ رہیگا۔ شقاوت کی دو قسم ہیں ایک دنیاوی دوسری اخروی ہدایت الٰہی کے طفیل ان دونوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس ہدایت سے منہ پھیریگا اسکی دو سزائیں ہونگی ایک دنیاوی فان لہ معیشۃ ضنکا ای ضنک اصلہ الضیق والشدۃ وہو مصدر یوصف بہ فیقال منزل ضنک وعیش ضنک یعنی کہ اسکی زندگی تنگ ہوگی۔ عام مفسرین کے نزدیک زندگی دنیا کی تنگی مراد ہے کیونکہ کافر مال و جاہ پر حریص ہوتا ہے گویا باعتبار قید حلال و حرام ہونیکے وہ جنت میں ہے جیسا کہ آیا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر۔ مگر وہ کون ہے کہ جسکو تمام باتیں حسب دلخواہ حاصل ہو گئی ہوں اسکی پریشانی میں کمی ہے اور مومن کی نظر دار آخرت پر ہوتی ہے اسکو کسی تکلیف میں تکلیف معلوم نہیں ہوتی اور یوں بھی ہے کہ خدا کی ہدایت چھوڑنے سے دنیا میں بلائیں نازل ہوتی ہیں سیکڑوں قومیں ایسی ہیں کہ اسی سبب سے برباد ہو گئیں جیسا کہ اسکی تائید کیلئے اگلی آیت میں فرماتا ہے افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون کہ کیا انکو اس بات سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی کہ ان کفار قریش سے پہلے ہم کتنی قوموں کو نافرمانی کیوجہ سے ہلاک کر چکے ہیں کہ جنکی اجڑے ہوئے مکانوں پر سے آج یہ چلتے پھرتے ہیں عاد و ثمود بنی اسرائیل و قیاصرہ و شاہان بابل و شاہان مصر وغیرہ خدا کی نافرمانی کر کے کوئی قوم اخیر تک سرسبز نہیں رہی۔ بعض کہتے ہیں قبر کی تنگی بعض کہتے ہیں آخرت کی تنگی مراد ہے۔ دوسری یہ کہ اسکو قیامت میں اندھا کر کے اٹھاوینگے وہ کہیگا میں دنیا میں آنکھوں والا تھا آج اے رب مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا جواب ملیگا تو بھی تو دنیا میں ہماری آیتوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ آخرت میں اندھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ جسمانی تاریکی میں مبتلا ہونگے نور روحانی نصیب نہوگا پس اس سے انکی لئے ظاہری آنکھیں بھی نفی اور بہت سی

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ

اور ہرگز نہ دیکھ آپ اُن چیزوں کی طرف نظر پھیلا کے جو طرح طرح کے　سامان زندگی دنیا کی آرائش جسے انکو اسلئے دی رکھے ہیں کہ اسمیں ہم انکی آزمایش کریں اور تمہارے رب کا عطیہ بہتر اور دیر تک رہنے والا ہے　اور اپنے گھر کے لوگوں کو

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم

نماز کا حکم دیا کر اور خود بھی اسپر قائم رہو ہم تجھ سے کچھ روزی تو نہیں مانگتے　روزی تو ہم تمہیں دیتے ہیں　اور عاقبت بخیر تو پرہیزگاروں کی ہے　وہ کہتے ہیں کہ تو اپنے رب کیطرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا انکے پاس

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن

پہلی کتابوں کی شہادت نہیں پہونچی　اور اگر ہم اس سے پہلے ہی انکو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے　تو ضرور کہتے کہ اے رب کیوں نہ بھیجا ہمارے پاس ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم رسوا اور ذلیل ہونے سے　پہلے ہی

نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

تیری آیتوں پر چلتے　اُسے کہدو کہ ہر ایک انتظار کر رہا ہے سو تم بھی انتظار کرو پھر تمکو خود معلوم ہو جائیگا کہ سیدھے رستہ پر کون (اور غلط راہ والا کون) ہے اور ہدایت پانے والا کون (اور گمراہ کون) ہے۔

اوپر دیکھی میں کچھ منافات نہیں پہلی قوموں کی ہلاکت بیان فرما کر یہ بات فرماتا ہے کہ اگر نوشتۂ ازلی (کہ چند روز ہم انکو دنیا میں رکھینگے) بلع نہ آتا تو ان لوگوں پر بھی عذاب سا ہی میں آچکتا اسپر بھی اگر ہی جو بدات یہ نہیں آتے اور ستاتے ہیں تو صبر کرو اور اپنے دار آخرت کی تیاری کرو تاکہ تو وہاں خوش وقت رہو فقال فاصبر علی ما یقولون - وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس الخ تسبیح سے مراد اکثر علماء کے نزدیک نماز پنجگانہ ہی ابن عباسؓ فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے اور قبل غروبہا سے ظہر و عصر و من آنائ اللیل سے مغرب و عشاء - اور قولہ واطراف النہار دونوں نمازوں کے لئے جو دن کے اول و آخر ہوتی ہیں یعنی فجر و مغرب تاکید کا جملہ ہے جیسا کہ الصلوٰۃ الوسطیٰ عصر کے لیے گرچہ دن کی دو طرف ہوتی ہیں مگر ہر دن کے لحاظ سے اطراف جمع کا صیغہ آیا بعض کہتے ہیں اوقات مذکورہ میں حق تقرب کے اوقات ہیں اور اُن اوقات میں انسان کو مشاغل دنیا دی سے غفلت ہو جاتی ہی عموماً اسکی تسبیح و تقدیس کرنا مراد ہی جو نماز کو بھی شامل ہی۔

ف (۱) فنسی ولم نجد لہ عزما سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ آدمؑ کا گناہ سہواً تھا وقت پر ممانعت یاد نہ رہی لیکن احتیاط نکی اسلئے عتاب ہوا (۲) آدمی کی جبلی عادت ہی کہ وہ اپنے باپ دادا کے کمالات پر نازاں ہوا کرتا ہی اور بسا اوقات اسی پر تکیہ کر لیتا ہی کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد میں ہمیں کیا غم ہی اسلئے آدم کے قصہ میں متنبہ کر دیا کہ اسپر نازاں نہونا خود تمہارے بزرگ سے نافرمانی پر کیا سلوک ہوا باوجودیکہ مسجود ملائکہ تھے اور پھر کس خواری سے نکالے گئے بجز توبہ کے انکو چارہ نہوا بھرہ ہے وعید شدید۔

ولا تمدن الخ المد دراز کردن کشیدن - اور مراد رغبت اور حسرت کی ساتھ نگاہ کرنا　دار آخرت کے توشہ کی تعلیم کر کے جو نماز و عبادت ہی دنیا کے وہ اسباب آرایش و تجمل جو کفار اور دولتمند ونکو دئے گئے ہیں مکان اور عمدہ لباس عمدہ عورتیں اچھی سواریاں اور دیگر چیزیں - انکی طرف رغبت کی نگاہ سے منع کرتا ہی کیونکہ یہ چیزیں انکے لئے فتنہ ہیں انمیں انکی خدا تعالیٰ آزمایش کرتا ہی سو وہ انمیں ایسے مصروف ہوئے ہیں کہ دار آخرت اور اسکے توشہ کا انکے دلمیں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا جب اس جہان سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور ادھر اس تجمل کی چھوڑنے وقت انکی روح پر صدمہ عظیم ہوتا ہی حشمش نگران ست کہ ملکش با دگران ست اس چند روزہ عیش کے مقابلہ میں وہ عذاب دائمی بڑا فتنہ ہے اور نیز اس دولت کی وجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ حضرت صلعم کی آنکھ پہلے ہی سے پیچ تھا مگر حضرت سے خطاب کر کے اوروں کو سنایا جاتا ہی کہ اسطرف نظر پھیر کر بھی نہ دیکھنا حرص و رغبت تو دوسری چیز ہی اسلئے کہ تمہارے درجات آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہیں آپ عارف تارک الدنیا کی متعلقین تا آنکہ اُن فقراء اور دنیاوی سامانوں سے خالی رہا کرتے ہیں کچھ عجب نہیں کہ اُن کے دل پر دوسروں کے ساز و سامان دیکھکر کچھ حسرت ہی پیدا ہوتی ہو اسلئے حضرت صلعم سے فرمایا وامر اہلک بالصلوٰۃ کہ انکو توشۂ آخرت نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اسپر جمے رہو آپکو ہم رزق دہی کا حکم نہیں دیتے کیونکہ روزی ہم دیتے ہیں اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے حاصل ہوتی ہی اسلئے پرہیزگاری میں کوشش کرو - وقالوا لولا الخ ایسی باتوں کو سنکر کفار کہتے تھے کہ ہمکو کوئی بڑا معجزہ کیوں نہیں دکھاتا اسکے جواب میں فرماتا ہی جو کچھ معجزے یا ثبوت آنحضرتؐ کے شواہد پہلی کتابوں میں ہیں کچھ کم ہیں؟ پھر فرماتا ہی ہم چاہتے تو بغیر رسول بھیجے اُن کے گناہوں پر انہیں ہلاک کر دیتے مگر وہ عذر کرتے کہ رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم اسکو مانتے - پھر فرماتا ہی اُن سے کہو ذرا انتظار کرو مرنے کے بعد تمکو آپ معلوم ہو جاویگا کہ سیدھے رستہ پر کون ہے؟ -

سورۂ انبیا مکیۃ ہے اسمیں ایکسو بارہ آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝

لوگوں کا حساب تو قریب آلگا اور وہ ہیں کہ غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں ان کے رب کے پاس سے سمجھانے کیلئے کوئی نئی بات انکے پاس آتی ہے تو اسکو سنکر بھی کھیل ہی میں ڈالدیتے ہیں

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ

ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں اور ظالموں نے چپکے چپکے کہا کہ یہ (محمد) ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک شخص تو پھر کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے جایا کرتے ہو رسول نے کہدیا کہ میرا رب

الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

آسمان اور زمین کی سب بات جانتا ہے اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے (پھر ہرگز تمہاری باتوں کی کیا حقیقت ہے) بلکہ ان ظالموں نے یہ کہدیا کہ قرآن خیالات پریشاں ہیں بلکہ اسنے جھوٹ بنا لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے تو جس طرح اگلے رسول

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔــلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا وہ بھی تو ایمان نہ لائے تھے پھر کیا یہ ایمان لے آوینگے اور اے محمد تم سے پہلے ہی تو ہم نے آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا یہی تھا کہ ان کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ دیکھو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاۗءُ وَاَهْلَكْنَا

اور ہم نے ان کے ایسے بدن نہیں بنائے تھے کہ جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ہم نے ان سے اپنے وعدہ کو سچا کیا تب انکو اور جسکو چاہا بچالیا اور حد سے بڑھ جانے والوں

الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ع

کو ہلاک کر دیا ہمنے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجدی ہے کہ جس میں تمہاری نصیحت ہے۔ پھر کیا تمکو عقل نہیں

ع ۱

ترکیب

وہم مبتدا اور معرضون خبر وفی غفلۃ ضمیر معرضون سے حال ہے اے اعرضوا غافلین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لاہیۃ قلوبہم حال ہے ضمیر یلعبون سے اور یہ دو نو حال مترادف یا متداخل ہیں اور جنے لاہیۃ کو مرفوع پڑہا ہے تب ایک ہی حال ہے کس لئے کہ یہ خبر بعد خبر ہے ہل ہذا جملہ محل نصب میں ہے النجوی سے بدل ہو کر اے واسروا ہذا الحدیث۔ قال بصیغہ ماضی رسول کا قول ہوگا حمزہ وکسائی وحفص کی قرأت کی بموجب اور دیگر قرأ نے قل بصیغہ امر پڑہا ہے۔

تفسیر

یہہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بیشتر توحید ونبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیاء علیہم السلام کے عبرت انگیز تذکرے اور انکی نافرمان امتوں کا انجام بد اور انسان کا بارگاہ الہی میں حساب دینے کے لئے حاضر ہونا بیان ہے پس فرماتا ہے اقترب الخ کہ انسان کے حساب کا وقت تو قریب آلگا اور وہ غفلت میں ہی پڑا ہوا خدا کے فرستادوں سے مُنہ موڑ رہا ہے اور جو کوئی نئی بات وعظ وپند کی انکے کانوں میں پڑتی ہے تو اسکی طرف کھیل کود میں توجہ بھی نہیں کرتے۔

حسابہم مفسرین کہتے ہیں کہ حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صدہا ہزارہا سال بعد آئے گا مگر آئندہ آنے والی چیز تو گھڑی گھڑی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ ما اقرب ما ہو آت ؛ وما ابعد ما ہو فات ؛ کہ آنیوالی چیز بہت ہی قریب ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ بعد موت کے بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے

سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے پس اسوقت کے قریب ہونے میں توکسیکو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں سوتا ہے کہ موت آلیتی ہے واسروا النجوی یہہ جملہ مستانفہ ہے ان کی عادات رذیلہ کے بیان میں ان کے اعراض اور غفلت اور کھیل اور کود کے ثبوت ہیں۔ النجوی اسم ہے التناجی سے جسکے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے یہہ معنی کہ ان باتوں کو جنکا ذکر اگلے جملہ میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تہے۔ انسان جس بات کو اہم سمجھتا ہے اسکی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر مثلکم کہ یہہ رسول تو ہمارے جیسا آدمی ہے جسطرح ہم کہاتے پیتے سوتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ہے پھر یہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتی ہیں ہمارے پاس نہیں؟ ان کے خیال میں رسول بشریت کے جامہ سے باہر ہے اور ملکیت کے لباس میں ہونا چاہیے تہا جو کہانے پینے سے پاک ہو اور ہمیشہ جیتا رہے جسکے رد میں آگے ارشاد ہوتا ہے (۲) افتاتون السحر و انتم تبصرون قرآن مجید کو اسکے اعجاز کی وجہ سے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ تم قرآن پر نہ چلو جان بوجھکر کیوں جادو پر چلتے ہو؟ یہہ بات انکے دل میں نہ تھی دل میں تو حق جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جادو کہتے تھے قال ربی یعلم القول یہہ ان کے مخفی کہنے کے جواب میں ہے کہ رسول نے انکا مخفی راز سن کر انسے کہدیا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ انسے کہدے کہ تم ہزار چھپاؤ میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام مخفی باتیں جانتا ہے اور سمیع دالاجاننے والا ہے اس سے تمہارا یہہ مخفی مشورہ کب مخفی رہسکتا ہے؟ القول صاحب کشاف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے شامل ہے سر و جہر کو تاکید کے لئے یعلم السر کی جگہ یعلم القول کہا۔

بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر کفار مکہ کو قرآن کے جادو کہنے میں بھی استقلال نہ تھا جیسا کہ بنانے والا کوئی کسی میں عیب لگایا کرتا ہے تو وہ اسیطرح مختلف باتیں کہا کرتا ہے یعنی جادو پھر بھی ایک بات نہیں ہے یہہ تو ایسا ہی ہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو از خود محمد نے بنا کر ذرا اچہی اور دلچسپ عبارت میں جمع کرلیا ہی کیونکہ وہ شاعر ہے۔ (۳) فلیاتنا بآیۃ الخ پہلے رسولوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھاتا کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا؟ یہ انکے تین شبہ تھے جنکی تقلید میں آج کل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہا کرتے ہیں ما امنت من قریۃ اہلکناہا افہم یومنون یہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار منہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے کہ ان سے پہلے جسقدر بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا ہے انہوں نے اپنے رسول سے وعدہ کرلیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے مگر جب ان کو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہ جو معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئینگے؟ اسلیئے ان کی خواہش کے بموجب معجزہ نہیں دکھایا جاتا کیونکہ ایک وقت مقرر تک ان کا ہلاک کرنا ہم کو منظور نہیں وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم یہہ ان کے پہلے شبہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہمنے جسقدر رسول بہیجے ہیں وہ بھی تو آدمی ہی تھے کہ جن کی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تم کو معلوم نہو تو فاسئلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھ دیکھو کہ جن کے تم اے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو اور ان سے پوچھ پوچھ کر اعتراضات کیا کرتے ہو وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور ان انبیاء کو ہم نے ایسے بدن عطا نہ کیئے تھے کہ جو کہانے کے محتاج نہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کہاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اٹھہ گئے موت سے نہ بچے۔ ہاں وہ ہمارے رسول تھے انہوں نے اپنی نافرمان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لئے جو کچھ وعدے کیئے تھے ثم صدقناہم الوعد ان کو ہمنے پورا کردیا۔ فانجیناہم ومن نشاء واہلکنا المسرفین رسولوں اور ان کے پیروں کو بچالیا اور بدکاروں کو حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کردیا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یہہ ان کی دوسری بات کا جواب ہے کہ قرآن کو جو ہم نے تمہارے پاس بہیجا ہے اس میں غور کرو کہ تمہارے لیئے اس میں کسقدر وعظ و نصیحت ہدایت و سعادت ہے پھر اس کو سحر اور کیا کیا کہتے ہو افلا تعقلون کیا تمکو عقل نہیں؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا

اور ہمنے بہت سی بستیوں کو جہاں کے لوگ ظالم تھے غارت کر دیا ہے اور ان کے بعد ہمنے اور قومیں پیدا کیں پھر جب ان ہلاک ہونیوالوں نے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً وہاں سے بھاگنے لگے (کہا گیا) بھاگو

إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا

کی طرف لوٹ جاؤ جسکے تم مزے اوڑا یا کرتے تھے اور اپنے مکانوں کیطرف بھی واپس جاؤ تاکہ تم سے پوچھا جاوے وہ کہنے لگے وائے افسوس ہم ہی ظالم تھے پھر وہ ہمیشہ یہی پکارا کئے یہانتک کہ ہمنے انکو کاٹ کر کھلیان کر دیا

خَامِدِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ

بجھا دیا اور ہمنے آسمان اور زمین اور انکے اندر کی چیزوں کو کھیلنے کو نہیں بنایا ہے اگر ہم کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنے پاس کی چیز ونکو بناتے اگر ہمکو یہی کرنا تھا بلکہ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

حق کو باطل پر (پتھر کیطرح) پھینک مارتے ہیں پس حق باطل کا سر توڑ دیتا ہے پھر وہ باطل تڑپ مٹ جاتا ہے اور تمہارے لئے ہی تمہاری باتوں سے خرابی ہے اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور جو لوگ اسکے حضور میں

عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ۝ لَوْ كَانَ

نہ سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں رات دن تسبیح کیا کرتے ہیں سستی نہیں کرتے - کیا انہوں نے زمین کی چیزوں میں سے ایسے معبود بنا رکھے ہیں کہ جنکو وہ جو چاہیں بنا کر کھڑا کرتے ہیں

فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ خراب ہو چکے ہوتے جو جو یہ لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں اللہ عرش کا مالک ان سے پاک ہے - جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا (ملکہ) وہ جو کچھ کرتے ہیں پوچھے جاتے ہیں

(ترکیب)

وکم قصمنا صاحب کشاف کہتے ہیں قصم اسطرح سے توڑنے کو کہتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا جدا ہو جاوے بخلاف فصم اور کسر کے - قریہ سے مراد وہاں کے سکان بحذف مضاف - کم خبر یہ تکثیر کیلئے ہے محل نصب میں قصمنا کی وجہ سے من قریۃ تمیز کانت ظالمۃ محل جر میں قریہ کی صفت ہو کر بحذف مضاف - اذا مفاجات کیلئے ہے ہم مبتدا یرکضون خبر اذا اسکا ظرف تلک دعواہم تلک موضع رفع میں اسم زالت دعواہم خبر و یجوز العکس -

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہمنے مسرفین کو ہلاک کر دیا اب پھر اس کی تشریح فرماتا ہے کہ وہ مسرفین کون تھے اور انکے کیا عادات تھے اور کسطرح سے ہلاک ہوتے ہیں تاکہ ان مشرکین کو معلوم ہو کہ وہ ہمارے ہی جیسے کافر اور بدکار تھے اب ہمکو بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیئے پس فرماتا ہے وکم قصمنا کہ ہمنے بہت سی شہروں کو ہلاک و برباد یا غارت کر دیا ہے جنکے رہنے والے ظالم و بدکار تھے اور ان کی جگہ اور نئی قومیں آباد کر دیں اور نئے لوگ پیدا کر دیئے پھر جب ان غارت ہونیوالے لوگونکو ہمارا عذاب آتا ہوا دکھائی دیا جیسا کہ انبیاء نے انکو خبری تھی (یہ ثم صدقناہم الوعد کی تفسیر ہے) تو اس عذاب سے بھاگنے لگے - رکض ایڑ مارنا ومنہ قولہ تعالیٰ ارکض برجلک پس جب انکو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوتے دکھائی دیئے تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انکو ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار چھوڑ چھاڑ بھاگنے لگے یا رکض کے ساتھ انکا جلدی بھاگنا سرعت کیوجہ سے تعبیر کیا گیا - لاترکضوا فرشتہ یا ہاتف غیب نے یا انکے حال موجودہ نے اُنسے کہا کہ مت بھاگو اور تمکو جو کچھ خدا نے نعمتیں اور عمدہ مکانات اور باغ اور مال زر اور محبوب فرزند دے رکھے تھے لوٹ کر وہیں جاؤ شاید تم سے سوال کیا جاوے - کہ تمپر کیا گذری یعنی بھاگنا سود مند نہوگا - اور انکے مکانات اور سامان کی طرف لوٹ کر جانیکا حکم دینے میں گویا ان پر تعریض ہے کہ آج یہ سب چیزیں تم سے چھینی جاتی ہیں تمنے انکی شکر گذاری نہ کی تھی اب انہیں کو دیکھ دیکھ حسرت کے ساتھ جان دو اور انکو بھی اپنی روبرو برباد ہوتے دیکھو - اور انسے سوال ہونیسے یہ مراد کہ تمہارے اموال و مکانات کے

سانحہ ہلاک ہونے سے کل آئندہ آنیوالے لوگ سوال کرینگے کہ یہ کون لوگ تھے اور کیونکر ہلاک ہوئے؟ یا یہ معنی کہ جاؤ تمہاری نوکر چاکر ماتحت لوگ تمسے پوچھ پوچھ کر کام کرینگے جیساکہ تمہاری بحالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ نا جاکر ویسی ہی حکومت چلاؤ۔ پھر فرماتا ہی فمازالت تلک دعوٰہم حتی جعلنا ہم حصیداً خامدین کہ وہ ہلاک ہوتے ہوتے تک یوں ہی پکارا کئے یا ویلنا انا کنا ظالمین کہ اے افسوس اے خرابی بیشک ہم ستمگار تھے۔ مگر اس وقت انکا کہنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکارتے پکارتے نیست ونابود ہوگئے دعوٰی مصدر بمعنی الدعوۃ پکارنا جیساکہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے وآخر دعواہم ان الحمد للہ رب العالمین۔ حصید کٹی ہوئی کھیتی بمعنی المحصود۔ الخمود بجھنا آگ کا۔ یعنی ان کو ہم نے ایسا کر دیا جیسی کھیتی کٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بجھا دیا جس طرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہ کہ ہلاک و برباد کر دیا

ان گاؤں کی نسبت کہ جنکا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ حضورا ور سحول یمن میں دو شہر تھے جہاں عمدہ کپڑا بنتا تھا وہ مراد ہیں کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں بعض کہتا ہے کہ شام و یمن پر کیا موقوف ہے تاریخ کھول کر دیکھے گا تو ہر ملک میں آپ کو ایسے بہت سے اجاڑ شہر ملیں گے کہ جو زلزلہ یا آسمانی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پہاڑ کے آتشی مادہ سے یا کسی اور آفت الہی سے جو معمولی آفتوں کے علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام ونشان بھی نہیں ان کی جگہ اور قومیں آباد ہیں۔ عبرت عبرت۔

وما خلقنا السماء والارض الخ مشرکین بلکہ اور بہت سے لوگونکا یہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور رسولوں کے بھیجنے سے کیا مطلب؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہی اسمیں انکے گناہ وثواب کو کیا دخل یہ سب اسباب ارضی وسماوی سے ہے اسکے جواب میں فرماتا ہی کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی کائنات از خود تو پیدا ہو ہی نہیں گئی بہر طور کوئی اسکی علت وسبب نکالوگے پھر اس میں کلام ہوگا انجام کار خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جب ان کے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم وحکمت کے ہمنے ان چیزونکو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر ایک سے ایک غایت مطلوب ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غایت اور کمال حاصل کرنیمیں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نکرینگے (جیساکہ خلقت انسان سے مقصود اسکی معرفت وعبادت ودیگر مصالح ہیں) تو نکمے ہونگے جیساکہ میوے دار درخت کی نکمی شاخ جسکا کاٹنا ضروری ہوتا ہی تاکہ اسکی جگہ اور شاخ پھوٹے (وانشانا بعدہا قوماً آخرین) رہے اسباب ارضی وسماوی وہ سب بھی ہماری ہی ہاتھ میں ہیں۔ اسباب کا پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لئے یا سعادت کیلئے ہمارا ہی کام ہی۔ اور اگر ہمکو دنیا کے پیدا کرنیسے کھیل اور تماشا ہی منظور ہوتا تو لاتخذناہ من لدنا ای من عندنا اپنے ہاںسی یعنی مجردات اور نورانی چیزیں جو ہمارے اسرار ربوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں؟ بلکہ انبیاء ورسل بھیجنے سے ہمارا مقصود توہمات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جتلانا ہے۔ اس مضمون کو کس عمدگی سے ادا کیا ہی باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینک ماریں تو فوراً ٹوٹ پھوٹ جائے اسلئے فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں کہ جس سے وہ باطل مٹ جاتا ہے۔

اور اے کفار ولکم الویل مما تصفون تم جو بہ تکرار بیان کرتی ہو اس سے تمہارے لئے خرابی ہی یا یہ جملہ انشائیہ بصورت جملہ خبریہ ہی کہ تمہاری ان باتوں پہ پھٹکار منجملہ انکے بری باتوں کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہی ولہ من فی السموات والارض کہ زمین وآسمان میں جو کچھ ہی اللہ کی ملک ہے پھر اسکو بیٹی کی کیا حاجت؟ اور جو بیٹا ہی پھر اسنے کیا پیدا کیا ہے؟ یہ چیزیں تو خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں؟ ومن عندہ اور اسکے پاس جو رہتے ہیں یعنی ملائکہ وہ تو خود رات دن اسکی عبادت کرتے ہیں تھکتے نہیں نہ تکبر کرتے ہیں سو وہ اسکی بیٹیاں کیونکر ہیں؟ ام اتخذوا الہۃ زمین کی چیزونکو انہوں نے گویا خدا بنا لیا ہے پھر کوئی پوچھے ہم ینشرون کیا وہ کسیکو زندہ کر سکتے ہیں؟ لوکان الخ اگر آسمان وزمین میں بجز خدا اور ہوں تو ایسے جھگڑے سے نہ آسمان رہے نہ زمین لیس خدا عرش کا مالک جسکو کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کرتا ہی ان سب باتوں سے پاک ہی اسکے یہ ہی معنی ہیں کہ خود انہوں نے زمین کی چیزوں سے پیتل تانبہ سونے چاندی کے

ہم اپنے [illegible] بنا لیتے [illegible] ان [illegible]

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ

کیا انہوں نے اسکے سوا اور بھی معبود بنا رکھے ہیں کہدو اچھا دلیل تو پیش کرو یہہ میرے ساتھہ والوں کا ہدایت کرنیوالا (قرآن) موجود ہے اور مجھسے پہلوں کی ہدایت بھی موجود ہے (یعنی توریت انجیل) پر کسی میں بھی معبود نہیں بلکہ انمیں سے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور ہمنے تجھسے پیشتر بھیجا ایسا کوئی بھی رسول نہیں بھیجا کہ جسکی طرف یہہ وحی نہ کی ہو کہ بجز میرے اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کیا کرو اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے (فرشتوں کو) بیٹیاں بنا رکھا ہے وہ پاک ہے بلکہ وہ تو اسکے معزز

مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ

بندے ہیں۔ کلام کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھہ کہ انکے آگے اور جو کچھہ انکے پیچھے ہے۔ اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسکے لئے کہ جس سے وہ خوش ہوگا اور وہ اسکے

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝

جلال سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی انمیں سے یہہ کہے کہ اسکے سوا میں خدا ہوں تو اسی پر ہم اسکو جہنم کی سزا دیں گے ظالموں کو ہم اسطرح سے سزا دیا کرتے ہیں

پھر تہدید و توبیخ کے لئے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہے ام اتخذوا الخ کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اسبات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہاتوا برہانکم کہ اسپر کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو محض وہم اور فاسد خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی کہ اچھا اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اسبات پر نہیں تو نقلی پیش کرو نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو مسلّم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الٰہی جو میرے ساتھہ والوں کا یعنی میری اُمت کا ذکر یعنی فہمایش کرنے والی ہے وہ قرآن مجید ہے اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر توراتؔ و انجیل و زبور و صحف انبیاء بھی دنیا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو دکھاؤ کہ اور بھی خدا کے سوا معبود ہیں؟ سعید بن جبیر و قتادہ و سدی کہتے ہیں کہ یہ ذکر من قبلی قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری اُمت کا اور مجھسے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اب اُس سے بڑھکر اور جامع کونسی کتاب ہوگی جو مانوگے؟ فرماتا ہے بل اکثرہم لا یعلمون الحق فہم معرضون کہ یہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اس سے کتاب الٰہی کا قصور نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور جاہل ہیں حق شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے مُنہ موڑتے ہیں۔ اس کتاب کا اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہوگیا رہے بزرگان دین جو انبیاء اور رسول ہیں انہوں نے بھی کبھی دو خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ وما ارسلنا من قبلک الخ اے محمد تجھسے پیشتر جسقدر انبیاء ہمنے بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کی تھی کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کیا کرو۔ چنانچہ توریت موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہ بات موجود ہے پھر مسیح کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسیطرح اور چیزوں یا بزرگوں کا خدائی میں شریک ہونا انکو کہاں سے ثابت ہوگیا؟ عرب میں قبیلہ خزاعہ کے لوگ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے انکے قول کو بھی رد فرماتا ہے وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحانہ الخ کہ وہ مشرکین کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنائی ہے وہ ایسی باتوں سے پاک ہے اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اسکے بندے ہاں معزز بندے ہیں۔ مگر اسکے حکم کے ایسے مطیع ہیں کہ (۱) کلام بھی اُس کی اجازت بغیر نہیں کرتے جب وہ کچھہ فرمالیتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اسکے حکم کے پابند ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکا ظاہر و باطن معلوم ہے۔ یا یہ معنی کہ خدا تعالیٰ نے جو انکو عزت دی ہے وہ ان کے ابتدا و انتہا سے خوب واقف ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہ کہ وہ اسکی قدرت و علم کے احاطہ میں ہیں پھر انکی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی پاتے ہیں یعنی کلمہ گو کی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی کا قائل ہو بھی تو ہم اسکو جہنم میں ڈالدیں ہمارے ہر حکم میں پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ دار ہونا کیسا؟۔ اور انپر کیا موقوف ہے ہم ہر ظالم کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور کیا منکروں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم جوڑے ہوئے تھے پھر ہمنے ہی انکو جدا جدا کر دیا - اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا تو پھر کیا اسپر بھی ایمان نہیں لاتے اور زمین پر

فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ

ہمنے ہی بوجھل پہاڑ رکھدیے کہ انکو لیکر ادہر اودہر نہ جھکنے پائے - اور اس میں ہمنے ہی کشادہ رستے بنا دئیے تاکہ لوگ راہ پائیں - اور ہمنے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا اور وہ ہیں کہ آسمانی نشانیوں سے

اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

منہ پھیرے ہوئے ہیں - اور وہی تو ہے کہ جسنے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا جو ہر ایک ایک ایک آسمان میں پیر رہا پھر رہا ہے

ترکیب

کل شئی مفعول جعلنا حی اسکی صفت من الماء لابتداء الغایۃ ویجوز ان یکون صفۃ لکل تقدم علیہ فصار حالا

تفسیر

مشرکین کا خیال رد کرکے اب انکے سامنے (جو بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور کبھی انکی معزز مخلوق کو اسکا بیٹا بیٹیاں کہتے تھے) بعض چند دلائل بیان فرماتا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ عالم میں یہ تمام صنعت کاری اسکی ہے کسی معبود یا بیٹے نے کیا پیدا کیا ہے؟ اور چونکہ یہ دلائل ایسے بدیہی ہیں کہ جو ادنی غور کرنیسے مدعا ثابت کر دیتے ہیں تو اسلیے اولم یر کرکے خطاب کیا (۱) ان السموات والارض کانتا رتقا الخ رتق بند کرنا بند ہونا فتق بالفتح جدا کرنا کھولنا - اسکی معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباس رض اور حسن اور جمہور مفسرین اسکے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا مینہ کا اس سے نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اُگانا - کہ کافر یہ نہیں دیکھ چکے بلکہ ہر سال صیف و شتا شدید کے وقت جبکہ بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھہ پیدا نہیں ہوتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالی ہی اپنی پہ قدرت سے کھولتا ہے بارش برساتا ہے پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اُگاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ ان آیات میں ابتداء آفرینش عالم کیطرف اشارہ ہے جسکو قرآن مجید میں کئی جگہ بیان فرمایا یہاں اجمالا بیان کیا جاتا ہے کہ مادہ ایتھر یعنی ایتھر سب ایک جا جمع تھا آسمانوں اور زمین کا مادہ مجتمع تہا اسمیں سے پہلے آسمانوں کو جدا کر دیا زمین کو جدا یعنی اسمیں سے کسقدر سے آسمان بنا دیے کسقدر سے زمین پھر زمین کی محاوقات جیوانات نباتات کو زندہ کیا کل شئی سے یہی چیزیں مراد ہیں نباتات میں بہی ایک قسم کی حیات ہے اگر غور کرو تو جمادات کا انعقاد بہی پانی سے ہوا ہے اور انکی صورت نوعیہ کا قیام انکی حیات ہے اسلیے اسکے بعد میں فرماتا ہے (۲) وجعلنا من الماء کل شئی حی - صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جعلنا یا تو ایک مفعول کی طرف متعدی قرار دیا جاوے تو پہلی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ہمنے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دآبۃ من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہے یا انکو پانی کیطرف اشد ضرورت ہے اسلیے انکی حیات کو پانی کیطرف منسوب کیا جیسا کہ آیا ہے خلق الانسان من عجل انسان میں جلدی ہونیکو جلدی سے پیدا ہونیکے ساتھہ تعبیر کیا یہ ایک محاورہ عرب ہے دوسری صورت میں یہ معنی ہونگے صیرنا کل شئی حی بسبب الماء کہ ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا ہے من الماء مفعول ثانی کل شئی موصوف حی صفت مجموعہ مفعول اول - مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کیوجہ سے ہوگا - اور بعض روایات میں حیا بالنصب بہی آیا ہے یا تو اسکو اسصورت میں کل کی صفت قرار دینگے کہ ہر کل شئی جو حی ہے اسکو پانی سے پیدا کیا یا یہ مفعول ثانی ہوگا تب یہ معنی ہونگے کہ ہر ایک شئی کو پانی سے زندہ کیا - اس صورت میں ہر شئی سے مراد حیوان یا نباتات ہونگے قرائن سے یہ عام خاص کیا جاوے گا -

سوال - بہت سے جاندار ہیں جو پانی سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدم جنکی نسبت آیا ہے خلقہ من تراب اور وہ جانور جنکو کہ حضرت مسیح علیہ السلام گارے کا بنا کر اسمیں کچھہ پھونکتے تھے کہ وہ اُڑ جاتا تھا پھر سب جاندار و نکا پانی سے پیدا ہونا نہ پایا گیا - **جواب** - لفظ گرچہ عام ہے مگر قرینہ مخصص موجود ہے

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اولم یروا سے وہ چیزیں بیان کرتا ہے جو انکے دیکھنے میں آتی ہیں اور یہ چیزیں انہوں نے کب دیکھی ہیں۔ پس یہ اس میں شامل نہیں یا بیان اکثر یہ ہے جسکو محاورہ عرب
میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور عرف عام کا بھی کلیہ ہے (۳) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم لئے لئلا تمید لام و لا عدم التباس کیوجہ سے حذف کیا گیا۔ راسیہ زمین
میں گڑی ہوئی چیز جس کی جمع رواسی ہے مراد پہاڑ یعنی کرہ زمین میں پہاڑوں کی وجہ سے باوجود اسکی ذات میں ثقل اور بوجھل ہونا کر دیا جو ڈگمگاتی نہیں اگر یہ بھی ہوا یا پانی کیطرح خفیف
وسبک ہوتی ہلتی جھلتی تو اسپر کوئی مکان رہنا سکیں یہ بھی بڑا انعام الٰہی ہے۔ (۴) وجعلنا فیہا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون کہ زمین میں تمہارے راہ پانے کے لئے کشادہ رستے
رکھے اگر سخت ناہموار دشوار گذار زمین ہوتی جیساکہ بعض جبال ہوتی ہیں تو پھر دنیا اس لطف کیساتھ نہ بستی۔ الفج الطریق الواسع لعلہم یہتدون میں ایک لطیف اشارہ اسطرف بھی ہے
کہ کاش یہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نعمت سمجھیں اور راہ ہدایت پر آویں (۵) وجعلنا السماء سقفا محفوظا آسمان کو چھت زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا
محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ گرنے اور پرانا ہونے سے محفوظ ہے اور گھروں کی چھتوں کی مانند وہ نہیں کقولہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ دوم یہ کہ شیاطین
سے محفوظ ہے شیاطین کو وہاں تک رسائی نہیں کما قال وحفظناہا من کل شیطان رجیم۔ زمین گویا فرش اور آسمان اسکی چھت ہے اور یہ ایک عمدہ گھر ہے جسکی روشنی کی قندیلیں آفتاب و ماہتاب
ہیں اور اسیطرح ستارے بھی جنکا آگے ذکر فرماتا ہے پھر یہ تمام مخلوق جو اسکی گھر میں اسکی نعمت کھا پی رہی ہے اور یہ گھر اور اسکی نعمتیں جو روز اپنے مہمانوں کو کھلاتا ہے بجز اسکے اور کسنے
بنائی ہیں؟ پھر اس آسمان کی رفتار اور اسکے ستاروں کی گردش اور ان سے صدہا انقلابات خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اسکے جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں
لیکن کفار ان میں غور نہیں کرتے وہم عن آیاتہا معرضون۔

فی الحقیقت اگر انسان تھوڑی دیر بھی ان عجائبات قدرت میں غور کرے کہ جو اسنے آسمانوں میں رکھی ہیں تو صاف معلوم ہو جاوے کہ اس پردہ زنگاری میں کوئی ہے جو یہ کار پردازی
کر رہا ہے (۶) وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون اس آیت میں ان چند نشانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنسے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا یہ تعاقب
آنا علاوہ ان بیشمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوق کے لئے ہیں جیساکہ رات میں سونا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا کاروبار کرنا پھلوں پھولوں کا نمودار ہونا اسکی
قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف طور پر طلوع وغروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا ہزاروں
فوائد ہیں اور یہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے اسیطرح ماہتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع وغروب بھی ان فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا
ہے۔ یہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کرکے دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا
میں یہ دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ ان کی اس چال کو تیرنے کے ساتھ بطور تشبیہ یا استعارہ کے بیان کیا۔

ف حکماء قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے اور ماہتاب پہلے میں اور نیز انکے حرکات فلک کی
حرکات کے ساتھ ہیں پھر تدویر اور اس فلک کی وجہ سے کہ جسمیں یہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (اگر یہ حرکات مختلفہ نہ ہوتے
تو کہیں ہمیشہ جاڑا رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت یبوست نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا) انکے نزدیک تو معنی ظاہر ہیں اور جمہور اہل اسلام بھی ان
آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکماء کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کسی فلک میں جڑے ہوئے نہیں اپنے اپنے مدار پر بذات
خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دار چیز نہیں ہاں یہ جو نظر میں ایک نیلا گنبد سا نظر آتا ہے یہی عرف عام میں فلک گنا جاتا ہے خدا کی پاک کتابوں میں ایسے
امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت کرنا بجز
اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے جیساکہ ضحاک کا قول ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی تو پھر کیا تم مرجاؤ گے تو وہ ہمیشہ رہینگے؟ ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمکو بری حالت اور بھلی حالت میں بطور امتحان کے آزمایش کرتے ہیں اور ہم ہی پاس تم

تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝

پھر آؤ گے۔ اور جب کافر تمکو دیکھتے ہیں تو بس تجھ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہ وہی ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے حالانکہ وہ رحمٰن کے ذکر سے منکر ہیں

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ

آدمی جلد باز بنایا گیا ہے (ذرا ٹھہرو) میں تمکو اپنی نشانیاں ابھی دکھائے دیتا ہوں سو جلدی مت کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو کاش منکروں کو وہ وقت معلوم ہو جاوے

كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کہ جب وہ اپنے مونہوں سے آگ دور کر سکینگے نہ اپنی پیٹھ سے اور نہ انکی مدد کیجائیگی۔ بلکہ وہ گھڑی ایک بیک آجاوے گی پھر تو وہ ان کو بدحواس کر دیگی پھر نہ تو اسکو

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

ٹال سکیں گے اور نہ انکو مہلت ملیگی۔ اور واقعی تجھ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر آپڑا

فتنۃ مفعول لہ یا موضع حال میں ہے اے فاتنین یا مفعول مطلق اے نفتنکم بہا فتنۃ۔ الا ہزوا مفعول ثانی۔ من عجل موضع نصب میں خلق سے علی المجاز جیسا کہ خلق من طین اور حال بھی ہوسکتا ہے اے عجلا و جواب لو محذوف و حین مفعول بہ ہے نہ ظرف۔ بغتۃ مصدر موضع حال میں۔

آفتاب و ماہتاب اور دیگر دار دنیا کے ارکان بیان فرماکر کہ جن میں غور کرنے سے اس گھر کے بنانے والے کا وجود ثابت ہوتا تھا یہ بات بیان فرماتا ہے کہ کسیکو سدا اس گھر میں رہنا نہیں اے محمد تجھ سے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تمکو ہمیشگی ہے اور نہ تمہارے بعد ہمیشہ یہ رہیں گے جو تمہارے مرنے کی آرزو کرتے ہیں۔ وما جعلنا الخ اس دنیا میں امتحان کے لئے تم آئے ہو تاکہ تم نیکی کرکے دار آخرت کی خوبیوں کے مستحق بنو اور ہمارے پاس ہر ایک کو ضرور آنا ہے پھر ہر ایک کو نیکی بدی کا بدلہ ملنا ہے واذا راک الخ مگر اب ان دار آخرت سے غافلوں اور دار دنیا کے مفتونوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اسکے کہ دار آخرت کے ہادی کا اتباع کرتے اس سے ہر وقت تمسخر اور ٹھٹھا کرکے کہتے ہیں کہ کیا یہی تمہارے بتوں کو برائی سے یاد کرتا ہے؟ یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہے انکو بے اختیار عاجز کہتا ہے مقاتل و سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی وہ زیادہ تر ٹھٹھا کیا کرتا تھا اسمیں اسکی طرف اشارہ ہے۔ فرماتا ہے کہ بتوں کے اور اپنے فرضی معبودوں کے ذکر سے تو ایسا خفا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر یعنی اُسکے اوصاف حمیدہ وحدہ لاشریک لہ اور قادر مطلق ہونے وغیرہ کے منکر ہیں ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس سے اسکے ان اوصاف کا انکار لازم آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حقیقی معبود کے مقابلہ میں فرضی معبودوں کی یہ قدر و منزلت؟ پھر دار آخرت اور حیات جاودانی کیونکر نصیب ہوگی؟

خلق الانسان من عجل ای خلق عجولا وذلک علی المبالغۃ یعنی دار آخرت کا ہادی جو انکو بری باتوں سے جو پیش آنیوالی ہیں روکتا ہے تو اپنی جلد بازی سے کہتے ہیں کہ متی ہذا الوعد وہ وعدہ کب پورا ہوگا اور جلد ہم پر کیوں عذاب نہیں آچکتا فرماتا ہے ساوریکم آیاتی کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا کہ جنکا وعدہ کیا گیا ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد ظہور ہو جاتا ہے جلدی نکرو پھر فرماتا ہے کہ یہ جلد بازی اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہو جاوے کہ جب جہنم میں ہر طرف سے آگ انکو گھیریگی کبھی اس کی جلدی نکرتے۔ پھر فرماتا ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت ہے کہ جو فوراً آجاویگی مہلت نہ لینے دیگی۔

پھر آنکو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تسلی دیتا ہے کہ یہ تمسخر کوئی نئی بات نہیں کفار ہمیشہ انبیاء سے تمسخر کرتے چلے آئے ہیں جسکا انجام یہ ہوا کہ وہ وبال عذاب جسکی بابت وہ تمسخر کرتے تھے انہیں پر الٹ پڑا

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

اے نبی ان سے پوچھو کہ رات اور دن میں اللہ کے عذاب سے تمہاری کون محافظت کیا کرتا ہے (کوئی بھی نہیں بس انکو ڈر لیا ہے ڈر ماننا) بلکہ وہ تو خدا کے ذکر سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ یا کیا ہمارے سوا انکے معبود انکو بچا رکھتے ہیں

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

وہ تو خود (وقت پر) اپنی بھی مدد نہ کرسکیں گے اور نہ انکی ہماری طرف سے حفاظت کیجاوے گی (وہ معبود کیسے بچا سکتے ہیں) بلکہ ہم نے انکو اور انکے باپ دادا کو برتایا یہاں تک کہ ان پر زمانہ دراز گذر گیا (اسلئے اس رحمت کو حق سمجھ بیٹھے ہیں)

مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝

سمجھتے) ہیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں پھر کیا یہی غالب رہیں گے؟ کہہ میں تو تمکو صرف وحی سے ڈراتا ہوں (اگر تم سمجھو) اور بہرے کو جب کسی چیز سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ (اسپر) پکار ہی نہیں سنتے ڈر ماننا کیا

ترکیب

من استفہامیہ مبتدا یکلؤکم اسے یحفظکم خبر من الرحمن اے من باسہ موضع نصب میں یکلؤ سے ام استفہام انکاری لایستطیعون جملہ مستانفہ یصحبون مازنی کہتا ہے یہ اصحبت الرجل اذا منعتہ سے ہے نہ صحبت سے بعض کہتے ہیں صحبت اس جگہ معنی نصرت و معونت ہے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ آخرت میں انپر ہرطرف سے عذاب محیط ہوگا آگے سے اور پیچھے سے یہ اسکو دفع نہ کرسکیں گے اب فرماتا ہے آخرت تو آخرت اگر دنیا میں اپر رات دن میں کوئی بلا نازل ہوجاوے یہ اسکو کب روک سکتے ہیں پس اس دار دنیا میں بھی ان رات دن کی صدہا مصائب سے بجز رحمان کے اور کوئی انکو محفوظ نہیں رکھ سکتا یہ بات انسے پوچھ دیکھو خود انکو بھی اسکا اقرار ہے۔ لفظ رحمان میں اشارہ ہے کہ یہ محافظت محض اسکی رحمت کا مقتضے ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں۔ یہ جملہ گویا اگلے کلام کے لئے تمہید بھی ہے کہ انکے معبودوں میں سے ایسا کوئی ہے جو انکو ہماری بلا سے محفوظ رکھ سکے؟ پھر فرماتا ہے کہ وہ تو خود اپنی بھی حفاظت نہیں کرسکتے۔ وہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر جو ہمارے سوا اوروں کو پوجتے ہیں گویا عمداً ہم سے اور ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں کما قال بل ہم عن ذکر الرحمن معرضون۔ اسکے بعد انکی اس اعتدائی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بل متعنا ہؤلاء وآباءہم الخ انکا یہ اعراض و تمرد کچھ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ہم نے اس دار دنیا میں کہ جسکا فرش زمین اور جسکی چھت آسمان اور جسکی قندیلیں چاند اور سورج ہیں انکو پشت در پشت اپنے کرم و فضل سے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں کہ جنکو یہ برتتے برتتے یہ سمجھنے لگے کہ یہ سب ہماری ہی کوشش کا نتیجہ ہے اور سدا سے ہے اور ہمیشہ ہم یوں ہی کامیاب رہیں گے الغرض ہماری نعمتیں کھا کھا کر مست و مغرور ہوگئے سو انکا یہ خیال غلط ہے وہ ہماری نافرمانی کرکے کبھی بحال نہ رہیں گے ہم انکو مٹا ڈالیں گے اور اپنے پاکباز بندوں کو غالب کریں گے افلا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا سے یہی مراد ہے کہ وہ شریر متمردین جو عذاب کے لئے جلدی کررہے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ زمین یعنی ملک عرب کو اسکے کناروں سے لیکر کم کرتے چلے آتے ہیں کہ مکہ کے اردگرد دور تک بڑے بڑے سرکش مرتے جاتے ہیں اور اسلام پھیلتا چلا آتا ہے کفر کی زمین گھٹتی چلی جاتی ہے اسلام پھیلتا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ و مقاتل و کلبی کہتے ہیں نقصہا سے مراد اسلام کے لئے شہروں کا فتح ہونا عکرمہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا۔ اول قول قوی ہے مگر ایک شبہ ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا تھا پھر زمین کفر کے کم کرنیکے اسوقت میں کیا معنی؟ سیوطی نے اتقان میں کہا ہے کہ یہ آیات مدنیہ ہیں تب شبہ نہیں رہا۔ فقیر کہتا ہے کہ اگر آیات مکیہ بھی ہوں تو کچھ شبہ نہیں کس لئے کہ آنحضرت صلعم جب مکہ میں تھے ہجرت سے پیشتر مدینہ اور اسکے نواح میں اسلام پھیل گیا تھا اسی طرح حبشہ میں اور دیگر قبائل عرب میں بھی۔ اسکے بعد فرماتا ہے کہ ان سے کہدو یہ جو کچھ میں تمسے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تمہارا منعم حقیقی ہے مگر جو لوگ بہرے ہوگئے انکے کانوں میں حق باتوں کی رسائی نہیں وہ اس خوف آمیز پیغام کو سنتے ہی نہیں۔ وہ دراصل بہرے نہیں ہوگئے تھے بلکہ اس قوت شنوائی کو عمداً حق بات سننے میں صرف نہیں کرتے تھے گویا انہوں نے اس قوت سے جب اسکا اصلی کام نہ لیا تو کھو ہی دیا اس لئے بطور استعارہ کے انکو بہرا کہا گیا اور اسیطرح جس قوت خداداد کو کوئی اسکے موقعہ پر استعمال نہیں کرتا تو اسکو اس قوت کا کم کردینے والا سمجھا اور اسکو اس فاقدۃ القوت سے تعبیر کرنا عام محاورہ ہے اسلئے ان کو گونگا اندھا کہا جاتا ہے۔

ف — [illegible marginal notes]

وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

اور اگر ان کو تمہارے رب کے عذاب کی ایک جھونکا سی لگ جاوے تو کہنے لگیں کہ ہائے خرابی بیشک ہم ظالم تھے اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر ظلم نہ ہوگا

وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ

اور اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو اسکو بھی ہم لا موجود کریں گے اور ہم ہی حساب لینے کو بس ہیں۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فیصلہ والی اور روشنی اور نصیحت والی کتاب دی پرہیزگاروں کے لئے

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ع

ایسی دی تھی ان پرہیزگاروں کے لئے جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور قیامت کا بھی وہ خوف کرتے ہیں۔ اور یہ قرآن بھی ایک مبارک نصیحت ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے پھر کیا تم اسکے بھی منکر ہو۔

ترکیب

ومن تری من عذاب ربک نفحۃ کی صفت۔ واصل النفح من الریح اللینۃ والمعنی ولئن مستہم شیء قلیل من عذاب اللہ لیقولن جواب الموازین جمع میزان موصوف القسط کو مفرد ہے مگر مصدر ہے جو جمع کی صفت ہو سکتا ہے یا یہ تقدیر ذوات القسط تب بھی الموازین کی صفت ہو سکتا ہے مثقال منصوب خبر کان ہو کر اسے وان کان العمل وزن مثقال۔ ثقل بمعنی بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی وزن ہیں من خردل صفت ہے حبۃ یا مثقال کی۔ کفی بنا کی ترکیب گذر چکی۔

تفسیر

ت۔ اگر انکو عذاب الٰہی کی کچھ ہوا بھی چھو جاوے ذرا بھی عذاب نازل ہو جاوے تو یہ بہرہ پن سب جاتا رہے اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کرنے لگیں۔ اور خیر یہ تو دنیا کا معاملہ ہے مگر آخرت میں تو وہ اپنے اعمال کے بدلے سے ہرگز بچ ہی نہ سکیں گے کیونکہ ونضع الموازین الخ وہاں اعمال کی ترازویں ہم قائم کریں گے ہر ایک کے لئے ایک ترازو ہوگی اور ترازو بھی کیسی عدل و انصاف کی کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا کہ اسکے نیک اعمال کو دبا لیا جاوے اور ناکردہ عمل اسپر لگا دئے جاویں بلکہ وان کان مثقال الخ اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسی کا عمل ہوگا وہ بھی لایا جاویگا اور ہم خود حساب لیں گے۔ مجاہد کہتے ہیں اور ضحاک و قتادہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ بطور تشبیہ کے ہے نہ یہ کہ حقیقت میں ترازو و عمل تولنے کو کھڑی ہوگی بلکہ مراد یہ ہے حساب انصاف کے ساتھ لیا جائیگا کیونکہ دنیا میں محسوسات کا صحیح اندازہ اور انصاف و عدل کا دار ترازو یا پیمانہ سے ہوتا ہے اسلئے قیامت میں اعمال کے موازنہ کو اسکے ساتھ تعبیر کیا ابن جریر نے ابن عباس سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے مگر ائمہ سلف فرماتے ہیں کہ جبتک لفظ کے حقیقی معنی بن سکتے ہوں مجاز کی کیا حاجت ہے پس اگر قیامت میں اعمال تولنے کو ترازو قائم ہو تو کیا بعید ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ ترازو دنیا کی ترازوں کی طرح سے نہ ہوگی بلکہ اعمال تولنے کے مناسب ہوگی اعمال کو کسی شکل میں محسوس کر کے تولا جاوے یا کوئی اور طریق ہو جو خاص اس علام الغیوب کو معلوم ہے اور یہ اسلئے کہ میدان حشر میں سب کو اعمال کا اندازہ معلوم ہو جاوے خدا تعالیٰ پر ظلم کی تہمت نہ کوئی لگا دے اور بہت سے صحیح احادیث ہیں کہ جنکو صحیحین میں شیخین نے بھی روایت کیا ہے اس قول سلف کی تائید ہوتی ہے

سوال یہ آیت اس آیت کے مخالف اور صریح نقیض ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا جواب اس آیت میں وزن نہ قائم کرنے سے مراد انکے اعمال کی بے قدری مراد ہے پہلے فرمایا تھا کہ قل انما انذرکم بالوحی اب اس بیان کو تمام کر کے جو دار آخرت و معاد سے متعلق تھا مسئلہ نبوت کو ثابت کرنے کے لئے چند اولوا العزم انبیاء کے تذکرے بیان فرماتا ہے تاکہ آنحضرت صلعم کی تائید ہو اور مخالفوں کو اطمینان ہو کہ یہ الہام نبوت کا سلسلہ دنیا میں آج محمد سے پہلے سے جاری کر رکھا ہے موسیٰ اور ہارون کو بھی ہم نے کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو فیصلہ کرنیوالی اور نور یعنی منور اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت کی چیز تھی۔ یعنی خدا ترسوں کے لئے۔ باوجود اسکے انکی امت نے انسے کیا کیا اور اسیطرح یہ قرآن بھی سمجھانیکی مبارک کتاب ہے پھر کیا اے لوگو تم اسکے بھی منکر ہو ۔ کتاب تو موسیٰ ہی کو دی تھی مگر نبوت اور اسکی ترویج و شہرت میں ہارون علیہ السلام بھی شریک تھے اسلئے انکو بھی شامل کر لیا جسطرح کبھی امت کو شامل کر لیا جاتا ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا

اور ہم نے ابراہیم کو اول ہی سے عقل سلیم عطا کی تھی اور ہم انکی صلاحیت سے واقف تھے جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کہ جنپر تم جمے بیٹھے ہو کیا ہیں انہوں نے کہا کہ ہمنے اپنے باپ

آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ

دادا کو انہیں کی عبادت کرتے دیکھا ہے ابراہیم نے کہا البتہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا

رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے کہ جس نے ان چیزوں کو بنایا ہے ۔ اور میں اسکا گواہ ہوں (آہستہ سے یہ بھی کہا) کہ خدا تمہارے گئے بعد میں تمہارے بتوں سے چال ہی کرکے رہوں گا سو ابراہیم نے بڑے بت کے سوا

إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ

سب بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (اور اس کو سلامت رہنے دیا) تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں (جب وہ پھر کر آئے اور یہ حال دیکھا) تو کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کس نے کیا وہ بڑا ہی ظالم ہے آپس میں کہنے لگے ہمنے ایک جوان کو انکی ہجو کرتے سنا ہے

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ

جسکو ابراہیم کہا کرتے ہیں (وہ لوگ) بولے تو اسکو سب کے سامنے لاؤ تاکہ وہ بھی دیکھیں (پھر مجلس میں ابراہیم) سے پوچھا کہ اے ابراہیم کیا یہ حرکت ہمارے بتوں سے تونے کی ہے ابراہیم نے کہا

بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ۝ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ

بلکہ یہ تو انکے اس بڑے نے کی ہے اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ دیکھو پھر وہ اپنے دل میں نادم ہوکر کہنے لگے کہ بیشک سراسر تمہیں ناحق پر ہو پھر انہوں نے سر

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ۝ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ

نیچا کرکے کہا کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ بولا نہیں کرتے ابراہیم نے کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو پوجا کرتے ہو کہ جو تمہیں کچھ نفع دیسکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں

مِن دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

کہ جنکو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو پھر کیا تمکو کچھ بھی عقل نہیں

له یعنی ترسیده ہوکر کہا ۱۲ سم

یہ دوسرا قصہ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس میں حضرت کا ابتداء عمر میں موحد ہونا اور اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر کرنا اور جب وہ عید میں باہر گئے تھے بعد میں انکے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالنا اور بڑے کو باقی رکھنا اس الزام دینے کے لئے کہ انسے پوچھو پھر بت پرستوں کا اس بات سے ناراض ہوکر حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا اور رحمت الٰہی سے جو ہمیشہ اسکے پاکباز مددوں کے ساتھ رہتی ہے آگ کا سرد اور باغ ہو جانا مذکور ہے اسمیں عرب کے مشرکین کی طرف تعریض بھی ہے کہ تم کیسے ابراہیم کے فرزند ہو اس نے تو بت پرستی کو یوں مٹایا اور تم آج خود بت پرستی میں مشغول ہو ۔ اگر باپ دادا ہی کی تقلید کرتے ہو تو اپنے جد امجد ابراہیم کی تقلید کرو ۔

ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل رشد سے مراد نبوت جس پر جملہ کنا بہ عالمین دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ اسکو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جس کو جان لیتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بامانت وحفاظت سر انجام دیگا اور انجام دہی کے قابل ہے ۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نور ہدایت و باطنی روشنی ہے جسمیں نبوت بھی آگئی ۔ من قبل سے مراد یہ کہ موسیٰ سے پیشتر بعض کہتے ہیں لڑکپن کا زمانہ جبکہ حضرت ابراہیم غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے جب ہی سے آثار رشد انمیں نمایاں تھے کیوں نہو ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات ۔ تماثیل جمع تمثال آدمی یا دیگر حیوان یا کسی اور چیز کی صورت جسم دار خواہ پیتل کی ہو خواہ لوہے پتھر لکڑی کی ہو جسکو ہندی میں مورت کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا اہواز کے باشندے تھے ۔ اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو ستاروں اور

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ○ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ

(حاکم) کہنے لگے کہ اگر تمیں کچھ کرنا ہو تو ابراہیم کو جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو (جب ابراہیم کو آگ میں ڈالدیا تو) ہمنے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہوجا اور انہوں نے تو ابراہیم سے مکر کرنا چاہا تھا پر ہمنے جو انہیں

الْأَخْسَرِينَ ○ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ○ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا

ریانکار کردیا۔ اور ہم ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف لے آئے کہ جسمیں ہمنے جہان کے لئے برکت رکھی ہے۔ اور ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب انعام میں عطا کیا اور ہر ایک کو ہمنے نیکبخت کیا تھا۔

صَالِحِينَ ○ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ○ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ

اور انکو پیشوا بنایا تھا کہ ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہمنے انکو اچھے کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے اور لوط کو ہمنے

حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ○ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ○ ع ۵

حکمت و علم عطا کیا اور ہم اسکو اس بستی سے جو گندے کام کیا کرتی تھی صحیح و سلامت نکال لے آئے کیونکہ وہ لوگ بری قوم (اور) بدکار تھے اور اسکو ہمنے اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیکبختوں میں سے تھا۔

دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے اور انکے مناسب انکی مورتیں بناکر انکی پرستش کیا کرتے تھے خاص بابل میں انکا ایک بڑا عالیشان مندر تھا جس کی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سنکر حیرت ہوتی ہی حضرت ابراہیم لڑکپن سے ہونہار اور ابتک موحد قوم کے پیش رو ہونیوالے علم الہی میں مقرر ہوچکے تھے انکو اس بت پرستی سے نفرت ہوئی باپ اور دیگر اقارب سے اس امر میں مناظرے شروع ہونے لگے پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے انکی الوہیت باطل کرکے قوم کو الزام دیا پھر کہہ اٹھے کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کرونگا چنانچہ جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی عید کے لئے گئے جو انکے معبودوں کی پرستش میں ایک سالانہ بڑا بھاری جشن ہوا کرتا تھا ابراہیم مرض کا عذر کرکے پیچھے رہ گئے انکی بتخانہ میں جاکر انکے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہنود کے ہاں چھوٹی چھوٹی مورتیں ہوتی ہیں انکے ہاں بھی ویسی ہونگی اور ایک مورت جو سب میں بڑی تھی رہنے دیا جب وہ لوگ واپس آئے یہ حال دیکھا تو بڑی طیش میں آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم کا کام ہے کیونکہ کسی نے کہا کہ آج قوم بھر میں وہی انکی اہانت کیا کرتا ہے پھر اسکے سوا اور کون ایسا کرسکتا ہے پھر حضرت ابراہیم کو مجلس قومی کے سامنے حاضر کیا گیا اور ان سے سوال کیا کہ یہ کام کس ظالم نے کیا ہے فرمایا کہ تمہارے معبود ہیں انمیں ہر قسم کی قدرت ہے خود ان سے دریافت کرلو الزام دینا مقصود تھا کہ یہ کیسے معبود ہیں کہ جنکو کسی نے توڑ ڈالا یہ کچھہ نہ کرسکے اور نیز اب بیان نہیں کرسکتے انمیں باہم لڑائی ہوئی ہوگی بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا اسپر اور بھی وہ نادم اور خجل ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلادو کیونکہ ان وحشی قوموں میں سخت جرم کی ایسی ایسی وحشیانہ سزائیں تھیں آگ میں ڈالا اللہ تعالی نے آگ کو ابراہیم پر سرد اور راحت کردیا سلامت اسمیں سے نکل آئے تب تو اور بھی لوگوں کو حیرت ہوئی اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ایمان لے آئے۔ ہاران حضرت ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا لوط اسکے بیٹے تھے ہاران اپنے باپ تارا کے روبرو جسکو آذر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں مرگیا تھا ابراہیم خداوند کے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی اسکے ساتھ چلا اور یہ ملک شام میں آیا کہ جس میں خدا نے پھلوں پھولوں اور انہار و اثمار و شادابی کی وجہ سے دنیا کے لئے برکت رکھی ہے اس ملک میں خدا تعالی نے حضرت ابراہیم کو بہت برومند کیا اسحق بیٹا پیدا ہوا اور پھر اسحق سے یعقوب نفع میں کیونکہ التجا بیٹے کی تھی خدا نے پوتا بھی دیا اور پھر انکی نسل میں سے انبیاء اور برگزیدہ لوگ پیدا کئے یہ نتیجہ ہے دنیا میں خدا پرستی کا۔

اور لوط کو جھیل مردار کے پاس رہنے کا حکم ہوا وہاں انکی بستیاں سدوم و عمورہ وغیرہ کے بڑے ناپاک لوگ دغلامی تھے انپر خدا کا قہر نازل ہوا لوط کو خدا نے وہاں سے سلامت نکالا

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم کا اپنے آپ کو بیمار کہنا اور بت شکنی کو بڑے بت کی طرف منسوب کرنا یا آفتاب کو ہذا ربی کہنا یا مصر میں جاکر کافر بادشاہ کے خوف سے اپنی بیوی سارا کو بہن کہنا اسرائی کے لحاظ سے جھوٹھ نہیں کہا جاسکتا یہ باتیں از قسم تعریض و توریہ ہیں مجاز اجھوٹھ کہو تو کہو سو یہ بھی ایسے اولو العزم ہی کے لئے موجب استغفار تھا۔ لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرنا اور صالحین میں سے ہونا فرمایا اس سے وہ قصہ جو توریت موجودہ میں ہے کہ لوط نے شراب پیکر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا غلط ثابت ہوگیا ایسا نبی کہ جسکی امت اعلام کرچلے سے انکے روبرو عارت ہو آپ ایسا فعل بد کرسکتا ہے ۱۲ منہ

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ

اور نوح کو بھی یاد کرو جبکہ اسنے پیشتر اسکے پکارا تو ہمنے اسکی سنی پھر اسکو اور اُسکے گھرانے کو بڑی سخت مصیبت سے نجات دی اور ہمنے انکو اس قوم پر ورکیا کہ جنہے ہماری آیتیں جھٹلائی تھیں۔ کیونکہ

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ۝

وہ بہت برے لوگ تھے اسلیے ہمنے ان سب کو غرق کر دیا۔ اور داؤد اور سلیمان کو بھی یاد کرو جبکہ وہ دونوں کھیتی کا جھگڑا فیصل کرنے لگے جبکہ ایک کھیت میں ایک قوم کی بکریاں راتکو چر گئیں۔ اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہر ایک کو ہمنے حکمت و علم دیا تھا اور ہمنے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا کہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور یہ سب کچھ ہم ہی کیا کرتے تھے۔ اور داؤد کو ہمنے تمہارے لیے زرہ کا بنانا بھی سکھا یا

لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ۝

تاکہ تمکو لڑائی میں محفوظ رکھیں۔ پھر تم کیا شکر کرتے ہو۔ اور ہمنے تیز ہوا کو سلیمان کا حکم بردار کر دیا تھا۔ جو اسکے حکم سے اُس ملک کیطرف چلا کرتی تھی کہ جسمیں ہمنے برکت دی ہے اور ہمکو ہر بات معلوم ہے۔

وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ۝

اور سلیمان کے لیے کچھ تو ایسے جن تھے کہ جو دریا میں غوطہ لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا کرتے تھے۔ اور انکی حفاظت ہم کیا کرتے تھے

ترکیب

جس طرح لوطا معمول تھا اتینا محذوف کا کہ جسکی تفسیر اتینا کر رہا ہے اسیطرح نوحا و داؤد و سلیمان ہیں اور ممکن ہے کہ انکو اذکر محذوف کا معمول کہا جاوے اذ نفشت ظرف ہے یحکمان کا مع داؤد والعامل فی مع یسبحن اور یہ حال ہے الجبال سے والطیر معطوف ہے الجبال پر وقیل ہے معنی مع الریح منصوب ہے سخرنا مقدر سے عاصفۃ حال ہے الریح سے تجری دوسرا حال بن منصوب ہے سخرنا سے۔

تفسیر

یہ **تیسرا قصہ** حضرت نوح کا ہے کہ جب انکی قوم نے انکو سخت تکلیف پہنچائی اور انہوں نے ہمکو کرب عظیم میں پکارا تو اُسکو اور اُسکے کنبے کو کشتی میں سوار کر کے اُس بلائے عظیم سے نجات دی باقی تمام قوم پر قہر الٰہی ٹوٹ پڑا سب کے سب پانی میں ڈوب گئے۔ اے محمد صلعم پہلی امتوں نے اپنے انبیاء کو ایسی ایسی تکلیفیں دی ہیں آخر اسکے وبال میں پکڑے گئے۔ تمہارے مخالف اس مُہلت پر نازاں ہوں۔

یہ **چوتھا قصہ** حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے۔ اسکے قصہ میں ایک تو یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت و تاج پیدا ہوئے یہ سب انکی خداپرستی کا پھل ہے کہ جسکے ساتھ انکے معاصرین نے یہ بدسلوکیاں کی تھیں کہ انکو آگ میں ڈالدیا تھا دوسری بات یہ کہ کفار قریش جو ایسی تھوڑی سی آسودگی پر یہ غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہ اُنکی کم حوصلگی ہے ورنہ داؤد اور سلیمان ع جیسوں کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے انکو کیسی ثروت اور حکومت دی تھی ہوا اور پہاڑ اور پرند تک اور جن و شیاطین تک بھی انکے زیر حکم تھے اسپر بھی وہ ایسے خداترس خداپرست بالانصاف تھے کہ جسکی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجودیکہ باپ اور بزرگ تھے ایک فیصلہ میں غلطی ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کر دینے کے متعلق تھا مگر سلیمان ع کے کہنے کو مان گئے اور سلیمان کو دیکھو کہ اُنہوں نے اس غلط فیصلہ میں جو ایسے بڑے معزز باپ سے سرزد ہو گیا تھا انکی پیروی نہ کی پھر اے لوگو تم اپنے جاہل باپ دادا کی لکیر کے ناحق کیوں فقیر بنے بیٹھے ہو کیا انسے غلطی اور سہو بھی ممکن نہ تھی؟ اس پیشتر وہ بکریوں کے چرنے کا فیصلہ ذکر فرماتا ہے پھر جو انکو نعمتیں عطا ہوئی تھیں انکو ذکر کرتا ہے فقال اذ نفشت ابن السکیت کہتے ہیں نفش شب میں بکریوں کا چرواہے بغیر از خود چرنا۔ وہ قصہ جیسا کہ ابن مسعود و شریح و مقاتل رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے یوں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عہد حکومت میں

[margin note] ۵۱ ربع طوفان سے ۱۲ منہ

[margin note] ۵۲ ملک شام و فلسطین ۱۲ منہ

[margin note] عاصفۃ تند یعنی تیز باد و رخیۃ بقال [illegible] الریح اذا اشتدت ۱۲ منہ — الغوص غوطہ زدن در آب ۱۲ منہ

ایک رات کسی چرواہے کی بے خبری میں بکریاں کسی کے انگوری کھیت میں جا پڑیں بکریوں نے انگور کی کونپلیں کھالیں جو تھا سب خراب کر دیا صبح کو یہ معاملہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت نے اسکے نقصان کا اندازہ لگایا تو اسقدر قیمت ہوئی کہ جسقدر بکریوں کی مالیت تھی اسلیئے وہ بکریاں اسکے تاوان میں کھیت والے کو دلادیں فریقین باہر آئے تو ان سے سلیمانؑ نے پوچھا سنکر کہا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہونا چاہیئے تھا یہ خبر داؤد کو پہنچی انھوں نے سلیمانؑ کو بلاکر پوچھا فرمایا کہ بکریاں کھیت والے کو دیجئے اور چرواہے کو کہیئے کہ جتنی مدت تک کہ پھر اسیطرح اس کا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اُون وغیرہ کا نفع لے گا اور تو اتنے دنوں اسکے کھیت کو درست کرے گا پھر جب ویسا ہی ہوجاوے تو تیری بکریاں تجھکو واپس ملیں گی۔ اسپر فریقین راضی ہوگئے داؤد علیہ السلام نے بھی اسکو بہت پسند کیا۔

(۱) داؤد پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور پرندوں کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقاتل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام جنگل میں جاکر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو انکے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی تسبیح و تہلیل کرنے لگتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا انکی آواز تسبیح سے گونج اُٹھتا اور پرند کا جھنڈ باندھکر انکے گرداگرد آکے حمد و ثنا آہ و بُکا میں شریک ہونا انکا تسبیح کرنا ہے اور ایسا واقعہ ہوتا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی سکھائی۔ ان سے پیشتر کوئی زرہ بنانا نہ جانتا تھا۔ یہ بھی حروب و جدال میں بڑی کارآمد چیز ہے خدا نے یہ نعمت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے عطا فرمائی۔ آجکل قسم قسم کی توپیں اور بندوقیں اور آلات آتش فشاں انسان کے مارنے کے اسباب ہیں مگر محفوظ رکھنے کا کوئی نہیں اسلیئے فرماتا ہے لتحصنکم اسپر شکر کرنا چاہیئے۔ کما قال فھل انتم شاکرون۔

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھیں (۱) ولسلیمان الریح عاصفة کہ سلیمان کے لیئے ہوا مسخر ہوئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کی طرف چلا کرتی تھی۔ سورۂ صٓ میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب والشياطين كل بناء وغواص وآخرين مقرنين فی الاصفاد سورۂ سبا میں یوں آیا ہے ولسلیمن الریح غدوها شهر ورواحها شهر کہ سلیمانؑ کے لیئے ہوا تابع کردی تھی جسکی صبح و شام کی رفتار ایک مہینہ کا رستہ تھا۔ سورۂ صٓ میں ہوا کو نرم اور سورۂ انبیاء میں تند و تیز فرمایا اسوجہ سے کہ ہوا تو تند تھی مگر سلیمان کی مرضی کے موافق نرم نرم بھی چلتی تھی کہ جس میں تکلیف نہو یعنی ہموار چلتی تھی۔ ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر مع اپنے مصاحبوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت ایسا اور ایسا تھا جو ہوا پر اُڑا کرتا تھا مہینے بھر کا رستہ آدھے دن میں طے کرتا تھا اور سلیمانؑ اصطخر یا اور کسی مشرقی صوبہ سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دوپہر تک شام اور خاص یروشلم میں جا پہنچتے تھے۔ البتہ مفسرین اسلام اور مورخین یہود کے ہاں یہ روایات مشہور اور مسلم ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول تو حضرت سلیمان نبی تھے انکے معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب غرائب صنائع اختراع ہوئے ہیں کہ جو ان صنائع کے صفحۂ عالم سے محو ہوجانے کے بعد وہ افسانہ دوراز عقل معلوم ہوتا ہے۔ آجکل غبارہ کی رفتار کو دیکھیئے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس عہد میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو۔

جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ و کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں صرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہازی بیڑے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حیرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑیاں پہنچانے کے لئے بنوایا تھا جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۵ باب میں مذکور ہے اور تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیها اسپر صاف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا یروشلم کیطرف آیا کرتا تھا۔

(۲) شیاطین یعنے جن حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے جو بہت سے سرکشی کی وجہ سے بیڑیوں میں قید رہتے تھے اور ان میں سے بہت کو مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا کہ بعض

ف داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ وحی و الہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد پر اور اجتہاد شرع میں درست اور سند ہے لیکن مجتہد سے بحیثیت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ممکن ہے یا یوں کہو داؤد سے بھی غلطی نہیں ہوئی مگر سلیمان کو اس سے بہتر بات معلوم ہوگئی۔ ہماری شرع میں اگر یہ حادثہ واقع ہو تو اسکی نسبت حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہی حکم سلیمانی جاری ہوگا کیونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور بعض علماء کہتے ہیں اجماع سے منسوخ الحکم ہے پھر آئمہ میں امام شافعی فرماتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہو تو بکریوں کے مالک کو کچھ دینا نہیں پڑتا کیونکہ دن میں کھیت کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر رات میں ہو تو تاوان دینا ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ خواہ دن کا واقعہ ہو یا رات کا جبتک چرانے والے کی بکریوں کے چھوڑنے میں کوئی تعدی یا خطا نہ ہو گی تاوان نہ لازم ہوگا کیونکہ صحیح حدیث میں آگیا ہے العجماء جرحها جبار۔ ک ۱۲ منہ

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم

اور (یاد کرو) ایوب کو جبکہ اُسنے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے سخت روگ لگ گیا حالانکہ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ سو ہمنے اُسکی سُنی پس جو کچھ اسکا روگ تھا اسکو دور کردیا اور اُس کا کنبہ بھی اُسے دیا اور اتنا ہی اُنکے ساتھ

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور بھی دیا اپنی رحمت سے اور اسلئے بھی کہ عابدوں کے لئے یادگار رہے اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل[1] کو بھی (یاد کرو) ہر ایک اُنمیں سے صابر تھا۔ اور ہمنے اُنکو اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھے

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

اور ذی النون[2] کو بھی یاد کرو جبکہ وہ خفا ہوکر چلدیا پھر اُس نے سمجھ لیا تھا کہ ہم اُسپر قابو نہ پاوینگے سو اُسنے اندھیروں میں سے پکارا کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے البتہ میں جو تھا تو ستمگاروں میں سے تھا

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

پھر ہمنے اسکی سُن لی اور اسکو غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمانداروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا کو بھی (یاد کرو) جبکہ اُس اپنے رب کو پکارا کہ اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہمنے اُسکی سُن لی

لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا

اور اسکو یحییٰ عطا کیا اور اسکے لئے اُسکی بیوی کو بھلا چنگا کردیا۔ یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑا کرتے تھے اور ہمکو توقع اور ڈر سے پکارا کرتے تھے۔ اور ہمسے

خَاشِعِينَ ۝ وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ

ڈرتے رہتے تھے۔ اور اس عورت[3] کو بھی یاد کرو کہ جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر اس عورت میں ہمنے اپنی روح پھونکدی اور اسکو اور اسکے بیٹے[4] کو جہان کے لئے نشانی بنایا۔ (مسلمانوں) یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں ایک ہی گروہ۔ اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُونِ ۝ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ۝

پس میری ہی عبادت کیا کرو۔ ولیکن (انکے بعد) لوگوں نے اُنمیں تفرقہ ڈالدیا سبکو ہمارے ہی پاس آنا ہے

ع ۶ ۔ ۱۵

سمندر میں غوطہ لگاکر موتی نکالا کرتے تھے اور عمارتیں اور دیگر بھاری بھاری کاموں پر بھی مامور تھے جیسا کہ سورۂ سبا میں ہے ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ۔ اور یہ قوم جن محض خدا تعالےٰ کی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے بس میں تھی جیسا کہ فرماتا ہے وکنا لھم حافظین جب کہ قوم جن کا وجود انسان سے جداگانہ مقدمۂ تفسیر میں ثابت ہو چکا اور یہ بھی کہ اپنے مادہ کی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہیں تو پھر خدا کی قدرت و عنایت سے انکا کسی بابرکت انسان کے بس میں ہوجانا اور کام کرنا کیا محال ہے ہ صدہا عجائب کا عالم جس کے لوگوں نے دیکھے ہیں۔ مگر وہی نئی روشنی کے لوگ اسکی بھی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی عملداری نہرِ فرات سے لیکر فلسطیون کی زمین تک اور مصر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار تفسح سے لیکر عزہ تک سب بادشاہوں یعنی باغتیار رئیسوں پر اسکی حکومت تھی جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۴ باب میں ہے اور عمالیق قوم کو بھی سرکشی اور تنومندی اور قوت کی وجہ سے کبھی جن کبھی ساتھ کبھی شیاطین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا تھا جیسا کہ آجکل بھی بڑے اور سرکش آدمی کو شیطان اور بڑے قوی کو جن کہا کرتے ہیں پس اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔ **ف** یہ باتیں صاف صاف بائبل میں نہیں مگر کچھ حرج نہیں کیونکہ کتب موجودہ میں بہت سی باتیں نہیں دیکھو اول کتاب التواریخ کی اخیر میں لکھا ہے کہ داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھو وہ سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں یعنی اسکی ساری حکومت اور زور کا تذکرہ اور جو زمانے اُسپر اور اسرائیل پر اور زمین کی ساری مملکتوں پر گزر گئے انکا سب حال لکھا ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ سب کتابیں کہاں ہیں؟ پس جس علام الغیوب کے علم میں وہ سب احوال ہیں اس نے انہیں سے بعض اپنے رسول صلعم پر بھی الہام کئے

یہ ایوب علیہ السلام کا **پانچواں قصہ** ہے جسمیں یہ بات پاکبازوں اور خدا کے راستبازوں کو بتلائی جاتی ہے کہ دنیا دار المصائب ہے یہاں بڑے بڑے برگزیدے آزمائے گئے ہیں اُنپر طرح طرح کی مصیبتیں پڑی ہیں ایوبؑ کو دیکھو مال و اسباب پر مصیبت آئی فقیر ہو گئے پھر تمام اولاد بیٹے اور بیٹیاں دفعتاً مر گئے پھر خود بھی مرضِ جذام میں مبتلا ہوئے لوگ گھن کھانے لگے گانوں سے نکالدیئے گئے باہر ایک جھونپڑی میں رہتے تھے بیوی کہیں سے محنت و مزدوری کرکے لاتیں اور اُن کو کھلاتی تھیں اسپر بھی اُنھوں نے صبر کیا

[1] یعنی صالح قوم کے متکفل اور ذمہ دار اس سے مراد حضرت الیسع ہے جنکا ذکر انکے پہلے ان کا اساری ہی مراد ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی ذی النون مچھلی والا جو مچھلی کے پیٹ میں جا پڑے تھے حضرت یونس جنکو انجیل میں یوناہ کہتے ہیں ۱۲ منہ

[3] یعنی مریم ۱۲ منہ

[4] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۱۲ منہ

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

پھر جو کوئی اچھے کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکی کوشش رائگاں نہ جائیگی اور ہم اسکے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہمنے ہلاک کیا اُسپر حرام تھا کہ وہ رجوع کرتے (خدا کیطرف)

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا

یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کھولدیا جاویگا اور وہ ہر بلندی سے دوڑے چلے آوینگے۔ اور وعدۂ حق نزدیک آ لگے گا تو یک بیک کافروں کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور (وہ کہیں گے) ہائے رے خرابی

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ

بیشک ہم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔ (حکم ہوگا) البتہ جو تم اور جسکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہو۔ تمکو اُس میں پہنچنا ہے اگر یہ در اصل معبود ہوتے تو نہیں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا

کا ہے کو گرتے۔ اور یہ سب اسمیں سدا پڑے رہینگے۔ جہنم میں انکی چیخ دہاڑ ہوگی اور یہ اسمیں کچھ نہ سنیں گے (ایسے روئے گل ہیں)۔ البتہ جنکے لئے ہماری طرف سے آگے سے بہتری ٹھہر چکی ہی وہی اس سے

مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

دور رہیں گے اسکی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ اپنی من مانی عیشوں میں ہمیشہ رہیں گے اُنکو بڑی بھاری گھبراہٹ سے بھی پریشانی نہ ہوگی اور اُنسے فرشتے آملینگے (اور کہینگے) یہی تو تمہارا

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

وہ دن ہے کہ جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا۔ جسدن کہ ہم آسمانوں کو کاغذوں کے مٹھے کی طرح سے لپیٹ لیں گے جس طرح ہمنے اول بار پیدا کیا تھا اسطرح سے بار دگر پیدا کرینگے ہمپر وعدہ ہوچکا ہے البتہ ہمکو یہ کرنا ہے

اس آزمائش کی بات کتاب ایوب میں بھی اور ہمارے ہاں کی روایات میں بھی یوں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ ایوبؑ کی جو تو تعریف کرتا ہی اس کا سبب یہی ہے کہ اسکو تو نے بہت سی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر اسپر مصیبت آوے اور پھر بیری شکایت نہ کرے تب جانوں کہ صابر و شاکر ہے خدا تعالیٰ نے شیطان کو اختیار دیا ایوبؑ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اور مال کا یہ حال کہ سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچسو جوڑیاں بیلوں کی اور پانچسو گدھیاں تھیں۔ پس ایکروز ایسا ہوا کہ سب بہن بھائی ایک مکان میں دعوت کھا رہے تھے اور مواشی چراگاہ میں چر رہے تھے اور بیل جوتے جا رہے تھے ناگاہ سبا کے لوگ آگرے اور گدھوں کو چھین لے گئے اور آدمیوں کو قتل کر گئے اور اسی دن آسمان سے آگ کا شعلہ آیا اسنے بھیڑوں اور نوکر چاکروں کو ہلاک کیا اور کسدی اُونٹ لے گئے اور نوکروں کو مار گئے اور ایک ورکی آندھی آئی مکان گر گیا سب بیٹے بیٹیاں دبکر مر گئے قاصد ایک کے بعد دیگر آکر ایک ہی وقت میں ایوبؑ کو اس حادثہ کی خبر دیتے کسنے اولاد کی ہلاکت کی کسینے اونٹوں کی کسینے بکریوں کی۔ ایوبؑ نے شکر سجدہ کیا اور کہا میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤں گا اُسنے دیا تھا اُسینے لیلیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب بھی جو ایوب شکر و صبر کرتا ہے تندرستی کی نعمت اسکو حاصل ہے اگر یہ نہو تب شکر و صبر کرے تو معلوم ہو اسپر بھی خدا تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی تب شیطان نے حضرت ایوبؑ پر اثر کیا جسکی وجہ سے تمام بدن پر پھوڑے نکلے اور کھجلانے لگے اور تمام بدن خراب ہوگیا پھوٹ نکلا ان مصیبتوں پر حضرت ایوبؑ نے صبر کیا لوگوں کے طعن و تشنیع کی بھی تکلیفیں اُٹھائیں دوستوں کی بے مہری دیکھی تب ایکروز حضرت ایوب خدا تعالیٰ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ اے میرے معبود اپنے بندے پر رحم کر میری کم حالی کو دیکھ مجھسے لوگ نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر خدا تعالیٰ نے ایوبؑ پر رحمت کی اسکو آگے کی نسبت دونی دولت عنایت کی واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم مقاتل وقتادہ و ابن عباس و ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایوب کے مرے ہوؤں کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور تین بیٹیاں بعد میں پیدا ہوئیں جیسا کہ ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہے عکرمہ کہتے ہیں اسکے یہ معنی کہ جیسے ایوبؑ کو اس کا کنبہ دیا یعنی سات بیٹے اور تین بیٹیاں تندرستی ہونیکے بعد پیدا ہوئیں اور اسکے بعد ایوب ایکسو چالیس برس تک زندہ رہے اور اپنی چار پشت کو دیکھا جیسا کہ کتاب ایوب کے ۴۲ باب درس ۱۵-۱۶ میں تصریح ہی، یہ مثلہم معہم ہوا۔ حضرت ایوبؑ کو توریت میں

بھر اسمیں بھی بڑا احتلاف ہے کہ حضرت ایوب کس زمانہ میں تھے وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایوب رومی تھے الوص کے بیٹے عیص بن اسحق کی نسل سے۔ اور انکی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تہیں جنکا نام رحمۃ تھا۔ چونکہ عرب میں بنی اسمعیل جا بسے تھے اور ایوب علیہ السلام کی قرابت ان سے بہت قریبہ تھی ان کے ہم زبان بھی تھے اسلئے انکا عرب میں مبعوث ہونا من وجہ کچھ برخلاف نہیں کہا جا سکتا۔ اب یہ متعین نہیں کہ عرب میں کس بستی میں رہتے تھے؟ انکی ایام مصیبت کی تعداد کسی نے سات برس کسی نے کم زیادہ بیان کئے ہیں والعلم عند اللہ تعالی۔ اسکے بعد خدا تعالی اسمعیل و ادریس و ذی الکفل علیہم السلام کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک انمیں سے صابر تھا انپر بھی بڑی بڑی تکلیفیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اسمعیل و ادریس کا حال اور انکے مصائب تو ناظرین کو ہماری کتاب کے متعدد مقامات سے معلوم ہو گئے ہونگے ہاں ذی الکفل کا بتلانا ضروری ہے۔ زجاج کہتے ہیں لغت میں کفل حصہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے چوتڑ پر پڑا رہتا ہے اب اسمیں احتلاف ہے کہ یہ بزرگ کون ہیں اور انکو ذی الکفل کیوں کہتے ہیں بعض کہتے ہیں ذی الکفل سے مراد زکریا ہیں بعض کہتے ہیں یوشع بعض کہتے ہیں الیاس قوی تر یہ ہے کہ یہ الیسع کے شاگرد اور انکے قائم مقام ہیں اور ذی الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے انتظام بنی اسرائیل کا تکفل کر لیا تھا یعنی اپنے ذمہ لے لیا تھا یا غربا و مساکین کا تکفل کیا کرتے تھے اسلئے اس لقب سے مشہور ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد یاہو ہے جو حضرت الیسع کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کی بت پرستی دور کی اسکا اس نے تکفل کیا تھا یہ نیک بندہ بادشاہ تھا نبی نتھا واللہ اعلم۔ ۵۱

و ذا النون یہ **نواں** قصہ یونس علیہ السلام کا ہے نون مچھلی کو کہتے ہیں کیونکہ مچھلی نے انکو لقمہ کر لیا تھا اسلئے انکا لقب ذا النون ہوا۔ ذہب مغاضبا خفا ہو کر گئے خدا سے خفا نہ ہو کے تھے بلکہ قوم سے فظن ان لن نقدر علیہ القدر یہاں بمعنی القضاء ہے یعنی یونس کو یہ گمان تھا کہ ہم اسپر سختی نہ کرینگے یہ سمجھکر قوم سے چلے گئے تھے ان کا مختصر حال یہ ہے کہ یہ شہر نینوا کی طرف بھیجے گئے تھے وہاں کے لوگ بت پرست اور بدکار تھے جب انکی ہدایت کو قبول نہ کیا تو عذاب الہی انپر نازل ہونیکی انکو خبر دی گئی انہوں نے بغیر حکم الہی اسکا وقت بھی مقرر کر دیا وہاں کے لوگوں کو عذاب کے آثار معلوم ہونے لگے سر بصحرا خدا کی جناب میں توبہ و گریہ کرنیکو نکل کھڑے ہوئی ان سے وہ عذاب ٹلگیا حضرت کو وعدہ پر عذاب نہ آنیکے سبب شرمندگی ہوئی اور وہاں سے چل نکلے راستہ میں دریا تھا کشتی سے باہر دریا میں گر گئے مچھلی نے لقمہ کر لیا اُن اندھیروں میں خدا سے دعا کی فی ظلمات ایک مچھلی کا اندھیرا دوسرا دریا کا تیسرا رات کا من الظلمین جو کہا ترک اولی کے لئے نہ کہ درحقیقت ان سے ظلم سرزد ہوا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔

و زکریا یہ **دسواں قصہ** حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے بیٹے کے لئے دعا کی خدا نے یحیی علیہ السلام بیٹا دیا والتی احصنت فرجہا یہ **گیارہواں قصہ** حضرت مریم کا ہے وجعلنہا وابنہا آیۃ للعلمین میں تصریح ہے کہ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے جس لئے انکو قدرت حق کی نشانی جہان کے لئے فرمایا گیا ورنہ معمولی ولادت نشانی یا معجزہ نہیں ہو سکتی تم سے وہ بیگانہ نہیں اور وہ ایک ہی گروہ کے لوگ ہو سب کا اصول ایک ہی ان سے تمہیں کو فخر کرنا چاہئے نہ کہ انکو جو باوجود ترک اتباع کے انکی طرف منسوب ہیں جیسا کہ یہود و نصاری ان بزرگوں کے حالات بیان فرما کر مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ صاحب کشاف کہتے ہیں امۃ بمعنی ملت اور یہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام وہ ملت ہے جسپر تمکو قائم رہنا چاہئے ایک ملت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اسمیں کچھ اختلاف نہیں مراد یہ کہ تمکو اختلافات پیدا کرنے نہ چاہئیں اور میں تمہارا معبود ہوں میری عبادت کرو ایک حدیث جسکو محدثین نے صحیح مان لیا ہے یوں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام پیشین گوئی کی طور سے فرماتے ہیں کہ میری امت میں بہتر فریق ہو جاوینگے جنمیں ایک فریق کے سوا سب ہلاک ہوں گے یعنی آخرت میں اپنے عقائد فاسدہ کی سزا پاوینگے لوگوں نے پوچھا کہ وہ ایک فریق کونسا ہے فرمایا وہ کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب چنانچہ چند روز کے بعد ایسا ہی ہوا اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ بہتر فریق ایک ہی زمانہ میں موجود ہو جاویں بلکہ جب کبھی ہوں بعض کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما کر یہ کہنا یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ سب لوگ اصول دین میں تمہارے ہی لوگ ہیں ایک طریقہ کے یعنے انکا اور تمہارا طریق جدا نہیں ہاں پچھلوں نے تفریق کر دی اور اختلاف ڈال دیا ہے جس کے بعد بطور معیار کے فرماتا ہے فمن یعمل من الصلحت کہ جو کوئی ایمان لاویگا اور پھر نیک کام کریگا خواہ کوئی ہو اسکی کوشش کا قطعاً بدلہ ہم دینگے۔ پھر فرماتا ہے وحرام علی قریۃ حرام خبر ہے اسکا مبتدا انہم لا یرجعون ہے یا کچھ اور اول صورت میں بعض علماء نے لا کو زائد نہیں مانا ہے تب یہ معنی ہونگے کہ انکا عدم رجوع حرام یعنی ممتنع ہے تب رجوع کرنا انپر واجب یعنی ضروری ہے دار آخرت کی

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور ہم پند و نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔ اللہ اس خدا پرست قوم کیلئے ایک بشارت کا پیغام ہے اور اے نبی تمکو

إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَ

جہاں بھر کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے اُسے کہدو کہ میری طرف تو یہی حکم بھیجا جاتا ہے کہ تمہارا معبود تو صرف خدا واحد ہے تم فرمانبردار رہو پھر اگر نہ مانیں تو کہدو کہ میں تمکو برابر اطلاع کر چکا

إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ

ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور۔ کیونکہ اللہ ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپا کر کام کرتے ہو اسکو بھی جانتا ہے اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ شاید اس

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

نصف ع ۱۹

مہلت میں تمہاری لئے آزمائش اور ایک وقت تک دنیا کے فائدہ پہنچانا منظور ہے آخر پیغمبر نے کہدیا کہ اے رب ذرا تو میرے اور ان کافروں میں حق حق فیصلہ کر دے جو کچھ تم باتیں بناتے ہو اسمیں مدد مانگی جاتی ہے رحمن ہی سے ہمارا جو حامی ہے اسکا

طرف۔ اکثر مفسرین لا کو زائد کہتے ہیں تب یہ معنی کہ ان پر رجوع کرنا دنیا میں یا روگرداں ہونا حرام کر دیا ہے یا یہ کہ انکی تقدیر یہ ہے ترک و معاصی سے باز آنا حرام تھا اس لئے وہ عبارت ہے جمہور کا قول بہت ٹھیک ہے کہ انکو مار دو دنیا میں آنا تدارک مافات کے لئے حرام ہے پھر اسکی غایۃ فرماتا ہے کہ کبتک؟ حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج یا جوج و ماجوج تو دونوں میں بند (دیوار) کے انکے کھلنے تک اور اُس وقت تک کہ وعدہ قیامت قریب آ لگے اور لوگوں کی آنکھیں اُس سخت وقت میں خوف و دہشت سے رحمت کے انتظار میں اوپر کی طرف لگی رہیں اور کافر یہ کہنے لگے کہ ہائے خرابی ہم بدکار تھے یعنی قیامت تک وہ دنیا کی طرف رجوع نہ کرینگے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حتی اذا فتحت یاجوج الخ حرام کی غایت نہیں بلکہ مستقل کلام ہے اور حتی کسی محذوف مناسب کی غایت ہے قیام الدین وغیرہا اور یہاں سے مسئلہ معاد شروع ہوتا ہے یعنی یہ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لوگوں کی رہنمائی کو آئے تھے کہ دار آخرت میں عذاب سے بچیں نعیم باقیہ حاصل کریں اور یہ دنیا ایک وقت معین تک باقی ہے پھر فنا ہو جاویگی فنا کی ابتدا اور علامت خروج یاجوج ماجوج ہے اسکے بعد وعدہ حق بہت قریب آ لگے گا قیامت برپا ہو جائیگی اور اُس روز گنہگاروں کی آنکھیں وحشت یا انتظار رحمت میں اوپر لگی ہوئی ہونگی اور اپنا گناہوں کا آپ اقرار کرینگے حقیقت حال کھل جائیگی بت اور بت پرست جہنم میں پھینک دیے جائینگے وہاں رو رو پیٹیں چیخیں چلائینگے مگر نیک بندوں کو ہر مصیبت سے محفوظ رکھکر نعماء ابدیہ سے سرفراز کیا جاویگا۔ یاجوج ماجوج کا مفتوح ہونا یعنی دیوار سے کھولا جانا قرب قیامت میں ہوگا وہ دیوار ٹوٹ جاویگی یہ قوم ہر طرف پھیل پڑیگی ہر بلندی سے اُترتے آنا محاورہ ہے دوڑے ہوئے آئینگے۔ یہ جملہ یاجوج ماجوج کے ذکر میں تبعاً آگیا۔ اس قوم کا قرب قیامت میں ظاہر ہونا اس آیت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتاب حزقیل کی ۳۹ فصل میں مصرحاً مذکور ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور سعید بن جبیر مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید کہتے ہیں زبور سے مراد وہ کتابیں ہیں جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ کہ جہاں سے نقل ہو کر یہ کتابیں آئیں یعنی دونوں جگہ ہمنے لکھدیا کہ زمین کے نیک بندے وارث ہوں گے زمین سے مراد جنت کی زمین کہ وہاں بجز انکے اور کوئی آدم علیہ السلام کے ورثہ میں مالک ہوگا سو یہ بات کل آسمانی کتابوں میں ہے۔ اس تقدیر پر یہ آیت بیان سابق کا تتمہ یا تاکید ہوگی۔ قتادہ و شعبی کہتے ہیں زبور سے مراد قرآن اور ذکر سے مراد توراۃ ہے سو ان دونوں میں بھی یہ بات مذکور ہے زبور سے مراد داؤد کی کتاب بھی ہو سکتی ہے ارض میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) جنت کی زمین جیسا کہ بیان ہوا (۲) دنیا کی زمین یعنی ملک کا مالک ہم نیک بندوں کو کرینگے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے وعد اللہ الذین آمنوا الی قولہ لیستخلفنہم فی الارض الآیہ اسمیں اسلام کے غلبہ و ظہور کی طرف ایما ہے اور مخالفوں کیلئے تہدید کہ تمہارے سامنے یہ نہ مٹے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس اور ملک شام مراد ہے سو اس نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا کہ مسلمانوں کے قبضہ میں کر دیا اور ابتک ہے اور کسریٰ و قیصر کی سلطنت بھی انکے قبضہ میں آئی۔ قریش مکہ جو اپنی سرداری اور جماعت پر نازاں تھے انکو یہ سنایا گیا ۲۷، ۳۷ زبور کے ۹ اور گیارہویں درس میں بھی یہی مضمون ہے اور بہت سے مقامات عہد جدید و عہد قدیم سے بھی ثابت ہے پھر فرماتا ہے کہ اسمیں عبادت کرنیوالوں خدا ترسوں کیلئے مژدہ رسانی ہے کہ خدا پرستوں پر دنیا میں بھی فضل ہوتا ہے۔ آخر کار ملکوں کے مالک بنائے جاتے ہیں اور مصائب سے بھی محفوظ رہتے ہیں آخرت میں تو پھر سب ہی کچھ ہے اور اے محمد تمکو اس تمام عالم کا ہادی بنا کر اسلئے رحمت و شفقت کی نظر سے بھیجا ہے کہ میرے بندوں کو جو تاریکی میں پڑے ہیں مطلع کر دو اور

سورۃ حج مدینۃ ھی اسمیں اٹھتر آیات اور دس رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے جس دن اسکو دیکھو گے تو دودھ پلانیوالی بچہ کو بھول جاویگی اور ہر ایک حمل والی

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ كُلَّ

نصف

اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے اے مخاطب لوگ مدہوش نظر آئینگے اور درحقیقت وہ مدہوش نہ ہونگے لیکن اللہ کی آفت سخت ہے جسکے خوف سے مدہوش ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے معاملے میں بلا دانی سمجھے جھگڑتے ہیں اور ہر

شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ○ كُتِبَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَیَهْدِیْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ○ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

شیطان سرکش کے پیچھے پر چلتے ہیں۔ وہ شیطان، جسکے نصیب میں لکھا گیا کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو گمراہ کرکے رہیگا۔ اور اسکو عذاب جہنم کی طرف لیجائیگا اے لوگو اگر تمکو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے میں شک ہے تو

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ

(اسکو خیال کرو کہ) ہمنے تمکو خاک سے پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے بنایا کسیکو پورے نقشہ سے کسیکو ناتمام تاکہ اپنی قدرت تمکو معلوم کرائیں اور ہم رحم میں جسکو چاہتے

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ

ہیں ایک وقت مقرر تک ٹھہرا رکھتے ہیں۔ پھر تمکو لڑکا سا کر نکالتے ہیں پھر (یہانتک تربیت کرتے ہیں) کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور کچھ تم میں سے جوانی سے پہلے مرجاتے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر (بڑھاپے) تک پہنچائے جاتے ہیں کہ دانش کے بعد

عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

کچھ بھی وقوف نہیں رہتا ہے۔ اور تمکو اے مخاطب زمین خشک پڑی دکھائی دیا کرتی ہے پھر جب ہم اسپر پانی برساتے ہیں تو تر و تازہ ہو جاتی اور ہر ایک خوشنما جڑی بوٹی اگاتی ہے۔ یہ سب کچھ اسکی دلیل ہے کہ اللہ ہی

الْحَقُّ وَاَنَّهٗ یُحْیِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ○

برحق ہے اور مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنیوالی ہے جسمیں کچھ بھی شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ زندہ کریگا جو قبروں میں ہیں

منجملہ اور پیغاموں کے سب سے موکد حکم توحید کا ہے سو وہ پہنچا دو کہ انما یوحی الی پھر اگر وہ اسکو نہ مانیں تو کہدو کہ تمپر بلا مقرر آنیوالی ہے لیکن اس کا وقت خدا ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ چھپی اور کھلی ہر ایک بات کو جانتا ہے اور جو یہ مہلت ہے سو چند روزہ ہے تمتع دنیا کے لئے۔

ترکیب

زلزلۃ مصدر ہے جائز ہے کہ فعل لازم سے ہو اے تزلزل الساعۃ اور ممکن ہے کہ متعدی سے ہو اے زلزال الساعۃ الناس دونوں صورت میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوگا یوم ترونہا منصوب ہے تذہل سے جو حال ہے ضمیر مفعول سے والعائد محذوف سکاری حال ہے اور یہ بالضم اور بالفتح دونوں طرح سے آیا ہے اور سکری ہی مثل مرضی اور واحد سکران یا سکر ہے مثل زمن و ضمنی۔ من یجادل میں من نکرہ موصوفہ ہے۔

تفسیر

اس سورہ میں علماء کا اختلاف ہے ابن عباس و ابن زبیر و مجاہد کہتے ہیں مدنیہ میں نازل ہوئی ہے بجز چند آیات کے کہ وہ مکہ میں نازل ہوئیں وما ارسلنا من قبلک من رسول سے لیکر عذاب یوم مقیم تک جمہور کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں نازل ہوئی ہے قرطبی کہتے ہیں کہ صحیح یہی بات ہے اس سورہ میں علوم خمسہ قرآنی مذکور ہیں آفرینش بھی معاد بھی احکام بھی پہلی واقعات امتوں کے عذاب ثواب دیاوی بھی رسالت کا مسئلہ بھی اس میں ابن المبارک شافعی و احمد و اسحق کے نزدیک دو جگہ سجدے ہیں ابن عباس ابراہیم نخعی و سفیان ثوری امام ابو حنیفہ کہتے ہیں ایک سجدہ ہے

سورہ انبیاء کے خاتمہ میں مسئلہ معاد کا ذکر تھا اس سورہ میں اس سے ابتدا کی جاتی ہے تاکہ انسان کو پرہیزگاری اور خداترسی اور عبادت کی طرف کامل رغبت ہو اور دل میں خوف رہے اور انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر سورہ انبیا میں ہوا تھا انکی پیروی کرنیکی خواہش پیدا ہو کیونکہ دار آخرت کا مسئلہ اور اس عالم کے مفید و مضر کام بغیر حضرات انبیاء کے معلوم ہو نہیں سکتے اسلئے خدا تعالیٰ اس ہولناک واقعہ کی خبر کس ہیبتناک عنوان سے بیان فرماتا ہے اور سب سے بیشتر رب سے ڈرنے اور تقویٰ کرنیکا حکم دیتا ہے فقال یاایہا الناس اتقوا ربکم اول تو لفظ رب یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مربی سے ڈرنا اور اسکی طاعت کرنا چاہئے مگر اسکے بعد ایک سخت مصیبت آنیوالی ہے اسکا ذکر کرکے اور بھی اس تقوے کے حکم کو موکد کرتا ہے گویا یہ جملہ ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم اسکی علت ہے کیونکہ اس سخت وقت میں انسان کو تقویٰ ہی امان دیگا۔ پھر فرماتا ہے یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اس روز کیا حال ہوگا؟

فرماتا ہے یوم ترونہا کہ اوس روز حاملہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جائینگے اور دودھ پلانیوالیاں باوجود اسکے کہ بچہ سے بڑی محبت ہوتی ہے بچہ کو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جائینگے اور اس دہشت سے لوگ متوالے کی طرح بدحواس ہونگے اور درحقیقت نشہ نہوگا عذاب الٰہی کی بدحواسی ہوگی۔

یہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صور پھنکیگا۔ پہاڑ اڑتے پھرینگے زمین کپ کپا دیگی ایک آپا دھاپی ہوگی کہ الٰہی توبہ۔ اہل ایمان میں سے اس وقت روئے زمین پر ایک بھی باقی رہیگا پہلے ہی اٹھ جائینگے اشرار بدکردار رہ جائینگے جو اس دن کو دیکھینگے۔ پھر تمام دنیا نیست ہوکر دوبارہ ایک اور عالم پیدا ہوگا نیا آسمان نئی زمین قائم ہوگی لوگ جی اٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن الناس من یجادل الخ مکہ کے مشرک اس بیان کو سنکر جھگڑنے لگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور جھگڑا بھی بے دلیل یہ محض شیطانی وسوسہ ہے ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث نے اللہ کے امر یعنی قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کی تھی جسکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا۔

ویتبع کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندۂ درگاہ کی پیروی کرتا ہے اسمیں انکے گمراہ کنندہ لوگ بھی آگئے اور ابلیس بھی جسکے لئے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو راہ راست سے بہکا کر جہنم کی طرف لیجائیگا پھر اس کمبخت کو کیا ہوا جو ہادی برحق سے جھگڑ کر مضل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ قیامت ہونے پر دو دلیل پیش کرتا ہے **اول دلیل** یاایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم الی قولہ تعالیٰ لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کہ اگر تم کو قیامت کے روز مرکر جی اٹھنے میں شک ہو تو تم اس بات کو دیکھو کہ ہمنے تمکو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدم کو مٹی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں سمجھو کہ تم نطفہ سے پیدا ہوتے ہو جیسا کہ اسکے بعد خود ہی فرماتا ہے ثم من نطفۃ اور نطفہ غذاؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر نطفہ کو جو پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنا دیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اسمیں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو ناقص رکھتے ہیں غیر مخلقۃ یا یوں کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رہ کر باہر گر جاتے ہیں لنبین لکم تاکہ تمکو معلوم کرائیں کہ یہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسنے طبیعت کو آلہ بنا دیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کونسا امر مرجح تھا کہ ایک قطرہ یا یکساں خون یا یکساں گوشت کا لوتھڑا اس کی ایک طبیعت پھر اسمیں سے کسیکو بڑی کسیکو چھوٹا بنائے کسی کو سر کسی کو ہاتھ آنکھ ناک اور آن میں یہ یہ دور اندیشییں مدنظر رکھے پھر رحم میں جسکو جتنی مدت چاہتے ہیں ٹھہراتے ہیں پھر بچہ بنا کر اس نطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لڑکپن میں کسیکو جوانی میں کسیکو ایسی عمر طبعی تک پہنچا کر مارتے ہیں کہ وہ علم و دانش جاکر پھر نادان بچوں جیسا ہو جاتا ہے پس جو ان باتوں پر قادر ہے کیا وہ انسان کو مارکر زندہ نہیں کر سکتا؟ بیشک کر سکتا ہے اور ضرور کریگا

دوسری دلیل وتری الارض ہامدۃ سے لیکر آخر تک۔ کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں جڑی بوٹیاں اگاتے ہیں اور ہماری اس قدرت کاملہ کا تماشا اکثر دیکھتے ہو پھر کیا ہم ماء الحیات برسا کر انسان کو نباتات کی طرح بارِ دگر پیدا نہیں کر سکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے معاملہ میں حق سے موںھہ موڑکر بغیر علم وہدایت اور بغیر کتاب روشن کے اپنے رستہ سے گمراہ کرنے کے لئے جھگڑا کرتے ہیں۔ اس کو دنیا میں بھی رسوائی ہے اور

نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى

قیامت کے دن بھی اسکو عذاب دوزخ کا مزہ چکھائینگے اس کو کہا جائیگا یہ تیرے عمل بد کا بدلہ ہے جسکو تیری دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور اللہ بندوں کے حق میں ظلم نہیں کرتا۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کی

حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ڗ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

عبادت کنارے کنارے رہکر کرتے ہیں۔ پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اسپر جما رہا اور اگر کچھ تکلیف پہنچ گئی تو منہ کے بل اولٹا پھر گیا اسنے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ یہی ہے وہ صریح خسارہ

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

اللہ کو چھوڑ کر اسکو پکارتا ہے جو نہ اسکو ضرر دے سکے اور نہ فائدہ۔ یہی تو وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے۔ اسکو پکارتا ہے کہ جسکا ضرر اسکے نفع سے نزدیک تر ہے۔ ایسا آقا بھی برا اور رفیق بھی

قیامت کے دلائل بیان کرکے پھر انہیں بیہودہ لوگوں کے جاہلانہ حجت و مجادلہ کا ذکر فرماتا ہے۔ فقال ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر بعض کہتے ہیں پہلی آیت ومن الناس الخ نضر بن حارث کے حق میں اور یہ ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں دونوں جگہ نضر مراد ہے محض ذم کے مبالغہ کے لئے اسکا اعادہ کیا۔ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا ہے یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے تو یا تو علم بالبدیہیات یا استدلال نظری یا وحی و الہام سے پھر جسکو یہ تینوں باتیں کسی بات کی طرف ہدایت نکریں اور وہ اسپر جھگڑے تو سخت نادان ہے بغیر علم میں بدیہیات اور ولا ھدی میں نظریات اور ولا کتاب منیر میں الہام حق کیطرف اشارہ ہے کہ اسکے پاس ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسکا یہ فعل محض تکبر اور لوگوں کے گمراہ کرنے کے لئے ہے ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ثنی العطف کبر و خیلا سے عبارت ہے۔ اب اسکی سزا بیان فرماتا ہے اسکے کبر و غرور کے بدلہ میں لہ فی الدنیا خزی کہ خدا تعالیٰ اسکو دنیا میں بھی خوار و ذلیل کریگا چنانچہ نضر بن حارث اور ابوجہل کس ذلت کے ساتھ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور کتوں کی طرح سے انکی لاشیں کھینچوا کے ایک گڑھے میں ڈالدی گئیں اور اسی طرح سب سرکشوں کا یہی حال ہوا ہے اور ہوگا۔ اور اس جاہلانہ مجادلہ کی سزا میں ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق قیامت کے روز عذاب جہنم کا بھی مزہ چکھائینگے اور یہ اسی کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرما کر انسان کو دار آخرت کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا کرتے ہیں پھر اس شخص کی سخت حماقت ہے کہ اس رستہ کو دنیا کے فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے دنیا کے نفع و نقصان تو انسان کے ساتھ ہر حال میں رہتے ہیں چنانچہ حضرت کے عہد میں بھی بعض بیوقوف اسلئے اسلام میں آئے تھے اسلئے انکی برائی بیان فرماتا ہے فقال ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایسے لوگ تے اور اسلام لاتے تھے کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہوا اور اسکے مواشی کے بچے ہوئے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی حرف کے معنی طرف یعنی شک و تردد کے ہیں دنیا میں تو اسپر قضا و قدر سے مصیبت آئی ہی تھی ادھر خدا سے بھی پھر گئے دنیا بھی گئی دین بھی ذلک ہو الخسران المبین یہ بڑا ٹوٹا ہے اب خدا کے ڈر سے پھر کر اور معبودوں کی طرف رجوع ہوا ہے یہاں کیا رکھا ہے بجز نقصان کے ہے انکی عبادت و نذر و نیاز میں مال ضائع کرنا وقت کھونا وبال بت پرستی سر پر لینا اور بھی خسارہ اور ضرر ہے ان معبودوں کو قدرت ہی کیا ہے جو کسیکو نفع یا نقصان دیسکیں ایسا ہی بے نصیبی انکی ولایت جو انکا رفیق بنا ہے اور ایسے ہی وہ لغو معبود باطل ہیں جو جنکے نفع کی

ع

ف۱ یعنی بغیر علم کے اللہ اور پیغمبر کی باتوں کی نسبت حق کے ساتھ نا واقفی کی جاہلانہ تکذیب کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ

ف۲ قال المفسرون الحرف الشک و اصلہ من حرف الشی و ھو طرفہ مثل حرف الجبل والحائط فان القائم علیہ غیر مستقل ۱۲

ف۳ یہ کیا عجب ہے کہ اگر اسکو دنیا کا فائدہ حاصل ہوا تو دین پر قائم رہا اور اگر کچھ تکلیف پہنچی تو دین سے پھر گیا

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ○ مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور رسول کے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے　　جسکو (حالت مایوسی میں) یہ گمان ہو کہ اللہ اسکی

اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ○ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ

دنیا اور آخرت میں مدد نہ کریگا اسکو چاہیے چھت میں ایک رسی لٹکائے پھر اس سے پھانسی لے کر مرجائے پھر دیکھے کہ اسکی تدبیر اسکے غصے کو دور ہی کرتی ہو اور ہمنے اسی قرآن کو کھلی کھلی آیتیں بناکر نازل کیا ہو اور اسلیے

اللَّهَ يَهْدِي مَن يُرِيدُ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

کہ اللہ جسکو چاہتا ہو ہدایت کرتا ہے　　وہ جو ایمان لائے ہیں اور وہ جو یہودی ہوگئے ہیں اور وہ جو صابی ہوگئے ہیں اور وہ جو نصاریٰ اور مجوس ہیں اور وہ جو مشرک ہیں بیشک قیامت کے دن اللہ اُن میں باہم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○

فیصلہ کردے گا　　اللہ اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے

منافقوں کی عبادت اور اُنکے معبودوں کا حال بیان فرماکر اسجگہ سچے ایمانداروں کی عبادت کا بیان فرماتا ہی اور اُن کے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہی کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہی اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو مرنیکے بعد ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی کیونکہ اللہ جو چاہتا ہی کرتا ہی قادر مطلق ہے برخلاف اُنکے معبودوں کہ اُنکو نفع و ضرر کا کچھ بھی اقتدار نہیں + من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ میں اُن منافقوں کیطرف روئے سخن ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عبادت تردد اور شک سے کرتے ہیں کہ جہاں کوئی دنیا کا فائدہ معلوم ہوا تو جمے رہے کوئی تکلیف آپڑی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہوگئے کہ بھلا وہ اِن معبودوں کیطرف متوجہ ہوکر تو اپنا کام بنالیں اور دیکھیں اُنکے دل کا غصہ جو خدا پر ہے کسطرح سے نکال لیتے ہیں وہ جیسی چاہیں تدابیر کرلیں جسقدر چاہیں زور لگالیں حتیٰ کہ آسمان کی طرف یا اپنے گھر کی چھت میں (کیونکہ السماء سے سماء البیت بھی مراد ہوسکتا ہے) کوئی رسی لٹکاکر اس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں۔ پھر دیکھیں کہ اس تدبیر سے بھی اُن کے دل کا غصہ نکلتا ہے؟ یعنی ہزار تدبیریں کریں کچھ نہوگا خدا ہی نہ چاہے تو کیا ہوسکتا ہے۔ یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر مَن کیطرف رجوع کی جائے جیسا کہ سیاق چاہتا ہے۔ مگر ابن عباس و کلبی و مقاتل و ضحاک و قتادہ و ابن زید و سدی و فراء و زجاج اسکو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اسکا بول بالا کرکے اور آخرت میں اسکا درجہ بلند کرکے اُسکی مدد نہ کریگا اور اسلیے وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہے جیسا کہ مقاتل کہتے ہیں یہ آیت غطفان اور اسکے چند لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہتے تھے کہ ہمکو خوف ہی کہ خدا محمدؐ کی مدد نہ کرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی گئے گزرے ہوئے یا جو آنحضرتؐ سے حسد رکھتے ہیں اور حسد کے مارے یہ خیال کرتے ہیں تو اُنکو چاہیئے کہ جیسا دل چاہے ویسی تدبیر اور داؤ کرلیں یہانتک کہ کوئی رسی لٹکاکر اُس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں یا رسی کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ جائیں تب بھی کچھ نہوگا خدا اپنے رسول کی دنیا و آخرت میں مدد کریگا اور کریگا۔ کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ یفعل ما یرید یا کوئی ایسا سبب پیدا کریں کہ جس سے آسمان پر چڑھ جاویں اور وہانسے ناکام ہوکر گر کر مرجاویں لیقطع کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں سبب کے معنی رسی کے اور وسائل کے بھی ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض مسلمان حضرت کے فتوحات اور غلبہ میں دیر ہونے کی وجہ سے خفا اور دل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں اُنکی طرف اشارہ ہی کہ وہ جو چاہیں کریں اُنکی تدابیر سے کچھ نہوگا خدا ایک وقت پر مدد و فتح حضرت کی کریگا، تمام قرآن کو آیات بینات بناکر ہمنے یوں ہی نازل کیا ہو رہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی۔ گو دنیا میں اکثر یہ چھ فریق ہیں اول اہل اسلام جنکو الذین آمنوا سے تعبیر کیا دوم یہودی سوم صابی چہارم نصاریٰ پنجم مجوس ششم مشرکین اور انہیں سے ہر ایک اپنے تئیں ہدایت پر کہتا ہی مگر دراصل ہدایت پر وہی فریق ہے کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام۔ رہی اُنکی یہ قیل و قال سو اسکا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کرے گا اُسکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے

ف۔ اس سے پہلے جن لوگوں کا حال [illegible] … اور اہل اسلام [illegible] … اور صابی [illegible]

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ

(اے مخاطب) کیا تونے نہیں دیکھا کہ آسمان والے اور زمین والے اور آفتاب و ماہتاب اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ کے

وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۖ فَالَّذِينَ السجدة

آگے جھکتے ہیں اور بہتیرے وہ بھی ہیں کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسکو کہ اللہ ذلیل کرے پھر اُسکو کوئی عزت نہیں دے سکتا بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ دونوں فریق مخالف اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو

كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ

منکر ہیں اُنکے لیے تو آگ کے کپڑے قطع کیے گئے ہیں اُنکے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا کہ جس سے جو کچھ اُنکے پیٹ میں ہے (انتڑیاں وغیرہ) اور اُنکی کھال جلس جائیگی۔ اور اُن پر لوہے کے

حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ع ۱۲

گرز پڑیں گے جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہینگے تو پھر اُسیں ہی دھکیلے جاوینگے۔ اور کہا جاویگا دوزخ کا عذاب چکھو

(تفسیر)

من فی السموٰت پر معطوف ہے تفصیل کیلئے یصب جملہ مستانفہ اور خبر ثانی بھی ہو سکتا ہے اور بعض کہتے ہیں کثیر مبتدا ہے من الناس صفت خبرہ مطیعون محذوف
پہلے فرمایا تھا اللہ ہر چیز جانتا ہے جس سے اسکا علم و ادراک کامل ثابت ہوا تھا جو یفصل بینھم یوم القیامۃ قیامت کے فیصلے کے لیے ضروری ہے اب یہاں الم تر سے قدرت و جبروت کا ثبوت کرتا ہے کہ اُسکے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے اور جسکو وہ ذلت دیتا ہے کوئی اُسکو عزت نہیں دے سکتا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ جو لوگ اسکے سوا اوروں کو پوجتے ہیں (جیسا کہ مشرکین جن کا ذکر اگلی آیتوں میں آیا تھا) محض بیوقوف ہیں اور کسیکو وہ علم ہے جو اللہ کو ہے نہ اسکی مانند کسیکو قدرت و سلطنت ہے اور قیامت میں فیصلہ کرنیکے لیے یہی دو وصف ضروری ہیں اسلیے فیصلہ کرنیکا ثبوت کر دیا کہ ہم قادر مطلق ہیں ہمارے آگے ہر ایک سرنگوں ہے تمہارے معبود وہاں کیا کر سکینگے؟ اور یہاں بھی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الم تر سے مراد الم تعلم یعنی تو کیا نہیں جانتا مراد کہ اے مخاطب تجھے خوب معلوم ہے دلائل و براہین قدرت میں نظر کرنے سے۔ چونکہ یہ بات بہت ظاہر تھی اسلیے الم تر سے تعبیر کیا۔ یسجد لہ سجدہ کرنے سے مراد مسخر اور سرنگوں ہونا اور ظاہر ہے کہ تمام عالم ممکن ہے اور ممکن کو جس طرح اپنے حدوث سے واجب تعالیٰ کی طرف احتیاج ہے اسیطرح بقا میں بھی پس ہر چیز کا ہر وقت اسکا محتاج رہنا اسکے آگے سجدہ کرنا ہے من فی السموٰت ومن فی الارض اگرچہ جملہ علویات و سفلیات داخل ہیں لیکن ان مشرکین کے معبود کہ جو نزول قرآن کیوقت موجود تھے مفصلہ ذیل تھے اسلیے تعمیم کے بعد انکی تخصیص کیگئی الشمس والقمر والنجوم آفتاب اور چاند اور ستارے اکثر فرقہ صابیہ اور مجوس اور ہنود کے معبود ہیں انکے مرشدوں نے انہیں اشیاء کو ہیکل نورانی سمجھ کر انکی عبادت کو تقرب الٰہی کا ذریعہ بنایا اور بعد میں انہیں کو قاضی الحاجات سمجھنے لگے پھر انکے نام بت انکی مناسبت کے بنائے اور بڑے بڑے شاندار مکان بنا کر انکی پرستش کرنے لگے یونانی بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر انکے آگے گرو الجبال پہاڑوں کے پتھر پوجنے لگے ہنود اور عرب کے معبود پتھروں کے اور پہاڑوں کی دھات تانبے پیتل کے تھے والشجر والدواب یہانتک کہ ہنود درختوں اور چارپایوں کو بھی پوجتے ہیں پیپل کا درخت اور گائے بیل بھی انکے معبود ہیں وکثیر من الناس بہت سے آدمیوں کو بھی پوجتے ہیں رام چندر و کرشن ہنومان مہادیو وشنو برہما یہ سب انسان تھے جنکو ہنود پوجتے ہیں اسیطرح عرب کے مشرکوں نے لات منات اساف نائلہ ذی الخلصہ ہبل وغیرہ انسانوں کی مورتیں بنا رکھی تھیں انکو بھی قاضی الحاجات دافع البلایا جانتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے مصائب کیوقت انکو پکارتے تھے انکی دہائی دیتے تھے فرماتا ہے یہ سب چیزیں تو اللہ کے آگے جھکی رہتی ہیں اُسیکے آگے سر جھکاتی ہیں باحد انسان کہ جنکو پوجتے ہیں بالاختیار اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور کرتے ہیں باقی یہ سب اپنے وجود و اپنے بقا میں ہر دم اُسکی طرف محتاج ہیں اور اُسکے حکم تکوینی کے مسخر ہیں یہی انکا جھکنا اور سجدہ ہے پھر انکے مالک حاکم کو چھوڑ کر اُنکو پوجنا کونسی عقلمندی ہے مگر آدمیوں میں سے ایسے بھی بدبخت اور بدعقل اور ذلیل ہیں کہ حق علیہ العذاب کہ باختیار خود اُسکے آگے نہیں جھکتے اُسکی مخلوق کے آگے جھکتے ہیں۔ ان ذلیلوں پر عذاب الٰہی ثابت ہو چکا ہے اور ذلت نوشتہ ازلی ہو چکی ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم۔ کیونکہ جنکو وہ ذلت دے اُسکو کون عزت دے سکتا ہے اور اس فعل میں خدا کو کون پوچھ سکتا ہے وہ فاعل مختار ہے اپنی حکمت و مصلحت سے

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ

اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے باغوں میں داخل کرے گا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں اُنکو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں اُنکا لباس

فِيهَا حَرِيرٌ ۝ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

ریشمی ہوگا۔ اور یہ وہ ہیں جن کو اچھی بات کیطرف رہنمائی کی گئی اور عمدہ رستے کی اُنہیں ہدایت کی گئی وہ جو کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ

کہ جسکو ہم نے سب لوگوں کیلیے یکساں بنایا وہاں اُس جگہ کا رہنے والا اور باہر والا دونوں برابر ہیں اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہیگا تو ہم اُسکو دکھ دینے والا عذاب چکھاوینگے اور یاد کر جبکہ ہم نے ابراہیم کیلئے کعبہ کی

الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ

جگہ معین کر دی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور قیام کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کیلیے پاک کر اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے کہ تیرے پاس لوگ پیادہ اور تپلے دُبلے

ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز رستوں سے چلے آئیں گے۔

ہو چکا ہے کرتا ہے اب یہ دو فریق ہو گئے ایک ذلیل جو اپنی مثل مخلوق کو پوجتے ہیں دوسرے عزت دار جو اللہ کے سوا کسیکو بھی نہیں پوجتے اب دونوں فریق کا کیا حال ہے ہٰذان خصمان اختصموا فی ربہم وہ یہ کہ آپس میں اپنے رب کے معاملہ میں باہم اختلاف کرتے ہیں ذلیل فریق خدا میں عجز و حدوث کے اوصاف رذیلہ اپنے قیاس سے ثابت کرتا ہے کہ وہ سب کام آپ نہیں کر سکتا۔ اُسنے ان اشخاص و اشیاء کو یہ کام بانٹ دیئے ہیں اسلیے ہم انکو پوجتے اور پکارتے ہیں عزت دار فریق اُسی کو قادر مطلق اور جملہ کاموں کا کرنے والا سمجھتا ہے وہی علام الغیوب ہے ہر ایک کی پکار بھی وہی سنتا ہے اور سُن کر قضاء حاجت بھی کرتا ہے کیونکہ علیم بھی ہے رحیم بھی ہے بخلاف مخلوق کے۔ اسکے بعد آپ ہی دونوں فریق کا انجام کار بتلاتا ہے۔ فریق ذلیل کا انجام ان آیات میں ہے فالذین کفروا کہ اُنکے لیے جہنم کے کپڑے تیار ہیں گرم پانی اور لوہے کے گرز اور وہاں سدا رہنا ہے۔ اگلی آیات میں فریق عزت دار کا انجام بیان فرماتا ہے۔

ان اللہ میں اُس دوسرے فریق کا ذکر ہے کہ اللہ اُنکو بہی بہشتوں میں داخل کریگا کہ جنمیں نہریں بہتی ہونگی اور وہ اُسمیں جڑاؤ زیور اور موتی اور ریشمی لباس پہنینگے۔ پھر اُن اہل ایمان کے وصف میں فرماتا ہے وہدوا الی الطیب من القول کہ یہ باتیں انکو اسوجہ سے نصیب ہونگی کہ دنیا میں اللہ کیطرف سے اُنکو اچھی بات اور عمدہ رستہ کی ہدایت کی گئی تھی اچھی بات کہ جسکو قول طیب سے تعبیر کیا کلمۂ پاک لا الٰہ الا اللہ یا قرآن مجید ہے اور عمدہ رستہ دین اسلام ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جنت میں جا کر اچھی باتیں کہنا ہے اسکی حمد و ثنا۔ گویا اسمیں روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے۔ ان الذین کفروا ویصدون الخ یہاں سے اُس فریق نافرمان کے پھر چند اوصاف بیان فرماتا ہے بالخصوص اُنکے جو حضرت صلعم کے معاصر تھے کہ کفر کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے رستہ سے بھی روکتے ہیں یعنی اسلام اور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰة والسلام کی پیروی سے مشرکین مکہ ان لوگوں پر جو اسلام لاتے تھے بڑے ظلم و ستم کر کے اُنکو اسلام سے روکتے تھے اور بعض اسلام پر جھوٹے الزامات لگا کر اُسکو رسوا کرنا چاہتے تھے جیسا کہ آجکل گمراہ فرقوں کے پیشوا کیا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے

ف۱ واذن فی الناس حسن اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ یہاں سے خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے پہلا کلام تمام ہو چکا ہے اللہ تعالےٰ آنحضرت سے فرماتا ہے کہ اے محمد لوگوں میں حج کا اعلان کر دو وہ تمہارے پاس حج کرنے ہر دیکے دور سے چلے آویں گے یہ آیت فرضیت حج کے لیے ہے۔ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بھی جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے اسمیں انہیں کی طرف خطاب ہے کہ جب حضرت ابراہیم کعبہ تعمیر کر چکے تو ہمنے اُنکو حکم دیا کہ تو لوگوں میں حج کے لیے پکار دے تاکہ لوگ حج کو آویں اسمیں یہ مراد ہے کہ اے قریش مکہ تم جو ان لوگوں کو مسجد الحرام سے روکتے ہو وہ صرف خدا تعالیٰ ملک اپنے بزرگ ابراہیم خلیل اللہ کی بھی خلاف کرتے ہو ۱۲ **ف۲** یاتوک رجالا وعلی کل ضامر۔ ضامر پتلی دُبلی اونٹنی جو اونٹنیاں سواری کی ہوتی ہیں کثرت سفر سے دُبلی پتلی ہو جاتی ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ تم کو پا پیادہ یا اونٹنیوں کی سواری ہی آویں گے مکہ

صرعرب کی قوموں کے لحاظ سے یہ فرمایا جن کی سواری بیشتر اونٹوں ہی پر ہوتی ہے ورنہ مراد عام ہے کہ ہر قسم کے لوگ آویں گے ۱۲

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

تاکہ اپنے فوائد کے لیے حاضر ہوں اور تاکہ جو چارپائے خدا نے انکو دے رکھے ہیں انپر ایام مقررہ میں خدا کا نام یاد کیا کریں (ایسے قربانی کریں انپر اسکا نام لیا کریں) پھر ان میں سے آپ بھی کھاؤ اور

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ

محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ ۔ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں (احرام کھولکر) اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں بات یہ ہے اور جو کوئی تعظیم کریگا اللہ کی محترم چیزوں کی سو یہ اسکے لیے

خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ

اسکے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لیے مواشی حلال کر دیئے گئے مگر وہ جو تمکو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں (مردار وغیرہ) بس بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اور خالص ہو کر رہو

لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝

اللہ کے ہو کر اسکے ساتھ کسیکو شریک کرنیوالے نہ ہو اور جو اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہے تو گویا وہ اوپر سے گر پڑا پھر یا تو اسکو پرندے اُچک لیجائینگے یا اسکو ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیگی

ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

بات یہ ہے اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی حرمت مانتا ہے سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے تمہارے لیے جانوروں میں ایک وقت معین تک فوائد ہیں پھر انکو قدیم گھر تک پہنچانا چاہیے

بھی روکتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابی سفیان وغیرہ کے حق میں ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلعم کو عام حدیبیہ میں عمرہ سے روک دیا تھا۔ (کبیر) اگرچہ حدیبیہ کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہے تو یہ صاف ... وہ روکا کرتے تھے تاہم لڑائی جھگڑائی کے خوف سے لوگ بجز ایک خاص موسم کے نہیں آسکتے تھے اور جب اسلام پھیلا تو مسلمان قبائل کو تو انہیں روک ہی دیا تھا اسکے بعد مسجد الحرام کو صاف بیان فرماتا ہے (۱) یہاں عاکف مقیم و حاضر اور بادی (الطاری من البدو وھو النازل الیہ من غربتہ۔ کبیر) یعنی مقیم و مسافر دونوں برابر ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ کی سکونت میں اور وہاں کے ٹھیرنے میں سب برابر ہیں جو پہلے آوے اور ٹھیر جاوے وہی مستحق ہے اور یہی قتادہ و سعید بن جبیر کا قول ہے انکے نزدیک مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا اور بیع کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کسیکی ملک نہیں ہو سکتی اور یہی مذہب ابن عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز و امام ابوحنیفہ رح و اسحاق حنظلی کا ہے انکی دلیل یہ آیت اور بعض احادیث ہیں اس تقدیر پر مسجد الحرام سے مراد مکہ ہے۔ اور علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خاص حرم کسیکی ملک نہیں یہاں ہر ایک مقیم و مسافر کا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں برابر حق ہے اور مکہ کے مکانات کی بیع آنحضرت صلعم کے عہد میں برابر ہوتی تھی (۲) ومن یرد فیہ بالحاد الحاد لحد سے مشتق ہے معنی کجی اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں حرم میں شکار کرنا بعض کہتے ہیں کسیکو مارنا ستانا مگر صحیح تر یہ ہے کہ عموماً ممنوعات مراد ہیں ان سب پر عذاب ہے اسکے بعد اس مسجد کی تعمیر اور غرض کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ

واذ بوانا لابراہیم الخ کہ اس گھر کے بنانیکا ابراہیم کو پہلے ہی حکم دیا تھا یہ جگہ خدا کی عبادت کرنیکے لیے مخصوص کر دی تھی کہ ایک عبادتخانہ ہو کہ جسکے ارد گرد لوگ طواف کریں خدا کے نام کے اور اسطرح سے قربان ہوں اور خدا پرست اسمیں کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کریں اور رکوع کرنیوالے رکوع اور سجدہ کرنیوالے یہاں خدائے واحد کو سجدہ کیا کریں اور اس گھر کو پاک صاف کریں اور وہاں کسی قسم کی پرستش غیر اللہ کی نہ ہوا کرے اسمیں قریش مکہ پر تعریض ہے کہ تم ایسے نالائق مجاور ہو کہ تم نے اس گھر کو خلاف منشاء بانی بت خانہ بنا دیا اس نجاست سے گندہ کر دیا۔ اور پہلے ہی ابراہیم کو حکم دیا تھا کہ پکار دے کہ خدا پرست یہاں آکر حج کیا کریں مراسم خدا پرستی بجا لائیں اس صلائے عام سے دور دراز سے خدا پرست پاپیادہ اور سوار ہو کر کشادہ رستوں اور تنگ گھاٹیوں سے چلے آئینگے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے عرفات کی پہاڑی پر چڑھ کر پکار دیا اسوقت سے یہ جشن خدا پرستی قائم ہوا۔ یہ عرب کے جاہلوں کا بت پرستی کے لیے سالانہ میلہ نہیں ہے اس کے بعد حج کے فوائد اور قربانی کے طریقے ارشاد فرماتا ہے۔

فقال لیشھدوا منافع لھم۔ حج کے منافع دو قسم کے ہیں **ایک** منافع دنیا۔ سو وہ بھی بے شمار ہیں۔ اول تمام اہل مذہب کا ایک جگہ جمع ہونا میل جول کرنا۔

(۲) ایک قوم کا دوسرے سے علم و ہنر میں مستفید ہونا۔ (۳) دور دراز کے صحیح صحیح حالات کا بہم پہنچانا (۴) پھر اس سے تجارت و دیگر امور دنیاویہ میں فوائد حاصل کرنا (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا۔ (۶) قوتِ اجتماعیہ اور اخوتِ دینیہ کا استوار کرنا (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہاں اِس متبرک جگہ میں اسکا بسہولت میسر آنا۔ (۹) سفر کا عادی ہونا ریاضت و مشقت و تجربہ حاصل کرنا وغیرہ۔ **دوسرے** فوائد دینیہ وہ بھی بہت ہیں۔ صدہا ہزارہا خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا (۲) ایک پر دوسرے کے انوار و برکات کا منعکس ہونا (۳) حضرت ابراہیمؑ رئیس الموحدین کی یادگار کا جلسہ خصوصًا انہیں کے عاشقانہ لباس و ہیئت میں اور تہلیل و تکبیر پہاڑوں پر پکارنا قربانی کرنا (۴) تمام خلائق کو یہ دکھا دینا کہ دنیا میں بھی ایک جماعت ہے کہ جو خاص اسکی پیرو ہے جس سے عام طبائع پر توحید و خدا پرستی کا ایک ولولہ پیدا ہو وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں مجملًا ایماء ہے۔ لیشہدوا منافع لہم۔ پھر بعض فوائد کی تفصیل فرماتا ہے فقال ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات کہ چند معین دنوں میں اللہ کا نام لیا کریں۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد قربانی کرنا ہے جسکا قرینہ علی ما رزقہم اللہ الخ ہے کیونکہ قربانی میں اللہ کا نام کسی چیز یعنی جانور پر ذکر کیا جاتا ہے تکبیر بسم اللہ واللہ اکبر کہی جاتی ہے اور یہ بھی اللّٰہم منک و الیک اور یہ بھی ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔

اکثر علماء کہتے ہیں۔ ایام معلومات سے مراد عشرۂ ذی الحجہ ہے اور معدودات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطاء و قتادہ و حسن و سعید بن جبیر و ابن عباسؓ کا قول ہے اور اسیکو شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو زیادہ معلوم رہا کرتے تھے۔ اور اب بھی معلوم رہا کرتے ہیں اسلیئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسیطرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ ایام معلومات سے عشرہ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اسکے جزو اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطاء کی روایت میں ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے یوم النحر اور اسکے بعد کے اور تین روز مراد ہیں۔ کیونکہ یہ ایام قربانی کے لیے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور اسیکو ابو مسلم نے پسند کیا ہے۔

بہیمۃ الانعام بہیمہ ہر چار پائے کو کہتے ہیں خواہ بری ہو خواہ بحری۔ اس معنے میں یہ لفظ مبہم تھا پھر جب اسکے ساتھ الانعام لگا دیا تو تعین ہو گئی یعنے اونٹ گائے بیل۔ دنبہ بکرا (کشاف)

فکلوا منہا بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کے لیے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں برسم بیہودہ از خود اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے خدا تعالیٰ نے دفع حرج کے لیئے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ اباحت کے لیے یعنی ہدی تطوع و تمتعہ و قران میں سے آپ بھی کچھ کھاوے اور باقی فقیروں محتاجوں کو دیوے۔ پھر بعض کہتے ہیں نصف آپ کھاوے اور نصف کو تصدق کرے۔ بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لیے ایک احباب و اقارب کے لیے ایک مساکین کے لیے مگر جو قربانیاں کہ نذر یا کفارات یا حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انہیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہیئے سب کے تصدق کر دینا چاہیئے یہ مساکین کا حق ہے پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھاتے نہ تھے امام شافعیؒ فرماتے ہیں آپ کھانے کی اجازت صرف اُس قربانی میں ہے جو تطوعًا ہو۔ ثم لیقضوا تفثہم مُبرد کہتے ہیں۔ تفث کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں جو انسان کے لگی ہے جیسا میل کچیل ناخنوں کا بڑھنا حجامت کا بڑھ جانا سب آگیا۔ مراد یہ کہ حج میں قربانی کرکے احرام کھولدو حجامت بنواؤ نہاؤ دھوؤ میل کچیل دور کرو۔ لیقضوا اے لیودوا ازالۃ وسخہم۔ ولیوفوا نذورہم۔ اور جو کچھ ہدایا اور قربانیاں تمنے نذر مانیں ہیں اُنکو بھی پورا کرو۔ یا یہ مراد کہ حج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن بغیر حج پورا نہیں ہوتا جیسا کہ دم قران و تمتع وغیرہ اُنکو پورا کرو۔ نذورہم مواجب حجہم والعرب یقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر اور ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم (مدارک)

فوائد

صحیحۃ قد صح ان النبی علیہ السلام اکل من لحم ہدیہ وحسا من المرقۃ ہدایہ ۱۲ امنہ واللہ اعلم

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ

اور ہر گروہ کے لیے ہمنے قربانی مقرر کردی تھی تاکہ جو کچھ خدا نے انکو چارپائے عطا کیے ہیں اُنپر اللہ کا نام یاد کیا کریں پہر تم سب کا خدا ایک ہی خدا ہے پس اُسیکا حکم مانو اور (اے نبی) خدا کے آگے عاجزی کرنیوالوں کو مژدہ دو انکو

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ

کہ جب اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل کانپ اٹھتے ہیں اور انکو بھی (مژدہ سادو) کہ جب اُنپر مصیبت آپڑتی ہے تو اُسپر صبر کرتے ہیں انکو بھی کہ جو نماز قائم کرتے اور ہمارے دیے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں اور بیل اونٹوں کو

مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ

اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا تمہارے لیے اُن میں فائدے بھی ہیں پس اُنپر اللہ کا نام کھڑا کرکے لو (یعنے بسم اللہ کہکے ذبح کرو) پہر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو اُن میں سے خود بھی کھاؤ اور صبر سے بیٹھے ہو کو اور سوالی کو بھی کھلاؤ

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰـكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اللہ نے انکو تمہارے لیے ایسا مسخر کردیا تاکہ تم شکر کرو اللہ کو تو نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون اللہ تمہاری پرہیزگاری اُسکے پاس پہنچتی ہے اسطرح سے انکو تمہارے لیے مسخر کردیا

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۞

تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اسپر کہ اُسنے تمکو ہدایت کی اور (اے نبی) نیکوں کو مژدہ سادو۔ بیشک اللہ حمایت کرتا ہے ایمانداروں کی اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہیں آتا

ولیطوفوا بالبیت العتیق قربانی کے بعد جو دسویں تاریخ منٰی میں ہوتی ہے احرام کھولدیتے ہیں پہر اسکے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جسکا اس جملہ میں حکم دیتا ہی بالاتفاق اس طواف سے مراد طواف واجب ہے جسکو طواف الزیارہ اور طواف الافاضہ کہتے ہیں۔ کعبہ کو بیت العتیق کہا عتیق قدیم اور پرانے کو کہتے ہیں سو کعبہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہی اس سے پرانا اور قدیم عبادت خانہ دنیا پر اور کوئی نہیں یہ احکام بیان فرما کر فرماتا ہی ذٰلک کہ بات یہی ہی جو بیان کی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے ایک کلام تمام کرکے یہ جملہ بولدیا کرتے ہیں جسطرح ہٰذا۔ پھر فرماتا ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کی رعایت کریگا تو یہ اُسکے لیے عنداللہ بہتر ہے ومن یعظم حرمات اللہ حرمات اللہ وہ اُمور کہ جنسے خدا تعالٰی نے منع کیا ہے اور اُنکی تعظیم اُنسے بچنا ہے۔ زجاج نے کہا ہے حرمت وہ ہی کہ جسکے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں کمی کرنا حرام ہو بعض علما کہتے ہیں کہ اسجگہ حرمات اللہ سے مراد مناسک حج ہیں۔ منجملہ انکے احرام میں شکار کھیلنا اور فحش باتوں کی ممانعت ہے اسلیے اسکے بعد احرام کے متعلق ذکر کرتا ہے واحلت لکم الانعام الا ما یتلٰی علیکم کہ احرام میں تمہارے لیے سب چارپائے حلال ہیں انکو ذبح کرکے گوشت کھانا مباح ہے مگر وہ جو تمسے سورہ مائدہ میں بیان کیے گئے وہ درست نہیں۔ خنزیر وغیرہ اور وہاں وانتم حرم بھی فرمادیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلی کہ ان چارپایوں میں سے جو وحشی جانور ہیں جن کا شکار کیا جاتا ہے محرم کے لیے اُنکا شکار کرنا ممنوع ہے ہاں غیر محرم شکار کرکے لادے تو کھا لینا درست ہو۔

خلاصہ یہ کہ احرام کی حالت میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان حلال جانوروں کے گوشت کی بھی ممانعت ہو بلکہ حرام جانوروں کی اور شکار کرنے کی۔ یہ لب لباب ہے تمام احادیث و اقوال کا۔ گوشت سے کیا پرہیز ہے۔ بچنے کی تو یہ چیزیں ہیں فاجتنبوا الرجس من الاوثان کہ بتوں سے بچو جو ناپاک چیز ہے اور اجتنبوا قول الزور اور جھوٹی اور لغویات سے بچو۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد مشرکین کا وہ قول ہے جو حج میں کہا کرتے تھے۔ لاشریک لک لبیک [illegible] الخ پھر اخیر تک توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت بیان فرماتا ہے اور مشرک کو اس بدنصیب سے تشبیہ دیتا ہے جو آسمان سے گرے اور پھر پرندے اس کی تکّے بوٹی کرلیں یا ہوا سے کہیں دور جا پڑے مراد یہ کہ اسکا بالکل ستیاناس ہوگیا۔

قربانی کے جانوروں کو عرب اپنے ساتھ کعبہ میں لایا کرتے تھے یا پہلے بھیجدیتے تھے اور ایسے جانوروں کو کہ جن میں بیشتر اونٹ ہوتے تھے ہدی کہتے تھے

اب ان جانوروں کی نسبت فرماتا ہے لکم فیہا منافع کہ تمھارے لیے ان میں فائدے ہیں انپر بوقتِ ضرورت سوار ہولینا یا بوقتِ حاجت انکا دودھ پینا درست ہے
کب تک الیٰ اجل مسمّیٰ ایک وقت مقرر تک یعنی ذبح ہونے تک ثم محلہا الی البیت العتیق پھر وقت ذبح کا انکے منتہی ہوتا ہے کعبہ تک۔ کعبہ سے مراد حرم ہے یعنی پھر اسکو حرم میں ذبح کرنا
چاہیے کیونکہ حرم کی زمین بھی یہی حکم رکھتی ہے (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں یعنی فیہا کی ضمیر بہائم کیطرف رجوع کیجائے دو قول ہیں (۱) یہ کہ تمھارے لیے ان بہائم میں انکے ہدی مقرر
کرنیسے پہلے منافع اور فوائد رکھے ہیں انکے بچے اور دودھ سے اور انپر سواری کے سے پھر جب انکو ہدی مقرر کر چکو اور خدا کے نام پاک پر ذبح کرنیکے لیے انکو کعبہ روانہ کرو تب
منافع حاصل نکرنے چاہئیں یہ ابن عباس اور مجاہد و قتادہ و ضحاک کا قول ہے مگر اسمیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ بوقتِ ضرورت ہدی پر سوار ہولینا یا اسکا دودھ
پی لینا کچھ مضایقہ نہیں اور علماء احناف رح اسی طرف گئے ہیں اور یہی قوی ہے (۲) یہ کہ ہدی بنانیکے بعد بھی تمھارے لیے یہ منافع درست ہیں اور یہ قول مالک رح و
شافعی و احمد و اسحاق رح کا ہے اس حدیث سے کہ جسکو ابوہریرہ رضہ نے روایت کیا کہ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہانکتے دیکھکر فرمایا کہ سوار ہولے
اس نے عرض کیا کہ یہ ہدی ہے دو بار آپنے فرمایا اسنے یہی جواب دیا تیسری بار آپنے فرمایا کمبخت سوار ہوجا (رواہ مالک) مگر یہ حدیث فریق اول پر حجت نہیں ہوسکتی
کس لیے کہ غالباً آنحضرت صلعم نے اس تاکید کے ساتھ اسکی ضرورت سمجھکر حکم دیا ہو۔
بعض مفسرین فیہا کی ضمیر شعائر کیطرف رجوع کرتے ہیں جس سے مراد سارے مناسک و مشاہد کو مراد لیتے ہیں اور ثم محلہا الی البیت یعنے احرام کھولنے کا وقت بیت اللہ ہے
طواف زیارت کرنیکے بعد **ف** اور جب ہدی روانہ کرچکے اور کسی دشمن کے خوف سے یا مرض کیوجہ سے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک خلافاً للشافعی رح کعبہ جانے سے رک جاوے تو
ہدی کو کعبہ روانہ کردے اور معین یوم کرے کہ آج ہدی کی قربانی ہوگی ہوگی تو احرام کھولدے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ
امام شافعی رح فرماتے ہیں فوراً احرام کھولدے ہدی بعد میں ذبح ہوجاوے گی کیونکہ رخصت کا یہی مقتضیٰ ہے (ہدایہ)
کوتاہ اندیش اعتراضات کیا کرتے تھے جیساکہ اب بھی ہنود اور عیسائی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ کسی جانور کے ذبح کرنیسے کیا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل
ہوتی ہے ناحق جانوروں کو مارتے ہیں یہ رسم جاہلیت ہے اسکا تحقیقی جواب تو اگلی آیت میں دیتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءہا ولکن ینالہ التقویٰ منکم جسکی تشریح
اب آگے چلکر ہم کرینگے۔ لیکن الزامی جواب پہلے عنایت فرماتا ہے فقال ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فالٰہکم الٰہ واحد فلہ اسلموا کہ تم
سے پیشتر بھی ہمنے ہر قوم کے لیے رسم قربانی اللہ کا نام یاد کرنیکے لیے جاری کی ہے کچھ نئی بات نہیں حضرت موسیٰ اور یعقوب و اسحاق و ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی قربانی کا
دستور خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے تھا جیساکہ اب تک اہل کتاب کی کتب میں پایا جاتا ہے اور اسیطرح ہنود کے ہاں بھی قربانیاں ہیں قدیم سے بلدان چلا آتا ہے پس تمھارا اے مسلمانوں اور انکا جدا جدا
خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جسنے انکو حکم دیا تھا اسنے تم کو بھی دیا پس اسکا کہا مانو قربانی کرو۔ اور اسپر خاص اللہ ہی کا نام لو۔ اور اسیطرح اسکی سب باتوں میں فرمانبرداری
کرو اور اسکی پوری فرمانبرداری کرنیوالے کو مخبت کہتے ہیں اسلیے اسکے بعد مخبتین کے لیے آنحضرت صلعم کو مژدہ اور خوشخبری دینے کا حکم دیتا ہے بقولہ وبشر المخبتین پھر مخبتین کے
اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے انکے دل کانپ اٹھتے ہیں پھر اسکے دو اثر ہیں اول سختیوں پر صبر کرنا خدا کے رستے میں بیماری تنگدستی و دیگر مصائب کی برداشت
کرکے ثابت قدم رہنا یہ اول سیڑھی ہے اسلیے پہلے اسی کو ذکر کرتا ہے والصابرین علیٰ ما اصابہم دوم جان اور مال سے اسکی خدمت میں حاضر ہونا جان کی خدمت اہم ہے اسلیے پہلے اسکو
ذکر کرتا ہے والمقیمی الصلوٰۃ نماز میں کامل درجہ کی جانی خدمت ہے اسکے بعد مالی اسکو اس جملہ میں ذکر کرتا ہے ومما رزقنٰہم ینفقون کہ وہ ہمارے دیے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے
ہیں منجملہ اسکے قربانی کرنا ہے اسمیں فی الجملہ جواب تحقیقی بھی آگیا کہ قربانی کسلیے ہے اور اسلیے اسکے بعد پھر قربانی کا ذکر شروع کرتا ہے بقولہ والبدن جعلنٰہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا
خیر البدن جمع بدنۃ کخشب وخشبۃ اس سے شافعی کے نزدیک مراد وہ اونٹ ہیں کہ جو قربانی کیلیے حرم کیطرف بھیجے جاویں اور انکے بڑے بدن ہونیکی وجہ سے ان کو بدنہ کہتے ہیں

ک یعنی دودھ کی قیمت کا اندازہ کرکے صدقہ دینا ہے فقہ حنفی میں ہے کہ ہدی کا دودھ اور بال وغیرہ سے نفع نہ اٹھائے کیونکہ یہ تصدق کا مال ہو چکا ہے الا بقدر ضرورت ۱۲ منہ

ک اسکی روایت امام مالک اور بخاری و مسلم نے بھی کی ہے ۱۲ منہ

ف قربانی پر اعتراض اور اسکا جواب

ک شعائر اللہ من اعلام دین اللہ یعنی ان کو اسکی بندگی کا نشان ٹھہرایا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہے معالم التنزیل

اور امام مالک و ابو حنیفہ علماء گائے بیل کو بھی بدنہ کہتے ہیں گرچہ بکری کی بھی حج وعمرہ میں قربانی جائز ہے لیکن اسکے صغر جسم سے اسکو بدنہ نہیں کہتے (کبیر) مگر یہاں بدنہ سے اونٹ
ہی مراد ہے کہ یہ جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اسے ایسا بڑا کثیر الجثہ و عجیب الخلقہ جانور تمہارے لئے کیسا مسخر کر دیا لکم فیہا خیر تمہارے لئے اسمیں بہت کچھ
منافع رکھے ہیں پس ایسی پیاری چیز کو کہ جسکو بعض جان کی برابر بلکہ برتر رکھتے ہیں اپنی جان قربان کرنیکی عوض اسکی قربانی کرو فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف کہ اسکو کھڑا کرکے پاؤں باندھکر
اسپر اللہ کا نام لو ذبح کی تکبیر پڑھو بسم اللہ واللہ اکبر اور اسطرح سے قربانی کرنیکو نحر کہتے ہیں ہدایہ میں ہے والافضل فی الابل النحر وفی البقر والغنم الذبح کہ بدنہ کے لئے نحر افضل
ہے اور گائے بکری کے لئے ذبح کرنا افضل ہے لقولہ تعالے فصل لربک وانحر آنحضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے اگر اونٹ کو بٹھا کر بھی ذبح کریگا تو جائز
ہوگا جب نحر کر چکو اور وہ زمین پر گر پڑے یعنی جان نکل جاوے تو آپ بھی کھاؤ اور محتاجوں فقیروں کو بھی کھلاؤ فاذا وجبت جنوبہا الخ وجبت الجنوب کے معنی زمین پر گر پڑنا کہتے
ہیں وجب الحائط وجبۃ اذا سقطت علی الارض اطعموا القانع والمعتر قانع سے مراد وہ محتاج ہے کہ جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا پھرے اور معتر وہ جو مانگتا پھرے
غرض یہ کہ دونوں کو دو۔ اور خود بھی کھاؤ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اب اس جواب تحقیقی کو شروع کرتا ہے اور اسکے ضمن میں ایک رسم جاہلیت پر تعریض کرتا ہے فقال لن ینال
اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم کہ اللہ کے پاس ان قربانیوں کا نہ تو گوشت جاتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقوی پہونچتا ہے۔ صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے اس آیت
کی شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کرکے اسکا گوشت اور خون بتوں کے آگے رکھتے اور خون اونسے مل دیتے تھے اور اسیطرح کعبہ
کی دیواروں کو بھی خون لگاتے تھے اس بات کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قربانیوں کا خون اور گوشت اللہ کو مطلوب نہیں نہ اسکے پاس جاتا ہاں اس قربانی
سے تمہارا تقوی مطلوب ہے اور وہی اسکے پاس جاتا ہے۔

قربانی کا جواب تحقیقی

اس آیت سے جواب تحقیقی یوں نکلتا ہے کہ بندہ کا کمال اور اسکی سعادت یہ ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور خالق کی دل سے محبت کرے اور طبائع بشریہ میں محبت کا نتیجہ
اسپر فدا اور قربان ہو جانا ہے اور اسلئے اظہار محبت کے مقامات پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے کہ تیرے قربان تجھپر فدا اور یہ بات حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے پروانہ کا شمع پر جلنا اظہر
من الشمس ہے حقیقی قربانی تو فنا فی اللہ ہونا ہے جو خاصان خدا کا حصہ خاص ہے مگر اپنی محبوب ترین چیز کا قربان کرنا بھی اسکے قائم مقام ہے اور اپنی نفس کے بعد انسان کو دو چیز زیادہ تر محبوب
ہیں اولاد اور مال اسلئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قربانی فنا فی اللہ کے بعد[1] اپنے پیارے فرزند حضرت اسمعیلؑ کی قربانی کا قصد مصمم کیا اور حج تو سراسر افعال عاشقانہ
ہیں حضرت ابراہیم کا یادگار ہے اور نفس اور اولاد کا قربان کرنا ہر ایک کا کام نہیں مال ہیں سے حیوانات اونٹ بکری دنبہ گائے جو مرغوب چیز ہیں اور انسان کیساتھ حیوانات
میں شریک بھی ہیں اسلئے انکی قربانی جاری کیگئی۔ تقوی خدا کے پاس پہنچنے سے یہی مراد ہے۔ اسکے بعد فرماتا ہے کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہدکم کہ یہ جانور اسلئے تمہارے
بس میں کر دئے گئے کہ تم اسکی رہنمائی کے موافق بوقت نحر یا ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بیان کرو پھر اس دلیل کے بعد اسکے حکم ماننے والوں کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ دینے
کا حکم دیتا ہے وبشر المحسنین خدا تعالے کیساتھ تقرب حاصل کرنا اعلی درجہ کا احسان یعنی نیکی ہے۔ پہلے ذکر تہا کہ کفار مسجد الحرام سے روکتے ہیں یہاں فضائل حج قربانی اور ایمانداروں کے
اوصاف ذکر کرکے ایمانداروں کی حمایت[2] کا مژدہ سناتا ہے بقولہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اور کافروں سے نفرت ظاہر کرتا ہے ان اللہ لا یحب کل خوان کفور پہلے ان اللہ یدافع
عن الذین آمنوا میں مسلمانوں کے لئے انکی حالت مظلومی پر مقابلہ کا اشارہ تھا مگر اسکے بعد بھی کفار قریش ظلم وستم سے باز نہ آتے تھے آنحضرت کے پاس مسلمان زخمی ہوکر اور پٹکر
آیا کرتے تھے اور شکایت کرکے مقابلہ کی اجازت چاہتے تھے مگر آپ فرماتے تھے کہ صبر کرو پھر جب آپ مدینہ میں گئے تو یہ آیت اذن للذین الخ نازل ہوئی یہ اجازت جہاد میں اول آیت ہے

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا ابن الذبیحین کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے حضرت ابراہیم و اسمعیل کیطرف اشارہ ہو تو بعید نہیں ۱۲ منہ
[2] یعنی اللہ تعالے تقریر میں بھی اور معاملات میں بھی ایمانداروں کی حمایت کرتا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار انکو غالب کریگا کفار روکنے کے قابل نہ رہینگے ۱۲ منہ

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ

جو لوگ مارے جاتے ہیں انکو جہاد کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ انکی مدد پر قادر ہے وہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس کہنے سے کہ ہمارا رب اللہ ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع نہ کیا کرے تو تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھا دیجاویں کہ جن میں اللہ کی بہت یاد کیجاتی ہے اور بیشک اللہ کی مدد کریگا اللہ بھی اسکی مدد کریگا

مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۴۰﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ

اللہ اللہ قوی زبردست ہے۔ یہ مسلمان وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم اُنکے ملک میں پاؤں جماویں (یعنی حاکم کر دیں) تو نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور نیک بات کا حکم کیا کریں اور بری بات سے منع کیا کریں اور ہر بات کا انجام تو

وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿۴۱﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿۴۳﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ

اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ لوگ بھی اے نبی آپکو جھٹلا دیا تو ان سے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد و ثمود جھٹلا چکے ہیں اور ابراہیم اور لوط کی قوم بھی اور مدین والے بھی جھٹلا چکے ہیں اور موسےٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں

فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۴۴﴾ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ

پھر میں منکروں کو مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا پھر دیکھا ہماری خفگی کیسی لگی تھی اور بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں ہم ہلاک کر چکے ہیں جو اُلٹی پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے کنوئیں

مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴿۴۵﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى

نکمے پڑے ہیں اور بہت سے مستحکم محل خراب پڑے ہیں۔ پھر وہ کیا ملک میں پھر کر دیکھ نہیں چکے پھر کہیں انکے دل ہی تو ہوں کہ جسے وہ سمجھیں یا ایسے کان ہوں کہ جسے وہ سُنیں پھر کچھ آنکھیں تو اندھی

الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ

ہو ہی نہیں جاتیں پر اندھے تو دل ہی ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں اور تجسے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ تو ہرگز اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا اور تمہارے رب کے نزدیک ایکدن تمہاری

رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿۴۷﴾ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿۴۸﴾

ع ۱۳

گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے اور کتنی ایک ظالم بستیوں کو جسے مہلت دے رکھی تھی پھر انکو پکڑ لیا۔ اور میرے ہی پاس پھر آنا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ ہی میں نازل ہوئی ہے اسمیں خاص ان لوگوںکو جہاد کی اجازت ہے جو انکے ظلم و ستم سے ہجرت کرکے باہر جانا چاہتے تھے اور کفار انکو زبردستی سے روکتے تھے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے اور سبب اجازت بھی بیان کر دیا بانہم ظلموا کہ مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اسلئے انکو اجازت ہے کہ مقابلہ کریں۔ اہل مدینہ و ابن عامر و حفص یقاتلون کو بفتح تا پڑھتے ہیں یعنی ان مومنوں کو اجازت ہے کہ جنسے کفار مقاتلہ کرتے ہیں لڑتے مارتے ہیں قتل کرتے ہیں پھر انکو وعدہ دیتا ہے کہ ان اللہ علی نصرہم لقدیر اللہ انکی مدد پر قادر ہے یعنی انکو غالب کریگا چنانچہ جب مظلوم مسلمانوں نے جہاد کی تلوار کھینچی تو سبکو زیر کر دیا اس کے بعد ان مسلمانوں کی حالت مظلومی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارہم الخ کہ جنکو جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں صرف اس جرم پر کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں اور اسکو شریک نہیں کرتے۔ اسکے بعد اجازت جہاد کا سبب بیان فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع الخ کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ سے شریروں سرکشوں کے شر اور انکی سینہ زوری کو دوسرے لوگوں یعنی خدا پرستوں کے ہاتھ سے مٹاتا رہا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو نہ اگلے انبیا کے عبادتخانے باقی رہتے نہ حال کے نبی کے عبادتخانے باقی رہیں نہ نماز و عبادت جاری رہے۔ صوامع جمع صومعہ۔ مجاہد و ضحاک کہتے ہیں صوامع رہبان کے عبادتخانوں کو کہتے ہیں قتادہ کہتے ہیں فرقۂ صابئین کے عبادتگاہوں کا نام ہے و بیع جمع بیعۃ نصاریٰ کے گرجے صلوات یہود کی نماز کی جگہ مساجد جمع مسجد اہل اسلام کے عبادتگاہ۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

اے نبی کہدو کہ اے لوگو میں جو ہوں تو صرف تمکو صاف صاف ڈر سنایوالا ہوں پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو انکے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ

پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں ۔ اور بھیجا اے نبی تجسے پہلے کوئی نبی ایسا رسول نہیں بھیجا اور نبی کہ اسے جب کوئی تمنا کی ہو اور شیطان نے اسکے تمنا میں کچھہ آمیزش نہ کی ہو پر اللہ

مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ

شیطان کی آمیزش کو دور کرکے اپنی باتوں کو مستحکم کر دیا کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۔ تاکہ شیطان کی آمیزش کو اُن لوگوں کے لئے کہ جنکے دلوں میں مرض شک ہے اور جنکے دل سخت ہیں انکے لئے آزمائش بناوے

قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور بیشک ظالم لوگ بڑے ضد میں پڑے ہوئے ہیں اور اس لئے بھی کہ علم والے اسکو حق اور تیرے رب کی طرف سے جانکر اس پر ایمان لاویں اور انکے دل اسکے لئے جھک جاویں اور اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ایمانداروں کو سیدہے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے ۔

ابو العالیہ کہتے ہیں صوامع نصاریٰ کے اور بیع یہود کے اور صلوات صابئیوں کے اور مساجد مسلمانوں کے عبادت خانے ۔ بعض کہتے ہیں یہہ سب مساجد مسلمین کے نام ہیں اوصاف مخصوصہ کے لحاظ سے یہ حسن کا قول ہے ۔

یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کو خدا نے محفوظ رکھنا یا تو اسلئے فرمایا کہ نسخ و تحریف سے بیشتر یہ مقامات متبرک تھے بعض کہتے ہیں بعد نسخ تحریف کے بھی انکی عزت فی الجملہ باقی ہے کسلئے کہ انمیں بھی تو اللہ ہی کی عبادت کیجاتی ہے یہ بتخانے نہیں ہیں جہاں بتوں کی پرستش ہوتی ہو اور حسن کے قول کے موافق تو اس گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد مراد ہیں ۔ اسکے بعد مجاہدوں کو اپنی مدد کا بھروسہ دیتا ہے ۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ کہ جو اللہ کی یعنی اسکے دین اور انبیا کی اعانت و حمایت کریگا خدا ضرور اسکی بھی مدد کریگا پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جاویں اور سلطنت و حکومت حاصل کریں تو (۱) نماز پڑہا کریں (۲) زکواۃ دیا کریں (۳) نیک باتوں کا حکم دیا کریں (۴) بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں ۔ مطلب یہ کہ جب خدا ملک پر کسی قوم کو بصلہ حمایت دینی قابض و مسلط کرے تو انکو یہہ باتیں عمل میں لانی چاہئیں یہ کہ عیاشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہونا چاہئے کیونکہ انکے غالب و مسلط کرنے سے اللہ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل انصاف قایم رہے اسلئے اس بات کو بطور پیشین گوئی فرمایا کہ وہ ضرور ایسا کرینگے چنانچہ آنحضرت صلعم نے اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے دین الٰہی کی مدد کی جہاد کرکے مخالفوں کو سرنگوں کرنا چاہا خدا نے حسب وعدہ انکی مدد کی کہ انکو ملکوں کا مالک کر دیا پس موجب پیشین گوئی اُن میں یہہ سب خوبیاں موجود تہیں پھر انکو ظالم و غاصب کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے ۔

خلفاء اربعہ کے فضائل

اور اسی لئے بعد میں فرمادیا وللہ عاقبۃ الامور کہ اللہ کو ہر بات کا انجام کار معلوم ہے وہ بصلہ حمایت دینی ایسے لوگوں کو ملک پر کیوں قابض کرنے لگا جو اقتدار پاکر فساد کریں ۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہہ مشرکین اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کچھہ رنج کی بات نہیں ہے آپ سے پیشتر قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور لوط اور مدین کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں مگر انجام کار ہمنے منکروں کو ہلاک کر دیا ملک میں پھر کر دیکھو کہ انکے بلند محل اور بڑے عمیق کنوئیں کیسے برباد پڑے ہیں ۔ ۹

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ

اور منکر تو ہمیشہ اسکی طرف سے شک میں پڑے رہیں گے یہانتک کہ انکے اوپر قیامت آجاوے یا انکو نحس دن کا عذاب آلیوے۔ اس روز اللہ ہی کی حکومت ہوگی

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

فیصلہ ہی کردیگا۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں سو انہیں کو ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُم

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا خود مرگئے البتہ انکو اللہ عمدہ روزی دیگا (آخرت میں) اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے البتہ اللہ ہی انکو ایسی جگہ میں

مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ

پہنچا دیگا کہ جس سے وہ خوش ہو جاویں گے۔ اور اللہ خبردار تحمل والا ہے۔ بات یہ ہے اور جو کسی نے اسیقدر بدلہ لیا کہ جسقدر اسکو تکلیف دیگئی تھی پھر کسی نے اس پر زیادتی کی تو اللہ اسکی مدد کریگا البتہ اللہ در گذر کرنیوالا

غَفُورٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

معاف کرنیوالا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور اللہ سنتا دیکھتا ہے (یعنی قادر اور واقف ہے) یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جسکو وہ

يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

اسکے سوا پکارتے ہیں وہی غلط ہے اور بیشک اللہ ہی برتر بزرگ ہے (یعنی وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے بخلاف جھوٹے معبودوں کے)

اسکو منکرین عذاب کے خواستگار ہوتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور عذاب کے لئے جلدی کرنا اور اسکے انتظار کی مدت کو بہت شمار کرنا عبث ہے ہاں عذاب کے ایام البتہ بڑے سخت ایام ہیں وہاں کا ایک روز بوجہ سختی اور تکلیف کے جو منکر و نیز ہوگی جسکی مفصل کیفیت اللہ جانتا ہے وان یوما عند ربک تمہارے ہزار برس کے برابر ہوگا مصیبت کے ایام کی درازی ضرب المثل ہے۔ معالم میں ہے قال مجاہد و عکرمہ یوما من ایام الآخرة الخ کہ آخرۃ میں خدا تعالی ایام کی ایسی درازی کریگا کہ وہاں کا ایک روز یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوگا۔ بعض کہتے ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ مہلت دینے میں ایک روز اور ہزار برس دونوں برابر ہیں کیونکہ وہ قادر ہے جب چاہے مواخذہ کرلے تاخیر سے اسکی وقوع میں تردد نہ کرنا چاہیے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔ اسکے بعد فرماتا ہے اُنسے کہدو کہ تم کسلئے جلدی کرتے ہو میں تمہیں مطلع کرنے آیا ہوں کہ جو ایمان لاویگا نیک کام کریگا مغفرت اور دنیا و آخرت میں عزت پاویگا اور جو مقابلہ کریگا جہنم میں جاویگا میں نذیر ہوں بشیر ہوں نہ خدا ہوں نہ خدا کے گھر کا مالک و مختار کہ جو چاہو تمہاری خواہشوں کے موافق اسکو کر دکھاؤں اسلئے اس بات کی تائید کے لئے یہ کلام بعد میں صادر فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کہ اے محمد صلعم تم پر کیا موقوف ہے تمسے پیشتر جسقدر رسول اور نبی بھیجے گئے ہیں گو وہ معصوم تھے مگر بشر تھے خواص بشریہ سے خالی نہ تھے جب کبھی کسیلئے ان میں سے کوئی تمنا کی ہے یعنی کسی امر مہتم بالشان کیطرف توجہ تام کی ہے تو قوت متوہمہ نے جسکو شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کچھ نہ کچھ اس میں خلط کردیا ہے۔ چنانچہ انہیں ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت کرکے ایسے ملک میں گئے ہیں کہ جہاں نخلستان ہے پس قوت متوہمہ نے ملک یمامہ و ہجر کی طرف خیال دوڑایا حالانکہ مراد مدینہ تھا اسیطرح خواب میں دیکھا کہ حلق و قصر کرکے مکہ میں داخل ہوئے ہیں وہم نے کہدیا کہ اسی سال میں یہہ واقعہ پیش آئیگا حالانکہ کئی سال بعد پیش آیا اسیطرح آیات میں جو مجملاً پیشین گوئیاں ہوتی ہیں انکی تعین میں قوت متوہمہ دخل معقولات کردیتی ہے۔ پس ایسی باتیں ضعیف الایمان اور سست اعتقاد اور ناپاک دل والوں کیلئے فتنہ یعنی آزمایش ہو جاتی ہیں وہ ڈگمگا جاتے اور شبہ کرنے لگتے ہیں اور اہل علم اور راسخ الاعتقاد اس بات کی حقیقت پر واقف ہو کر اسکو ایک بات من جانب اللہ جانکر اسپر ایمان لاتے اور دل میں خائف ہو جاتے ہیں

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے بیشک اللہ باریک بین ہے سب حال سے واقف ہے اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا

بے پروا اور قابل ستایش ہے اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور کشتی کو بھی کہ جو دریا میں اُسکے حکم سے چلتی ہے۔ اور ایسے آسمانوں کو تھام رکھا ہے کہ اسکے حکم بغیر زمین پر نہیں گر پڑتے

بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ۝

بیشک اللہ آدمیوں کے ساتھ بہت نرمی کرنیوالا مہربان ہے اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مارےگا پھر وہی تمکو دوبارہ زندہ کریگا البتہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنْ جَادَلُوكَ

ہمنے ہر قوم کے لئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے کہ جس پر وہ عمل کرتے ہیں پس اس کام میں کوئی تم سے نہ جھگڑے اور اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلائے کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو اور اگر تم سے وہ جھگڑیں بھی

فَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ

تو کہدو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اسکو جان رہا ہے۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا جس چیز میں کہ تم باہم اختلاف کر رہے ہو۔ اے مخاطب کیا تو نہیں جانتا کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ سب کو جانتا ہے

إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

یہ سب خدا کے دفتر میں لکھا ہوا موجود ہے یہ اللہ پر آسان ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا اسکو پوجتے ہیں کہ جسپر اسنے ہی کوئی سند اتاری ہے اور نہ اُنکے پاس ہی کوئی اسکا علم ہے اور ان ظالموں کا تو

مِنْ نَصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ

کوئی بھی مددگار نہو گا اور جبکہ انکو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو اُنکے چہروں پر اے نبی تمکو ناراضی معلوم ہوگی دیکھا سکے کہ جو انکو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں قریب ہے کہ ان پر حملہ کر بیٹھیں

قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

کہدو کہو تو میں تمکو اس سے بھی سخت تر بات بتاؤں وہ آگ ہے کہ جسکا خدا نے کافروں سے وعدہ کر لیا ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے

مگر خدا تعالے اس آمیزش کو دور کرکے جو امر حق ہے اسیکو قایم رکھتا ہے جیسا کہ جو فرماتا ہے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم آیات سے مراد وہی احکام حقہ ہیں جو رسولوں اور انبیاء کو القا ہوتے ہیں اللہ آمیزش وہمی کو دور کرکے انہیں صاف اور مستحکم کر دیتا ہے باقی مطلب صاف ہے۔

بعض مفسرین کی عادت ہے کہ وہ قرآن مجید کے صاف اور سیدھے مطلب کو الجھاوے میں ڈال دیتے ہیں اور جب کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا تو اسکے لئے کوئی قصہ گھڑ لیتے ہیں پھر اسکو شان نزول قرار دے لیتے ہیں اور پھر بعض حدثنا یا اخبرنا دیکھکر خوش اعتقاد لوگ اس مہمل بات کو حدیث سمجھ لیتے ہیں چنانچہ انہیں آیات کی تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا کرتے ہیں کہ مکہ میں آنحضرت نے سورۃ النجم کی اس آیت کے بعد ومناۃ الثالثۃ الاخری القاء شیطانی سے جو آپکے دل میں خیال تھا بت پرستوں کو خوش کرنیکو یہ کلمہ بھی پڑھ دیا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی جس سے مشرکین خوش ہو گئے مگر جبرئیل علیہ السلام نے آکر آپ کو متنبہ کیا اور آپ کو رنج ہوا اسلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

پھر بعض اسکی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ شیطان نے اثناء قرأت میں یہ جملہ ملا دیا تھا بعض کہتے ہیں استفہام انکاری کے طور پر یہ جملہ آپ نے کہا تھا مگر جب سر سے اس قصہ کی اصل ہی نہیں اور امام بیہقی نے خاص اسکی رد میں ایک رسالہ لکھدیا اور ثابت کر دیا کہ یہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے کسی صحیح سند اور معتبر راویوں سے اسکا کچھ بھی پتا نہیں لگتا تو پھر ان توجیہات اور اسکے مقابلہ میں قرآن مجید کے آیات اور دیگر دلائل کی کیا ضرورت ہے امام فخر رازی و صاحب مدارک و بیضاوی وغیرہ محققین نے اس قصہ کا ابطال بڑی دلائل عقلیہ نقلیہ سے کیا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ

لوگو ایک مثل بیان کیجاتی ہے اسکو کان لگا کر سنو (وہ یہ کہ) جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اسکے لئے جمع بھی ہو جاویں اور اگر ان سے

الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

مکھی کوئی چیز چھین لیجاوے تو اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب (دونوں ہی) بودے ہیں۔ انہوں نے اللہ کی جیسا کہ چاہئے تھی کچھ بھی قدر نہ کی بیشک اللہ تو بڑا قوی زبردست ہے

مگر اسلام پر عیب لگانیکے لئے پادری صاحب اسی لغو قصہ کو خواہ مخواہ پیش ہی کر دیا کرتے ہیں حالانکہ ایسی بے اصل بات سے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خدا ترسی سے بہت ہی بعید ہے واللہ اعلم

او لیدخلنہم مدخلا یرضونہ تک اسی بیان کا تتمہ ہے پھر والذین ہاجروا فی سبیل اللہ سے لیکر ان اللہ لعفو غفور تک اصل مطلب کی طرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں اور

ظالموں کے ہاتھ سے مارے جانے والوں کو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ہیں اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کریگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت

کا اظہار عالم میں گوناگوں تصرفات سے ظاہر کرتا ہے بقولہ یولج اللیل فی النہار الی ان الانسان لکفور اور انہیں جملوں میں انسان نا قدرے اور ہٹ دھرم کو اپنی بیشمار

نعمتیں بھی یاد دلاتا ہے شبہ ہوتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ ایسا رحیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور اسکے فیض سے کوئی خالی نہیں تو پھر بندوں کو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و

احکام کی کیوں تکلیف دیتا ہے اسکے جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ہم ناسکوہ کہ ہمنے بندوں کی بھلائی کے لئے ہر اُمت کے لئے اسکے مناسب انکے انبیاء اور ہادیوں

کی معرفت (جیسا کہ فرمایا ہے ولکل قوم ہاد۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاح دارین کے لئے ایک قانون دیا ہے جس کے

وہ پابند تھے فلا ینازعنک فی الامر پھر انکو تم سے اے نبی اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں وادع الی ربک انک لعلی ہدی مستقیم آپ سب لوگوں کو انکے رب کی طرف

بلائے کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو دلائل میں نظر کر کے ہر عاقل جان سکتا ہے وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر اسکے بعد بھی وہ تم سے جھگڑا کریں تو

کہدو کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھ لیگا اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دے گا (منسک شریعت

اور رستہ یہ ابن عباس کا قول ہے جیسا کہ عطا نے نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منکم شرعۃ و منہاجا بعض نے مذبح و قربانی

بھی مراد لی ہے، اللہ کو ہر بات معلوم ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان

اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے اور یہ بات اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں

کی عقل کو دیکھئے کہ شریعت و طریقہ انبیاء کو لگا کر و یعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں کہ جنکے لئے اللہ کی طرف سے کوئی

بھی سند نہیں۔ یعنی یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہمارے لئے سفارش کریں گے اس بات پر انکے

پاس خدا کے ہاں سے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے بڑھ کر و مالیس لہم بہ علم ان چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے ہی نہیں علم حقیقی انکی ماہیت

کا نہیں رکھتے جیسا کہ ہزاروں معبود خیالی ہنود کے ہیں کالی پری سبز پری فلاں دیو فلاں بھوت یہی حال عرب کی قوموں کا تھا مگر اذا تتلی علیہم آیاتنا بینات تعرف

فی وجوہ الذین کفروا المنکر جب انکو رد شرک کے بارہ میں ہماری کھلی کھلی آیتیں اور دلائل سنائے جاتے ہیں تو منکر منہ بناتے ہیں دیکھا چاہتے ہیں کہ آیتوں کے سنانیوالوں پر حملہ کریں واذا تتلی

علیہم آیاتنا الخ فرماتا ہے کہ کیا تمکو بتاؤں جہنم کی آگ اس سے زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کے لئے مقرر ہو چکی ہے قل افانبئکم الخ اسکے بعد انکے معبودوں کی عجز و ناطاقتی ظاہر کرنیکے لئے فرماتا ہے یا ایہا

الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ کہ ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو اور وہ مثل یہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا کہ جسکو پکارنا اور اس سے

مدد چاہنا جائز ہے اسکو قدرت تو ہونی چاہئے اور وہ خالق بھی ہو اور خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات میں کم مرتبہ مکھی ہے اسکو تو بنا ہی نہیں سکتے

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اللہ ہی فرشتوں اور آدمیوں میں سے جسکو چاہتا ہے پیغام پہنچانے کیلئے منتخب کر لیتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ وہی سب کا اگلا اور پچھلا حال جانتا ہے اور اللہ ہی کیطرف سب باتیں رجوع

الْاُمُوْرُ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ

کرتی ہیں۔ ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور بھلائی کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں جیسا کہ چاہیے جہاد کیا کرو

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اسی نے تمکو انتخاب کیا ہے اور تم پر اس دین میں کوئی تنگی نہیں کی ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کا یہی دین ہے اسنے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا ہے اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۞

تمپر گواہ ہے اور تم لوگوں پر گواہ ہو پس نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑ لو وہی تو تمہارا مولیٰ ہے پھر کیا ہی خوب مولیٰ اور کیا ہی خوب مددگار ہے

ولو اجتمعوا لہ اگر وہ سب بھی جمع ہو کر پیدا کریں تو نہیں کر سکتے پھر دوسری بات اس سے بھی کمتر ہے اور وہ یہ کہ ان یسلبہم الذباب الخ اگر مکھی انسے کوئی چیز لے اڑے تو اس سے چھین بھی نہیں سکتے پس جب یہ حال ہے تو ضعف الطالب والمطلوب ضحاک کہتے ہیں طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے مراد معبود ابن عباسؓ کہتے ہیں طالب سے مراد مکھی ہے جو بتوں کی چڑھی ہوئی چیز پر آبیٹھتی ہے اسکو لیتی ہے اور مطلوب صنم ہے کہ جس سے مکھی طلب کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ علی العکس طالب صنم مطلوب مکھی بہر تقدیر یہ سب ضعیف و کمزور ہیں جو بت اپنے منہ سے مکھی نہ اڑا سکے بھلا اسکو پوجنا کس عقل کا کام ہے؟ ما قدروا اللہ حق قدرہ بات یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ چاہیے تھا ان اللہ قوی عزیز وہ قوی اور ہر بات پر قادر ہے پھر بندوں کو کیا مصیبت ہے جو اسکے سوا اوروں کے پاس جاتے ہیں کیا وہ کافی نہیں یا اور کوئی اس سے زیادہ قادر ہے؟ بتوں کی حقیقت تو معلوم ہوگئی اب رہے وہ لوگ کہ جو خدا کے برگزیدہ ہیں ملائکہ و انبیاء جنکو اکثر بت پرست یا مشرکین پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر انکی اقتدارات تسلیم کر کے ایسے حاجات کا سوال کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اور یہود اپنے بزرگوں کو اور آج کل کے جہال مسلمان اولیاء کرام اور بزرگان دین کو پوجتے ہیں اور عرب کے مشرکین اور صابئین ملائکہ کو پوجتے تھے پس انکی نسبت فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس کہ ملائکہ اور لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول ہیں انکو بھی تو اللہ ہی نے برگزیدہ کیا ہے یعنی انکے کمالات اپنے گھر کے نہیں انکی بزرگی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو پوجنا کیا عقل ہے؟ دوم لفظ رسلا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ یا انسانوں میں سے جسقدر محترم اور معزز ہیں وہ رسول ہیں یعنی رسل ملائکہ یا بنی آدم انکے بھی اصطفاء اور برگزیدگی کا باعث رسالت ہے پھر جبکہ رسول ہیں اسکے برابر اور اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟ سوم جب رسول ہیں تو ضرور یہ اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لائے تھے اور سب سے مؤکد پیغام یہی تھا کہ اللہ کے سوا اور کسیکو معبود نہ بنانا پھر عجب ہے کہ انکے پیغام کو بالائے طاق رکھکر انہیں کو خدائی کا شریک سمجھنے لگے۔ اور اسی کلام میں مکہ کے منکروں کا جواب بھی ہے جو وہ کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے محمدؐ ہی کو رسالت کیلئے خاص کر لیا ءانزل علیہ الذکر من بیننا کہ اسمیں کسیکا کیا اجارہ ہے اللہ فرشتوں میں سے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اسکام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے اور اسیطرح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اسکام کیلئے ممتاز کر لیتا ہے۔ ان اللہ سمیع بصیر وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور ان بزرگوں کے پوجنے والے جو منتیں کر کے انکو الوہیت میں شریک کرتے ہیں وہ انکی باتیں سن رہا ہے اور جو کچھ افعال عبودیت ان بزرگوں کے لئے کر رہے ہیں انکو دیکھ رہا ہے۔ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم اللہ کو اگلی پچھلی ہر بات معلوم ہے والی اللہ ترجع الامور اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کیطرف ہے یعنی ہر بات اسیکے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اگلے جملہ سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

ت بریں اور شرک کی مذمت اور دیگر اس رسولوں کی بعثت بیان کر کے ایماندار لوگوں کو نیکی کی تاکید کرتا ہے جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں فقال یاایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کو رکوع و سجدہ کرو یعنی نماز پڑھا کرو جسمیں رکوع اور سجدہ ہے اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت کیا کرو واعبدوا ربکم تلاوت کرو روزہ اور وافعلوا الخیر ہر ایک نیکی کرو جسمیں صلہ رحمی خیرات صدقات مکارم اخلاق سب کی سب اچھی باتیں آگئیں لعلکم تفلحون تاکہ تمہیں فلاح ہو۔ ابن المبارک و احمد و اسحاق و امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد سجدہ کرنا لازم ہے اور سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس جگہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ قرآن مجید میں چودہ جگہ سجدۂ تلاوت واجب ہے امام شافعی رح سورۂ ص میں سجدہ واجب نہیں جانتے اسکے بدلہ میں اس جگہ کا سجدہ لیکر چودہ پورے کرتے ہیں ہمارے امام کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ ہے یہاں نہیں واللہ اعلم۔

اسکے بعد ایک اور حکم دیتا ہے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہ سے مراد پورے پورا اور نہایت سعی و کوشش سے جسکی تفسیر بعض لوگوں کی ہے کہ خالصاً للہ اور بعض کہتے ہیں جسمیں سر دار اور اللہ کی مخالفت ہو بعض کہتے ہیں جسمیں کسیکی ملامت کا خوف نہو۔ پھر یہ عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ تلوار سے۔ اور اس حکم کا سب کے اخیر میں صادر کرنا اسبات کو جتلاتا ہے کہ نماز و فعل الخیرات سب سے بڑھکر یہ کام ہے کیونکہ جبتک شر اعداء سے امن قائم نہو گا تو دین پر بندہ تعالیٰ کے بندے۔ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکینگے کوئی اور نیک کام کر سکیں گے بعض مفسرین کہتے ہیں جاہدوا فی اللہ سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعداء دین سے جنگ ہو خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور نیکی کی باتیں اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کے لئے تاکید ہے۔

بعض اہل عرفان جیسا کہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدہ نفس ہے کہ نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکو اور اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے پھر فرماتا ہے ہو اجتباکم کہ اللہ نے تمکو اے امت محمد اس کام کیلئے ممتاز کر لیا ہے تم کسیکے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کرو وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تمکو جو شریعت دی گئی ہے اسمیں کوئی مشکل اور دقت نہیں رکھی گئی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جسکی معافی توبہ و استغفار یا کفارہ و قصاص سے نہ مقرر کی گئی ہو اور اسی طرح اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اور اسی طرح اگر غسل و وضو نہ کر سکے تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار اور مسافر کو افطار کی رخصت ہے یہانتک کہ جو چیزیں سور مردار وغیرہ حرام ہیں بوقت اضطرار انکی بھی اجازت ہے یہود کیطرح شریعت اور احکام سخت نہیں ہنود کیطرح کچا مذہب ہے کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دھرم بھرشٹ ہو جاوے اپنے ہاتھ سے چوکا کرے اور ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع اسکے ہاں قرار دی گئی ہیں یہانتک کہ سفر و حضر موت و حیات معاملات کا دائرہ تنگ کر دیا گیا ہے ملۃ ابیکم ابراہیم یہ تمہارے باپ ابراہیم کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں اسمیں عرب کی طرف خطاب ہے جو اکثر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور تمام امت بھی مراد ہو سکتی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم آنحضرت صلعم کے جد امجد ہونیکی وجہ سے جو مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں سب مسلمانوں کے باپ ہیں قرآن مجید میں حضرت صلعم کی بیویوں کو مسلمانوں کی ماں کہا ہے وازواجہ امہاتہم پس آپ باپ ہیں اور آنحضرت کی شریعت کا مادہ حضرت ابراہیم کی شریعت ہے بلحاظ زمانہ اسمیں کچھ ترمیم ہوئی ہے اسلئے حضرت کی شریعت کو ملت ابراہیم کہتے ہیں۔ ہو سماکم المسلمین من قبل کہ اسی نے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے جیسا کہ دعا کی تھی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وفی ہذا اور اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلمان قرار پایا ہے۔

لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسول قیامت میں تمہارا گواہ بنے اور تم تمام نبی آدم کیلئے گواہ بنو تو شہادت کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ جانی اور مالی عبادتمیں سرگرم رہا کرو واعتصموا باللہ اور ہر بات میں اللہ ہی کا بھروسہ رکھو اپنے دشمنوں سے کچھ خوف نہ کرو کیونکہ ہو مولکم وہ تمہارا مالک اور کارساز ہے فنعم المولی ونعم النصیر

سورۃ المؤمنون مکیہ ھی اسمین ایکسو اٹھارہ آیات اور چھ رکوع ھین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝

البتہ کامیاب ہوگئے ایمان والے وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ

اور وہ جو اپنے ستر کو محفوظ رکھتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اسلئے ان کو کوئی الزام نہیں پھر جو کوئی اسکے سوائے ڈھونڈے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

تو وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کیا کرتے ہیں یہی

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

وارث ہیں جو جنت الفردوس کا ورثہ پاویں گے وہ اسمیں سدا رہا کریں گے

ترکیب

الذین المومنون کی صفت یا بدل والذین اسیر معطوف الاعلی ازواجهم فی موضع نصب لان المعنی صانوها عن کل فرج الاعن فرج ازواجهم اور حال بھی ہوسکتا ہے اسے الاوالین علی ازواجهم او قوامین علیهن من قولک کان فلان علی فلانة۔ هم فیها خالدون تلہ حال مقدرہ ہے فاعل سے یا مفعول سے

تفسیر

یہ سورۃ بھی مکہ میں ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے۔ احمد و ترمذی و نسائی نے روایت کی ہے جسکا اخیر جملہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے بعد فرمایا کہ مجھپر دس آیات (یعنی اس سورہ کا اول) ایسی نازل ہوئی ہیں کہ جو اسپر عمل کریگا جنت میں داخل ہوگا۔

سورۂ حج کے اخیر میں یہ تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو خدا نے برگزیدہ کیا ہے کہ تم اور لوگوں پر دنیا و آخرت میں نیکی اور بدی کے معاملات میں شہادت ادا کرو جس کام کو بالاتفاق تم اچھا کہو یا جس شخص کو تم بھلا کہو وہی اچھا اور وہی بھلا ہے اور رسول ایسے معاملات میں تم پر شہادت ادا کرنے والا ہے تمہاری اچھائی اور برائی رسول کی شہادت پر موقوف ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ گواہ جب تک عدل یعنی نیک اور معتبر نہ ہو تو اس کی گواہی کیا اس لئے اس سورہ میں اصول حسنات کی طرف اس جملہ میں فاقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ اجمالاً اشارہ تھا اس سورہ میں اسکی تشریح فرمائی گئی اور اصول حسنات جو موجب فلاح و صلاح دارین ہیں بتلائے گئے اور اصول حسنات بیان فرمانے سے پہلے اسپر عمل کرنے والے کو بلفظ قد جسکے معنی تحقیق اور ضرور کے ہیں فلاح کا مژدہ بھی دیدیا کہ اسکی فلاح میں کوئی شک و شبہ نہیں فقال قد افلح المومنون کہ ایمانداروں نے فلاح حاصل کرلی آگے اس فلاح کی بھی شرح فرمائیگا مگر اس سے پہلے وہ اوصاف ارشاد فرماتا ہے جن پر فلاح مرتب ہے یہ سات صفت ہیں جو تمام مکارم اخلاق کے اصل الاصول ہیں اور جنمیں دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری و عملی تہذیب اخلاق سے لے کر تدبیر المنزل تک کوئی بات رہ نہیں گئی ہے (۱) المومنون

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

اور البتہ ۔ انسان کو ہمنے ۔ چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ہمنے اسکو ایک قرارگاہ میں (رحم) نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفہ کو ۔ علقہ ۔ بنایا ۔ پھر علقہ کو

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُم

مضغہ گوشت بنایا ۔ پھر مضغہ گوشت سے ہڈیاں بنائیں ۔ پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔ پھر اسکو ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو مبارک ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر اسکے

بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۝

بعد تمکو ۔ مرنا ہے۔ پھر تم قیامت کے دن اوٹھائے جاؤگے

اسمیں ایمان کا ذکر ہے جو سب نیکیوں کی جڑ ہے اسمیں اجمالاً اللہ اور اسکے صفات اور ملائکہ اور انبیاء اور انکی کتب اور دار آخرت کی تصدیق آگئی۔ یہ تمام حکمت نظریہ کا عطر ہے (۲) الذین ہم فی صلوتہم خاشعون یہاں سے حکمت عملیہ شروع ہوتی ہے اور نماز سب میں اول بات ہے اس جملہ میں نہ صرف نماز پڑھنے ہی کا حکم ہے بلکہ نماز میں عاجزی کرنیکا بھی۔ خشوع کے معنی میں اختلاف ہے بعض اسکو دل کا فعل کہتے ہیں ڈرنا اور دل سے معانی پر لحاظ کرکے خدا تعالی کو حاضر پانا ایسے آپ کو اسکے آگے کھڑا سمجھکر عجز و نیاز کرنا اور بعض اسکو ہاتھ پاؤں کا عمل کہتے ہیں سکون سے کھڑا رہنا اودھر اودھر التفات نہ کرنا کپڑے یا ڈاڑھی یا اور چیز سے کھیل نہ کرنا نماز کے اندر اور بعض نے دونوں باتوں کو لیا ہے اور یہی قوی ہے اور صحیح حدیثوں میں دونوں باتوں کیطرف اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کسلئے کہ جب انسان اپنے تئیں اللہ تعالی کے سامنے سمجھیگا اور اس سے عجز و نیاز کریگا جو روح نماز ہے تو وہ کبھی ادہر ادہر ملتفت نہوگا جب شاہان دنیا کے دربار میں ادہر ادہر ملتفت ہونا بے ادبی ہے تو وہاں دربار عالی میں کیونکر ادہر اودہر ملتفت ہوسکتا ہے وہاں جو سہی نماز پڑھتے ہیں اور دل سے انکو حضور ہے سو وہ ایسی باتیں کرتے ہیں انکی نماز اکے منہ پر ماری جاتی ہے (۳) والذین ہم عن اللغو معرضون لغو بیہودہ باتوں حرام اور مکروہ اور اس مباح فعل کو بھی کہتے ہیں کہ جسکی طرف انسان کو کوئی حاجت یا ضرورت نہو افسوس کہ آجکل مسلمان اس لغو میں کیسے مبتلا ہیں دنیاوی امور میں صدہا مکانات اور بے ضرورت اسباب خرید اور بنا کر محتاج ہوتے جاتی ہیں بیاہ شادیوں میں اس لغو کا کچھ ٹہکانا نہیں آتشبازی ناچ رنگ کیا کیا ہوتا ہے اور اسیطرح دینی معاملات میں لغو کا ارتکاب ہوتا ہے اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر کیا کچھ نہیں ہوتا پھر قبروں پر سراج ہوتا ہے اور دیگر فضول باتیں ہوتی ہیں اور محرم میں تو کچھ انتہا ہی نہیں ہے ہزار ہا روپیہ لگاکر تعزیے بنتے ہیں لوگ تعزیہ نہ بنا رکھتے ہیں شدے اور علم اور اکے ساتھ دیگر مہیات پھر کہیں حضرت امام حسینؓ کے گھوڑیکا فرضی نعل نکلتا ہے جسکو نعل صاحب کہتے ہیں سرکاروں سے لاکھوں روپیہ عاشور خوانوں کیلئے ملتے ہیں کاش یہ روپیہ قوم کی تعلیم میں صرف ہوتا کہاں گئے ہمارے واعظ جو مجالس میں صرف رولا ہی جاتے ہیں ان باتوں کا ذکر تک بھی نہیں کرتے (۴) والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون وہ جو اپنے مال میں سے اللہ کے رستہ میں ایک حصہ معین دیا کرتے ہیں اور اسی حصہ معین کو زکوٰۃ کہتے ہیں اسکے لئے فاعلون کا لفظ لانا نہایت فصاحت ہے (۵) والذین ہم لفروجہم لحٰفظون وہ جو اپنی بیبیوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا اور کسی پر اپنا ستر نہیں کہولتے۔ اس سے لواطت اور سحق اور ہاتھ سے منی نکالنے کی بھی ممانعت ثابت ہوئی اور متعہ کی ممانعت بھی سمجھی گئی کسلئے کہ متاعی عورت حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بیوی نہیں اور نہ لونڈی ہے پھر کیونکر مباح ہوسکتی ہے اور آیت میں بیوی اور لونڈی پر قضاء شہوت کا حصر کر دیا ہے (۶) جو والذین ہم لامانٰتہم و عہدہم راعون امانت اور عہد کی حفاظت رکہنے والے ہیں۔ امانت میں مال اور آبرو اور بات سب کی حفاظت ضرور ہے اسیطرح عہد میں عہد الٰہی اور باہمی معاہدہ آگیا (۷) والذین ہم علی صلوٰتہم یحافظون وہ جو اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کیساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانے والے کے لئے اسنے اپنے فضل سے جنت میں آٹھویں درجہ کی اعلی جنت کا وعدہ دیا جسکو جنت الفردوس کہتے ہیں اور اسکا انکو وارث یعنی مالک بھی قرار دیا اور وہاں ہمیشہ رہنے کا بھی مژدہ دیا یہ ہے فلاح مگر اسکے بعد بھی منکرین حشر و نشر یہ کہتے تھے کہ مرکر کون زندہ ہوگا؟ اسلئے اسکے بعد دلائل حشر شروع کئے فقال ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ کہ ہمنے انسان کو قطرہ منی سے پیدا کیا اور وہ قطرہ مٹی سے بنا تہا کیونکہ غذا جس سے منی پیدا ہوتی ہے مٹی سے بنتی ہے پہر اس قطرہ کو خون بنایا پہر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسکے ہاتھ پاؤں بنائے ہڈیاں اور پٹھے بنائے اور اسکو انسان بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لائے اور پہر وہ ایک روز مرتا ہے پہر جسنے ایسا کر دیا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا ضرور کرسکتا ہے کما قال ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون یہ دلیل کا نتیجہ ہے یہانتک دلائل النفس تہے کہ انسان سب سے پہلے اپنی ہی اندر اسکی قدرت و کمال کے صدہا شواہد موجود پاتا ہے جن میں غور کرکے فی الفور کہہ سکتا ہے کہ وہ قادر باکمال ضرور مرنیکے بعد

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ○ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ

اور اللہ ہی نے تمہارے اوپر سات رستے بنائے اور ہم بنانے میں بے خبر نہ تھے۔ اور ہم نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی اتارا پھر اسکو زمین میں ٹھہرائے رکھا

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ○ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

اور ہم اسکو لیجا بھی سکتے ہیں۔ پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے باغ اگائے کھجور اور انگور کے باغوں میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور انہیں سے تم کھاتے بھی ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ

اور ہم نے (زیتوں کا) وہ درخت بھی پیدا کیا جو کوہ طور میں (اکثر) پیدا ہوتا ہے وہ ایسے طور سے اگتا ہے کہ جس میں تیل اور کھانیوالوں کے لئے سالن بھی ہوتا ہے اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت ہے کہ تمکو ان کے

بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۧ

پیٹ کی چیزوں میں سے جدا کر کے دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے اور بھی فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور ان پر اور کشتیوں پر سوار بھی کئے جاتے ہو

اسکے بعد دلائل آفاقی یعنی ایسے جو باہر ہوں انہیں ہیں انکو شروع کرتا ہے اور سب میں بڑے نمونہ کا بیان کر فرماتا ہے فقال ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق یعنی ہمہی نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے طرائق جمع طریقہ۔ آسمانوں کو طرائق یا تو اسلئے کہا کہ یہ ملائکہ کے آنے جانے کے رستے ہیں یا سبع سیارہ کی چال کے رستے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ انکو طرائق الی التطارق کی وجہ سے کہا ہو جسکے معنی تہ بہ تہ یعنی اوپر تلے ہونیکے ہیں یقال طارق الرجل نعلیہ واطبق نعلا علی نعل وطارق بین الثوبین اذا لبس ثوبا فوق ثوب یہ خلیل و زجاج اور فراء کا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے وماکنا عن الخلق غافلین کہ ہمنے ان آسمانوں کو یا اور مخلوق کو بے جوڑ کیف ما اتفق نہیں پیدا کیا ہے بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک انکی مصالح کو نظر رکھا ہے (دوسری دلیل) وانزلنا من السماء ماء بقدر کہ ہم آسمانوں سے یعنی اوپر بادلوں سے پانی اوتارتے ہیں سو وہ بھی بے اندازہ نہیں کہ یوں ہی بادلوں کے دہانے کھولکر بے موقع دنیا کو غرقاب کر دیا جاوے بلکہ بقدر ایک اندازہ خاص سے پھر اس پانیکو بیہودہ طور پر صرف نہیں کرتے بلکہ فاسکناہ فی الارض اسکو زمین میں ٹھیرا دیتے ہیں اور انا علی ذہاب بہ لقادرون ہم اسپر بھی قادر ہیں کہ اس پانیکو لیجاویں سکھا دیں لیکن فانشانا لکم بہ جنات ہم تمہارے لئے اس سے باغ اگاتے ہیں اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں منجملہ انکے کھجور اور انگور ہے جسکو تر اور خشک گرمی سردی میں ہر طرح سے کھاتے ہیں انکے سوا باغوں میں لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون تمہارے لئے اور طرح طرح کے میوے ہیں اور یہ صرف میوے کہ جس سے پیٹ نہ بھرے غذا کا کام نہ چلے بلکہ بعض انہیں سے کہانیکا بھی کام دیتے ہیں صاحب کشاف کہتے ہیں منہا تاکلون کے یہ معنی کہ یہی باغ تمہاری معاش اور روزی کا بھی ذریعہ ہیں جیسا کہ کہا کرتے ہیں فلاں شخص فلاں پیشہ سے کھاتا ہے۔ وشجرۃ معطوف ہے جنات پر اے انشانا لکم شجرۃ ہس درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے جو عرب کیلئے بیشتر کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے تخرج من طور سینا صاحب کشاف کہتے ہیں طور یا تو سینا بمعنی کی طرف مضاف ہے کہ جسکو سینین بھی کہتے ہیں یا طور مضاف اور سینا مضاف الیہ دونوں سے مرکب ہوکر ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ امرء القیس و بعلبک پھر بعض اسکو غیر منصرف کہتے ہیں تعریف و عجمی کی سبب یا تعریف و تانیث کے سبب کیونکہ یہ بقعہ ہے اور فعلاء کا الف تانیث کے لئے نہیں جیسا کہ حرباء اور بعض الف کو تانیث کے لئے کہتے ہیں جیسا کہ صحراء۔ یہ پہاڑ قلزم کے اس طرف عرب کے گوشہ شمال و مغرب کے بیابان میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو توریت ملی تھی تنبت بالدہن موضع حال میں ہے اے تنبت وفیہا الدہن کما یقال رکب الامیر بجندہ اے ومعہ الجند یعنی اس درخت میں تیل ہوتا ہے وصبغ للاکلین اور سالن بھی ہے کہ کہانے والوں کے لئے جو اسمیں روٹی لگا کر کہاتے ہیں عرب زیتون کے تیل کو سالن کے کام میں لاتے ہیں الصبغ والصباغ ما یصطبغ بہ اے یصبغ بہ الخبز عطف علی الدہن اے ادام تیسری دلیل حیوانات کے متعلق وان لکم فی الانعام لعبرۃ کہ چارپایوں میں بھی تمہارے لئے بہت غور کیجائے ہے انکی پیدائش اور توالد و تناسل اور انکا شعور و ادراک تو دور معرفت ہے اگر تم صرف انکے انہیں فائدوں کو ہی دیکھو (۱) نسقیکم کہ ہمیں انکا دودھ پلاتے ہیں اور پیٹ کی آلائش اور خون سے کس حکمت بالغہ سے جدا کیا اور نکالا جاتا ہے (۲) ولکم فیہا منافع کثیرۃ دودھ کے سوا تمہارے لئے انمیں اور بھی فوائد ہیں انکی اون اور جلد کو کام میں لاتے ہو (۳) ومنہا تاکلون کہ بعض کو تم کھاتے بھی ہو انکا گوشت تمہاری عمدہ غذا ہے (۴) وعلیہا وعلی الفلک تحملون کہ ان پر اور کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو بوجھا لادتے ہو پھر جو قادر یا کمال یہ کرا ہی کیا وہ اپنی حکمت بالغہ سے انسانکو ایک ہی زندگانی دیگا اور اسکی حیات کا سلسلہ اسی چند روزہ حیات پر تمام کر دیگا

سلہ وماکنا عن الخلق غافلین کی تفسیر میں بعض نے کہا ہے کہ ہم بعض چیزوں کو جدا اور بعض کو سالم پیدا کئے ہیں اور ہمیں طبیعت سے خالق و فاعل ہیں کہ بے شعور و بے ارادہ قائل ہیں ۱۲ منہ

ع ۲۲ ۔ نصف

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور البتہ نوح کو بھیجا اسکی قوم کیطرف سو انہوں نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں تو کیا تم نہیں ڈرتے سو اسکی قوم کے کافر سرداروں نے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

کہا کہ یہ ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک آدمی سرداری حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتار دیتا ہم نے یہ اپنے اگلے باپ دادا سے نہیں

الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

کسی نہیں سنا یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس اسکا ایک وقت تک انتظار کرو۔ نوح نے کہا اے رب میری مدد کر اس لئے کہ مجھے جھٹلایا پس ہم نے اسکی طرف وحی کی کہ ہماری مدد اور حکم سے کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

بنا پھر جب ہمارا حکم آ پہنچے اور تنور ابل پڑے تو اس میں ہر قسم کے جوڑے دو دو رکھ لے اور اپنے گھر والوں کو بھی سوائے انکے جنکی نسبت حکم ہو چکا ہے

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

انکے سوا اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا کیونکہ وہ سب ڈوبنے والے ہیں پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر سوار ہو لیں تو کہنا حمد ہے اس اللہ کیلئے جس نے ہمکو

نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝

ظالم قوم سے نجات دی۔ اور دعا کر کہ اے رب مجھکو کشتی سے برکت کے ساتھ اتار اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔ بیشک اس قصے میں بہت سی نشانیاں قدرت کی ہیں اور ہمکو آزمانا منظور تھا

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

پھر انکے بعد ہم نے اور دوسرا دور پیدا کیا پھر ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے

اب یہاں سے چند انبیاء گذشتہ کے تذکرے بیان کرتا ہے جنکے ذکر سے چند باتیں ظاہر کرنی مقصود ہیں (۱) یہ کہ جسطرح اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تمہاری قوم سے کچھ سختیاں اور شبہات رکیکہ کرتی ہے اسیطرح پہلے لوگ بھی انبیاء سابقین کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت بڑے بڑے معجزے دکھا کر آخر کار ان کو ہلاک و برباد کیا ہے ایسا ہی تمہارے مخالفوں کے ساتھ ہونے والا ہے (۳) یہ کہ سب انبیاء خدا پرستی اور توحید کی تعلیم کرتے آئے ہیں یہ جو بت پرستی کو تقلید آباؤ اجداد سے ایک امر جائز و ابدی سمجھتے ہیں محض غلطیاں ہیں (۴) خدا تعالیٰ ہر ایک قرن کو غارت کر کے اسکے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا آیا ہے پھر کیا مرنے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا ؟

سب سے پہلا قصہ حضرت **نوح** علیہ السلام کا ہے جسمیں بڑی بات کلام سابق کے ساتھ موجب ربط یہ ہے کہ وہاں فرمایا تھا ہم آسمان سے پانی ایک اندازہ خاص کے ساتھ تمہارے فائدے کیلئے نازل کرتے ہیں اور جب بندے سرکشی کرتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ سے باز نہیں آتے تو اسی نعمت کو ہم زحمت کر دیتے ہیں جیسا کہ قوم نوح کیلئے ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا شرک سے منع کیا انکی قوم نے کہا (۱) یہ تم جیسا آدمی ہے اسمیں فضیلت کی کیا بات ہے (۲) اللہ نے اسکو کیوں بھیجا فرشتے کیوں نہ بھیجے (۳) یہ حکم ہمنے باپ دادا سے نہیں سنا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو (۴) اسکی یہ باتیں خلاف عقل ہیں یہ دیوانہ ہے (۵) یہ جو کہتا ہے کہ عذاب آئیگا دیکھو آتا ہے کہ نہیں ؟ چونکہ یہ شبہات بے بنیاد تھے انکا جواب ذکر نہ کیا آخر کار نوح نے دعا کی کہ الہٰی میری مدد کر حکم ہوا کشتی تیار کر اور اسمیں اپنے خاندان کو بجز انکے جنکی تقدیر میں ازل سے ہلاکت لکھی گئی الا من سبق علیہ القول اور ایمانداروں کو اور ہر چیز کے جوڑے کو سوار کر لے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور باقی سب لوگ کہ جنمیں انکا بیٹا بھی تھا غرق ہو گئے اس قصہ کی کامل تشریح پہلے ہو چکی اور فار التنور کے معنی بھی ہم بیان کر آئے ہیں قصہ کو تمام کر کے نتائج مذکورہ بالا کی طرف اشارہ کرتا ہے ان فی ذالک لآیات کہ بڑی نشانیاں قدرت کی ہیں پھر فرماتا ہے انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کیا

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

اور رسول کی قوم کے وہ سرداروں جو منکر تھے اور جنھوں نے آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا اور جنکو زندگی دنیا میں آسودگی بھی دی تھی یہہ کہنے لگے کہ رسول ہے کیا مگر تم ہی جیسا ایک آدمی

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا

کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیا کرتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خسارہ میں پڑ گئے کیا تمکو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے

أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا

تو تم پھر زندہ کر کے قبروں سے باہر نکالے جاؤ گے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے بہت ہی بعید ہے صرف یہی ہماری دنیا کی زندگانی ہے یہیں ہم مرتے اور زندہ ہوتے ہیں اور ہمکو تو مر کر زندہ ہونا نہیں یہہ نہیں مگر

رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ

ایک ایسا شخص ہے کہ جسنے اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہے اور ہمکو تو اسکا یقین آتے کا نہیں رسول نے کہا اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا فرمایا تھوڑی دیر کے بعد یہہ نادم ہو کر رہینگے پھر تو ان کو بر حق

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝

ایک ہیبتناک آواز نے آ پکڑا پھر تو ہمنے انکو چورا چور کر دیا پھر ظالم لوگوں پر خدا کی پھٹکار ہے پھر ان کے بعد ہم نے اور قرن پیدا کئے۔ کوئی قوم بھی اپنے وقت سے آگے بڑہ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ ۖ كُلَّ مَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

پھر تو لگاتار ہم اپنے رسول بھیجتے رہے جب کوئی رسول کسی قوم پاس آتا رہا وہ اسکو جھٹلاتی ہی گئی پھر ہم بھی ایک قوم کو دوسری کے پیچھے ہلاک کرتے گئے اور انکو ہمنے کہانیاں بنا دیا پس پھٹکار ہے اُس قوم پر جو ایمان نہیں لاتی

اور اسمیں ہی ایک اور رسول بھیجا یہہ **دوسرا قصّہ** ہے۔ اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صالح علیہما السلام ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور مر کر زندہ ہونیکا بھی وعدہ کیا تھا جسپر انکی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور کافر تھے اور اللہ نے انکو دنیا میں ثروت و دولت بھی دی تھی (دیکھو کہ ایسی باتیں یہی دنیا دار و دولتمند غرور میں آکر کیا کرتے ہیں) وہی بیہودہ شبہات کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہی جسطرح ہم کھاتے پیتے ہیں یہہ بھی اسی طرح اور وہی چیزیں کھاتا پیتا ہے پھر ایسے شخص کے حکم پر چلنا جو ہم جیسا انسان ہے خرابی میں پڑنا ہی (ان حمقا نے رسول کو یہہ سمجھا تھا کہ وہ نوع انسانیت سے علحدہ کوئی اور ہی طرح کا ہونا چاہئے) اور یہ کہ یہہ جو کہتا ہے کہ مر کر اور بوسیدہ ہو کر بھی لوگ زندہ ہوں گے تو یہہ بہت بعید بات ہے صرف دنیا ہی کی موت اور زندگی ہے یہہ جھوٹا آدمی اسکی بات پر ہم کو یقین نہیں آتا تب نبی نے دعا کی کہ میری مدد کر حکم ہوا کہ ابھی یہہ اپنے کئے پر نادم ہونگے چنانچہ ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ ایک ہیبتناک آواز آئی جس سے وہ مر کر رہ گئے اسکی تشریح بھی چوتھی جلد میں ہو چکی ان کے بعد یکے بعد دیگر خدا نے اور قرن پیدا کئے اقرن مانند نگر و اہل زمانہ ہیں) یہ تیسرا واقعہ ہی یعنی اور بھی قومیں پیدا کی ہیں اور انمیں بھی لگاتار ہم رسول بھیجتے گئے مگر ہر ایک قوم کے ہلاک کا ایک وقت مقرر ہے اس سے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتا رسول کی تکذیب سے فوراً ہلاک نہیں ہوئی اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی ہے کہ آپکے منکروں کی بربادی کا بھی وقت مقرر ہے انکی تکلیفیں اسوقت تمکو اٹھانی پڑیں گی انکی کہنی اور جلدی کرنے سے فوراً ہلاک کر دینا ہمارا دستور نہیں پھر فرماتا ہے کہ جب ان قرن والوں کے پاس انکا رسول آیا انہی تکذیب ہی پیش آئی سو ہم نے بھی یکے بعد دیگر ہر ایک قرن کو ہلاک کیا فاتبعنا بعضھم بعضاً کے یہہ معنی اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلی امت کی طرح دوسری امت کا بھی تکذیب میں وہی دستور رہا وہ انہیں کی چال چلے لیکن اول معنی ظاہر ہیں انکو یہانتک ہلاک کیا کہ انکا کوئی نشان بھی باقی رہا صرف انکے قصّے اور تذکرے باقی رہ گئے وجعلناھم احادیث سو انپر پھٹکار ہے۔ اسمیں اجمالاً بہت سے انبیاء کا تذکرہ ہی۔

۱؎ مرا ای متواترین واحدا بعد واحد من الوتر والتاء بدل من الواو کما فی تولج والالف للتانیث لان الرسل جماعۃ وقرء بالتنوین علی انہ مصدر بمعنی الفاعل وقع حالا ابو السعود۔ قرأ ابن کثیر و ابو عمرو بالتنوین والباقون بغیر تنوین وہو اختیار اکثر اہل اللغۃ لانہا فعلی من المواترۃ وہی المتابعۃ وفعلی لا ینون کدعوی۔ ک ۱۲ اصلہ وترا التاء بدل من الواو والانہ من المواترۃ وہی المتابعۃ ومن ذلک قولہم جاؤا علی وتیرۃ واحدۃ ای علی طریقۃ وہو نصب علی الحال ای متتابعین وفی الاصل انہ مصدر وقیل صفۃ لمصدر محذوف ای ارسالاً متواترا والفہا للالحاق کجعفر کارطی او بدل من التنوین ۱۲ عبد الحق

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ

پھر بھیجے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند کر ساتھ۔ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف پھر انہوں نے تکبر کیا اور وہ ایک سرکش قوم تھی

فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۞ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر انہوں نے کہا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے آویں کہ انکی قوم ہماری غلامی کرتی ہے آخر انکو جھٹلا ہی دیا پھر تو وہ بھی ہلاک ہی کئے گئے اور البتہ ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۞

کتاب دی تھی تاکہ لوگ اسی سے ہدایت پاویں ۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو اپنی قدرت کا نشان بنا دیا تھا اور انکو ایک بلندی پر لیجا کر بسا دیا جو ٹھہرنے کے قابل اور جس میں پانی کا چشمہ تھا۔

ترکیب

ہارون بدل ہے اخاہ سے مثلنا اسکو مفرد لائے تثنیہ نہ لائے حالانکہ تثنیہ ضمیر سے آتا ہے یا تو یہ مصدر ہے جسمیں تثنیہ وجمع برابر ہیں یا البشریت میں مماثلت ہے یہ کیفیت میں قومہما جملہ حال ہے آیۃ مفعول ثانی ہے جعلنا کا معین یا تو فعیل ہے معنی مفعول سے قلیل سے اور اسی سے ماعون ہے یا عین سے بنا ہے یا فعول ہے اذا ابصرتہ سے ہے اسے مار جاری ظاہر تراہ العیون واصلہ معیون۔

یہ چوتھا قصہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا ہے کہ ہم نے انکو معجزات ✤ **تفسیر** ✤ اور سلطان مبین کے ساتھ فرعون مصر اور انکی قوم کے پاس بھیجا تھا لیکن وہ سرکش لوگ تھے کہنے لگے جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی ہم ہیں اور نیز تمہاری قوم ہماری خدمت کرتی ہے یعنی ذلیل قوم کے ہو پھر کیونکر مانیں انکار کیا ہلاک ہوئے سلطان مبین سے مراد یا تو وہی آیات یعنی نو معجزے ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور سلطان مبین انہیں سے کوئی خاص معجزہ ہے جیسا کہ عصیٰ اور خاص کا عام پر عطف جائز ہے جیسا کہ ملائکہ کے بعد جبرئیل ومیکائیل کا ذکر آیا ہے اور ممکن ہے کہ آیات سے مراد نفس معجزات ہوں اور سلطان مبین سے انکی وہ کیفیت جو اسکے صدق پر دلالت کرے سو متعلق تھی یا ایک ہیبت و وقار جو انکو عطا ہوا تھا انکے ہلاک کے بعد جبکہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر شام کو روانہ ہوئے اور بحر قلزم کو عبور کر کے اس میدان میں آئے کہ جسکو تیہ کہتے ہیں تو یہاں انکو بنی اسرائیل کی ہدایت اور انتظام کے لئے ایک کتاب خدا تعالیٰ نے دی تھی جو باتفاق جمہور اہل کتاب واہل اسلام توریت تھی[ف] ۔ پس وہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنام توریت تصنیف کی گئی اصلی توریت نہیں ۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب (ای التوراۃ) جلالین ۔ لعلہم یہتدون کے یہی معنی ہیں ۔

وجعلنا ابن مریم الخ یہ **پانچواں** قصہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ہے انکے تمام قصہ کو چھوڑ کر صرف اس جگہ یہی بات بتلائی گئی کہ ہم نے ان دونوں کو آیت یعنی اپنے ہاں کی ایک نشانی بنایا تھا باتفاق جمہور مفسرین حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تھا کہ حضرت مریم کو بغیر کسی مرد کے حمل ہوا اور اس سے پیشتر عبادت خانہ میں انکے پاس غیب سے بے موسم کے میوے آتے تھے اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے اور معجزات دکھانے کی وجہ سے نشانی تھے چونکہ دونوں کا نشانی ہونا ایک عجیب بات تھی اس لئے دونوں کو بلفظ واحد آیۃ ذکر فرمایا آیتین نہ کہا ۔ اس آیت سے حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بخوبی ثابت ہو گیا پھر جو تاویل یا انکار کرتے ہیں وحی کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتے ہیں اس نشانی سے چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل فائدہ اٹھاتے ایمان لاتے راہ راست پر آتے اسکے برعکس انکی جان کے دشمن ہو گئے اسلئے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو بحالت صغرسنی مریم کے چچا زاد بھائی یوسف نجار ہیرودیس حاکم کے خوف سے مصر کی طرف[ف] لیکر چلے گئے تو اور بارہ سال وہیں رہے یہاں دریائے نیل کا پانی جاری ہے اور یہ جگہ مرتفع ہے لیکن ابو ہریرہؓ نے مقام رملہ[ف] بتایا ہے ۔

ف جیسا کہ توریت سفر استثنا کے اکتیسویں باب کے چوبیس درس میں لکھا ہے قولہ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھ چکا اور وے تمام ہوئیں تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکھو الخ یہی وہ توارت تھی جو حضرت موسیٰ کو ملی تھی آخر کار یہ کتاب موسیٰ کے بعد سلیمان کے عہد تک کے زمانے میں بنی اسرائیل پر مصائب آنے کی وجہ سے تلف ہو گئی چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ صندوق کھولا تو اسمیں صرف پتھر کی دو لوح برآمد ہوئیں کتاب نہ ملی جیسا کہ کتاب اول سلاطین کے آٹھویں باب نویں درس میں ہے ف انجیل متی کے دوسرے باب تیرہ درس میں اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ ف رملہ ملک مصر میں ایک خاص جگہ ہے ۔ ۱۲ منہ

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

اور ہمنے کہدیا تھا کہ اے رسولو پاک چیزیں کہایا کرو　اور اچھے کام کرتے رہو　میں جو کچھہ تم نیک کام کرتے ہو اوسے واقف ہوں　اور البتہ یہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے　اور میں ہی تم سب کا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۞ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۞ فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۞

رب ہوں پس مجہی سے ڈرا کرو پہر لوگوں نے اپنے اپنے دین کو جدا جدا کر لیا　جو دین جسکے پاس ہے ہر ایک اوسی سے خوش ہے　اے نبی ایک وقت تک انکو انکی غفلت میں پڑا رہنے دو

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۞ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

کیا وہ یہ سمجھہ رہے ہیں کہ ہم جو انکو مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں　(کیا ہم ان کو فائدے پہونچانے میں جلدی کر رہے ہیں (ہرگز نہیں)　بلکہ وہ سمجھتے نہیں بیشک وہ جو اپنے رب کی ہیبت

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا

سے ڈرتے ہیں　اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں　اور وہ جو اپنے رب کے ساتھہ کسیکو شریک نہیں کرتے　اور وہ جو کچھہ دیتے ہیں تو اسی طرح دیتے ہیں

وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۞ اُولٰۤئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۞

کہ اسکے دل ڈر رہے ہیں کہ انکو اپنے رب کے پاس جانا ہے (شاید قبول ہو یا نہ ہو)　یہی وہ لوگ ہیں کہ جو نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور وہی آگی بڑہ رہتے ہیں ۔

سب حضرات انبیاء علیہم السلام کی طاعون و دین اور عبادت کی ایک ہی گروہ ہے سب کا ایک ہی حمد ہے واحد ہے ۱۲ منہ

ترکیب

انّ کو قرا کوفہ بکسر الہمزہ پڑہا ہے تب یہ جملہ مستانفہ ہے ہٰذہ اسکا اسم امتکم خبر اور امۃ واحدۃ منصوب ہے حال لازمہ ہونیکی وجہ سے جر اَنّ سے دیگر قرا نے اَنّ بالفتح پڑہا ہے یا تو لام مقدر مان کر جو اتقوں سے متعلق ہوگا ای فاتقون لان ہٰذہ اور موضع ان کا نصب ہے یا جر یا یہہ معطوف ہے ماقبل پر زُبُرا الصحیفتین جمع زبور ای کتبا مختلفہ یعنی جعلوا دینہم ادیانا او زبرا قطعا استعیرت من زبر الفضۃ والحدید کبیرۃ وتقرء بفتح الباء وہو جمع زبرۃ وہی القطعۃ والفرقۃ والنصب علی الوجہ الاول علی الحال من امرہم وعلی الوجہ الثانی حال من الفاعل ۔ اَن یا بمعنی الذی وخبران نسارع

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرما کر انکے اس شبہہ کی جواب میں (کہ ان رسولوں میں ہمسے کیا فوقیت ہے جو ہم کہاتے پیتے ہیں یہ بہی وہی کہاتے پیتے ہیں یعنی ملائکہ یا انکی مانند کیوں نہیں) فرماتا ہی کہ ہمنے رسولوں سے یہہ کہدیا تہا کہ طیب یعنی حلال اور پاک چیزیں کہاؤ تمہاری ہی لئے یہ نعمتیں ہمنے پیدا کیں ہیں ہاں حرام اور گندی چیزیں کہاؤ نہیں کہ مدار پاک اور حلال چیزوں کی ترک کر دینے پر نہیں جیسا کہ بعض سمجھے ہوئے ہیں اور ان نعمتوں کی شکر میں وعملوا صالحا نیک کام کیا کرو میں تمہیں دیکھہ رہا ہوں اور یہ بہی کہدیا گیا تہا کہ اے رسولو تم سب کا ایک ہی طریقہ ہے توحید و عبادت اسیطرح تمہاری سب امتیں بہی باہم الگ الگ مذاہب کے لوگ نہیں اصول شریعت میں سب ایک ہیں اور تم سب کا رب بہی میں ایک ہوں پس مجہسے ہی ڈر کر بُری باتوں سے پرہیز کیا کرو لیکن انبیاء کی بعد ان کے پیروں نے باہم افراط و تفریط کر کے جدے جدے فرقے بنا لئے پہر ہر فریق اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہے بیہودا اپنے ہی آپ کو راہ راست پر جانتے ہیں نصاریٰ اپنے تئیں مشرکین و مجوس اپنے مذہب کو موجب نجات خیال کر رہے ہیں حضرت کو فرماتا ہی فذرہم الخ انسے بحث و تکرار نہ کرو انکو انکی غفلتوں کے دریا میں ڈبکیاں مارنے دو ایک وقت تک بعض علماء کہتے ہیں اسوقت سے مراد وہ وقت ہی کہ جب اسلام اپنی پوری شوکت دنیا میں ظاہر کریگا پہر تہدید کر جانا یک سر انکو بیدار و ہوشیار کر دیا جاویگا بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الٰہی کی وقت تک پہر انکو آپ معلوم ہو جاویگا وہ دنیا کی ثروت و دولت کثرت اولاد و مال کو اپنے مذہب کے برحق ہونیکی دلیل جانتے تہے بلکہ اب بہی کہا کرتے ہیں ہمنے فلاں دیوی دیوتا کی نذر بہینٹ کی تو اوسنے ہم کو مال اولاد دیا اسکے جواب میں فرماتا ہے ایحسبون انما نمدہم الخ کہ کیا وہ اس فراخی مال و اولاد کو ہماری مہربانی سمجھتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ لا یشعرون انکو شعور نہیں چار پایوں ہیں کیونکہ دنیا فانی کی آسایش کچھہ چیز نہیں حیوانات کو بہی نصیب ہے ہاں جنپر ہماری مہربانی ہے اور انکے لئے ہم بہلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکہتے ہیں اور وہ جو شرک نہیں کرتے اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول نہو یہی لوگ نیکی میں دوڑنے اور سبقت کرنیوالے ہیں ۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن

اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسیقدر کہ اوٹھا سکے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ سچ کہدیگی اور اُنپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ اُنکے دل اس سے بہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اسکے سوا اُنکے اور بھی

دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ۝ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ

کام ہیں کہ جنکو وہ کیا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ جب اونکے مالداروں کو ہم آفت میں مبتلا کریں گے تو وہ فوراً چلا اُٹھینگے۔ (کہا جائیگا) آج کیوں چلاتے ہو تمہاری ہمارے ہاں سے کچھ بھی مدد نہ ہوگی

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ۝ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

ہمیشہ میری آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں پس تم تو اُلٹے پاؤں بھاگا کرتے تھے۔ غرور میں آکر اسکو قصہ کہانی سمجھ کر چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے کیا اونہوں نے ارشاد الٰہی (یعنی قرآن) میں غور نہیں کیا

أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم

کیا اُنکے پاس کوئی ایسی (نئی) بات بھیجی ہے کہ جو اُنکے اگلے باپ دادا کے پاس نہ بھیجی تھی۔ کیا اونہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تھا جو اسکے منکر ہو گئے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اسکو جنون ہے (نہیں کوئی بات نہیں) بلکہ رسول اُنکے پاس

بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ۝ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ

سچی بات لایا تھا اور اُنمیں سے اکثر تو سچ سے نفرت ہی کرتے تھے۔ اور اگر حق اُنکے خواہش کے تابع ہوا کرتا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنمیں ہے سب کچھ خراب ہو چکتا بلکہ ہمنے تو اُنکی نصیحت اُنکو پہنچا دی تھی

فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

سو وہ اپنی نصیحت کی بات سے منہ موڑتے ہیں۔ اے نبی کیا تم اُنسے کچھ اُجرت مانگتے ہو پھر اُجرت تو تمہارے رب کی بہت بہتر ہے اور وہی سب سے اچھا روزی دینے والا ہے اور البتہ اُنکو سیدھے رستہ کی طرف بلاتا ہے

اہل ایمان کی چند اوصاف حمیدہ ذکر کر کے فرمایا تھا کہ یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کر رہے ہیں اب مخالفوں کو رغبت دلاتا ہے کہ لا نکلف نفسا الا وسعہا ہم کسی پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے یعنی احکام سخت پر مامور نہیں کرتے آسان اور سہل حکم دیا کرتے ہیں پھر اے کمبخت منکرو تم کیوں ان نیکیوں میں پیچھے رہے جاتے ہو؟ اور یہ خیال کرنا کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بے فائدہ ہے اُنکو آخرت میں کون یاد رکھیگا یہ غلط خیال ہے کسلئے کہ ولدینا کتاب ینطق بالحق وہم لا یظلمون ہمارے پاس ایک کتاب ہے اسمیں یہ سب کچھ لکھا جاتا ہے ہر فرد و بشر کے اعمال کراماً کاتبین لکھا کرتے ہیں یہ کتاب اُنکے ٹھیک ٹھیک بیان کردیگی اور کسی کا کوئی عمل نہ رہ جائیگا کہ اُنپر ظلم ہو ظلم نہ ہوگا۔ اسی کتاب کا آگے ذکر آچکا ہے جسطرح کہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا۔ اگر اس سے دنیا کی کتابوں کی مانند کاغذ وغیرہ پر لکھی ہوئی کتاب مراد نہیں بلکہ اور قسم کی کتاب یعنی یادداشت الٰہی واللّٰہ اعلم۔ یہ باتیں سنکر بھی کفار نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتے بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا الخ بلکہ اُنکے دل اس بات سے غفلت میں ہیں اور اسیر ہی بس نہیں بلکہ ولہم اعمال من دون ذالک اسکے سوا اُنکے اور اعمال بھی ہیں جنکو وہ عمل میں لا رہے ہیں پھر یہ تم گاری اعمال بد میں یہانتک گرفتار ہیں حتی اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الخ کہ جب ہم اُنکے دولتمندوں کو جو دولت کے نشہ میں مغرور ہیں عذاب میں مبتلا کرینگے تو یجئرون دُہائی دینے لگیں گے۔ اس عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے۔ یہ عذاب سب کفار کیلئے ہے مگر دولتمند کی تخصیص اُنکے غرور و تکبر کی وجہ سے ہوئی۔ ملائکہ اسوقت کہینگے اب کیوں ہائی دہائے فریاد کرتے ہو آج تمکو مدد الٰہی نہ پہونچیگی۔ قد کانت آیاتی الخ کیونکہ تمہارے سامنے میری آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تم تکبر کی راہ سے اُنکو چھوڑ کر قصہ کہانیوں میں مشغول ہوتے تھے سمر رات کو قصہ گوئی کرنا۔ عرب کی عادت تھی کہ رات کو لوگ مجتمع ہو کر قصہ خوانی کیا کرتے تھے تہجرون ہجر بالکسر یعنی جدائی ہجر بالفتح ہذیان و بالضم فحش کعبہ کے ارد گرد بیٹھ کر قریش مکہ قصہ خوانی کرتے تھے اور آنحضرت اور قرآن کی ہجو و حقارت بھی کیا کرتے تھے۔

اب فرماتا ہے کہ ان باتوں کا عمل میں لانا یا تو اسلئے تھا کہ قرآن مجید میں کوئی خوبی نہ تھی جو اس سے بھاگتے تھے اس کے جواب میں فرماتا ہے افلم یدبروا القول کہ بھلا کیا قرآن ورنہی کی ارشاد میں غور نکیا تھا یعنی کرنا چاہیئے تھا وہ نبی کی آدمی کو اور اونکی نصائح کو ایک ادنیٰ بات جانتے تھے سو یہ بھی غلط کیونکہ ام جاءہم کیا اُنکے پاس رسول کوئی نئی بات لائے تھے جو اُنکے باپ دادا کے پاس پہلے انبیاء نہ لائے تھے؟ تیسری بات یہ کہ وہ رسول سے واقف نہ تھے بلکہ خوب واقف تھے کہ قبل نبوت اُنکو سچا و ایماندار جانتے تھے پھر بعد نبوت جھوٹ بولنے سے کیا غرض تھی؟ ام لم یعرفوا رسولہم

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ○ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○

اور وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس رستہ سے ٹیڑھے چلتے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کرکے انکی تکلیف کو بھی دور کر دیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہ بنے رہیں گے

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ○ حَتَّى إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ

الربع

اور البتہ ہمنے انکو عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی وہ اپنے رب کی طرف نہ جھکے اور نہ عاجزی کرنیوالے تھے - یہانتک غفلت میں رہے کہ جب ہمنے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولدیا تو فوراً

فِيهِ مُبْلِسُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

اسمیں ناامید ہوگئے اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے - تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو - اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زمین میں پھیلا دیا اور (قیامت میں)

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ○

اسکی طرف جمع کرکے لائے جاؤگے - اور وہی تو ہے کہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی رات دن کا بدلنے والا ہے تو پھر تم کیا نہیں سمجھتے - بلکہ انھوں نے بھی ایسی ہی بات کہدی جو پہلوں نے کہی تھی

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○

انھوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہم مرجاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجاوینگے تو پھر بھی زندہ کئے جاوینگے؟ اس کا تو ہمسے اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے یہی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں

چوتھی بات یہ کہ باوجود اس خداترسی اور راستباری کے سیکڑوں تکلیفیں اٹھاکر دنیاوی فوائد پر لات مارکر قوم کو سوالی مصیبتوں سے بر حذر کرنا توحید و راستباری پھیلانا کسی دیوانہ آدمی کا کام نہیں پھر کیا انھوں نے رسول کو دیوانہ سمجھا تھا ام یقولون بہ جنۃ یہ کچھ نہیں تو یقین کرلینا چاہئے کہ جاءہم بالحق رسول انکے پاس دین حق لیکر آچکا تھا لیکن اکثرہم للحق کارہون انمیں سے اکثر کو حق سے کراہت نفرت ہے - اپنی کج طبعی اور تیرہ باطنی سے چاہتے ہیں کہ انکی خواہش کے موافق دنیا میں رسول احکام جاری کیا کرے ولو اتبع الحق اھواءھم الخ اگر ایسا ہو تو آسمان اور زمین اور انکے رہنے والے خراب ہوجاویں - ریل کا انجن اگر کسی ناداں کے سپرد کیا جاوے تو گاڑیاں لٹ جاویں صدہا آدمی مرجاویں - بس ہم انکو انکے سمجھنے اور درست ہونیکی چیز انکو دیتے ہیں پر وہ اس سے اعراض کرتے ہیں پھر انکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس وعظ و نصیحت سے رسول کچھ ان سے مزدوری مانگتا ہے؟ کچھ نہیں بلکہ وہ اجر آخرت کا طالب ہے اور اللہ بہتر اجر دینے والا ہے اور اے محمد تم انکو سیدھے رستے کیطرف بلا رہے ہو وان الذین لایومنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون اور آخرت پر یقین لانیوالے سیدھے رستے سے پھرے جاتے ہیں افسوس -

واذا اخذناھم بالعذاب میں مفسرین کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کی بددعا سے قریش مکہ پر سات برس کا ایسا سخت قحط پڑا کہ جسمیں وہ چلا اٹھے کتے اور مردار تک کھانیکی نوبت آگئی دہائی دینے لگے جسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ دہائی دیتے ہو ہمارے رسول پر کیوں ایمان نہ لائے آخر کار یوں تک عتاب ہے - بعض کہتے ہیں کہ یہ آنیوالے عذاب کی خبر ہے جو بوقت مرگ یا آخرت میں پیش آئیگا اور کفار اسوقت چلائیں گے دہائی دینگے تب انکے جواب میں یہ عتاب ہوگا قوی تر یہی ہے کہ آنیوالی مصیبت کی خبر دیجاتی ہے وہ قحط شدید اور واقعہ بدر تھا جسمیں قریش چیخ اٹھے تھے اور انکے حال پر جواب یہ عتاب ناطق تھا اور آیندہ مرنیکے بعد اور پھر قیامت میں بھی عذاب شدید پیش آئیگا جہاں انکی فریاد اور دہاڑنے پر یہی جواب عتاب دیا جائیگا اس لئے فرماتا ہے اور جو ہم اس مصیبت سے کہ جسمیں انکو مبتلا کیا کرتے ہیں نجات بھی دیں تو پھر ایسی ہی سرکشی میں اٹھ جاوینگے عذاب دفع ہونیکے بعد سرکشی کرنا تو انکے نزدیک معمولی بات ہے - ولقد اخذنٰھم بالعذاب الخ ہمنے انکو اول ایک عذاب میں گرفتار کیا تو اسوقت بھی ما استکانوا لربھم اپنے رب کیطرف نہ جھکے استکان استفعل ہے الکون سے انتقل من کون الی کون - ویجوز ان یکون افتعل من السکون (کبیر) اور نہ جھکنے والے تھے - حتی اذا فتحنا علیھم یہانتک کہ اس مصیبت کے بعد دوسری مصیبت کا دروازہ کھولا تو بھی جھکے بلکہ رب کی رحمت سے ناامید ہوگئے حالانکہ اللہ وہ منعم حقیقی ہے کہ جسنے تمکو کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے پھر اس سے ناامیدی کرنا کیسی بری بات ہے اور یہی اشارہ ہے کہ ان سے سننے کو کان دیکھنے کو آنکھ سمجھنے کو دل عطا کئے پھر خود دلائل الٰہی میں کیوں غور نہیں کرتے تاکہ انکو خود معلوم ہوجاوے کہ رسول جو کچھ فرماتا ہے سراسر ہمارے فائدہ کے لئے اور برحق بات کہتا ہے - اسکے بعد اور بھی نئی نعمتیں اور اپنی قدرت کاملہ کے نشان ذکر فرماتا ہے کہ جنسے صاف معلوم ہوجاوے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے وھو الذی ذراکم فی الارض یہ نعمت ہے والیہ تحشرون میں وعدہ ہے کہ جسنے تمکو زمین پر پھیلا دیا ہے وہی تمکو قیامت میں سمیٹ بھی لیگا اور وہی یحیی ویمیت نعمت بھی ہے اور قدرت کاملہ کی دلیل بھی ہے اسی طرح اختلاف الیل والنہار بھی نعمت اور اسکی قدرت کی دلیل ہے اسکے بعد فرماتا ہے افلا تعقلون کہ تم پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ وہی بیہودہ بات کہے چلے جاتے ہو جو پہلے احمق کہہ چکے ہیں کہ مرکر اور ریزہ ریزہ ہوکر کیونکر بار دیگر زندہ ہونگے یہ صرف ایک جھوٹا وعدہ ہے جو ہمسے اور ہمسے پہلوں سے انبیاء کرتے آئے ہیں اور یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں -

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۞ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ

اے نبی انسے یہ تو پوچھو کہ یہ زمین اور جو کچھ اسمیں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد کہینگے اللہ کا ہے - کہدو کہ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے - انسے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں کا رب کون ہے اور

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۞ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۞ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

عرش عظیم کا رب کون ہے وہ جلد کہینگے کہ یہ سب اللہ کا ہے کہدو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے - پوچھو کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ کون ہے جو بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۞ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۞ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۞ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ

جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد کہدینگے سب کچھ اللہ کا ہے - انسے کہدو پھر تم کیسے دیوانے ہورہے ہو - بلکہ ہمنے تو انکے پاس حق بات پہنچادی اور یہ بیشک جھوٹے ہیں خدا نے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا اور اسکے ساتھ کوئی معبود بھی ہے

اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۞ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ ع ۱۵

یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لگ لیے پھرتا (اسپر قابض ہوجاتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا - جو جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے - وہ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے وہ انکے شریک بنانے سے بری ہے -

---

للّٰہ قرأۃ جمہور میں لام ہے اور یہ لمن الارض کا جواب ہے اور آخر دونوں سوالوں کے جواب میں اللہ واقع ہے اور للّٰہ بھی - بغیر لام میں لفظی رعایت ہے اور لام میں معنی کی لان المعنی فی قولہ من رب السموات لمن السموات - ملکوت میں ت مبالغہ کے لئے بمعنی ملک اذًا جواب ہے شرط محذوف کا **تفسیر** تقدیرہ لوکان معہ آلہۃ -

مسئلہ حشر اور رسالت کو تمام کرکے پھر مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے اور مشرکین کے مسلمات سے ہی ان پر الزام قائم کیا جاتا ہے تو فرمایا قل لمن الارض اے نبی ان سے یہ پوچھو کہ زمین اور اسکے رہنے والے کس کے ہیں وہ یہی کہینگے کہ اللہ کے کیونکہ وہ اللہ کے قائل تھے تب کہو کہ تم پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جسکے قبضہ قدرت میں یہ سب ہیں اور وہ انکا خالق ہے تو اور معبودوں کا کیا استحقاق عبادت ہے بلکہ وہ بھی مخلوق اور مملوک ہیں پھر فرمایا قل من رب السموات الخ کہ انسے یہ بھی پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہے اسکے جواب میں بھی وہ یہی کہینگے کہ اللہ تب انسے کہدو کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے اسکے سوا اور کون ہے کہ جسکو اسکے ساتھ حاجت روا سمجھکر پوجتے ہو تمکو ڈرنا چاہئے - ان جملوں میں اثبات حشر بھی ہے کیونکہ وہ جوان سب کا مالک ہے وہ مرکر زندہ کرنے پر بھی قادر ہے مسائل قرآنیہ کا یہ اسلوب ہے کہ ایک مسئلہ کے دلائل سے دوسرا بھی ثابت ہوجاتا ہے یہ کمال اعجاز ہے - پھر فرماتا ہے کہ آسمان زمین سے بھی تعمیم کرکے یہ سوال کرو کہ ہر ایک چیز پر کس کا قبضہ ہے اور وہ کون ہے کہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیسکتا ہے اور اسکے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو یہ بات معلوم ہے تو بتلاؤ (یقال اجرت فلانا علی فلان اذا اغثتہ منہ ومنعتہ) اسکے جواب میں بھی وہ اللہ ہی کہینگے پھر کہو کہ تم پر کسی نے کیا سحر کردیا کیا افسوس پڑھکر تمکو احمق بنادیا ہے کہ اس بات کو جانکر بھی اللہ کے سوا اسکی مخلوق کو پوجتے ہو - جو دیدہ دانستہ احمق بنجائے تو محاورہ میں کہا کرتے ہیں کہ اسپر کسی نے جادو کردیا کسی نے اسکو منتر پڑھکر دیوانہ بنادیا یہ مطلب کہ درحقیقت اسپر کسی نے سحر کردیا ہے -

عرب کے مشرک ہندؤں کا سا عقیدہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہ بھی کہدیتے ہیں کہ ایشر (خدا) جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اسکے برخلاف نہیں کرسکتا مگر باایں ہمہ سیکڑوں معبود بھی بنا رکھے ہیں کہیں دیوی پوجتی ہے کوئی ہنومان کو مانتا ہے کوئی مہادیو کا لنگ پوجتا ہے کوئی کشن کی مورت پر جل چڑھاتا ہے اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا خدا ہی معبود ہے آگ پانی حجر شجر آفتاب ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی کہ جسکو نہ پوجتے ہوں یہی حاجت روا جانکر ان کو پکارنا ان کی نذر نیاز کرنا ان کی پرستش ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشر کی مایا ہے یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا - افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ اس کے قریب قریب برتاؤ کرنے لگے یہ اسکو توسل کہتے ہیں اور غیر قومیں جو اپنے بزرگوں سے ایسے ہی معاملات کریں تو اسکو شرک قرار دیتے ہیں فعل ایک ہی ہے -

پھر فرماتا ہے بل اتیناہم بالحق الخ کہ ہمنے انکو حق دیں دیدیا ہر بات سچی کھولدی پر یہ جھوٹے منصوبے باندھتے ہیں - مشرکین عرب میں سے بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہتے تھے عرب میں عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے انکے رد میں فرماتا ہے ما اتخذ اللہ من ولد الخ کہ اللہ نے کسیکو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ اور کوئی خدائی میں شریک ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خالق اپنی مخلوق پر قبضہ کرتا اور ایک کا دوسرے سے خلاف ہوکر لامحالہ ایک دوسرے پر غالب ہوتا اور اس جھگڑے میں انتظام عالم بگڑ جاتا اللہ پاک ہے انکی باتوں سے وہ چھپی اور کھلی ہر بات جانتا ہے اور کسیکو یہ بات حاصل نہیں

قُل رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَاِنَّا عَلٰۤی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ○

اے نبی تم یہ دعا کیا کرو کہ اے رب جس عذاب کا ان منکروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر تو اسکو مجھے دکھائے تو مجھے اے رب (ان) ظالموں میں شامل نہ کیجیو اور البتہ جسکا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم قادر ہیں کہ وہ تمہیں بھی دکھا دیں

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ○ وَاَعُوْذُ بِكَ

اے نبی برائی کو نیکی سے ٹال دیا کرو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ (آپکے حق میں) بکا کرتے ہیں اور کہا کرو کہ اے رب میں شیطانی خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے رب میں تیری اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں

رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ○ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ

کہ شیاطین میرے پاس آویں (اور مجھے بھڑکائیں) (وہ اسی حال پر رہینگے) یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آموجود ہوگی تو کہنے لگے گا کہ اے رب مجھے (دنیا میں) پھر بھیجدو کہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کوئی نیک کام کروں ہرگز نہیں

هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○

یہ تو ایک بات ہے کہ جسکو وہ کہہ رہا ہے اور انکے آگے تو ایک پردہ پڑا ہوا ہے قیامت تک۔ پھر جب صور پھونکا جاویگا تو اس روز نہ باہم قرابت کا پاس ہوگا اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

مایوعدون جملہ مفعول ہے تُرِیَنّی کا اِمّا اصل میں اِنْ مَا تھا ما تاکید اِنْ شرطیہ کے لئے آیا ہے فلا تجعلنی اسکا جواب لفظ رب اہتمام سوال کے لیے مقدم ہوا علی تعلق ہے لقادرون سے بالتی ہی ب الصاق کے لئے اور السیئۃ مفعول ہے ادفع کا ارجعون اصل میں رب ارجعنی تھا اور جمع کا لفظ فائدہ تکریر کے لئے آیا گویا یوں کہا ارجعنی ارجعنی۔ بعض کہتے ہیں رب کی تعظیم کے لئے صیغہ جمع کا لایا۔ اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہے ارجعون کہ تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو۔ ہمزات جمع ہمزۃ وہوالدفع والتحریک الشدید والمراد وسواسہ۔

تفسیر

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدے ہوتے تھے تو تمسخر کیا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں بکتے تھے اور سخت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اس لیے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو ایسے وعدہ کے وقت میں یہ حکم ارشاد فرماتا ہے (۱) قل رب اما تریَنّی الخ کہ اے رب اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھا دے کہ جسکا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو اس عذاب میں مجھے شامل نہ کرنا۔ کیونکہ جب بدکاروں کی شرارت سے دنیا پر قہر الٰہی آتا ہے تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آجاتے ہیں جیسا کہ قحط اور وبا اور دشمن کا غلبہ۔ پھر فرماتا ہے وانا علی ان نریک کہ ہمارے اس بات پر بھی قدرت ہے کہ اے نبی اس عذاب کو ہم تمہیں دکھا بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ عذاب آپ کو دکھا دیا اس سخت قحط کئی سال کا پڑا کہ جس میں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آئی اور سب چلا اٹھے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر گڑگڑا کر دعا کے خواستگار ہوئے حضرتؐ کی دعا سے وہ بلا دفع ہوئی۔

حجت میں مغلوب ہو کر وہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی کرنے لگتے تھے اور ایذائیں بھی طرح طرح سے دیتے تھے اس لئے آنحضرتؐ کو بالخصوص اور بعد آنحضرتؐ کے پیروں کو بھی جو ہدایت و ارشاد کی گدی پر بیٹھے ہیں یہ حکم بتایا (۲) ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ کہ تم انکی اس بدکلامی کے عوض بدکلامی نہ کرو انکی ایذا کے مقابلہ میں ایذا نہ دو بلکہ برائی کے معاملہ میں بھلائی کرو بدکلامی کے جواب میں نرم بات کہو ان کی تکلیفیں اٹھا کر دعا کرو حدیث میں آیا ہے صل من قطعک واعط من منعک۔ کہ جو تجھ سے توڑے تو اس سے بھی محبت کا رشتہ جوڑ اور جو تجھے نہ دے تو اسکو بھی دے۔ کفار کی سخت تکلیفیں اٹھا کر بھی آنحضرتؐ یہی دعا کرتے تھے کہ اللہم اہد قومی انہم لایعلمون کہ الٰہی میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ نادان ہیں۔ کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی معاشرت پر خونخواری سفاکی بیرحمی کا الزام لگاتے ہیں اسلام نے وہ رحمدلی عفو حلم صلہ رحمی تعلیم کی ہے کہ ایسی کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ جمہور محققین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ وہ اور محل پر ہے یہ اور محل پر۔

پھر فرماتا ہے (۳) وقل رب اعوذ بک کہ شیطان وسواس ڈالا کرتا ہے مبادا وسوسہ شیطانی سے انسان ان بدکرداروں کے ساتھ نوتو میں میں کرنے پر آمادہ ہو جاوے اس لئے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے نہ کہ اسکے وسواس دل میں آویں نہ شیاطین پاس آویں۔ جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر اس کی بولی بولنے لگتا ہے اسی طرح شیطان جو بدی کا بھوت اور جن ہے آدمی پر کبھی مسلط ہو کر برے خیالات دل میں ڈالدیتا ہے لہذا پناہ مانگنا ضروری بات ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ تم شیاطین کے پاس آنے سے پناہ مانگا کرو کیونکہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور اس عالم کا پردہ آنکھوں سے اٹھ جاتا ہے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ

پھر جس کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پانے والے ہیں اور جس کا پلہ ہلکا ہوا تو یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے تئیں آپ برباد کیا سدا جہنم میں

خَالِدُونَ ○ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ○ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ○ قَالُوا رَبَّنَا

رہا کریں گے۔ انکے مونہوں کو آگ کی لپٹیں جھلستی ہونگی اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے۔ہم کہیں گے کیا تمکو میری آیتیں نہیں سنائی جایا کرتی تھیں پھر تم انکو جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ○ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ○ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ○

ہمپر ہماری شامت سوار تھی اور ہم گمراہ رہے اے ہمارے رب ہمکو اس میں سے نکالدے اگر پھر کریں تو ہم قصوروار۔ فرمائے گا دور ہو اس میں پڑے رہو اور مجھسے بات بھی مکرو

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ

کیونکہ میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جو کہا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ پس تمنے ان سے مسخرہ پن کیا یہانتک کہ انکے مشغلہ نے

أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ○ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ○

میری یاد بھی تمکو بھلادی اور تم اُن سے ہنسی کرتے رہے آج کے دن میں نے انکو انکے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ ہی مراد کو پہنچ گئے۔

اور ملائکہ عذاب اور برے اعمال کی سزائیں سامنے دکھائی دیتی ہیں تو کہنے لگتے ہیں رب ارجعون اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کہ جا کے اچھے کام کروں اس وقت اس خواب غفلت سے بیدار اور محو لذات وشہوات سے ہوشیار ہوگا اور حسرتوں کا ارد گرد ہجوم ہوگا بار بار یہ التجا کریگا وہاں سے جواب ہوگا کلا ہرگز نہیں۔ ایک بے فائدہ بات ہے جسکو وہ عبث منہ سے نکال رہا ہے ان کے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک **تفسیر** دنیا میں واپس نہ آئیں گے۔

یہاں سے تناسخ کا صریح ابطال ہوگیا اور یہی مسلک تمام انبیاء کا ہے۔ پھر قیامت کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور کہ جس روز صور پھنکے گا تو اس روز نہ انسان کا نسب کام آویگا جیسا کہ دنیا میں رشتہ کا لحاظ ہوتا ہے کہ فلاں شخص ہے فلاں کی اولاد ہے فلاں قوم اور قبیلے کا ہے اونچی ذات کا ہے شریف خاندانی ہے یا کم قوم پاجی ہے اور نہ کوئی ان باتوں سے پوچھا جائے گا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام پڑے گا فمن ثقلت موازینہ الخ پھر جسکی نیکیوں کا پلہ بدی کے پلہ سے بھاری ہوگا وہ مراد پاویگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا جہنم میں جاویگا پھر آگے جہنم کی کیفیت بیان فرماتا ہے۔ (موازین میں چند اقوال ہیں (۱) یہ کہ عدل وانصاف سے استعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ ہیں پھر جس کے اعمال کی قدر ومنزلت ہوئی یعنی پسند الٰہی ہوئے وہ کامیاب ہے ورنہ خرابی میں پڑیگا ابن عباسؓ کہتے ہیں موازین جمع موزون اور یہ اعمال صالحہ کے موزونات ہیں جیسا کہ آیا ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا اے قدرا (۳) یہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوگی کہ جسکے دو پلے ہونگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے بھی مراد دنیا کی ترازو نہیں جس پر اعراض کا تولنا محال خیال کیا جاوے بلکہ اعمال تولنے کے مناسب جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہے۔) انکے مونہوں کو آتش جہنم جھلس دیگی جلادیگی۔ اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کلوح کے معنی دونوں ہونٹوں کا بھول کو دانتوں سے جدا ہوگا ایک نیچے لٹک پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر انکے رونے چلانے پر فرشتے کہیں گے الم تکن آیاتی تتلی علیکم کہ دنیا میں کیا تم کو اللہ کی آیتیں نہ سنائی جایا کرتی تھیں کہ جنکو تم جھٹلایا کرتے تھے وہ کہیں گے ہماری بدبختی تھی اور ہم گمراہ تھے اب ہم کو اس آگ سے نکالدو اور دنیا میں بھیجدو پھر اگر ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں وہاں سے جواب ملیگا یہیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور بات نکرو خاسئاً کتے کو ہٹ دھت کرنیکو کہتے ہیں مطلب یہ کہ کتے کی طرح بھونکتے رہو یہ ذلت کا کلمہ ہے کیونکہ دنیا میں میرے بندوں میں سے ایک فریق یعنی ایمان والے دعا کیا کرتے تھے رب اغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین تم ان سے ہنسی تمسخر کیا کرتے تھے آج اس کا بدلہ تمکو دیا گیا تم یہاں رنج ودانت پیسو وہ ایمان والے کامیاب ہیں جنت میں ہیں نمبر ہنستے ہیں۔

تناسخ کا ابطال

میزان کی بحث

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْــٴَـلِ الْعَآدِّیْنَ ۝ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ

(جہنم میں اللہ تعالیٰ) پوچھے گا کہ تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے ہو گے وہ کہینگے ایک دن رہے ہونگے یا اس سے بھی کم ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ دیکھئے۔ فرمائیگا دنیا میں دراصل بہت ہی کم رہے ہو کاش

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ

یہ بات تم نے دنیا میں جانی ہوتی پھر کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے تمکو نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تمکو ہمارے پاس پھر کر نہیں آنا ہے۔ پس اللہ جو بادشاہ برحق ہے (نکما پیدا کرنے سے) بری ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں

الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ۝ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

وہ عزت کے تخت کا مالک ہے اور جس نے اللہ کے سوا اور معبود کو پکارا کہ جسکے لئے اسپر کوئی بھی سند نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کو فلاح نہ ہوگی۔

وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

اور (اے نبی) دعا کرو کہ اے ہمارے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے

ترکیب

قال یقرء علی لفظ الماضی عند اہل الکوفۃ وبلفظ الامر عند اہل الحرمین والبصرۃ والشام۔ کم ظرف ہے لبثتم کا اے کم مدۃ لبثتم فی الدنیا وفی قبورکم عدد بدل ہے کم سے اور سنین اس سے عدد وسنین تمیز بھی ہوسکتا ہے۔ عادّین بالتشدید من العدد اے شمار کرنیوالے۔ وبالتخفیف علی معنی العادین اے المتقدمین کقولک ہذہ بئر عادیۃ اے سل من تقدم سالو کا جواب محذوف ای ما لبثتم بہذہ المدۃ عبثا مصدر فی موضع الحال او مفعول لہ وانکم معطوف ہے انما پر انہ بالکسر علی الاستیناف۔

تفسیر

منکرین قیامت سے بطور توبیخ کے وہاں یہ بھی سوال ہوگا کم لبثتم فی الارض الخ کہ جو تم کہتے تھے مرکر جینا نہیں اور زندگی ہے تو دنیا ہی کی زندگی ہے اور وہاں کی زندگی اور اسکے لذات مال وجاہ پر تم مٹے ہوئے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مرکر زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب بتلاؤ کہ تم دنیا میں کسقدر ٹھہرے تھے۔ وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اور نیز اسوجہ سے بھی کہ گذری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کرتی ہے یوں کہینگے یوما او بعض یوم ایک روز یا اس سے بھی کم دنیا میں رہے تھے فسئل العادین چاہے آپ گنتی کرنیوالوں فرشتوں سے دریافت کر لیجئے فرشتہ کہیگا ایکدن یا نصف کہنا تو غلط ہے مگر یہ صحیح ہے کہ تم دنیا میں بہت کم رہے ہو انکم کنتم تعلمون بشرطیکہ تم بھی اسکو جانتے کہ دار آخرت اور حیات جاودانی کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں ہو بہت ہی کم ہے فسئل العادین کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں سے پوچھ دیکھو۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ وہ جو پہلے زمانوں میں بڑی عمروں کے لوگ گذرے ہیں وہ بھی حیات دنیا کو اسیقدر قلیل سمجھتے ہیں۔ یہ حیات دنیا کی حقیقت ہے کہ جسکے لئے انسان ایسی تدبیریں کرتا پھرتا ہے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ کم لبثتم میں سوال مرنیکے بعد قبر میں رہنے کی مدت سے ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بھی بہت ہی قلیل تصور کرینگے۔ یہ بھی ممکن ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا الخ یہاں سے ایک تہدید آمیز کلام شروع فرماتا ہے اور اسمیں قیامت قائم ہونے پر دلائل بھی ذکر کرتا ہے کہ اگر قیامت قائم نہو تو نیک و بد کو کا مل سزا و جزا نہ ملے پھر نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس سے لازم آوے کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہے اسپر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں اسلئے فرماتا ہے کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تمکو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤگے فتعالی اللہ الخ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ عبث پیدا کرے مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھ لو کہ وہ ہمارا حاجتمند ہے کیونکہ الملک الحق وہ بادشاہ بے نیاز ہے اسکی بادشاہی ثابت اور قایم ہے کبھی زائل نہوگی لا الہ الا ہو وہ اکیلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے۔ عرش سے مراد بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقۃً عرش۔ لا الہ کے بعد یہ فرماتا ہے کہ من یدع جس نے اور معبود کو پکارا بغیر دلیل (اور دلیل تو ہے ہی نہیں) تو اسکا حساب خاص ہم لینگے۔ ابدی عذاب کی سزا دینگے کافروں کو فلاح نہوگی۔ سورہ کا ابتدا قد افلح المؤمنون سے اور خاتمہ انہ لا یفلح الکافرون سے کرنا عجب لطف کلام میں پیدا کرتا ہے۔ اسکے بعد آنحضرتؐ کو دعا و ثنا کی تعلیم کرکے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہے قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

سورۂ نور مدنیہ ہے اسمین چونسٹھ آیات و نو رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

یہ سورۃ ہے کہ جسکو ہمنے اترا کیا اور فرض کیا ہے اور ہمنے اسمین کھلی کھلی آیتیں نازل کیں تاکہ تم سمجھو ۔ عورت زنا کرنیوالی اور مرد زناکار سو ان میں سے ہر ایک کے

جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

سو سو کوڑے مارو اور تمکو اللہ کے حکم میں ان پر کچھ ترس نہ کرنا چاہئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو اور چاہیے کہ انکے عذاب کو

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۠ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۝

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھے ۔ (اکثر) زنا کرنیوالا تو بجز بدکار عورت یا مشرک عورت کے نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت سے (اکثر) زانی یا مشرک ہی نکاح کیا کرتے ہیں اور مومنوں پر تو یہ حرام کر دیا گیا ہے

سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ہذہ انزلنا ہا سورۃ کی صفت فاجلدوا الزانیۃ والزانی کی خبر مائۃ منصوب ہے مفعول مطلق کی صفت ہوکر و کذا تمامیں ۔

تفسیر

ابن مردویہ نے روایت ابن عباسؓ و ابن زبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے سورۂ مومنون کے خاتمہ میں اس دعا کرنیکا حکم دیا تھا کہ اے رب ہمکو بخشدے اور ہمپر رحم کر کیونکہ تو بڑا رحم والا ہے ۔ رحمت الٰہی اسکی مخلوق بالخصوص انسان پر ہمہ وقت سایہ فگن ہے مگر اُس رحمت سے محروم کرنیوالی پاپوں کہو اس نور کا حجاب دو ہی چیزیں ہیں اول خالق سے سرکشی اس سے غفلت دوسرے معبودوں کی طرف التفات اس کا تدارک تو سورۂ مومنون میں بخوبی کر دیا فلاح کے کام ارشاد فرمائے دوسرے حقوق العباد میں ظلم اور کسیکو ناحق ایذا دینا بجالیکہ زنا ہی ورلیطرح کسی پارسا پر زنا کی تہمت لگانا بھی بہر لیے زنا اہ آبروریزی اور فتنہ و فساد اور تمدن اور معاشرت کے اصول سے خلاف اور یہ ابھی ظلم اور مرحم آ ارمی ہے اسلئے اس سورہ میں اسکا تدارک کرنا بھی ضروری تھا ورنہ نصاب ... نصور مقصود ہوتا اسلئے اس سورہ میں زنا اور تہمت اور زنا کے اسباب سوتون کی بیحیائی عورتوں کا لوگوں کیساتھ بیحجاب ملنا اور کسی کے گھر میں بے اجازت چلا جانا یا اپنے ہی گھر میں بے پردہ بنگہ لکھلو لونڈیوں کا چلانا اسکے کچھ ... عمدہ پیرایہ سے حرام و ممنوع فرمایا ہے اور انسانی تہذیب اور معاشرت کا دستور العمل بنا دیا گیا ہے اسلئے سب سے اول اس سورہ کے فضائل اور اُسکے احکام کا وجوب اجمالاً ارشاد فرمایا ہے فقال سورۃ انزلنا ہا کہ یہ سورہ ہمنے نازل کی ہے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی ہے ہمنے فرضنا ہا اسکے احکام فرض و واجب کئے ہیں کسی غیر نے نہیں وانزلنا فیہا آیات بینات اور ہمنے اس سورہ میں آیات بینات نازل کئے ہیں یعنی احکام مفیدہ جن کے مفید ہونے میں کسیکو بھی کلام نہیں اسلئے وہ آیات اللہ یعنی اسکی نشانیاں ہیں سیر اور وہ بھی ان پڑھ اور اُس ملک کا جس میں تہذیب شائستگی مفقود پھر اسکی معین کوئی قانونی جماعت ایسے احکام بیان کرے یہ نبوت کی دلیل ہے اور دلیل بھی کیسی روشن اور آیات بینات کیوں نازل کئے لعلکم تذکرون تاکہ تم سمجھو عقل پکڑو اس تمہید کے بعد احکام شروع ہوتے ہیں (۱) الزانیۃ الخ کہ مرد یا عورت جو کوئی زنا کرے اُسکو سو درے مارو لوگوں کے سامنے تاکہ لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو اور اُس حکم کی تعمیل میں کسی پر رحم نہ کہا و شریف و صمیم اپنے و بیگانے کا کچھ لحاظ نہ کرو اگر تمکو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ سخت تاکید تہدید ہے یعنی اگر ایسا نہ کروگے تو تمہارے ایمان میں کلام ہے پھر اس فعل کی اور اس کام کے کرنیوالوں کی توہین کیجاتی ہے کہ الزانی لا ینکح کہ یہ بدنصیب اور ناپاک گروہ پاک مردوں اور عورتوں سے نکاح کرنیکے قابل ہی نہیں اکثر اپنی ہی جنس کو ڈھونڈھ لیا کرتے ہیں انہیں سے انکو رغبت ہوا کرتی ہے لیکن ایماندار پر یہ حرام ہے ۔ زنا کی تعریف بعض علمانے یہ کی ہے کہ پیشاب گاہ کو اُس مقام مخصوص میں داخل کرنا (فرج میں) جو طبعاً مرغوب اور قطعاً حرام ہو غالباً یہ تعریف عرف عام کے دستوروں کو اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھکر کی ہے پیشاب گاہ داخل کرنے کی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسیکی فرج میں اُنگلی یا لکڑی داخل کریگا اُسپر زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسکے احکام جاری ہوں گے یہ اور بات ہے کہ یہ فعل بھی حرام و ممنوع ہے اور اُسکے لئے تعزیر ہے ۔ اسیطرح ایسے مقام مخصوص میں داخل کرنیکی قید سے جو طبعاً مرغوب ہو بعض کے نزدیک بر لیغے پائخانہ کی جگہ میں داخل کرنے سے خواہ مرد کے خواہ عورت کے زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسپر احکام زنا جاری ہونگے البتہ یہ فعل بھی حرام ہے اور اسکی تعزیر ہے جیساکہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے کیونکہ یہ مقام طبعاً مرغوب نہیں طبایع سلیمہ کا ذکر ہے نہ خبیثہ کا ۔ مگر امام شافعی اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لذت اور قضاء شہوت دونوں جگہ برابر ہے اور اسی طرح چارپایوں

سے کرنیکو بھی زنا کہیں گے گو اس حرام فعل پر اسکو سزا دیجاویگی اور اسیطرح حرام قطعی کے قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ جو فرج اُسکے لیے حلال ہے جیسا کہ اُسکی بیوی یا اور شرعی لونڈی اُسکے ساتھ کرنے سے زنا کا اطلاق نہ ہوگا گو حالات حیض و نفاس ہی کیوں نہو یہ اور بات ہے کہ حالات حیض و نفاس میں بیوی کے ساتھ بھی یہ فعل کرنا شرعًا حرام ہے اور اسی طرح جہاں حرام قطعی نہیں بلکہ شبہ اور اختلاف کی صورت ہو جیسے کہ وطی بالشبہ یا نکاح فاسد وغیرہ۔ اسیطرح عورت کا عورت سے رگڑنا یا ہاتھ سے مرد کا منی نکالنا بھی زنا نہیں گو شرعًا ممنوع اور بدکام ہے یہ بہت سے مسائل ہیں کہ جنکی تفصیل اور ادلہ بڑی کتابوں میں ہیں زنا کی برائی تمام عقلا کے نزدیک ادلہ عقلیہ سے ثابت ہے اور اہل ادیان بھی اسکو برا جانتے ہیں ہماری شریعت میں بہی کثرت سے اسکی برائیاں آئی ہیں ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے لا تقربوا الزنا کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُری نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہے ویسا ہی گناہ ہے اسی طرح ہاتھ سے چھونا اور شہوت انگیز باتیں کرنا بلکہ دل میں اسکا قصد مصمم کرنا بھی گناہ ہے۔ اس فعل بد کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سیکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں دشمن کا غلبہ رزق کی تنگی عزت و ہیبت کی بربادی عمر میں بے برکتی ملک و دولت کی بربادی وبا اور سیکڑوں بیماریوں کا آنا اور روح پر بھی ایک ایسی تاریکی پیدا ہوتی ہے جو مرنیکے بعد اندھیری اور عذاب آتش بنکر سامنے آئیگی۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ شخص مقہور ہو جاتا ہے، روحانی لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں دعا میں اثر نہیں رہتا وغیر ذلک توبہ توبہ۔

ف اس فعل کے نقصان

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا جان سے مار ڈالنا تھا جیسا کہ توریت کتاب احبار کے بیسویں باب کا دسواں جملہ ہے قولہ وہ جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو کے ساتھ زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جاویں اور ۱۹ باب کے ۲۰ ورس میں غیر کی لونڈی اور غیر کی منگیتر کے ساتھ زنا کرنیکی سزا میں صرف کوڑے مارنیکا حکم ہے اور جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک زناکار عورت کو مارنیکے لئے لائے تو آپنے حد نہ ماری نہ حد مارنیکا حکم دیا جیسا کہ انجیل میں موجود ہے اسلئے عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد قایم نہیں اور شاید اسی خیال سے انگریزی قانون میں صرف شوہردار عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکا نام ٹھہرایا گیا جس پر کچھ خفیف سی سزا رکھی ہے اور نئی تعلیم کے لوگ خواہش نفسانی کے لحاظ سے اسکو پسند کرتے ہیں۔ مگر قرآن مجید نے اس افراط و تفریط کو دور کرکے یہ مناسب حکم دیا الزانیۃ والزانی الخ کہ زناکار کو سو کوڑے مارو اور اس حکم میں فروگذاشت نکرو اور یہ سزا جماعت کے سامنے دو اوائل اسلام میں زنا کی سزا بیاہی کے لئے گھر میں قید کرکے رکھنا تھا موت تک اور کواری کے لئے زبان سے لعنت ملامت کرنا جیسا کہ آیا ہے واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفاہن الموت او یجعل اللہ لہن سبیلا واللذان یاتیانہا منکم فآذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما۔ اور اسیطرح لونڈی غلام جو اس امر قبیح کے مرتکب ہوتے تھے تو انکو بھی یہ سزا دیکر چھوڑ دیتے تھے پھر یہ حکم بدلگیا بیاہی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور کواری کی سزا سو کوڑے یا درے مقرر ہوئے امام شافعی اسکے ساتھ برس تک جلاوطنی کا بھی حکم حدیث سے استدلال کرکے دیتے ہیں امام ابو حنیفہ کہ حدیث کو منسوخ العمل قرار دیکر یہ بات امام کی رائے کے سپرد کرتے ہیں چاہے تعزیرًا ایسا کرے۔ گرچہ الزانیۃ والزانی کا لفظ عام ہے لیکن اسی عموم کو ملحوظ رکھکر محصن کیلئے بھی سو درّے کی سزا قرار دیتے ہیں رجم نہیں کہتے مگر اسمیں کوئی بھی شبہ نہیں کہ لونڈی کی سزا زنا پچاس درّے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور غلام کا بھی یہی حکم اسپر قیاس کرکے قائم ہوا پس اس عموم کی تخصیص ہوگئی اور عموم مخصوص البعض کی تخصیص خبر احاد سے درست ہے چہ جائیکہ مخصص خبر متواتر ہو پس جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو مرد یا عورت محصن ہو (یعنی جس عاقل بالغ مسلم نے نکاح صحیح کرکے اسکا بھی مباشرت کا حصہ حاصل کرلیا ہو جسکو عرف عام میں بیاہا ہوا کہتے ہیں) اسکو سنگسار کرنا چاہیے یہ سزا بالسند صحیح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے اور اسپر اجماع صحابہ منعقد ہو چکا ہے اسلئے اس حکم کے موکد کرنیکیلئے خدا تعالیٰ نے فرمایا (۱) ولا تاخذکم بہما رافۃ الخ کہ تمکو یہاں ترس کھانا چاہیے اگر تمکو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے (۲) یہ سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے ہونی چاہیے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور یہ جرأت کم ہو۔

ف عورت کو مقدم اسلئے کیا کہ اس فعل بد کی ابتدا اسکی نگاوٹ سے ہوا کرتی ہے یا اس لئے کہ زنا کا عار اسکے لئے زیادہ ہے ۱۲

ف جابر بخاری و مسلم نے ماعز رضی کا سنگسار کیا جانا باسند صحیح روایت کیا ہے اور [illegible] ۱۲

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک بکر جملہ نہیں کس لئے زانیہ کو بسا اوقات نیک مرد سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے یہ تیسری تحقیر باقی ہے۔ اگر ان الفاظ کو خبر تسلیم کیا جاوے کما ہو الظاہر تو یہ ایک عام اور غالب دستور کا ذکر ہے کہ بدکار کو بدکار ہی عورت سے رغبت ہوا کرتی ہے اور اسی طرح ایسی عورتوں کو ایسے مردوں سے رغبت ہوتی ہے اور وہی باہم نکاح یا وطی کرتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے یہ رغبت بحیثیت مذکورہ حرام ہے یہ معنی سعید بن جبیر و ابن عباس و عکرمہ کے نزدیک ہیں یا بالخصوص اُنکے حق میں ہے کہ جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ نسائی و احمد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا بدکار تھی ایک صحابی نے اُس سے نکاح کرنا چاہا اور آنحضرت صلعم سے پوچھا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی اس لئے بعض ائمہ کے نزدیک زناکار عورت سے نکاح درست نہیں نہ پارسا عورت کا بدکار مرد سے نکاح درست ہو سکتا ہے مگر صحیح توجیہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ زناکاروں کو ایسی ہی بدکار عورتوں سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے ورنہ بقصد تعفف زناکار عورت سے نکاح کر لینا شرعًا جائز ہے اور ایسا عہد صحابہ میں ہوا ہے کہ جسنے کسی عورت سے زنا کیا بعد میں اُسکے ساتھ نکاح ہوا اس نکاح کو جائز سمجھا گیا ہاں یہ اور بات ہے کہ فاحشہ عورتوں سے نکاح کرنا اچھا نہیں واللہ اعلم

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت (زنا) لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لائے تو انکو اسی کوڑے مارو اور اُنکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اور وہی لوگ بدکار ہیں مگر وہ جو اسکے بعد توبہ کرلے اور درست ہو جاوے تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے اور جو اپنی بیبیوں کو تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بجز اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو اُنکی یہی شہادت ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھاکر یہ کہدے کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھپر اللہ کی لعنت

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں جھوٹا ہوں (اسکے بعد) اور عورت کی سزا کو بھی یہ بات دور کر دیگی کہ وہ بھی چار بار اللہ کو گواہ کرکے یہ کہے کہ بیشک وہ سراسر جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

بیشک مجھپر اللہ ہی کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہو۔ اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ ہوجاتا)

ع ۱

ترکیب

والذین یرمون مبتدا، فاجلدوہم بالتاویل اسکی خبر واولئک الخ جملہ مستانفہ۔ الاالذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے استثناء ہے اور ایک جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع اسکا نصب ہے علی الاصل۔ الا انفسہم نعت شہداء کی ہے یا اس سے بدل۔ فشہادۃ احدہم مصدر مضاف فاعل کی طرف مبتدا، والخبر فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوب ہے مصدر ہونے کی وجہ سے۔ اے ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ بصریوں کے نزدیک شہادات سے اور کوفیوں کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے یہ دوسرا حکم تہمت زنا کی بابت ہے۔ جبکہ زنا کی قباحت اور اُسکی سزا مقرر ہوئی تو کیسکو اسکے ساتھ متہم کرنے کی بھی ممانعت اور اسکی سزا مقرر ہونی چاہیئے تھی والذین یرمون المحصنت رمی پھینکنا یہ استعارہ ہے تہمت زنا سے کیونکہ تہمت لگانیوالا گویا پتھر پھینکتا ہے اور اسکو قاذف کہتے ہیں

تفسیر

اِس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اسکے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرے تو اُسکو اسّی دُرّے مارو اور کبھی اسکی گواہی قبول کرو وہ فاسق ہے مگر جب توبہ کرے اور نیک ہو جاوے تو خیر کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے۔ یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محصنات سے کیا مراد ہے؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ یہ عورت بیاہی ہو خواہ کواری اگر پاکدامن ہے تو محصنہ ہے اسیطرح آیت کا عموم چاہتا ہے خواہ کافرہ ہو خواہ مؤمنہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریب ہو یا امیر شریف القوم ہو یا نہو مگر فقہاء نے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کرکے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام عقل بلوغ حریت عفت اس لئے وہ کہتے ہیں کافرہ عورت کو تہمت لگانیسے یہ سزا نہ ہوگی بلکہ تعزیر مگر امام زہری و سعید بن المسیب ابن ابی لیلی کافرہ کو بھی شامل کرتے ہیں اسپر تہمت لگانیوالیکو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں۔ اور اسیطرح دیوانی یا نابالغ یا لونڈی یا زناکار عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہو گئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں نہ یہ حد۔ گرچہ آیت میں پارسا عورت ہی کو تہمت لگانے میں سزا مذکور ہے مگر تمام اُمت محمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں بھی ہے (۲) والذین یرمون سے کون مراد ہیں؟ آیت کا عموم چاہتا ہے کہ کوئی کیوں نہو خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ کافر ہو غلام ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگائے اُسکو یہی سزا دیجاوے۔ مگر یہاں بھی علماء نے لڑکے یا دیوانے کو بحکم حدیث رفع القلم عن ثلاث الخ مستثنی کیا ہے کہ اسپر حد نہ قائم ہوگی ہاں اگر حاکم مناسب جانے تو کچھ گوشمالی کردے (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سبب کہ یہی سزا

نسبت زنا حکم ف

ہونی چاہیئے؟ آیت کا عموم یہی چاہتا ہے مگر امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ و مالکؒ و ابو یوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے مارنے کا حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا زنا نصف قرار دی ہے جس میں غلام بھی شامل ہیں پھر جب زنا کی نصف سزا ہے تو تہمت کی بھی نصف ہونی چاہیئے۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کا بھی یہی فتوی ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور انکے بعد سب کو میں نے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں یہی سزا دیتے دیکھا ہے امام اوزاعی پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے پوری سزا دی تھی مسئلہ اختلافیہ ہے (۴) الا الذین تابوا الخ کس سے استثنا ہے؟ شعبی کہتے ہیں کہ یہ استثنا سب پہلے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے فاجلدوہم اور لاتقبلوا لہم شہادۃ و اولئک الخ یعنی توبہ کرنے کے بعد۔ اسکو اسی درے نہ مارو نہ اسکی گواہی رد کرو نہ وہ فاسق ہے۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیر و مجاہد و عطاء و امام مالکؒ و شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے دونوں جملوں سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد اسکی گواہی قبول ہے اور فاسق نہیں توبہ کرنیکے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر حد قائم ہوئی ہو یا نہیں نخعی و شریحؒ و امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اولئک ہم الفاسقون سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر حد بھی قائم ہوگی اور ابداً اسکی گواہی بھی مقبول نہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عند اللہ اسکا فسق تو دفع ہوجاتا ہے لیکن سزا دینا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول نہ کرنا بھی سزا دینا ہے اور یہی بات قرین قیاس بھی ہے۔ باقی ہر ایک کے دلائل انکی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے واللہ اعلم۔

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض بنظر پردہ پوشی شرط کیا گیا ہے ورنہ دو گواہوں سے قتل ثابت ہوجاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے کیونکہ ہر فعل کے ثبوت میں دو شخصوں کی گواہی بیٹھ ہوتی ہے اور یہ فعل دو کا ہے اسلئے دو گواہ عورت کے لئے دو مرد کے لئے چار گواہوں کی ضرورت ہوئی والذین یرمون ازواجہم الخ یہ تیسرا حکم اپنی بیوی کی بابت تہمت لگانیکا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اسکو چار گواہ نہ ملیں (اگرچہ قیاس یہی چاہتا تھا کہ ایسی صورت میں اسپر بھی اسی درے مارنے چاہئیں مگر غائت غیر عورت پر تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن اپنی بیوی پر تہمت لگانیمیں اسکی ہی بیعزتی ہے اسلئے بغیر سبب قوی اور اپنی معائنہ کی کوئی سلیم الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے موقعوں پر چار گواہوں کا بہم پہنچانا بڑی مشکل بات ہے اس لئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھکر یہ حکم صادر دیا گیا) تو خاوند چار بار اللہ کی قسم کھاکر حاکم کے روبرو یہ کہے کہ میں سچا ہوں یہ چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہ کہے اگر میں جھوٹا بولوں تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ پس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسی درے نہ مارے جاوینگے اب ہی بیوی اگر اسنے زنا کا اقرار کرلیا تو وہ سنگسار کیجاویگی اور اگر وہ اس حد سے بری ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر یہ قسم کھانی پڑیگی کہ باللہ یا بخدا یا اللہ کی قسم وہ یعنی شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھپر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو۔ اسکو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نرہیگا اور پھر کبھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا نہ کہلائیگا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک یہ طلاق قبائنہ تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں۔ مالکؒ و شافعیؒ وغیرہما کہتے ہیں اس لعان میں حر عبد مسلمان ذمی سب شریک ہیں زہری اوزاعی ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ خاص مسلمان حر غیر محدود میں جاری ہوسکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کے قاذف پر حد قائم ہوسکتی ہو۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ عویمر نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ تو نبی صلعم سے پوچھ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسیکو پاوے تو کیا کرے مار ڈالے عاصم نے حضرت سے پوچھا آپنے یہ سوال مکروہ جانا تب عویمر نے کہا خیر میں جاکر حضرت سے پوچھونگا تب آپنے فرمایا کہ تمہارے حق میں آیت نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عویمر کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلال بن امیہ کے حق میں بعض کہتے ہیں اول تو ہلال کا معاملہ پیش آیا پھر جبھی عویمر کا بھی دونوں اسمیں شریک ہوگئے

لعان کا بیان

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَ

وہ جو طوفان بنا کر لائے ہیں ۔ تمہارے ہی میں کا ایک گروہ ہے اسکو اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے ۔ ان میں سے جس نے جو کچھ کیا اپنا ہی اسکا گناہ ہے اور

الَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا

ان میں سے جس نے کہ اسکا بڑا بوجھ اُٹھایا ہے اسکے لئے تو بڑا عذاب ہے ۔ مسلمانوں جب تم نے اسکو سنا تھا تو کس لئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا اور کیوں نہ کہدیا کہ یہ

إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا

صریح بہتان ہے وہ کس لئے اس بہتان پر چار گواہ نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک یہی وہی جھوٹے ہیں اور اگر

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ

اللہ کا تم پر فضل اور اسکی دنیا اور آخرت میں تم پر رحمت نہ ہوتی جسکا تم نے چرچا کیا تھا اسمیں تم پر کوئی بڑی آفت ٹوٹ پڑی ہوتی جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے نکالنے لگ گئے اور

عصبۃ منکم خبران و منکم اسکی نعت کبر بالکسر مغظمہ و بالضم ٭ **تفسیر** ٭ من قولہم الولا لکبر لے اکبر ولد الرجل ۔ اذ تلقونہ کا عامل مسکم ۔ بہتان کے متعلق

ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایک عبرت کا واقعہ ہے ۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ افک یعنی بہتان کہ جسکا ان آیات میں ذکر ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین پر باندھا گیا تھا جسکی تفصیل میں امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین نے یوں روایت کی ہے ۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم جب باہر جاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اُسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ ایکبار ایک جہاد میں چلے اور میرا قرعہ میں نام نکلا تو مجھے ساتھ لیگئے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی اونٹ پر ہودہ میں پردہ میں میں چلتی تھی جب اُس سفر سے واپس آئے تب کو مدینہ کے قریب قیام ہوا رات سے کوچ پکارا گیا میں اس عرصہ میں قضاء حاجت کو گئی لوٹ کر آئی تو گلو کا گلوبند نہ پایا اُسکو لینے گئی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودہ اسیطرح سے اونٹ پر کسدیا اور بوجہ کا تفاوت خیال نہ کیا کیونکہ اُس زمانہ میں تنگدستی کی وجہ سے کھانا کم میسر آتا تھا عورتیں ہلکی پھلکی تھیں وہ سمجھے کہ میں ہودہ میں ہوں قافلہ چلدیا میں لوٹ کر آئی تو کسیکو نہ پایا یہ سمجھ کر کہ آخر میری تلاش کرتے لوگ یہیں آئینگے اُسی جگہ بیٹھ گئی ایسے میں نیند آگئی صفوان بن معطل لشکر کے بعد اسلئے چھوڑا گیا تھا کہ پیچھے سے گری پڑی چیز یا بھولے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ میرے قریب آیا اور صبح ہو گئی تھی تو اُسنے مجھے پہچانکر انا للہ کہا اسکی آواز سے میں بیدار ہو گئی اسنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر مجھے اپنے اونٹ پر چڑھا لیا اور نہ میں نے اس سے بات کی اور نہ اُس نے مجھ سے دوپہر کے قریب تک مجھے فرودگاہ لشکر میں لے آیا عبد اللہ بن ابی منافق نے جو بظاہر مسلمان تھا یہ طوفان اُٹھایا اور مجھپر تہمت لگائی اور حسان بن ثابت اور مسطح و حمنہ بنت جحش اسکی ہاں میں ہاں ملانیوالے اور اس بات کو مشہور کرنیوالے ہو گئے جب خبر مسطح کی والدہ کے ذریعہ سے مجھے پہنچی تو میری آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے مہینے بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس التفات سابق سے پیش نہ آتے تھے آخر کار میری برأت میں یہ آیات نازل ہوئیں اور مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ میں کچھ نازل فرما کر مجھے سچا کریگا ٭

ضحاک کہتے ہیں اسکا بڑہ حسان و مسطح نے اُٹھایا تھا اسلئے انپر اور ایک قریشی عورت پر حد ماری گئی یعنی حمنہ پر جمہور کے نزدیک بڑہ اُٹھانیوالا عبد اللہ بن ابی منافق تھا جسکے لئے عذاب عظیم جہنم میں ہوا اور حسان کا ایکبار حضرت عائشہ رضہ کے روبرو ذکر آیا فرمایا جنتی ہے کسی نے کہا اس نے بڑہ اُٹھایا تھا فرمایا اسنے آنحضرت کی مدح میں یہ کہا ہے

سے فان ابی و والدتی و عرضی ٭ لعرض محمد منکم وقاء ٭ بس دنیا میں سزا پائی کہ اندھا ہو گیا ٭

اللہ تعالی فرماتا ہے اس بہتان کو اپنے حق میں بہتر سمجھو کسلئے کہ اسکے سبب سے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت اور پاکدامنی قیامت تک کو ثابت ہو گئی آیندہ لوگو نکو بزرگوں کی بیویوں کی نسبت ایسی باتیں کرنے سے عبرت ہو گئی بعض لوگ اس واقعہ کو سنکر خاموشی کرتے تھے بعض ہاں میں ہاں ملاتے تھے بعض صریح رد کرتے تھے انہیں صریح رد کرنیوالوں کی

[illegible]

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ

اپنے موہوں سے وہ بات کہنی شروع کردی تھی کہ جسکا تمکو علم ہی نہ تھا اور اسکو تمنے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تمنے اسکو سنا تھا تو کیوں نہ کہدیا کہ ہمیں تو اسکو موہنہ سے

بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نکرنا اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ

بیان کرتا ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچہ ایمان والوں میں پھیلے تو انکو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذاب

الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

الیم ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی اور یہ کہ اللہ درگذر کرنے والا مہربان ہے (تو دیکھتے کیا ہوتا)

ترکیب + لولا بمعنی ہلا او حین مایکون لنا بمعنی ماینبغی لنا سبحانک + ہہنا للتعجب ان تعودوا ای کراہتہ ان تعودوا فہو مفعول لہ۔ اور ممکن ہے کہ مفعول بہ ہو یعظکم کا بمعنی ینہٰکم۔ لہم عذاب الیم خبر ان الذین ان تشیع مفعول یحبون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے ورحمتہ معطوف ہے۔ فضل اللہ پر پھر وان اللہ + اس پر معطوف جواب لولا محذوف اے لعاجلکم بالعقوبۃ۔

تفسیر + مدح اور باقی سکوت کرنیوالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنیوالوں پر ناراضی ظاہر فرمائی منجملہ ناراضیوں کے ایک یہ جملہ بطور زجر کے ہے وتقولون الخ کہ جس بات کا تمکو علم نہیں اسکو ہلکا جانکر موہنوں سے نکالنے لگے یہانتک کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہ چرچا نپھیلا ہو فرماتا ہے یہ بڑی بھاری بات ہے ولولا اذ سمعتموہ بلکہ تمہیں یہ مناسب تھا کہ جب اسکو سُنا تھا وہیں کہدیتے کہ ہمکو یہ بات منہ پر لانی زیبا نہیں سبحانک یہ بہتان عظیم ہے۔

سبحانک عرب میں تعجب اور استبعاد دونوں موقع پر بولا جاتا ہے مگر ہمارے محاورہ میں استبعاد کے موقع پر معاذ اللہ وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں سنتے ہی بہتان عظیم کہدینا اسلئے ضرور تھا کہ یہ قصہ پیغمبر علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کام لینا چاہیے باخدا اور اسکے برگزیدہ لوگوں کی شان میں اور نیز انکی عفت ازواج کے حق میں جو کوئی احمق کچھ بکے تو یہ نہیں کہ سنتے ہی اسپر ایمان لے آئے اور جا بیجا ذکر کرتا پھرے جیسا کہ بعض سادہ لوحوں کی عادت ہوتی ہے۔ اوّل تو ایسے لوگوں پر نیک گمان رکھنا لازم ہے۔ دوم اس بات کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بزرگوں کو ایذا پہنچنے پر خدا تعالیٰ کی کسقدر ناراضی ہوگی؟ سوم اگر سچ بھی ہو تو کسی کی پردہ دری کرنیسے پردہ پوشی کرنی بہرحال بہتر ہے چہارم ایسی باتوں کے پھیلانے سے بجز اسکے کہ بانداروں میں فحش کا چرچا ہو اور کوئی نتیجہ نہیں اسلئے فرماتا ہے یعظکم اللہ کہ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے آیندہ پھر کبھی ایسا نکرنا اور اللہ تمہارے لئے آیتیں کھولکر بیان فرماتا ہے ادب اور اخلاق حمیدہ اور تہذیب سکھاتا ہے وہ علیم ہے ایسی باتوں میں جو کچھ خرابیاں پیش آتی ہیں باہمی نفاق و رنجش وغیرہ وہی خوب جانتا ہے اور وہ حکیم ہے انہیں حکمتوں کو ملحوظ رکھکر تمکو ایسی نکو ہیدہ باتوں سے منع کرتا ہے +

اگر بعض بیہودہ لوگوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی گندہ اور ناپاک باتیں مشہور کیا کرتے ہیں ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ انکے دلوں میں یہی ولولہ ہوا کرتا ہے کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں کی جورو نے ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سو لہم عذاب الیم انپر دنیا میں بھی حد کی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے حد قذف ماری جاتی ہے مردود الشہادۃ اور لوگوں کی نظروں میں خفیف غیر قابل الاعتبار ہوجاتے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے صرف اسکا فضل اور رحمت تھی جسکے سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الٰہی نہیں اترا ورنہ بات تو بڑی تھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ

ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلا کرو اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو یہ تو اسکو بیحیائی اور بری باتیں ہی بتاویگا۔ اور اگر اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

فضل اور اسکی رحمت پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی نہ سدھرتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے سدھارتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے اور تم میں سے بزرگی اور مقدور والوں کو اس بات پر قسم کھانا نہ

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

چاہئے کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو نہ دیا کرینگے انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے

رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

جو پاکدامن بے خبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور انکو بڑا عذاب ہے جس دن کہ ان پر انکی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسپر گواہی دینگے اس روز اللہ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دیگا وہ جان لینگے کہ اللہ ہی برحق ہر بات ظاہر کرنیوالا ہے ناپاک عورتیں تو ناپاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور ناپاک مرد

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

ناپاک عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہوتے ہیں جو کچھ وہ بکتے پھرتے ہیں یہ لوگ اس سے پاک ہیں انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے

ع ۹

ولا یاتل ہو یفتعل من الالیۃ یقال ائتلی یاتلی کا ہتدی یہتدی اذا حلف ومنہ قولہ تعالی وللذین یؤلون من نسائہم وقیل ہو من الوت فی کذا اذا قصرت ومنہ قولہ تعالی لا یالونکم خبالا والاول اولی ان یؤتوا ای علی ان لا یؤتوا + الجملۃ بیان حلف لوم عامل ظرف من استقر اے جو لہم من ہے

تفسیر

یا ایہا الذین امنوا بہتان بیہودہ صاف صاف مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی باتیں نکریں یہ باتیں شیطانی وسواس ہیں فرماتا ہے اسکی پیروی نکرو کیونکہ وہ بیحیائی اور بری باتیں سکھایا کرتا ہے شیطان خون کی طرح انسان کے رگوں میں دوڑتا اور جا کر دل میں گھر کر لیتا ہے پھر بھلا اس موذی کے زہر سے کوئی بچ سکتا ہے؟ مگر فضل الٰہی اور اسکی رحمت ہی ہے کہ جو اس سے پناہ میں رکھکر راہ راست کیطرف لاتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے ولولا فضل اللہ الخ کہ اسکے فضل نے تمکو ستھرا کر دیا ولا یاتل جسطرح بہتان باندھنے والوں پر عتاب ہوا اسیطرح توبہ کرنیکے بعد بھی ان لوگوں سے نسدد کرنیسے ممانعت فرمائی۔ طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مسطح کے ساتھ بھانجا ہونیکی وجہ سے سلوک کیا کرتے تھے اس واقعہ میں قسم کھا بیٹھے تھے کہ آئندہ میں اسکو کچھ نہ دیا کرونگا اسلئے یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل وسعت کرم کو قسم نہ کھانا چاہئے کہ وہ اپنے دست کرم کو بند رکھیں گے انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے یہ سنکر ابوبکرؓ نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے اسکے بعد پھر اسیطرح سے دینے لیے لگے مسطح ابوبکرؓ کے اہل قرابت بھی تھے اور نیز مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے اسلئے رحم لانیکے لئے اولی القربی والمساکین والمہاجرین عموم کے صیغوں سے تعبیر کیا۔ اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ کو اہل کرم میں شمار کیا اور مدح کے ساتھ یاد فرمایا۔ ان الذین یرمون اسکے بعد پھر تہمت لگانیوالوں پر تہدید کرکے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی مدلل کرکے اس بحث کو تمام کرتا ہے۔ فرماتا ہے جو کوئی پاکدامن بے خبر ایماندار عورتوں کو تہمت لگاتا ہے اسپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور قیامت کے روز جبکہ اسکے اعمال پر اسکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے وہ اپنے اعمال بد کا پورا بدلہ پائیگا۔ بے خبر یعنی اس بدکام کا کرنا تو درکنار اس بیچاری کو اسکی خبر بھی نہیں وہ اسکو جانتی ہی نہیں پاکدامنی کیلئے کامل مدح ہے۔ الخبیثات الخ یہاں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اور بھی پاکدامنی ثابت کرتا ہے کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رہتی ہیں اور پاکباز مردوں کے لئے پاکباز عورتیں ہیں اب دیکھنا چاہئے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ پاکباز ہوگا پس انکی بیویاں بھی پاکباز رہیں مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت تطہیر عائشہؓ کے لئے نص قاطع ہے خصوصًا لفظ اولئک مبرون مما یقولون اور بھی تاکید کر رہا ہے اسلئے جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بیوی خصوصًا حضرت عائشہ کی جناب میں اسکے بعد بھی بدگمانی کرے کافر ہے۔

ف بہتان سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں کی فضیلت ثابت ہوئی ۱۲

ف حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی پر [illegible] ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور کسیکے گھروں میں اجازت لئے بغیر اور سلام کئے بغیر داخل ہوا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم سمجھو پھر اگر وہاں کسیکو نہ پاؤ تو

فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمکو اجازت نہ دیجائے اور اگر تمکو کہا جاوے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔ تم پر کچھ گناہ نہیں

أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝

کہ کسی ایسے گھر میں جاؤ کہ جہاں کوئی نہیں بستا انہیں تمہارا اسباب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم دل میں مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو

ترکیب

غیر بیوتکم استثنا ہے بیوتا سے تستانسوا تستاذنوا من الاستیناس بمعنی الاستعلام۔ آنس الشئی ابصرہ وعلمہ واحسّ بہ (قاموس) کیونکہ مستاذن اس بات کا علم چاہتا ہے کہ اسکو اجازت ملتی ہے کہ نہیں۔ او من الاستیناس الذی ہو خلاف **تفسیر** الاستیحاش، فانہ مستوحش ان لایوذن لہ فاذا اذن استانس۔ بیضاوی

حکیم خدا تعالی نے زنا کو بند کیا اور تہمت اور بدگمانی کی بھی سخت ممانعت فرمائی تو وہ چیزیں بدگمانی اور زنا کے اسباب ہیں انکو بھی روکتا ہے منجملہ ان اسباب کے کسیکے گھر میں بغیر اذن و اطلاع کے چلا جانا بھی ہے کیونکہ نہ معلوم گھر میں عورت ننگی ہے یا سوتی ہے پھر وہاں سے اسکے خلوت اور ہمکلامی کا ہونا اور بھی محل تہمت ہے خصوصًا اس گھر والے کیلئے بڑے رنج کا باعث ہے اسلئے اس بارہ میں بھی ادب سکھانے کے لئے یہ فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا الخ (یہ چوتھا حکم ہے) کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت لئے اور سلام دئے نہ جایا کرو پہلے دروازہ پر جاکر السلام علیکم کہکر کہے کہ میں آؤں؟ احادیث سے ثابت ہے کہ تین بار اجازت لے جب تیسری بار بھی آنیکی اجازت نہ ملے یا کچھ جواب نہ آوے تو یہ نہیں کہ وہیں جم جاوے بلکہ اُلٹا چلا آوے جیسا کہ عبداللہ بن قیس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے۔ اور یہ حکم عام ہے خواہ اُس گھر میں زنانہ ہو یا صرف مرد ہو کیونکہ نہ معلوم کہ مرد کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اور اسیطرح جس گھر میں اسکی محرم عورتیں ہوں وہاں بھی اطلاع کر کے آنا چاہئے کیونکہ محرم عورت کا بھی ننگی کھلی دیکھنا درست نہیں بلکہ جس گھر میں خاص اسکی بیوی اور لونڈی رہتی ہوں کہ جن کی برہنگی اُس پر ظاہر ہے وہاں بھی بہتر ہے کہ اطلاع کر کے آوے کیونکہ عورتوں کو بعض باتیں نہانے دہونے میں خاوند کے روبرو کرنی بُری معلوم ہوتی ہیں اور اُسکے لئے بھی باعث نفرت ہو سکتا ہے ⁂

فرماتا ہے یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اسمیں سیکڑوں آفات سے نجات ہے اس لئے فرمایا تاکہ تم سمجھو۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر اُس گھر میں تمکو کوئی نہ ملے یعنی آواز نہ آوے جس سے معلوم کر سکو کہ کوئی نہیں تب بھی اندر نہ جاؤ اور جو اندر سے آواز آوے کہ چلے جاؤ تو بھی چلے آؤ کیونکہ دروازہ پر ٹھہر رہنا بھی بعض اوقات کسی راز داری کے سبب ناگوار گزرتا ہے اسلئے فرماتا ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اسکی مصلحت اللہ جانتا ہے اور تمہارے حالات بھی اسکو معلوم ہیں احادیث صحیحہ میں گھر میں جھانکنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے ⁂

لیس علیکم جناح ان تدخلوا یہ اُسی حکم کا تتمہ ہے فرماتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی بستا نہو صرف اسباب رکھنے کے مکان ہوں وہاں بغیر اطلاع جانیمیں کچھ مضائقہ نہیں بیوت غیر مسکونہ کی تفسیر میں علما کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں مسافر خانہ بعض کہتے ہیں خرید و فروخت کے مکانات بعض کہتے ہیں غیر آباد مکانات بعض کہتے ہیں حمامات مگر آیت میں حکم عام ہے سب کو شامل ہے لیکن جو مکانات اسباب کے ہوں اور وہاں تجارتی مال ہو وہاں بغیر اجازت جانیکے یہ معنی نہیں کہ ہر کوئی چلا جایا کرے جسمیں چوری اور بیگانہ ملک میں تصرف کا مظنہ ہو بلکہ جنکو وہاں جانیکی اجازت ہے یا جو مجاز ہیں انکو وہاں سٹک دینے اور اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں احتمال نہیں کہ کوئی ننگا کھلا ہوگا

ف بغیر اطلاع کے کسی کے گھر میں جانیکی ممانعت

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

ایسے ہی ایمانداروں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہ کو بھی محفوظ رکھیں یہ اُنکے حق میں ستھرائی ہے اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں - اور ایماندار عورتوں سے بھی کہدو کہ اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

نیچی نگاہ رکھا کریں اور اپنی عصمت کی محافظت رکھیں اور اپنی آرایش (کی جگہ) نہ دکھایا کریں مگر وہ بضرورت جو ظاہر ہوتی ہو اور اپنی سینوں پر اپنے دوپٹے ڈالے رہا کریں - اور اپنی آرایش دکھایا کریں

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ

اپنے شوہروں کو یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں کو یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں کو یا اپنی عورتوں کو یا اپنے

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ

مملوک (لونڈی غلاموں) کو یا اُن خدمتگار مردوں کو جن کو عورتوں کی حاجت نہ رہی ہو (جیسا کہ خواجہ سرا یا بوڈھے) یا اُن لڑکوں کو جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اس طرح سے نہ ماریں کہ انکا چھپا زیور معلوم ہوجائے اور تم سب کے سب اے مسلمانوں اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تمہیں فلاح ہو

من ابصارہم من ہہنا للتبعیض لان لا یلزم غض البصر بالکلیۃ وقیل زائدۃ + وقیل لبیان الجنس - غیر اولی الاربۃ ای الحاجۃ بالجر علی الصفۃ او البدل

تفسیر

منحلا استارنا کو مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا بھی ہے یہ نظر زنا کا ترا سبب ہے کسی نے کہا ہے ع برق نگاہ یار میرا کام کر گئی + اسلئے ایمانداروں کو ادب سکھاتا ہے - قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم الخ یہ پانچواں حکم ہے کہ اے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ کو بند رکھیں جسکا دیکھنا انہیں حلال نہیں اسکو نہ دیکھیں اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اجنبی عورت کا بضرورت منہ اور ہاتھ دیکھنا تو درست ہے اور باقی چیزوں پر نظر کرنا حرام ہے اور بغیر ضرورت اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں خصوصاً جبکہ محل فتنہ ہو اور جو اچانک نظر پڑجائے تو بار دگر نہ دیکھے اور اجنبیہ اگر اور کی لونڈی ہے تو بعض کہتے ہیں ناف سے گھٹنے تک پر نظر نہ کرے باقی کا مضایقہ نہیں بعض کہتے ہیں بازو سر وغیرہ جو عضو کام میں کھلے رہتے ہیں اُنکا دیکھنا ممنوع نہیں باقی ممنوع ہے - اور عورت اگر محرم ہے خواہ نسب سے خواہ رضاع سے خواہ بیوی کے رشتہ سے تو اُسکے ناف سے لیکر گھٹنے تک نظر ممنوع ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف وہی اعضا دیکھنے درست ہیں جو کام میں کھلے جاتے ہیں ہاتھ بازو وغیرہ - اور مرد کو مرد کی بابت بھی یہ حکم ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک نہ دیکھے اسیطرح عورت کو دوسری عورت کا ناف سے گھٹنے تک دیکھنا منع ہے - عرفا کہتے ہیں جسطرح نظر کو محارم کے دیکھنے سے بند کرے اسی طرح دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے روکے پھر فرماتا ہے ویحفظوا فروجہم کہ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں یعنے حرامکاری کریں تمہارے لئے دین دنیا میں بہتر ہے - ان اللہ خبیر بما یصنعون میں تنبیہ ہے کہ اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے + وقل للمؤمنات الخ اسی طرح ایماندار عورتوں کو بھی نظر بند رکھنے اور حرام سے محفوظ رہنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ یہ بھی (چھٹا حکم) حکم دیا کہ اپنی زینت کو بجز ان اشخاص مذکورہ ذیل کے اور کسی کو نہ دکھائیں اور اوڑھنی اوڑھے رہیں جس سے سر اور سینہ اور کان اور گردن نہ دکھائی دے یہ جو فرمایا اپنی زینت نہ دکھائیں مگر وہ جو ظاہر ہے - زینت کہتے ہیں خوش تصورتی کو قدرتی ہو یا بناوٹی لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی کاجل وغیرہ ایس صرف ظاہر زینت کے ظاہر کرنیکی اجازت دی - ظاہر زینت بناوٹی میں سے تو انگوٹھی کپڑا جسکے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑے اور خلقی میں سے ہاتھ منہ جو بضرورت ظاہر کرنا پڑے - بعض علماء کہتے ہیں زینت سے مراد وہ اعضا ہیں جن پر زیور پہنا جاتا ہے - اور وہ یہ اشخاص ہیں شوہر عورت کا باپ دادا - نانا شوہر کے باپ دادا نانا عورتوں کے بیٹے - پوتے - نواسے خاوند کی دوسری بیوی سے بیٹے پوتے نواسے عورت کے بھائی عینی علاتی - اخیافی - رضاعی عورت کے بھتیجے - بھائیوں کی اولاد عورت کے بھانجے بہن کی اولاد گھر کی عورتیں عورت کے مملوکہ لونڈی غلام گھر کے وہ خادم جن کو عورتوں کی طرف رغبت نہ ہو بوڑھے اور خواجہ سرا نابالغ لڑکے اُن لوگوں کے سامنے اگر عورت اپنی زینت ظاہر کرے تو مضایقہ نہیں یعنی زینت ظاہرہ کے سوا اور زینت کیونکہ بضرورت اسکا تو ہر ایک پر ظاہر کرنا درست تھا - وہ زینت ظاہرہ جسکی بضرورت اظہار کے ہر ایک کے لئے رخصت تھی باتفاق علماء چہرہ اور دونوں ہاتھ یا بالائی کپڑے مراد ہیں اور اسجگہ جس زینت کے ظاہر کرنیکی اُن مذکورہ اشخاص کے سامنے اجازت ہے وہ بازوں گلے کانوں سر کے زیور کی ہے اور ان اعضاء کا کھولنا بھی انکے سامنے جائز ہے - ولسائہن اپنی عورتیں کیونکہ کافر عورتیں بمنزلہ اجانب کے ہیں بعض کہتے ہیں کافرہ عورتوں کے سامنے ان چیزوں کا کھولنا درست ہے - ما ملکت ایمانہن میں غلام لونڈی سب آگئے مگر امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد ہیں کیونکہ غلام اجنبی ہے اسمیں مادہ شہوت بھی موجود ہے آزاد ہو کر اس سے نکاح بھی کر سکتا ہے - التابعین غیر اولی الاربۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں عورت کی بالکل خواہش نہیں بعض کہتے ہیں وہ بیوقوف عنین مراد ہیں جو کھانے ساتھ ہو لیتے ہیں انکا صرف یہی مقصود ہوتا ہے مخنث اور ہیجڑے مراد نہیں -

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اور جو تم میں مجرد ہوں اُنکے نکاح کرادو اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں انکے بھی۔ اگر وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کر دیگا۔ اور اللہ گنجایش والا خبردار ہے۔ اور ان لوگوں کو

الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ

بھی پاکدامن رہنا چاہئے جن کو نکاح کا مقدور نہیں حتیٰک کہ اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کرے اور وہ جو تمہارے غلاموں میں سے لکھت چاہیں تو انکو لکھدو بشرطیکہ ان میں بہتری

خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن

معلوم ہوتی ہو اور انکو اللہ کے اُس مال میں سے بھی دیا کرو جو اُس نے تمکو دے رکھا ہے۔ اور اپنی چھوکریوں کو حرامکاری کے لئے مجبور نکیا کرو اگر وہ پاکدامنی چاہتی ہوں (ایسا کام اس لئے کرتے ہو) کہ دنیا کی مال حاصل

يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

کرو۔ اور جو انکو اس کام پر مجبور کریگا تو انکی مجبوری کے بعد اللہ غفور رحیم ہے۔ اور اللہ نے تمہارے پاس آیتیں بھیجی ہیں جو روشن ہیں اور جنمیں تمسے پہلوں کے حالات ہیں اور جو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہیں

ترکیب

الایامیٰ جمع ایم وہو العزب ذکراً کان او انثی بکراً کان او ثیباً وایامیٰ مقلوب ایائم کیتامیٰ۔ والصالحین معطوف ہے ایامیٰ پر مفعول انکحوا کا والذین یبتغون مبتدا۔ فکاتبوا ہم خبر + ان علمتم جملہ شرطیہ اگلا جملہ فکاتبوہم دال بر جزا۔

تفسیر

جبکہ ہر طرح سے زنا اور اُسکے دواعی کی ممانعت کی تو نکاح کرنیکی بھی رغبت دلائی کیونکہ مجرد رہنے میں بڑا خطرہ ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے نکاح کرنیکی تاکید فرمائی

یامعشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ) اور فرمایا کہ میرے بعد مردوں کے لئے سخت فتنہ عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہیں (متفق علیہ) اسلئے جن قوموں میں مجرد رہنا ہنر ہے انکے ہاں حرامکاری کا بھی کچھ حساب نہیں۔

فرماتا ہے وانکحوا الایامیٰ منکم (یہ ساتواں حکم ہے) کہ اے مسلمانوں جو تم میں مجرد ہیں خواہ عورت ہو خواہ مرد خواہ بیوہ خواہ ناکتخدا انکے نکاح کردو لفظ ایامیٰ سب کو شامل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم سے وہ شخص کہ جسکے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی درخواست کرے تو نکاح کردو ورنہ زمین پر بڑا فتنہ اور فساد سخت ہوگا (رواہ النسائی وابن ماجہ) علماء کے نزدیک یہ امر ندب و استحباب کے لئے ہے بعض کہتے ہیں وجوب کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ جہاں زنا میں مبتلا ہونیکا یقین ہو اور نکاح کرنے پر قادر بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ورنہ مستحب ہے۔

پھر فرماتا ہے والصالحین من عبادکم وامائکم کہ اپنے غلام لونڈیوں میں سے بھی جنکو نیک دیکھو انکے بھی نکاح کردو۔ کیونکہ نیک ہی نکاح اور خدمت مولیٰ کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں یا صالحین سے مراد وہ کہ جنکو نکاح کی صلاحیت ہو۔ لفظ فانکحوا سے علماء شافعیہ نے یہ بات نکالی ہے کہ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں ان یکونوا فقراء فرماتا ہے نکاح کرنیمیں فقر فاقہ نہ ڈرو اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ بلاشک جو نیک نیتی سے نکاح کرتے ہیں خدا انکو فراخی دیتا ہے اور جن کو نکاح کا مقدور نہو تو انکو پاکدامنی اختیار کرنی چاہئے یہ نہیں کہ عذر سے مرتکب فواحش ہوجاے۔ والذین یبتغون چونکہ فراخ دستی اور فضل الٰہی ہونیکا ذکر تھا اس لئے جو غلام خدا کے فضل پر توکل کرکے اپنے مولیٰ سے کتابت چاہیں انکے لئے بھی حکم دیا کہ اگر ان میں خیر دیکھو کہ یہ بدل کتابت ادا کرسکیں گے اور انکار و بد بھی اچھا ہے تو انکو لکھدو یعنی مکاتب بنادو۔ (یہ آٹھواں حکم ہے) اسکو بھی گونہ پارسائی سے تعلق ہے کس لئے کہ جب غلام کو ولی کی طرف سے خرید فروخت کا مجاز ہوتا ہے تو اسکے ہاتھ میں روپیہ پیسہ رہتا ہے جس سے حرام کاری کا اندیشہ ہے اس سے کوئی رقم لینی مقرر کرکے آزادی لکھدو کہ اپنا نکاح کرکے گھر آباد کرے۔ اسلام میں بھی یہی دستور باقی رہا اور جاہلیت میں بھی تھا کہ جو کوئی غلام اپنے آقا سے یہ معاملہ کرلیا کرتا تھا کہ میں آپکو اسقدر روپیہ دوں تو آزاد ہوجاؤں آقا اُسکو منظور کرلیتا تھا اور لکھدیتا تھا اس معاملہ کو مکاتبت کہتے تھے وہ غلام آزادانہ خرید و فروخت کرکے وہ مقدار ادا کردیتا تھا۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی بڑی تشریح ہے۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ اس بدل کتابت کے ادا کرنیمیں مدد کرو جو خدا کے دئے ہوئے مال میں سے انکو بھی دو یعنی زکوٰۃ وخیرات یا اس بدلمیں سے کچھ حصہ چھوڑدو ولاتکرہوا (یہ نواں حکم ہے) عرب میں دستور تھا کہ اپنی چھوکریوں سے زنا کراکے کماتے تھے چنانچہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق بھی

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسکے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی طاق میں چراغ ہو (اور) چراغ شیشہ (کی قندیل) میں ہو (اور) شیشہ گویا کہ چمکتا ہوا تارا ہو روشن کیا گیا ہو

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ

روغن زیتون سے جو مبارک درخت ہے نہ شرقی ہے نہ غربی ہے کہ جسکا تیل خودبخود روشن ہوئیکو ہو اور گو اسکو ابھی آگ نہ لگی ہو نور پر نور اللہ اپنے نور سے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہی اور اللہ ہر شئے سے واقف ہے

ص ایساہی کیا کرتا تھا اسلام نے اسکی بھی ممانعت کردی۔ اِن اردن تحصنا میں ان شرطیہ علی سبیل الغالب واقع ہوا جسکا مفہوم مخالف نہیں (ف) ان آیات میں توبہ کرنے اور مکاتبوں کو دینے کا بھی حکم ہے۔ مگر بظاہر انکا تعلق حقوق العباد سے کم تھا اس لئے انکے عدد شمار میں نہیں لیا ۰

ترکیب

اللہ مبتدا، نور السمٰوت الخ خبر۔ مثل نورہ صفۃ نورہ مبتدا، کمشکوٰۃ موصوف فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہوکر خبر ہوئی تمام جملہ بیان ہوا نور السمٰوت کا المصباح مبتدا، فی زجاجۃ خبر قس علی ہذا۔ دری منسوب الی الدر او فعیل کمریق من الدرء یوقد صفت ہے مصباح کی ۰

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لئے آیات مبیات نازل کیں تمکو جہل کی اندھیریوں سے نکالکر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں اپنے اوصاف نورانی اور نور ہدایت کی تمثیل بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جس نے تمکو جہل کی ظلمات سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اپنی نور کی اُس شمع سے تشبیہ دیکر جو شیشہ کی قندیل میں ہو یہ فرماتا ہی اللہ اپنے اُس نور سے جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے۔ اللہ نور السمٰوت والارض بحث **اوّل** نور عرف میں روشنی کو کہتے ہیں وہ ایک عرض قائم بالغیر ہے جو اجسام کو عارض ہوتا ہی جیسا کہ آفتاب ستارہ اور آگ اِس معنی سے اِس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقۃً جائز نہیں کس لئے کہ نور بمعنی مذکور ایک عرض ہی وہ حادث اور قابل تقسیم اور قائم بالغیر ہونیکی وجہ سے الٰہ نہیں ہوسکتا اس سے فرقہ مانویہ کا بھی قول رد ہوگیا جو نور اعظم کو اللہ کہتے ہیں۔ اِس لئے علماء اسلام اِس جگہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور بمعنی منوّر ہے کہ اُسنے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و مہتاب و کواکب اور انبیاء و صلحاء و ملائکہ سے منور کردیا اور یہ قول ابی بن کعب و حسن و ابو العالیہ کا ہے۔ بعض کہتے ہیں بمعنی مدبر السماوات والارض ہی جیسا کہ باخبر رئیس کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر تدبیر حسن جیسا کہ جریر شاعر کہتا ہی ؎ وانت لنا نور و غیث و عصمۃ یہ زجاج اور اصم کا قول ہی۔ ابن عباس فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہی کیونکہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہی۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ نور کا اطلاق اُسپر مبالغۃ ہو جیسا کہ عادل کو عدل کہدیا کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ نے اِس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **مشکوٰۃ الانوار** رکھا ہی اُسمیں امام صاحب نے ثابت کردیا ہی کہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسپر اِس الفاظ کا اطلاق حقیقۃً ہی نہ مجازاً بہت سے مقدمات بیان فرماکر یہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری سے اشرف ہے اور دونوں کا مقتضے ظہور ہے اور خواص قوی میں سے ظہور ہی اشرف ہے اسلئے ادراک عقلی ادراک بصری سے بدرجہ اولی نور ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو مسلّم الاحوال کے وقت واجبۃ الحصول ہیں یعنی تعقلات فطریہ دوسرے مکتسبہ اور قسم ثانی میں کبھی غلطی بھی واقع ہوجاتی ہے اس لئے اسکے واسطے ہادی و مرشد کی ضرورت ہوتی ہی اور اس امر میں کلام الٰہی اور کلام انبیاء سے زیادہ اور کوئی ہادی و مرشد نہیں اس لئے یہ بھی نور ہیں اسیوجہ سے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہی اور اسیطرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہانتک کہ سب سے بڑھ کر نور اعظم وہ روح جو سب ارواح سے اعلیٰ ہی معدن نور ہی پھر یہ سب انوار جسیم ہوں

خواہ سفلیہ جیسا کہ آگ کا نور یا علویہ جیسا کہ آفتاب ماہتاب کواکب کے انوار یا انوار عقلیہ سفلیہ ہوں جیسا کہ [illegible] یا علویہ ہوں جیسا کہ ملائکہ

یہ سب کے سب فی حد ذاتہا ممکن ہیں اور ممکن فی حد ذاتہ معدوم ہیں انکو وجود دوسرے کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور وجود نور اور عدم ظلمت ہے پس کل ممکنات

اپنی ذات میں مظلم ہیں نور فی حد ذاتہ وہی ہے جسکا وجود ذاتی ہے ممکنات کا وجود اور انکے کمالات اور انکے سب معارف اللہ کی طرف سے آتے ہیں اب ظاہر

ہوگیا کہ نور مطلق وہ اللہ سبحانہ ہی ہے اور غیر پر جو اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو مجازاً کیونکہ اسکے سوا جو کچھ ہے من حیث ہو ہو ظلمت محضہ ہے کس لئے کہ وہ من حیث ہو

ہو عدم محض ہے بلکہ یہ انوار بھی من حیث ہی ہی ظلمت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہی نور حقیقی ہے اور جسقدر انوار ہیں اسی کے نور کے پرتو سے ہیں واللہ اعلم۔

بحث دوم نور کو السموات والارض کی طرف کیوں مضاف کیا؟ اسلئے کہ سب آسمان اور زمین انوار مجردہ اور مادیہ سے بھرے ہوئے ہیں انوار مادیہ جیسا کہ

چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی یہ سب آسمانوں میں ہیں اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہوئے ہیں کہ جن سے الوان مختلفہ دکھائی دیتے ہیں اور انوار مجردہ سے عالم بالا

پر ہی اور انوار مجردہ ملائکہ ہیں عالم سفلی میں بھی انوار عقلیہ بہت سے ہیں اور وہ قوی نباتیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ ہیں اور نور انسانی سے جس کے سبب خلیفۃ اللہ فی الارض

بنا گیا عالم اسفل کا انتظام ہو رہا ہے جیسا کہ نور ملکی سے عالم علوی کا انتظام قایم ہے اور یہ کل انوار باہمدیگر مرتبط و مسلسل ہیں اور سب کا منتہی نور الانوار کی طرف ہے

اور وہ اللہ سبحانہ ہے اسلئے اللہ کو نور السموات والارض کہا۔

بحث سوم مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ اپنے نور کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو شیشہ میں ہو اور شیشہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا

گیا ہو اور وہ ایسا صاف ہو کہ جو آگ کھاتے ہی جل اٹھے اور زیتون بھی ایسا ہو کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت اوسپر آفتاب کی شعاع پڑتی ہو پھر نہ پڑتی

اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی اوسپر دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ نہیں بخلاف اسکے کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی بلکہ میدان میں یا پہاڑ

کی بلندی پر ہو وہ خوب تناور اور پختہ ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے۔ جسکے ساتھ تشبیہ دی گئی وہ تو یہ چیزیں ہیں بحیثیت مجموعی اور جسکو تشبیہ دی گئی ہے وہ اللہ کا

نور ہے مگر کلام اسمیں ہے کہ اللہ کے نور سے کیا مراد ہے؟ جمہور متکلمین کے نزدیک ہدایت مراد ہے یہ معنی کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ ہو

جس کی یہ صفت ہوں کہ جسکی ہر صفت روشنی چراغ کو ترقی دیتی ہے **سوال** آفتاب کے ساتھ کیوں تشبیہ نہ دی **جواب** مقصد اُس روشنی کے ساتھ

تشبیہ دینا ہے جو اندھیریوں میں سے ظاہر ہو البتہ ہدایت ایک ایسی روشنی ہے جو شبہات کی اندھیریوں میں سے ظاہر ہوتی ہے سو یہ بات چراغ کے ساتھ

تشبیہ دینے سے حاصل ہوتی ہے کہ جسکے ہر طرف اندھیری محیط ہوتی ہے برخلاف آفتاب کے کہ وہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو تمام عالم اُسکے نور سے بھر جاتا ہے ظلمت

باقی نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں نور سے مراد قرآن ہے جیسا کہ فرمایا ہے قد جاءکم من اللہ نور یہ حسن و سفیان بن عیینہ و زید بن اسلم کا قول ہے

بعض کہتے ہیں اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی صفت میں سراجا منیرا آیا ہے۔ یہ عطاء کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں

اس نور سے مراد وہ نور ہے کہ جو مؤمن کے دل میں ایمان و معرفت کا نور ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر کیا ہے یہ ابی

و ابن عباسؓ کا قول ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں انسان کے قوی مدرکہ پانچ ہیں قوۃ حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے قوت خیالیہ قوۃ عقلیہ جو حقائق

کلیہ کا ادراک کرتی ہے قوۃ فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دیکر نا معلوم بات کو دریافت کرتی ہے قوۃ قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے

جس سے اسرار غیب و لوائح ملکوت ظاہر ہوتے ہیں جس کی نسبت اللہ فرماتا ہے لکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا۔ یہ پانچوں

نور ہیں ہر ایک کو اُن پانچوں چیزوں میں سے ایک ایک کے ساتھ تشبیہ ہے روح حساس کو مشکوٰۃ سے الخ

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ

ان گھروں میں کہ تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور انمیں اُسکا نام یاد کیا جاتا ہے جنمیں صبح اور شام اسکی تسبیح وتقدیس کیجاتی ہے - ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں کہ جنکو سودا گری اور خرید و فروخت

ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

ذکر الٰہی سے روکتی ہے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوۃ دینے سے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جاویگی - تاکہ اللہ انکو انکے عمل کا اچھا بدلہ دے

وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

اور انکو اپنے فضل سے اور بھی دے (یعنی ڈرتے بھی ہیں اور اُمید بھی رکھتے ہیں) اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے

ترکیب

فی بیوت یا تو صفت ہے زجاجہ کی المصباح فی زجاجۃ فی بیوت - یا یوقد سے متعلق ہے اے توقد فی المساجد - یا یسبح سے متعلق ہے وھو القوی - رجال یسبح کا فاعل یا مفعول لم یسم فاعلہ لا تلھیھم رجال کی صفت یخافون صفت ثانیہ لیجزیھم یسبح سے متعلق -

تفسیر

فی بیوت کو جمہور مفسرین نے کلام سابق کا تتمہ قرار دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے یعنی وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور ایسے صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گندہ اور ناپاک مکان میں نہ ہو کہ جس کی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہو بلکہ اُن مکانوں میں ہو کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا - یعنے مساجد - خانہ کعبہ - مسجد نبوی - بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور اُنکے بلند کرنے سے مراد یا حقیقۃً بلند کرنا ہے یا تعظیم کرنا - ان مقامات خصوصًا بیت المقدس کے قندیلوں کی روشنی جو زیتون کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی تہیں ضرب المثل تھی - پھر ان گھروں کی صفت میں فرماتا ہے کہ اُنمیں ایسے لوگ صبح وشام خدا کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اُسکا نام لیا کرتے ہیں (یہ عام ہے خواہ نماز فرائض و نوافل کے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر و تسبیح ہو) کہ جنکو ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ بیع کرنا - تجارت عام ہے خرید اور فروخت دونوں کو شامل ہے مگر فروخت میں نقد حاصل کیا جاتا ہے اسمیں اور بھی لالچ ہے جو انسان کو ذکر الٰہی سے روکدیتا ہے اسلئے اسکو جدا گانہ بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں روک سکتی - اور باوجود اسقدر یاد الٰہی میں مشغول ہونے اور زکوۃ وخیرات دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جسدن دل اور آنکھوں کا عجب حال ہوگا دل صدمات کے مارے ہوا ہوگا اور آنکھیں اوپر کو ٹکٹکی باندھے ہوے ہونگی کہ کیا حکم آتا ہے؟ یہ سب باتیں انکی اسبات کا سبب ہیں کہ اللہ انکے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دیگا اور نہ صرف بدلہ بلکہ اعمال کے سوا اپنے فضل سے اور بڑھتی بھی عطا کریگا کیونکہ وہ بے نیاز بے پرواہ ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے - بعض علما کہتے ہیں فی بیوت یسبح سے متعلق ہے اور یہ ایک جدا گانہ کلام ہے جسمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہ دی گئی ہے کہاں اور کس جگہ پایا جاتا ہے؟ پھر آپ ہی بتلاتا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جاتا ہے کہ جن کے بلند کرنیکا اللہ نے حکم دیا اور جنمیں اُسکی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکباز لوگ اُسکی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں کہ جن کو کوئی شغل دنیاوی اُنکے کار سے نہیں روکتا دست بکار دل بہ یار انکا شیوہ خاص ہے، اور انہیں کے دلوں اور سینوں میں نور الٰہی کا وہ چراغ روشن ہے کہ جس سے انکو اللہ نے اس راہ راست اور صراط مستقیم کیطرف ہدایت کی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ - رجال کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہے جمعہ اور جماعت انہیں پر ہے نہ عورتوں پر - اور یہ بھی اشارہ ہے کہ در اصل یعنی مرد ایسے ہی لوگ ہیں کیونکہ دنیا مردار کے طالب تو ہیں اور مولی کے طالب مرد ہیں - بڑی مردانگی یہی ہے نہ کہانا سونا جماع کرنا کسیکو مار ڈالنا نفس کا مار ڈالنا اور نفسانی خواہشوں کو اُسی چراغ ہدایت سے جلا دینا بڑی مردمی ہے - اس کلام پاک کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہیے -

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

اور وہ جو کافر ہیں انکے اعمال ایسے ہیں کہ جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس آیا تو اُسکو کچھ بھی نہ پایا (اللہ ہی کو اپنے پاس پایا)

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّـجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ

اور تڑپ تڑپ کر مرگیا اور جسے اسکے اعمال کا حساب اُسکو پورا پورا چکا دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے یا ایسی مثال ہو کہ جیسے گہرے دریا میں اندھیریاں ہوتی ہیں جسکو ایک موج دوسری موج اور اُسپر دل...

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

ڈھانک رکھا ہو۔ اندھیریاں ہیں ایک کے اوپر ایک (انسان وہاں) جب اپنا ہاتھ نکالے تو اُسکو کچھ بھی دیکھ نہ سکے۔ اور جسکو اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو تو اُس کے لئے کوئی بھی نور نہیں +

ترکیب

بقیعۃ موضع جر میں سراب کی صفت یحسبہ بھی سراب کی صفت قیعۃ جمع قاع ای فی فلاۃ والیاء فی قیعۃ بدل من واو لسکونہا وانکسار ما قبلہا لانہم قالوا فی قاع اقوع او کظلمات معطوف ہی سراب پر تقدیرہ او کاعمال ذی ظلمات فیقدر ذی لیعود الضمیر من قولہ اذا اخرج یدہ الیہ ویمکن ان یقال لاحذف فیہ والمعنی انہ شبہ اعمال الکفار بالظلمۃ فی حیلولتہا بین القلب وبین مایہتدی الیہ۔ فی بحر صفت۔ ظلمات کی لجی نسبتہ الی اللج اے ذی لجۃ یغشاہ صفۃ اخری۔

تفسیر

اُس نور اور نورانی لوگوں کے بعد ظلمت اور ظلمانی لوگوں کا حال بھی تشبیہ میں بیان فرمایا جاتا ہے۔

فقال والذین کفروا الخ کہ کافروں کے اعمال جنکو وہ نیک اور وسیلہ آخرت سمجھکر کرتے ہیں سراب کی مانند ہیں جسکو جنگل میں دوپہر کے وقت پیاسا دور سے پانی سمجھکر بڑی بیقراری سے اُسکے پاس آتا ہے اور وہاں جاکر کچھ بھی نہیں پاتا یہی حال انکا ہو کہ بوقت مرگ جن کے اعمال پر انکو سہارا تھا اُنکو کچھ بھی نہ پاوینگے اور اللہ ہی سے اُنکو وہاں معاملہ پڑیگا سو وہ اُنکا حساب پورا کر دیگا۔ ازہری کہتے ہیں سراب وہ ہی جو ٹھیک دوپہر میں دور سے پانی سا موجیں مارتے ہوئے دکھائی دیا کرتا ہو یعنی پانی چلتا دکھائی دیا کرتا ہے یقال سرب الماء یسرب سربا اذا جری فہو سارب۔ قولہ تعالیٰ ووجد اللہ عندہ لے وجد عقاب اللہ الذی یوعد بہ الکافر عند ذلک۔ یہ انکے بقیہ احوال کا بیان ہے جو اسکے بعد انپر عارض ہوگا بطور تکملہ کے۔ تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ انکے حال کا اسی پر حصر ہے بلکہ اسکے بعد اور بھی برا حال ہوگا پس یہ لم یجدہ شیئاً پر معطوف ہے (ابوالسعود) او کظلمات یہ دوسری مثال ہو کفار کے حال کی پہلی مثال میں یہ بتلایا گیا کہ اُنکے اعمال اگر اچھے بھی ہیں تو عقائد صحیحہ نہونیکی وجہ سراب کی مانند ہیں آخرت میں اُنسے کوئی نفع نہوگا اور اگر بُرے ہیں تو وہ ظلمات ہیں۔ یا یوں کہو کہ پہلی مثال میں انکے اعمال کا بیان تھا کہ وہ کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور دوسری مثال میں انکے عقائد کا بیان ہو کہ وہ ظلمات سے مشابہ ہیں جیسا کہ فرمایا یخرجہم من الظلمات الی النور اے من الکفر الی الایمان اگلا جملہ ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور بھی اسپر دلالت کرتا ہو اسکا خلاصہ یہ ہو کہ دریا لجی (اے ذو اللجۃ التی ہی معظم الماء الغمر البعید القعر) یعنی بڑے گہرے اور بہت عمیق کی قعر میں اندھیرا ہوتا ہی پھر جب اُسپر امواج کا تلاطم ہوتا ہی تو اور بھی اندھیرا زیادہ ہوجاتا ہو اور جبکہ امواج پر بادل اور گھٹا گھنگھور ہوتی ہو تو انتہا درجہ کی اندھیری ہوجاتی ہو تو ایسی حالت میں ہاتھ بھی نہیں دکھائی دیتا حالانکہ پاس کی چیزوں میں سب سے جو کوئی دیا کرتے ہیں عادتاً ہاتھ ہی بہت قریب سمجھا جایا کرتا ہو اسیطرح کافر تین اندھیریوں میں مبتلا ہیں اول اعتقاد بد کی ظلمت جو بحر عمیق کے مشابہ ہے اور عقائد کا محل دل ہے جسکو مختلف موجیں یعنی اوہام وخطرات وشہوات کے تلاطم میں بڑی مناسبت اور کامل تشبیہ ہے دوم قول بد کی ظلمت جو انکی زبان سے نکلکر دریا کی طرح موجیں مارتی ہو سوم عمل بد کی ظلمت جو بادل کی طرح محیط ہو۔ یا اسکے قلب اور سمع وبصر کی اندھیریاں مراد ہیں یا اپنے کفر پر جو اُسکو اصرار ہو اسکی ظلمات متراکمہ کو دریا اور امواج اور سحاب کی ظلمات متراکمہ سے تشبیہ دی گئی ہو پس وہ کافر ان اندھیریوں میں مبتلا ہو اب اگر اسکو اللہ ہی اندھیریوں سے نکالے اور نور میں لاوے تو کون نکال سکتا اور نور میں لا سکتا ہے اسلئے فرمایا ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔

سلہ من ودق صعدہ الرعد والبرق الثانی من الرحمۃ بالطرف ... قوالحقہ دیکھ ان یکون مثلہ الطرف ... ودق سحاب ... الموج الثانی ظلمات بالرفع ... مبتدا محذوف ... ہذہ ظلمات ...

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ

کیا اے مخاطب تونے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی جو پر پھیلائے اڑتے ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہیں ہر ایک نے اپنی اپنی نماز اور تسبیح معلوم کر رکھی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کیا

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین سب اللہ ہی کی ہیں۔ اور اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا بھی ہے۔ کیا اے مخاطب تونے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر وہی انکو اکٹھا کر لاتا ہے پھر وہی انکو گھنگھور گھٹا بنا دیتا ہے

يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِن جِبَالٍ فِيهَا مِن بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَن مَّن يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ

پھر تو دیکھتا ہے کہ اس میں سے مینہ برستا ہے اور وہی آسمانی پہاڑوں سے جو بادلوں میں ہیں اولے برساتا ہے پھر انکو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روکتا ہے۔ اسکی بجلی کی چمک ہے کہ

يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم

آنکھوں (کے نور) کو اچکائے لئے جا رہی ہے اللہ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اسمیں آنکھوں والوں کیلئے ایک بڑی عبرت ہے۔ اور اللہ ہی نے تمام زمین پر چلنے والے جانوروں کو پانی سے پیدا کیا ہے

مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

پھر جس تو ایسے وہ ہیں کہ اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ اپنے دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ چار پاؤں سے چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

اللہ نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں اور اللہ ہی جسکو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے

ف جس سے بیماری ... قدرت اور ... واضح ہوتا ہے

ترکیب

الطیر معطوف علی من جمع طائر صافات حال من الطیر اے باسطات اجنحتہن علم کی ضمیر راجع ہے کل کی طرف وہو الاقوی لان القراۃ برفع کل علی الابتداء یزجی یسوق برق۔ بینہ انما جاز دخول بین علی المفرد لان المعنی بین اجزاء السحاب۔ رکاما متراکما بعضہ فوق بعض الودق المطر من خلالہ اے مخارجہ جمع خلل کجبال فی جبل من السماء من لابتداء الغایۃ من جبال کا من یا زائدہ ہے اور ممکن ہے کہ پہلے من سے بدل ہو علی اعادۃ الجار والتقدیر ینزل من جبال السماء اے من جبال فی السماء من برد بیان للجبال و المفعول محذوف اے ینزل مبتدأ من السماء من جبال فیہا من برد برداً۔

تفسیر

انوار قلوب المومنین وظلمات قلوب الکافرین کے بعد چند وہ دلائل توحید بیان کرتا ہے جن میں نظر کرنے سے حق سبحانہ اور اسکی توحید کا نور متجلی ہو کر نور پر نور کی کیفیت حاصل ہو جاوے فقال الم تر ان اللہ یسبح الخ یہ **اول** دلیل ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی پر کیا موقوف ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے ملائکہ اور روحانیات اور جو کچھ کہ زمین پر ہے انسان اور حیوان حجر اور شجر بلکہ جو ان کے درمیان ہے پرند جو ہوا میں پر کھولے معلق و اڑتے پھرتے ہیں سب اسکی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ الم تر سے مراد الم تعلم ہے کیونکہ ان چیزوں کی تسبیح آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہاں دل کی آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہے یعنی عقل سے معلوم ہو سکتی ہے **بتسبیح** کرنے سے متکلمین کے نزدیک ان چیزوں کا اسپر دلالت کرنا مراد ہے کہ ان کا خالق صفات نقصان سے منزہ اور بری اور صفات کمال و نعوت جلال سے موصوف ہے یعنی تسبیح بدلالۃ الحال ہے نہ بالمقال بعض کہتے ہیں بعض چیزیں زبان سے بھی تسبیح کرتی ہیں عقلاء انسان ملائکہ جن وغیرہ اور بعض بدلالۃ الحال بعض کہتے ہیں ہر چیز کی ایک خاص زبان ہے جو اسکو عطا کی گئی ہے اسکی تسبیح و تقدیس کرتی ہے جمادات اپنی زبان جمادی سے کرتے ہیں کبھی جمادات کی تسبیح بعض روشن ضمیروں کو بھی سنائی دیجاتی ہے چنانچہ ایکبار آنحضرت صلعم کی مجلس میں کنکروں کی تسبیح سنائی دی گئی۔ اور نیز عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یوکل (رواہ البخاری) کہ ہم کھانے میں

کہانڈ کی تسبیح سنا کرتی تھی اور نباتات اپنی زبان حالی سے تسبیح کرتی ہیں چنانچہ مسجد نبوی میں کھجور کا ٹھنڈ جو مسجد کا ستون تھا جسے آپ سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے حضرت کے فراق میں رویا اور اسکا رونا سبکو سنائی دیا (رواہ البخاری) رہے حیوانات پرند اور غیر پرند سو انکے عجائب افعال اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ خدا تعالی نے انکو ایک قسم کی گویائی اور ادراک عطا کیا ہے اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح فطری طور پر تعلیم فرمائی ہے کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ اور اسی لئے بعد میں فرمایا واللہ علیم بما یفعلون - اسکے بعد مبدا و معاد کا مسئلہ ظاہر کرتا ہے وللہ ملک السموات والارض کہ ہر چیز کا وجود اسکی طرف سے ہے اور اسی کے قبضہ میں ہے اسی لئے اسکو تسبیح و تقدیس کا استحقاق ہے والی اللہ المصیر اور پھر اسیکے پاس جانا بھی ہے اسلئے اسکی تسبیح و تقدیس ورنہ آخر اسی سے کام پڑیگا - حاصل یہ کہ یہ عالم مسخر ہے صوری بدیہی الثبوت ہے اسلئے اسکو الم تر سے تعبیر کیا اور جو چیز مسخر اور منقاد ہے وہ خدا نہیں ثابت ہوا کہ عالم میں سے کوئی چیز بھی قابل پرستش نہیں پھر جو انکو پوجتے ہیں وہ ظلمات متراکمہ میں جو انکی تخیلات باطلہ ہیں گرفتار ہیں الم تر ان اللہ یزجی سحابا یہ دوسری دلیل ہے کہ اللہ بادل پیدا کرتا ہے پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جمع کر کے انکو گھنگھور گھٹا بناتا ہے اور اُن بادلوں میں سے کس لطف کے ساتھ مینہ برساتا ہے یہ نہیں کہ دیتا کہ مشک کا دہانہ کھلنے میں جسطرح دفعتاً سارا پانی گر پڑتا ہے اسطرح گرے یہ بھی حکیم و قدیر کی عجب قدرت ہے پھر اسپر اور حکمت دیکھو وینزل من السماء من جبال فیہا من برد کہ انہیں بادلوں میں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جسطرح مینہ برساتا ہے اسیطرح جسم جامد اولے بھی برسا دیتا ہے جنکو پھر کنایہ بمناسبت من جبال نہایت مناسب ہے - اسپر اور بھی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ قابل غور ہے یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار کہ اُسی سرد اور تر جگہ سے کہ جہاں سے اولے اور مینہ برستا ہے بجلی بھی ظاہر کرتا ہے جو سخت آتش بلکہ آتش کی روح ہے پھر وہ اسطرح سے کوندتی ہے کہ دیکھنے والے بھی آنکھ بند کر لیتے ہیں آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اسکو دیکھنے کی تاب نہیں لاتیں پھر عاقل بصیر ان سے کیونکر اُس قادر حکیم کا جلوہ دیکھ سکتا ہے کہ جس سے عقل کی آنکھیں نہیں چندھیا جاتیں بلکہ اور بھی اس کی عقلی سے روشن ہو جاتی ہے کلام میں مبالغت بھی کس درجہ کی ہے کہ یہ کا سارا سماں دیا یقلب اللہ اللیل والنہار یہ تیسری دلیل ہے کہ اللہ ہی رات دن کو بدلتا ہے رات کے بعد دن دن کے بعد رات لاتا ہے اور پھر ہر ایک کو چھوٹا بڑا بھی کرتا ہے گو یہ آفتاب یا زمین کی حرکت سے ہو مگر انکی حرکت بھی تو اسی کے ید قدرت میں ہے تمام اسباب کا سلسلہ انجام کار اسیکی طرف منتہی ہوتا ہے اسلئے اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار کہ اس میں انہیں کیلئے عبرت ہے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں - وہی ان دلائل سے بانی عالم کا وجود باکمال سمجھ سکتے ہیں اور اسکے صفات کاملہ سمجھ کے بعد یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر نعمتیں ہیں اسکے ہاں سے آئی ہیں وہی مینہ برسا کر دنیا کو آباد کرتا ہے اور سب کے اسباب وہی مہیا کر دیتا ہے اور نیز یہ بھی کہ رحمت ناشکری کے وقت زحمت بھی ہو جاتی ہے بادلوں میں سے پانی بھی برساتا ہے مگر وہیں بجلی اور اولے بربادی کے بھی سامان مہیا کر رکھے ہیں اور نیز دولت کے بعد افلاس اور زوال کے بعد اقبال صحت کے بعد تندرستی یہ سب باتیں رات دن کی اُلٹا پلٹی کی طرح وہی اُلٹتا پلٹتا ہے - اگر عقل ہے تو پھر غیر کی پرستش کبھی نہ کرے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا پھر کسی کو پیٹ کے بل کسی کو دو پاؤں پر کسی کو چار پاؤں پر چلایا یہ اختلاف اور یہ پیدائش بھی اسی صانع حکیم کا فعل ہے نہ طبیعت کا نہ مادہ کا نہ کسی اور کا -

سوال بہت سے جاندار پانی سے نہیں پیدا ہوئے جن آگ سے ملائکہ نور سے آدم خاک سے اور نیز مواد عفنیہ سے بھی حیوانات کو پیدا ہوتے دیکھا ہے -

جواب - من ماء صلہ کل دابۃ کا ہے نہ خلق کا یعنی جو جانور پانی سے بنتے ہیں انکو اللہ نے ایسا بنایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل جمیع مخلوقات کی پانی ہے پھر اس پانی سے اور عناصر پیدا ہوئے جیسا کہ جلد ثانی میں ہم نے بیان کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دابۃ سے مراد زمین پر چلنے والے جانور ہیں جنکی پیدائش پانی سے ہے پس جن اور ملائکہ انمیں داخل نہیں من ماء کو نکرہ لا کر یہ بتا دیا کہ ہر نوع دابۃ کو اوس پانی سے پیدا کیا جسکی ساتھ وہ مخصوص ہے - بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں سانپ وغیرہ بعض دو پاؤں سے انسان وغیرہ بعض چار سے گائے بھینس گھوڑا وغیرہ اور بھی عجائب مخلوقات ہیں یا کسی کے چار سے زیادہ پاؤں ہیں کنکھجورا وغیرہ تو ان سب کی طرف یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر میں اشارہ کر دیا -

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ

اور منافق یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور فرمانبردار بھی ہو گئے مگر اسکے بعد بھی انہیں سے ایک فریق پھر جاتا ہے اور وہ تو سرے سے ایمان ہی نہیں لائے ہیں اور جبکہ وہ اللہ اور اسکے رسول

وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا

کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ انمیں فیصلہ کیا جاوے تو جھی ایک فریق انمیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر انکے لئے حق ہو بھی تو رسول کے پاس گردن جھکائے چلے آتے ہیں کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں

أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یا اس سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انکی حق تلفی کر دیگا وہ تو ایسا نہیں کرینگے، بلکہ وہی ظالم ہیں - مومنوں کی بات تو یہی تھی کہ جب انکو اللہ اور اسکے رسول کیطرف اسلئے بلایا گیا تھا کہ

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

کہ وہ حکم کر دے سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا اور اسکی نافرمانی سے حذر کرتا ہے سو وہی کامیاب ہی ہوتا ہے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

اور وہ اللہ کی پکی قسمیں کھایا کرتے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم (اپنے گھر بار چھوڑ کر) نکل پڑیں کہدو قسمیں تو نہ کھاؤ دستور کے موافق حکم برداری چاہئے بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اسکو اللہ جانتا ہے کہو اللہ اور اسکے رسول کی

الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

پھر اگر اس سے بھی پھر جاویں تو پیغمبر پر تو وہی ہے جسکا وہ ذمہ دار ہے اور تم پر وہی جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے اور اگر اسکا کہنا مانو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول پر تو سوا اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ کھول کر حکم پہنچا دیوے۔

تفسیر

ان دلائل کے بعد جو انسان کے دل میں نور ایمان اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گمراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب ذرا ذرا سی باتوں میں بھی رسول کریمؐ کے اتباع کرنے سے دل چراجاتے اور حیلہ بہانہ بناتے ہیں۔ یہ چند منافق جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے انہیں کیطرف ان آیات میں روئے سخن ہے کہ یہ لوگ منہ سے تو ایمان و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آکر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مومن نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کے لئے اللہ اور اوس کے رسول کیطرف بلائے جاتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسول کے پاس دوڑے چلے آتے ہیں پھر کیا انکے دل میں مرض نفاق ہے یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول ان پر ظلم کریگا؟ بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کیطرف جائز رکھتے ہیں۔ ایماندار دل کی یہ شان نہیں بلکہ انکی یہ شان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا و اطعنا کے سوا اور کچھ نہ کہیں یعنی یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سرزنش کے بعد وہ منافق قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلجانے کا بھی حکم دینگے تو ہم تعمیل کرینگے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہدو کیوں جھوٹی قسمیں کھاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا دستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسولؐ حکم دیتا ہے اسی پر قایم رہو اور اسپر بھی قایم نہ ہوگے تو رسول پر کچھ نہیں وہ پہنچا چکا اسکا تمہیں پر ہے۔

اب اسمیں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے؟ مقاتل کہتے ہیں بشر منافق مراد ہے جسکا ایک یہودی سے جھگڑا تھا جسمیں وہ حق پر نہ تھا اسلئے کہتا تھا کہ ہمارا فیصلہ کعب بن اشرف سردار یہود کریگا یہودی جانتا تھا کہ وہ دغاباز ہے اسلئے وہ کہتا تھا کہ آنحضرتؐ کی طرف چلو ضحاک کہتے ہیں مغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی بن ابیطالبؓ میں ایک زمین کی بابت نزاع تھی علیؓ نے کہا آنحضرتؐ سے فیصلہ کراؤ اسنے انکار کیا واللہ اعلم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

اللہ نے تم میں سے ایمانداروں اور اچھے کام کرنیوالوں کیلئے وعدہ کرلیا ہے کہ انکو ضرور ملک کی خلافت (یعنی حکومت) عطا کریگا جیسا کہ ان سے پہلوں کو خلافت دی اور انکے دین کو جو انکے لئے پسند کیا ہے

دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْــٴًـا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ

انکے لئے اسکو ضرور مستحکم کر دیگا اور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا وہ (اطمینان سے) میری عبادت کیا کرینگے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے اور جو کوئی اسکے بعد بھی ناشکری کرے سو وہی

الْفٰسِقُوْنَ۝ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَ لَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۠ ع

فاسق ہیں اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے اے نبی یہ خیال بھی نہ کر کہ کافر ملک میں (رہ کر) ہمکو ہرا دینگے اور انکا ٹھکانا آگ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے

تفسیر

لیستخلفنہم جواب قسم مضمر ہے وعدہم ای اقسم لیستخلفنہم۔ یعبدوننی حال من الذین او استیناف۔ لایشرکون حال من الواو ای یعبدوننی غیر مشرکین۔ پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی فلاح پاوینگے وہی کامیاب ہیں مگر آخرت کی کامیابی تو متعدد مقامات پر بیان ہو چکی تھی اسلئے یہاں دنیا کی کامیابی بیان فرماتا ہے بقولہ وعد اللہ الخ اور اس وعدہ کے بعد پھر ان مسلمانوں کو کہ جنکے لئے خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ کیا ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ الخ کا حکم دیتا ہے کہ زمین پر اقتدار پاکر اور سلطنت و شوکت حاصل کر کے بنی اسرائیل کیطرح خدا اور اسکے رسول سے برگشتہ نہو جانا بلکہ نماز و روزہ اور جمیع امور میں اسکے احکام کی پابندی کرنا جنکی طرف واطیعوا الرسول میں اجمالاً اشارہ ہے تاکہ تم پر رحم کیا جاوے ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاؤگے شوکت و سلطنت چھین لیجائیگی اور جو دنیا میں اقتدار پاکر خدا سے سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں آکر دین کی پروا نہیں کرتے انکو یہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضے سے نہیں رہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہونگے اور آخرت میں بھی انکا ٹھکانا جہنم ہے اور پھر اس فقرۂ لاتحسبن الخ میں مسلمانوں کو تسلی دیتا اور اپنے وعدۂ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہے کہ اے مسلمانو آج جو تم کفار سے دبے ہوئے ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہ سب ہمارے بس میں ہیں انکو ہم مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں۔

حاکم نے بسند صحیح اور طبرانی وغیرہ نے ابی بن کعبؓ سے اس آیت کے شان نزول میں یوں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہو گیا مسلمان ہر وقت خوف کی حالت میں ہتھیار بند رہا کرتے تھے اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسے بھی دن آئینگے کہ ہم بھی امن سے رات کو سویا کرینگے کہ بجز خوف خدا اور کسیکا خوف نہوگا ایسے حالات میں انکی تسلی دہی کیلئے یہ آیت نازل ہوئی خصوصاً جنگ احزاب میں تو مسلمانوں پر بے حد تکلیف اور سخت خوف و ہراس تھا ابو العالیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس وقت کے مسلمانوں سے جو بیکس تھے بطور پیشین گوئی یہ وعدہ کرتا ہے کہ ہم انکو ملک میں اسطرح سے خلیفہ کرینگے یعنی سلطنت و حکومت دینگے کہ جسطرح تم سے پہلوں کو دی تھی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام وغیرہما کو اور انکے حق پسند دین پر انکو قادر کر دینگے کہ آزادی سے وہ اپنے مذہب کی پابندی کرینگے کسیکی روک ٹوک نہوگی ہر طرح سے اس مذہب کی پھیلانے پر قادر ہونگے اور خوف جو انکو دشمنوں کا رہتا ہے اسکو دور کر کے اسکے بدلہ میں امن دیگا کسی سے نہ ڈرینگے کہ دین کو مخفی کریں یعبدوننی میری عبادت کیا کرینگے اور میرا کسیکو شریک نہ کرینگے یعنی دل کھول کر عبادت و توحید کو بجا لائینگے اور بیباک ہو گئے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا وہ فاسق ہے اسپر حمایت الٰہی کا ہاتھ نہ رہیگا۔ صدق اللہ العلی العظیم اسنے یہ وعدہ پورا کیا آنحضرت کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پھر آپکے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے عہدِ خلافت میں تنہا عرب بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز سلطنتیں بھی انکے ہاتھ میں دیں اور نہایت امن کے ساتھ انکے زمانوں میں دین اسلام کی اشاعت و ترقی ہوئی۔ اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔ خوارج کا قول باطل ہے جو وہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو خارج کرتے ہیں اسیطرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو وہ خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام تو انہیں حضرات کے عہد میں ظہور میں آئیں اور حضرت علیؓ انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل ہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہیں سکتے اور اسی طرح باقی آئمہ اطہار کو تو سرے سے حکومت ہی نہیں ملی اور وہ بھی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آجتک ڈر کے مارے کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ افسوس بعد میں مسلمانوں نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت بھی انکی نہ رہی اور اب بھی باز نہیں آتے مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس سے آجکل کے ریفارمر غافل ہو کر اور اور اسباب ترقی تلاش کر رہے ہیں اللھم ارحم المسلمین واھد رؤسائھم۔

ف
[illegible]

ف
خلافت خلفاء
اربعہ کا ثبوت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ

... و ... ہے ... تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے تم سے ان تینوں وقتوں میں اجازت لے کر آیا جایا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور

تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ

... وقت جب کہ تم ... کپڑے ... اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہاری پردگی کے ہیں اسکے بعد نہ تم پر کچھ گناہ ہے نہ ان پر کہ آپس

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا

... ایک دوسرے ... جایا کریں اسطرح سے کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جاویں تو انکو بھی اجازت لیکر آنا چاہئے جیسا کہ

اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا

ان سے پہلے (بڑی عمر کے) اجازت لیکر آتے رہے ہیں اسطرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں اور اللہ علیم حکیم ہے اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں کہ جنکو نکاح کی رغبت نہیں رہی

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

... ان پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ ... کپڑے اتار دیا کریں بشرطیکہ زینت کو نہ کھولدیا کریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو انکے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے

تفسیر — ثلث عورات فی الاصل مصدر، قد استعملت ظرفاً علی الظرفیہ اصحاباً علی ہٰذا۔ والعائل لیستاذنکم والقواعد جمع قاعد عن النکاح و امامن القعود فقاعدة۔

... سکو رسول کے ایک ستیذان و اجازت کا مسئلہ بھی ہے۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ادب سکھاتا ہے جو تدبیر المنزل کے متعلق ایک بڑا اہم مسئلہ تھا جس سے آجتک تمام کتب ... ہیں۔ ... کہتے ہیں کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے ایک انصاری کے لڑکے کو حضرت عمرؓ کے بلانیکو بھیجا وہ دوپہر کا وقت تھا عمرؓ سوتے تھے وہ گھر میں گھس گیا اور عمرؓ کو بیدار کیا عمرؓ کا کپڑا کچھ کھل گیا تھا ... کہنے لگے کہ ... کاش خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے حضرت صلعم کے پاس آئے تو آتے ہی حضرتؐ نے یہ آیت سُنائی شاید اس آیت کی سُنانی کیلئے بلایا ہو۔ مقاتل کہتے ہیں ... مرثد کا ایک بڑا لڑکا تھا وہ گھر میں ایک نازیبی وقت آیا جو انکو ناگوار معلوم ہوا انہوں نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی (معالم) اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجنبی جوان یا ... عورتوں کو تو اجازت لیکر آنیکا پہلے حکم ہو چکا تھا لقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا الآیۃ اب یہی لڑکے بالے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے جیسے ... پردہ نہیں کیا جاتا وہ بے خبر گھروں یا مکانوں میں اسیطرح اپنے غلام اور لونڈیاں بھی آ جاتے ہیں پردہ نہیں ہوا کرتا یہ خادم ہر وقت آقا کے پاس آ جاتے ہیں۔ اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا تھا ... انکو ہر وقت آنا انکا بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور ہونا بھی چاہئے بھلا کس کا دل چاہتا ہے کہ سونیکے وقت جبکہ کپڑے اوتار دیئے ہوں کوئی ہوشیار لڑکا گو نابالغ ہو خواہ وہ اپنا عزیز ہی کیوں ... اپنا غلام ہی ہو جا کھڑا ہو اسلئے اس بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل ایمان و الو چاہئے کہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تین وقتوں میں تم سے اجازت لیکر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اتار دئے جاتے ہیں (یہ گرمی میں گرم ملکوں میں عام عادت ہے) اور نماز عشا کے بعد۔ ان اوقات کے بعد پھر اور وقتوں میں اجازت اور اطلاع آنے جانیکی کچھ ... ضرورت نہیں اور وہ لڑکے جب بالغ ہو جاویں تب انکو ہر وقت اسیطرح سے اذن لیکر آنا چاہئے کہ جسطرح انسے بڑی عمر کے بالغ لوگ اذن لیکر آیا کرتے ہیں کما استاذن الذین من قبلہم ... سے یہی مراد ہے نہ کہ پہلی امتوں کے لوگ۔ ان خاص وقتوں کے علاوہ جبکہ دن میں بے اطلاع آپکی غلاموں اور لڑکوں کو اجازت دیگئی تو اسکے ساتھ گھر میں عورتوں کو کس حال میں رہنا چاہئے ... سکی بھی تشریح کر دی یہ نہیں کہ جوان عورت گھر میں ننگ دھڑنگ ہو کر یا ستر غلیظ ڈھانکنے کے لئے کوئی کپڑا باندھکر باقی برہنہ رہا کرے جیسا کہ بعض قوموں میں دستور ہے بلکہ گھر میں بھی ستر پوشی کے کپڑے پہنے رہے والقواعد من النساء الخ ہاں بڑی بوڑھی عورتوں کو اوڑھنا یا چادر اتار دینا کچھ مضائقہ نہیں اس طرح پر کہ ... بیکے اعضاء کھلیں اور اگر یہ بھی گھر میں سر کی اوڑھنی وغیرہ نہ اتارا کریں تو بہتر ہے۔ عواقب امور کو اللہ جانتا ہے۔ یہ پہلے حکم کا تکملہ ہے

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ

نہ تو اندھے ہی پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تمپر اس بات میں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کہاؤ

أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا

یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے کہ جنکی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے۔ تمپر کچھ گناہ نہیں کہ ملکر کہاؤ یا الگ الگ پہر جب گھروں میں داخل ہوا چاہو تو

فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

اپنے لوگوں پر سلام کہو جو مبارک اور عمدہ دعا ہے اللہ کی طرف سے اسطرح سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے آیتیں تاکہ تم سمجھو

تحیۃً مصدر من معنے سلموا لان سلّم وحیّا بمعنی من عند اللہ ظرف مستقر صفۃ التحیۃ

تفسیر

اجازت اور گھروں میں جانیکا ذکر آیا تھا اس لئے اس کے بعد باہم مواکلت اور مشاربت کے مسئلہ کو بھی طے فرمادیا بقولہ العظیم لیس علی الاعمی حرج الخ عبدالرزاق نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں یہ دستور تھا کہ کسی اندھے یا لنگڑے یا بیمار کو کھانا کھلانے کیلئے اپنے باپ وغیرہ اقارب مذکورہ فی الآیت کے گھر لیجاکر کھانا کھلادیا کرتے تھے مگر وہ لوگ اپنی تقویٰ و دیانت سے اسمیں تردد کرنے تھے کہ ہمکو بیگانہ گھروں میں لیجاکر کھانا کھاتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں یعنی درست ہے۔

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ لوگ اندھے اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھ ملکر کھانا کھانے میں تامل کرتے تھے اور پہر اُن گھروں سے بھی کھانے میں تامل ہوا پہر اسکی چند وجہ بیان کی ہیں۔ اندھے کیساتھ تو اسلئے کہ اسکو کھانے میں امتیاز نہیں رہتا اور لنگڑے کیساتھ اسلئے کہ مجلس طعام میں اسکی نشست حرج اندازی خیال کیجاتی تہی اور بیمار سے تو تنافر طبعی ہوا ہی کرتا ہے۔ پس خدائے تعالیٰ نے رخصت دی صاف معنی یہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ الخ تو تقویٰ و پرہیزگاری کیوجہ سے لوگونکو یہ بات پیدا ہوگئی کہ اپنی ہی گھروں سے کھانا کھانا درست جانتے تھے رشتہ داروں دوستوں کے گھر سے کھانا انکا ناحق مال کھانا سمجھتے تھے اور اسی احتیاط سے اندھے کیساتھ اور بیمار اور لنگڑے کیساتھ مشترک کرکے نہ کھاتے تھے کہ اندھے کو اچھا لقمہ نہ سوجھے اور میں کھاجاؤں اور بیمار ایسا پورا حصہ نہ کھاسکے گا اور لنگڑے کے آنیمیں دیر ہو یا معمولی بات ہے مبادا اوس سے پیشتر کھایا جاوے اور پیروہ اسی طرح بیٹھ بھی نہیں سکتا کہ پورا حصہ برابر کھاوے اور پہر چند آدمی باہم ملکر بھی اسی خیال سے نہ کھاتے تھے کہ مبادا حصہ سے زیادہ کھایا جاوے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ حرج و دقت کی بات ہے شرع نے تمکو تنگ نہیں کیا ہے اسلئے اندھے اور بیمار اور لنگڑے کو اور خود تمکو اجازت ہے کہ حسب دستور قوم اپنے گھروں سے اور اپنے رشتہ داروں کے گھروں سے اور اپنے دوستوں کے گھروں سے اور پہر اُس گھر سے کہ جس نے تمکو اپنی کنجیاں دیکر مختار کردیا ہے باہم ملکر کھاؤ یا جدا جدا کیسلئے کہ عرب میں عادت اور دستور ہے کہ وہ اپنے عزیزوں دوستوں کے کھانے سے خوش ہوا کرتے ہیں سو یہ اجازت ہے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی جہاں دستور نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ ہمارے کھانے سے یہ ناخوش ہوگا تو ہرگز جائز نہیں کہ اُسکی اجازت بغیر اُسکے گھر سے کھاوے۔ ان تاکلوا من بیوتکم اپنے گھروں سے کھانیکی جو اجازت دی حالانکہ اجازت کی کوئی بھی ضرورت نہیں تو اسلئے کہ اپنے گھروں سے مراد اپنی بیویوں کے گھر ہیں یا اپنی اولاد کے گھر اور اسلئے بیویوں اور اولاد کے گھروں کا ذکر آیت میں نہیں آیا فاذا دخلتم بیوتا الخ پہر جب تم ان گھروں میں کھانا کھانے جاؤ تو اول سلام کہہ لیا کرو گویا یہ اجازت مانگنا ہے علی انفسکم سے مراد اپنے لوگ ہیں کیونکہ احباب رشتہ دار بمنزلہ ایک جان کے ہیں اور جو وہاں کوئی نہ ہو تو خود اپنے اوپر سلام کہو السلام علینا اس قبل رنہا کیونکہ فرشتہ جواب دیتے ہیں اور یہ سلام کہنا جس میں سلامتی کی طرف اشارہ ہے اور نیز یہ اللہ کا نام ہے اور مذہب اسلام سے بھی ہے جو دیتا ہے تمہارے رب کی طرف سے مبارک دعا اور سلام ہے نہ کہ بندگی و کورنش وغیرہ۔

ع ۸
۱۴

یہ دسواں حکم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

مومن تو وہی ہیں کہ جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ رسول کے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام میں ہوتے ہیں تو جب تک اُس سے اجازت نہیں لے لیتے تو اُٹھ کر نہیں جاتے اے رسول

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہ ہی دراصل اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی پھر جو اپنے کسی کام کے لئے وہ تجھ سے اجازت مانگیں تو اُنمیں سے جسکو آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اُنکے لئے اللہ سے معافی

لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ

دعا ہی کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانو) رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ کہ جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے اللہ اُنکو بھی جانتا ہے کہ جو موقع پاکر نکل جاتے ہیں پھر جو

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کیا کرتے ہیں تو اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اُنپر کوئی آفت آجائے یا اُنپر کوئی عذاب دردناک نازل ہو دیکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے جس حال پر کہ تم ہو اور جس دن کہ وہ اُسکے پاس پھر لائے جائینگے تو وہ اُنکو بتلا دیگا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات معلوم ہے

ع ۹ ۳ ۱۵

ترکیب

دعاء الرسول المصدر مضاف الی المفعول - اے دعائکم الرسول لواذا مصدر فی موضع الحال ویجوز ان یکون منصوبا بیتسللون -

تفسیر

یہاں سے رسول کی اطاعت کے بارہ میں مدینہ کے منافقوں کی مذمت بیان ہے جو وہ اُس سے پہلوتہی کرتے تھے اس مناسبت کے لئے سورہ کا تتمہ اسی قسم کے آداب پر کر کے اُنکے دل میں کیفیت نورانی کا پیدا کردینا ہے اور ان سب امور کے مصالح اور حکمتوں کی طرف اللہ بکل شیء علیم میں اشارہ کر دیا - اور علم چونکہ نور ہے اسلئے اسپر سورہ کو ختم کیا ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں عروہ و محمد بن کعب قرظی وغیرہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب کے ایام میں ابوسفیان قریش کو لیکر چڑھ آیا اور رومہ میں کے پاس آ اُترا اور دوسرا قبیلہ غطفان نے آکر احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالدیا مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے حضرت صلعم نے خبر پاکر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنیکا حکم دیا خود بنفس نفیس اور مسلمان بھی اسمیں شریک ہوئے مگر منافقوں نے پہلوتہی کی ذرا سی بات کا بہانہ کر کے بغیر اجازت و اذن رسول کریم کے چلے جایا کرتے تھے اور جو کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو آپ سے اجازت لیکر جاتا اور کام سے فارغ ہو کر پھر شریک ہو جاتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اُن مومنین کی مدح میں آیت نازل فرمائی انما المؤمنون الذین الخ اور ضمناً اسمیں منافقوں کی مذمت ہے کہ وہ جو اسکا خلاف کرتے ہیں حقیقی مومن نہیں ہیں - ان اللہ غفور الرحیم میں اسطرف اشارہ بھی کر دیا کہ ایسے ضروری کام میں اذن لیکر جانا گو جائز ہے مگر تب بھی معافی مانگنا چاہیئے امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب کرے اس امر کو جامع علی سبیل المجاز کہا گیا - پھر اس امر جامع کی تفسیر یوں کیگئی ہے کہ ایسا کام جسمیں مسلمانوں کا مجمع ضروری سمجھا جاوے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی یا کوئی تعمیر و عمل کے متعلق ایسا کام کہ جسمیں عام منفعت ہو یا کوئی مشورہ اسمیں جمعہ اور عید بھی شامل ہیں جب امر جامع میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا تو سردار کے متعلق آداب کا بیان کرنا بھی مناسب ہوا کیونکہ سردار کی عظمت بغیر کسی امر جامع کا انتظام ہی نہیں فقال لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ گیارہواں حکم ہے اس آیت کے معنی میں تین قول ہیں اول یہ کہ رسول جو تمکو پکاری بلائے تو اُنکے بلانیکو آپس کے ایک دوسرے کے بلانے کی طرح سرسری نہ سمجھا کرو بلکہ فی الفور حاضر ہوا کرو اور تعمیل حکم کیا کرو دوم یہ کہ رسول کی دعا کو آپس کی دعاؤں کی طرح نہ سمجھا کرو رسول جسکام کے صلہ میں دعا دیں تو وہ دعا مستجاب ہے اور جسکو بد دعا دیں تو وہ بھی مقبول ہے برخلاف عام لوگونکی دعائیں بد دعاؤں کے سوم وہ معنی ہیں جنکو ابونعیم نے ابن عباس سے بطریق ضحاک نقل کیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یا محمد یا ابوالقاسم نام لیکر پکارا کرتے تھے کہ جس طرح آپسمیں ایک دوسرے کو اُسکا نام لیکر پکارا کرتا تھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسطرح نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکے پکارو اور اسی طرح اور بزرگان دین کے ساتھ بھی ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے قد یعلم اللہ الخ یہاں تعلیم ادب مومنوں کی مدح کے بعد منافقوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ آنکھ بچا کر کھسکجانے والے ہم سے مخفی نہیں رہ سکتے رسول کی مخالفت کرنیوالوں کو ڈرنا چاہیئے کہ دنیا میں اُنپر کوئی بلا نہ آپڑے - بیماری تنگدستی - دشمن سے مقہور ہونا مرگ ناگہانی زلزلہ وغیرہ اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاویں اللہ کو تمہارا سب حال معلوم ہے ما انتم علیہ اسکے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین ہیں عذاب بھیجنے پر بھی قادر ہے

سورۃ الفرقان مکیۃ ھی اسمیں سَتتّر آیات اور چھہ رکوع ھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کو ڈر سنانیوالا ہو اُس نے کہ جسکے قبضہ میں آسمان اور زمین ہے اور اُس نے نہ کسیکو بیٹا بنایا

وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

اور نہ کوئی اُسکی سلطنت میں اُسکا شریک رہا ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کرکے ایک اندازہ پر رکہا اور لوگوں نے اُسکے سوا اور معبود مقرر کرلئے کہ جو کچھہ پیدا کر سکتے ہیں

يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہ خود اپنی ذات کے لئے ضرر پر قادر ہیں نہ نفع پر اور نہ موت کا اختیار رکہتے ہیں نہ زندگی کا نہ مرکر زندہ ہونے کا

اب تم زبان سے جو چاہو لاف زنی کرو مگر جس روز مرکر اُس کے پاس جاؤگے وہ تمکو تمہاری سب کرتوت بتلا دیگا واللہ بکل شیٔ علیم ❖

ترکیب

لیکون کا اسم ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہے یا فرقان کی طرف پہرتی ہے یا اللہ کی طرف پہرتی ہے لیکون کا لام نزل سے متعلق ہے الذی یا تو اول الذی سے بدل ہے یا خبر ہے مبتداء محذوف کی ولم یتخذ جملہ کلام سابق پر معطوف واتخذوا جملہ مستانفہ ❖

تفسیر

یہ سورہ مکہ میں ہجرت سے پہلے اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلعم پر ہجوم تہا اور وہ حضرت کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر طرح طرح کے شبہات کیا کرتے تھے اور بت پرستی کے دریا میں غرق تھے اور خدا تعالیٰ کو اور اُسکی صفات کو غلط طور پر اپنے اوہام باطلہ کے موافق سمجہہ رکہا تھا۔ اس سورہ میں ان سب باتوں کا جواب ہے سورۂ نور کے اخیر میں یہ جملہ تھا قد یعلم ما انتم علیہ الخ کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس حال میں تم ہو جسدن دنیا سے لوٹکر تم اُسکے پاس آؤگے تو وہ تمہیں بتلائیگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے اس کلام میں اول تو عرب کے اُن اعمال فاسدہ کیطرف تنبیہ تھی جن میں وہ شب و روز غرق تھے اور ظلمات میں مبتلا تھے اسکا تدارک تو اس سورہ کے آخر میں بیان فرمایا اور نیز سورہ نور میں ہی حکمت عملیہ کے متعلق بہت کچھہ ارشاد ہو چکا تھا مگر ان کاموں میں سے ہر ایک سے بدتر بت پرستی تہی دوم اس جملہ میں مرکر خدا کے پاس جانے اور ہر ایک بدی کی جزا و سزا پانے کا اشارہ تھا کہ وہ باتیں عرب کے مشرکوں کے بالکل خلاف تہیں پہر جو ان باتوں کو رد کرنیوالی چیز تھی تو وہ نبوت تھی کہ دنیا میں ایک شخص دعوی کرکے یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے تمہیں ان باتوں سے منع کرنیکو آیا ہوں یہ اور بھی انکے نزدیک حیرت انگیز بات تھی اس لیئے ان تینوں مسائل کا جو اصول مذہب ہیں اس سورہ کے اول میں ثابت کرنا ضروری ہوا سب سے اول مسئلہ نبوت شروع کیا کس لیے کہ اسی پر زیادہ توحید و معاد کے مسئلہ کی بنیاد ہے مشرکین کے مسئلہ نبوت میں یہ شبہات تھے اول شبہہ انکا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو کیا غرض ہے جو اُس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی؟ دوم اگر نازل ہی کرنا تھا تو اپنے کسی اُس بابرکت شخص پر نازل کرنا تھا جسکو اُس نے اپنی سلطنت کے اختیارات دے رکھے ہیں جیسا کہ ہمارے معبودات منات یا ملائکہ وغیرہ سوم پہر اس قرآن سے کیا فائدہ ہے؟ پس ان سب باتوں کا جواب ان آیات میں کس لطف و خوبی کے ساتھ دیا جاتا ہے فقال تبارک الذی الخ یہ اول شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے (قال الزجاج تبارک تفاعل من البرکۃ والبرکۃ کثرۃ الخیر و زیادہ) بندوں کو خیر اور بہلائی پہنچانا اُسیکا کام ہے پس اُس نے بندوں کو بہلائی پہنچانے اور سعادت دارین تک لیجانیکے لئے اپنے ایک بندہ پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب کیسی کتاب فرقان یعنی حق و باطل میں فرق کرنیوالی نازل کی اسمیں ضرورت نزول قرآن کی طرف بھی اجمالی اشارہ کیا گیا کہ لوگوں کے عقائد اور اعمال سلیمہ اور غیر سلیمہ میں توہمات باطلہ سے امتیاز نہیں رہا تھا یہی کتاب ہے جو اُنمیں فرق کرتی ہے لیکون للعالمین نذیرا میں تیسرے شبہہ کا تفصیلاً جواب ہے کہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالمین یعنی سب جہان کے لوگوں کو تنبیہ کردی کہ تمہارے ان عقائد اور ان افعال پر دنیا و آخرت میں یہ سب مصائب پیش آنیوالے ہیں اُن سے پرحذر ہو اُس عہد میں عرب کے علاوہ روم شام سب ملکوں میں کفر و شرک و فسق کا دریا طغیانی پر تھا اسلیئے سب کا نذیر آنحضرت کو قرار دیا گیا اس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت کل عالم کے نبی ہیں انسانوں کے علاوہ جنوں کے بہی الذی لہ ملک السموت الخ میں دوسرے شبہ کا جواب اور اُنکے عقائد باطلہ کا رد ہے کہ اُسکے قبضہ میں آسمان و زمین ہیں اُسکا کوئی بیٹا ہے نہ اُسکی سلطنت میں کسیکو کچھہ حصہ ہے بلکہ ہر ایک شے اُسکے ایک خاص اندازہ سے پیدا کرنیسے پیدا ہوئی ہے سب مخلوق کو اُس سے رشتہ عبودیت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں پہر کیا وجہ کہ وہ اپنے ایک بندہ پر اپنا کلام نازل نہ کرے اسمیں ضمناً مسئلہ توحید کیطرف بہی اشارہ ہے واتخذوا الخ یہاں سے مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے کہ لوگوں نے غلط توہمات سے خدا کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں کہ جو کچھہ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور خدا کے لئے یہ بات ضرور ہے کہ وہ پیدا کرتا ہو اسکو کسی نے پیدا نہ کیا ہو۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ خاص اپنے نفع نقصان کا بھی تو انہیں اقتدار نہیں اور کسیکو کیا نفع پہنچا سکتے ہیں

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

اور کافروں نے کہدیا کہ یہ قرآن کچھ نہیں مگر جھوٹ کہ جسکو گھڑ لیا ہے اور دیگر لوگوں نے اسمیں اسکا ساتھ دیا ہے پس وہ سکر ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ قرآن اگلوں کی کہانیاں ہیں

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَقَالُوا

کہ جسکو اسنے کسی سے لکھوا لیا ہے سو یہی اسپر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں اے نبی کہدو کہ اسکو تو اسی نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہے بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے اور منکر یہ بھی کہتے ہیں

مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ

کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے اسکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اسکے ساتھ وہ بھی ڈرایا کرتا یا اسکے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

یا اسکے لئے کوئی باغ ہوتا کہ جس سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے ایمانداروں سے یہ بھی کہا کہ تم تو بس ایک ایسے شخص کے تابع ہوگئے ہو کہ جسپر جادو کیا گیا اے نبی تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں پس وہ گمراہ ہوگئے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝

ع

رستہ نہیں پاسکتے اسکی بڑی برکت والی ذات ہے جو اگر چاہے تو (دنیا میں) آپکے لئے اس سے بھی بہتر ایسے باغ پیدا کردے کہ جنکے نیچے نہریں بہا کریں اور آپکے محل بھی بنا دے

افترٰی کا فاعل ضمیر جو عبد کیطرف راجع ہ ضمیر فرقان کیطرف راجع اعانہ کی عبد کی طرف علیہ کی ضمیر افتراء کیطرف قوم آخرون اعان کا فاعل ظلما و زورا مفعول جاؤ کا یا مصدر موضع حال میں ان شاء شرط جعل جواب و ہو لکونہ ماضیا یجوز ان یکون فی محل الرفع والجزم **تفسیر** فما عطف علیہ یجوز ان یکون مرفوعا و مجزوما کما قرأ الجمہور ۱۲

ان آیات میں وحی اور رسالت کے متعلق تین شبہات کا جواب ہے جو رسالت کی بات تھی (۱) کہ محمد نے قرآن کو از خود بنا لیا ہے اور دیگر لوگ (جن سے انکا اشارہ اہل کتاب کیطرف تھا) اس کے اس کام میں مددگار ہیں وہی لوگ انبیاء سابقین کے حالات اور انکی شریعتوں کے احکام اسکو سناتے ہیں یہ اپنی فصیح عبارت میں جمع کرلیتے ہیں آجکل بھی متعصب لوگ یہی کہا کرتے ہیں اس شبہہ کو وقال الذین کفروا سے شروع کیا الذین کفروا میں اشارہ کردیا کہ ایسی بیہودہ باتیں کافر ہی بنایا کرتے ہیں پہلے انبیاء کی نسبت بھی اس سے بڑھ بڑھ کر شبہات کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہ شبہہ محض لچر و پوچ ایک بدگمانی پر مبنی تھا اسلئے اسکے جواب میں یہی کہدینا کافی تھا کہ فقد جاؤ ظلما و زورا کہ یہ بڑی بے انصافی اور مکر کی بات ہے کہ بھلا اہل کتاب ہی جو آپ کو تعلیم کرتا ہے اور آپ قبل نبوت عرب میں صداقت اور راستی سے موصوف تھے دنیا کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا بھلا خدا کے معاملہ میں جھوٹ بولکر دنیا کو دشمن بناتے وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ ایک دوسرا شبہہ ہے جو فی الحقیقت پہلے شبہہ کا تتمہ ہے کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں موسیٰ فرعون عاد و ثمود وغیرہم لوگوں کے تذکرہ کی طرف انکا اشارہ ہے جو قرآن مجید میں نصیحت و عبرت کیلئے ذکر ہوئے ہیں۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے۔ قل انزلہ الذی الخ کہ اسکو اسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانوں اور زمین کی اسرار اور مخفی باتوں سے واقف ہے یعنی جبکہ محمد نہ پڑھے لکھے ہیں نہ کسی کے شاگرد ہیں نہ کبھی باہر کے ملکوں میں پھر آئے ہیں پھر پہلے لوگوں کے حالات صحیح طور پر کہ جنکو اہل کتاب اور اہل تاریخ بھی اس کیفیت سے نہیں بیان کرسکتے کہاں سے معلوم ہوگئے اور تمکو معلوم ہوئے نہیں بلکہ اوسی عالم الغیب نے حضرت کو بتلائے ہیں وہ غفور الرحیم ہے اسمیں اسطرف اشارہ ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے ورنہ اس انکار کا مزا دنیا ہی میں معلوم کرادیتا (۲) شبہہ یہ تھا کہ رسول فرشتہ خصال ہونا چاہیے کہ جو نہ کھاوے نہ دنیا کے کاروبار کیلئے بازار میں آوے چاہے بادشاہ مرفہ الحال سا ہو کہ جو ہمارے جیسا کھانا نہ کھاوے بلکہ اوسکے پاس کوئی آسمانی خزانہ ہونا چاہیے او یلقی الیہ کنز کہ جسکی وجہ سے عمدہ کھانا کھاوے اور اوسکے نوکر چاکر بازار سے خرید و فروخت کیا کریں یا اوسکے پاس کوئی ایسا باغ ہو کہ ہر طرح کے میوے وہاں سے کھایا کرے یہ شبہہ وقالوا مال ہذا الرسول سے یاکل تک ہے ولولا انزل الیہ ملک الخ اسی شبہہ کی تائید میں ایک تیسرا شبہہ تھا کہ اسکی تصدیق کیلئے کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ اوسکے ساتھ وہ بھی پیغام پہنچاتا لوگوں کو یقین آجاتا وقال الظالمون الخ یہ انکا ایک اور طعن تھا کہ جب وہ کسی پاس نہ خزانہ ہے نہ باغ تو دیوانہ ہی اسپر کسی نے سحر کردیا اس جادو کی ماری ہوئی دیوانہ کے لوگ تابع ہوگئے ہیں۔ اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے کہ انظر کیف ضربوا۔ دیکھو یہ بدبخت آپکو کیا کیا کہتے ہیں گمراہ ہیں راہ راست نہیں پاسکتے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا

بلکہ انہوں نے جو قیامت کو جھوٹھہ سمجھ لیا ہے اور ہم نے بھی قیامت کے جھوٹھہ جاننے والیکے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جب وہ ان سے کو دور سے دیکھیگی تو جوش میں آجائیگی۔ اسکے جوش و خروش کی آواز سنیں گے اور جبکہ

أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذَٰلِكَ

وہ اسکے کسی تنگ مکان میں ہاتھہ پاؤں جکڑکر ڈالدئے جائینگے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ کہا جاویگا آج ایک موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو اے نبی ان سے پوچھو کیا یہ

خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

بہتر ہے یا وہ جنت کہ جسکا پرہیزگاروں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے۔ جو انکا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگی وہاں ان کو جو چاہیں گے ملیگا وہ اسمیں سدا رہیں گے۔ اے نبی اسکا تمہارے رب نے ایسا وعدہ

وَعْدًا مَّسْئُولًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا

کرلیا ہے جسکا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور جس دن اللہ ان کو اور ان کے معبودوں کو جمع کریگا کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں تو انسے کہیگا کہ کیا تمہیں نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود

السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ

راہ بھول گئے تھے۔ تو ان کے معبود کہینگے تو پاک ذات ہے ہمیں یہ کب لایق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تونے انکو اور انکے باپ داداکو دنیا میں یہاں تک آسودگی دی کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے

وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝

اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے (اللہ فرمائیگا) سو تمہارے معبودوں نے تو تمہیں جھٹلا دیا پس اب تم سر اس ہو چکی جسکو تم ٹال سکتے ہو نہ کسی سے مدد لے سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ایسا ظلم کریگا اسکو ہم بڑا عذاب چکھائینگے

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً

اور اے نبی تم سے پہلے ہمنے ایسا کوئی نبی رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتا ہو اور بازاروں میں نہ پھرتا ہو اور ہمنے تم میں سے ایک کو دوسرے کیلئے آزمایش بنا دیا ہے

أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

اے مسلمانوں کیا اس پر صبر کروگے اور آپ کا رب تو دیکھہ ہی رہا ہے۔

یعنی بیہودہ بکتے ہیں آپ کچھہ خیال نہ کریں تبارک الذی ان شاء الخ وہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو اے نبی دنیا میں تمہارے لئے اس سے بھی بہتر باغ بنا دے کہ جسکے نیچے نہریں چلا کریں اور آپکے لئے عمدہ عمدہ محل بھی کیلئے تیار کردے مگر دنیا چندروزہ ہے مصنف میں ابن ابی شیبہ نے اور جریر و ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا تھا اگر آپکی خوشی ہو تو آپکے ہاتھہ میں زمین بھر کے خزانوں کی کنجیاں دیجاویں اور اس سے آخرت میں آپکا کچھہ بھی نقصان نہ ہوگا اور جو کچھہ ہوگا یہ سب کچھہ آخرت میں دیا جاوے آپنے فرمایا آخرت ہی میں چاہتا ہوں اسپر آیت نازل ہوئی اور بہت جگہہ اسی قسم کا مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہے چونکہ آپکی نظر آخرت پر تھی اور ہونی بھی چاہیے اور کفار آخرت کے منکر تھے انکے نزدیک جو کچھہ طعام و اموال ہیں بس یہی ہیں تو یہ ہوں نہیں تو کچھہ نہیں اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بل کذبوا بالساعۃ کہ وہ آخرت کے منکر ہیں واعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا سے لیکر عذابا کبیرا تک مسئلہ معاد اور وہاں کی سزا و جزا کا بیان ہے اور انکے معبودوں کا ان بت پرستوں سے الگ ہونا بھی ظاہر کرتا ہے کہ جنکو وہاں کا ذریعہ سمجھکر انکی عبادت کیا کرتے ہیں۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین پہلے سے ان کے شبہہ کا جواب شافی دیتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پیشتر جسقدر دنیا میں رسول آئے ابراہیم و اسحاق و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کسی کے پاس بھی خزانہ تھا نہ ایسا مانع تھا ان کی تصدیق کے لئے ان کے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا وہ دنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں خرید فروخت کے لئے بھی جاتے تھے یعنی بشر اور غریب لوگ تھے رہے دنیا کے تجملات اور امارت سو یہ ایک فتنہ ہے یعنی آزمایش کہ دیکھیں امیر دولتمند شکر کرتا ہے یا کفران نعمت اور غریب مفلس دنیا کی مصائب پر برداشت کرتا ہے کہ نہیں لہذا کسیکو کچھہ دیا کسی کو کچھہ عطا کیا اسلئے مسلمانوں سے فرماتا ہے اتصبرون کیا صبر کرتے ہو یعنی صبر کرنا چاہیے اور تمہارا رب دیکھہ رہا ہے اور آخرت میں جزا دے گا۔

ع ۱۱
۱۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ نَرٰي رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝

اور ان لوگوں نے جو ہمسے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہا کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے تو البتہ انہوں نے اپنے کو بہت بڑا سمجھ لیا اور بہت ہی بڑی سرکشی کی ہے

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ دن مجرموں کے لئے خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے دور دور اور جو کچھ عمل انہوں نے کیا ہم اسکی طرف آئیں گے

هَبَاۗءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَــقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

تو اسکو خاک کی طرح اڑا دیں گے جنت والوں ہی کا اس دن ٹھکانا بہتر ہوگا اور خواب گاہ بھی عمدہ ہوگا اور جس روز کہ بادل سے آسمان کھل جاوے اور اتریں گے فرشتے

تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ

اترے لگیں تو اس دن حقیقی سلطنت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا ہی سخت ہوگا اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا ہائے کاش

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ

میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلا ہوتا ہائے میری خرابی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اسنے تو نصیحت کے آئے بعد بھی مجھے بہکا دیا

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہی تھا اور رسول کہیگا اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو ٹل سمجھ رکھا تھا

تفسیر

لولا انزل الخ مقولہ ہے قال الذین کا مستقرا تمیز خیر الحق الملک کی صفت۔ یوم کا نصب اذکر محذوف سے ہے

منکروں کا یہ ایک اور بھی شبہ تھا جسکو وقال الذین لایرجون لقارنا سے شروع کرتا ہے کہ جن کو ہمسے ملنے کی امید نہیں یہ نہیں سمجھتے کہ مر کر اللہ کے سامنے جانا ہے وہ کہتے ہیں (کیونکہ ایسی باتیں وہی کہا کرتے ہیں ایماندار و نکی تو کیا مجال) کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ آئے محمدؐ کے پاس کیوں آتے ہیں یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا کو دیکھ لیتے پھر اس سے آپ پوچھ لیتے کہ تیرا بھیجا ہوا نبی یہی ہے؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لقد استکبروا فی انفسہم الخ کہ انہوں نے اپنے آپ کو اس لائق سمجھ لیا ہے کہ انکے پاس فرشتے آویں یا دنیا میں خدا تعالیٰ کو دیکھیں یعنی یہ بڑی تکبر اور سرکشی کی بات ہے۔ ملائکہ مخصوص لوگوں کے پاس آتے ہیں جنکی روحانیت انکے قریب پہنچی ہوتی ہے سو وہ انبیاء ہیں اسیطرح خدا تعالیٰ لطیف الخبیر کو دنیا میں ایک کثیف کیونکر دیکھ سکتا ہے جو آفتاب کو دیکھ نہیں سکتا ہاں قیامت میں لوگ ملائکہ کو دیکھیں گے پھر اس روز کہ وہ ملائکہ کو دیکھیں گے انکے لئے کوئی خوشی نہو گی عذاب کے فرشتہ سامنے آوینگے جنکو دیکھکر الحذر رہا نگے۔ وقدمنا الی ما عملوا من عمل سے اخیر تک اسی مناسبت کے سبب قیامت کا حال اور ان منکروں کا مآل و نکال بیان شروع کر دیا جو ملائکہ کے دیکھنے کی خواہش کرتے ہیں اور وہ بھی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا ہم نہیں مانتے ہمارے پاس خود فرشتے آنے چاہئیں قدمنا الی ما عملوا یعنی وہ جو دنیا میں بارادہ ثواب کفار کچھ عمل بھی کرتے ہیں ایمان و اعتقاد صحیح نہونے کیوجہ سے اس دن ہبا منثورا یعنی نیست و نابود ہو جاوینگے کچھ کام نہ آوینگے ہاں ایماندار نیکوکار اس روز اچھے مقام میں ہونگے۔

اسکے بعد اس دن کے چند اور حالات ہیبتناک بیان فرماتا ہے (۱) یوم تشقق السماء بالغمام ایک جگہ اور آیا ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام غمام ابر سفید اس ابر سے کیا مراد ہے؟ غالباً ملائکہ اور دیگر روحانیات کے انوار ہوں جو بصورت ابر سفید دکھائی دینگے آسمان کھل کر اس ابر میں سے قیامت کو ملائکہ نمودار ہوں گے (۲) الملک الخ اس روز حقیقی بادشاہت اللہ کی ہوگی گرچہ آج بھی اسیکی حقیقی بادشاہت ہے مگر دنیا میں مجازی بادشاہتیں بھی ہیں اور اس روز کسی کی نہوگی اسلئے ظہور کامل اسی روز ہوگا۔ (۳) یوم یعض الظالم قرینہ عبارت تعمیم پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ظالم اس روز ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا افسوس کریگا کہ اے کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس سے مراد اس کی وہ شخص ہوگا کہ جسنے اس کو دنیا میں ہدایت پانیکے بعد ہدایت سے دوستی کے پیرایہ میں باز رکھا تھا اور ایسا بہت ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ

اور ہم یونہی مجرموں کو ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور لوگوں کو رہنمائی کرنے اور امداد کی مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے اور کافروں نے یہ بھی کہدیا کہ اس پر یک بارگی

عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

قرآن کیوں نازل نہ کیا گیا۔ یوں ہی نازل ہونا چاہئے تھا تاکہ اس سے تمہارے دل کو ہم تسکین دیں (اسلئے) ہم نے ٹھیر ٹھیر کر پڑھ سنایا اور ایسے ہی جو سوال یہ لوگ آپ پر پیش کرینگے مگر ہم بھی انکو اسکا بہت ٹھیک جواب

وَاَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۝ اَلَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيلًا ۝

اور بہت عمدہ توجیہ بتا دینگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو موبہہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالدئے جاوینگے یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکا بہت ہی برا مقام ہے اور وہ بہت ہی بڑے گمراہ ہیں۔

جملۃ واحدۃ حال من القرآن ای مجتمعاً۔ کذلک ای انزل کذلک فالکاف فی موضع نصب علی الحال لنثبت اللام متعلق بالفعل المحذوف۔

تفسیر

لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں ان عام الفاظ میں کسی شخص خاص کیطرف ہی اشارہ ہی اور یہ ہوسکتا ہی پہر شخص خاص سے مراد وہ کہتے ہیں عقبہ ابن ابی معیط ہی کہ وہ جب سفر سے آتا تھا تو دعوت کیا کرتا تھا چنانچہ ایکبار اُس نے آنحضرت صلعم کو بلایا آپنے اسکی کفر کیوجہ سے انکار کیا اُسے کلمہ شہادت پڑھ لیا تب آپ تشریف لیگئے اسکی خبر ابی بن خلف کو بھی ہوئی وہ اسکا بڑا دوست تھا اوسنے اوسکو بڑی ملامت کرکے اسلام سے برگشتہ کرادیا اور حضرت کی گستاخی پر آمادہ کیا اس قصہ کو معالم التنزیل وجلالین وغیرہ کتابوں میں نقل کیا ہی اور ابن جریر نے بھی ابن عباس سے ایسا ہی نقل کیا ہے، اس تقدیر پر ظالم سے مراد عقبہ اور فلاں سے مراد ابی بن خلف کافر ہے۔ وقال الرسول الخ جب کفار نے آنحضرت کو طرح طرح سے ستایا تو آپ بد دعا تو نہ کی کیونکہ رحمۃ للعالمین تھے مگر خدا تعالیٰ سے شکایت کی جسکو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نقل کرتا ہی ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں یہاں قال بمعنی یقول ہی یعنی قیامت میں آنحضرت ان لوگوں کی یوں شکایت کرینگے جیسا کہ آیا ہی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا مہجور بمعنی متروک اور ہجر بمعنی ہذیان بھی ہوسکتا ہی کہ اس قرآن کی بابت اونہوں نے بیہودہ اور لغو باتیں بنائیں کبھی وہ اسکو سحر کہتے تھے کبھی ازخود بنایا ہوا کبھی اگلے لوگوں کی کہانیاں وکذالک جعلنا الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت کو آپکی شکایت پر تسلی دیتا ہے اور صبر و برداشت پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہمیشہ سے ہر ایک نبی کے کافر سخت دشمن ہوتے آئے ہیں آپ اطمینان رکھیں اللہ آپکی مدد کرنیکے لئے اور آپکی قوم کو ہدایت کرنیکو کافی ہے وکفی بربک ہادیا ونصیرا۔

وقال الذین کفروا الخ یہ اُنکا قرآن مجید پر ایک اور شبہ تھا کہ یہ تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً کیوں نازل ہوتا ہی ایک ہی بار مجتمع ہو کر کیوں نہ نازل ہوا پس معلوم ہوا کہ محمد ازخود سوچ سوچ کر تصنیف کرتے ہیں۔ اسکا جواب دیتا ہی کذالک لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا کہ اسکے اسطرح نازل کرنیمیں چند حکمتیں ہیں جنکی طرف اجمالاً اس جملہ میں اشارہ کیا گیا ہے (۱) آنحضرت اور اکثر صحابہ لکھے پڑھے نہ تھے اگر یکبارگی اتنی بڑی کتاب نازل ہوتی تو حفظ نہ رہتی اُس لکھے پر اعتماد رہتا سو اگلی کتابوں کیطرح اس میں بھی تحریف و تبدیل ہوتی یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جاتی پھر جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا تو لوح سینہ پر جما گیا لوح حافظہ پر ثابت ہوتا گیا لنثبت بہ فؤادک کے یہی معنی ہیں اسلئے اسمیں ایک نقطہ کا بھی فرق نہ آیا (۲) یہ کہ تمام احکام جو یکبارگی نازل ہوتے قوم کو اسپر ثابت و قائم رہنا شاق ہو جاتا (۳) وقتاً فوقتاً نئے نئے حوادث پیش آتے تھے اور جاہل قوم کی تربیت و تعلیم میں ایسی باتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں پس ہر حادثہ میں جبرئیل کا کلام الٰہی لیکر آنا آپکے لئے تقویت قلبی کا باعث تھا۔

(۴) یک بارگی قرآن نازل ہوتا تو کفار مقابلہ میں کہہ سکتے تھے کہ اتنی بڑی کتاب کیونکر لاسکتے ہیں لیکن جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور کسی ٹکڑے کا بھی جواب نہ بن سکا تو حضرت کا دل قوی ہو گیا انکا عذر جاتا رہا (۵) حالت الہامی ایک عجیب حالت ہی تھوڑی تھوڑی نازل ہونے میں اخیر عمر تک حضرت کو حاصل رہی جو قلبی تقویت کا باعث ہوا ولا یاتونک بمثل سب اعتراضات کے جواب کے بعد خاتمہ کیطور پر فرماتا ہی کہ آپ کے پاس وہ جو کوئی مثل لاتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اسکے جواب میں آپکو حق بات کھلی ہوئی بتلا دیتے ہیں الذین یحشرون فرماتا ہی ایسے لوگ اوندھے موبہہ ہنکا کر جہنم میں لیجائے جاوینگے یہ لوگ بڑے شریر و گمراہ ہیں یہ انکے اوندھے اعتراضات کا نتیجہ ہے جسکی سزا جہنم میں اوندھا گرنا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور انکے ساتھ انکے بھائی ہارون کو وزیر بنا کر بھیجا سو ہم نے کہدیا کہ تم دونوں ان لوگوں کیطرف جاؤ کہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی ہیں (وہ گئے) ادھر انہوں نے نہ مانا تو ہم نے بھی انکو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا

وَقَوْمَ نُوحٍ لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ

اور قوم نوح کو بھی جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو غرق کر دیا اور انکو لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ظالموں کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے اور عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کو بھی اور بہت سی قرنوں کو بھی کہ

كَثِيرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ

جو انکے درمیان تھیں اور ایک سے ہر ایک کو مثالیں دے دیکر سمجھا دیا تھا (آخر) ہر ایک کو ہم نے برباد ہی کر دیا۔ اور کفار مکہ اس بستی پر بھی گذرے ہیں کہ جس پر بہت بری طرح سے پتھر برسائے گئے تھے پھر کیا انہوں نے اسکو دیکھا نہ ہوگا

بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا

بلکہ پھر کر زندہ ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے (اسلئے ایمان ہی نہیں لاتے) اور اے نبی یہ جب آپکو دیکھتے ہیں تو تجھ سے تمسخر ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ وہی ہے کہ جسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے بہکا ہی دیا تھا

أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ

اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے اور انکو جبکہ عذاب دیکھیں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ کون گمراہ تھا اے نبی تم نے اسکو بھی دیکھا کہ جسنے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے پھر کیا آپ

عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ ع

اسکے ذمہ دار ہو سکتے ہیں اے نبی کیا تم یہ سمجھے ہو کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہونگے۔ وہ کچھ بھی نہیں مگر جیسے چارپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی زیادہ راہ بھولے ہوئے ہیں

تفسیر

ہارون بدل من اخاہ وزیرا مفعول ثان لجعلنا وقوم منصوب بمضمر یکون معطوفا علی دمرنا او مفعول اذکر محذوف علی ہذا القیاس عادا و ثمود الخ

جبکہ توحید و نفی انداد و اثبات نبوت میں کلام ہو چکا اور منکرین کے شبہات رد کر دیئے گئے اور قیامت کا حال اور منکرین کا وبال بھی بیان ہو چکا تو مجملاً انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے دشمنوں پر آخر کار کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں کیونکہ آپکی تسلی کے لئے پہلے فرمایا تھا وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا اور قرآن کا یہی طریقہ ہے کہ ایسے موقعوں پر قصص انبیاء بیان ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انکا تذکرہ بار بار آتا ہے فقال ولقد آتینا موسیٰ الخ سب سے پہلے موسیٰ کا ذکر کیا کیونکہ انکی نبوت اور کتاب اہل کتاب میں بہت مشہور تھی کہ دیکھو موسیٰ کیساتھ لوگوں نے کیا کیا تھا اور انکو کسقدر معجزات دیئے گئے اور انکے بھائی ہارون علیہ السلام انکے وزیر بھی تھے آخر فرعونیوں نے نہ مانا ہلاک ہوئے اور ان سے پیشتر قوم نوح کو دیکھو کہ انہوں نے صرف نوح کی تکذیب نہ کی تھی بلکہ عموماً رسولوں کی منکر تھی آخر غرق ہوئے پھر قوم عاد و ثمود کو دیکھو کہ حضرت ہود و صالح کی انکار اور مقابلہ سے ان پر کیا ماجرا گذرا پھر اصحاب الرس کو غور کرو ابو عبیدہ کہتے ہیں رس کنوئیں کو کہتے ہیں رس کے معنی لغت میں دفن کے ہیں یقال رس المیت اذا دفن دکبیر، ابو مسلم کہتے ہیں ایک ملک کا نام رس ہے اصحاب الرس اس ملک یا وادی کے رہنے والے۔ یا کنوئیں والے اس وادی میں کنوئیں ہونے کے سبب اس عہد میں اس نام کیساتھ منسوب ہو کر مشہور ہو گیا۔ مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ کس نبی کی امت تھی۔ اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک بت پرست قوم تھی جسکے بہت سے کنوئیں تھے انہی سے زراعت کرتے اور مواشی کو پانی پلایا کرتے تھے انکی ہدایت کو حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے انہوں نے انسے بہت سرکشی کی اور ایذائیں دیں آخر قہر آسمانی سے ہلاک ہوئے اس تقدیر پر یہ جگہ عرب کے شمال و مغرب میں شام سے ملحق ہے اور دیگر روایات بھی ہیں واللہ اعلم۔ اسکے درمیان اور بہت سے قرن یعنی زمانہ گذر گئے ہیں جن میں انبیاء آئے اور لوگوں نے انکار کیا بلاؤں میں مبتلا ہوئے پھر فرماتا ہے ولقد اتوا کہ یہ قریش مکہ اس گاؤں پر سفر شام میں گذر چکے ہیں کہ جس پر پتھر برسے تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جھیل مردار کے کنارے جو الٹی پڑی ہیں جنکو سفر شام میں آتے جاتے یہ لوگ دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں کرتے جب کفار ان سب باتوں سے عاجز آجاتے تھے تو آنحضرت سے تمسخر اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ کیا اسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی کسی سردار و دولتمند کو بنانا تھا اسنے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے روک ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے۔ فرماتا ہے انکو عذاب الٰہی کیوقت معلوم ہو جاویگا کہ وہ گمراہ تھے یا راہ پر۔ پھر فرماتا ہے ان کمبختوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو خواہش کہتی ہے اسپر چلتے ہیں اسلئے آپ فرمائیں کہ انکی آپ ذمہ دار نہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ سنتے سمجھتے ہیں؟ گو ظاہر میں ہیں مگر حس باطن نہیں ہے چارپائے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝

اے مخاطب کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے کیونکر سایہ کو بڑھایا اور اگر چاہتا تو اس کو ٹھیرا رکھتا پھر ہم نے آفتاب کو علامت بنا دیا پھر ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

اور اسی نے تو تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو راحت بنا دیا اور دن جلنے پھرنے کے لیے بنایا اور وہی تو ہے کہ ہوا اپنی رحمت (بارش) سے پیشتر خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے

رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی اُتارا تاکہ اس سے مرے ہوئے (خشک) شہر کو زندہ کریں اور اس کو اپنی پیدا کی ہوئی بہت سی چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو پلائیں اور ہم نے اُس کو اُن میں بانٹا

لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

تاکہ سمجھیں پس بہت سے آدمی تو ناشکری کیے بغیر نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا کھڑا کر دیتے پس اے نبی کافروں کا کہنا نہ مان اور قرآن سے اُن کا مقابلہ بڑی زور سے کرو

اناسی اصلہ اناسین جمع انسان کسرحان وسراحین ابدلت النون فیہ یاء وادغمت وقیل جمع انسی علی القیاس ** تفسیر ** صرفناہ الضمیر للماء۔

اسکے شمار ذکر کرا اور اس کجروی کا نتیجہ امم گذشتہ کی حالات مین بیان فرما کر اب یہ چند دلائل توحید و کمال قدرت پر بیان فرماتا ہے الم ترالی ربک کیف مد الظل الخ (۱) دیکھ کہ یہ خدا کی قدرت دیکھو کہ اسوا اس عالم الحقیقی نورانی اجسام مثل سورج چاند ستارے آگ وغیرہ جنکی روشنی دوسری اشیاء مظلمہ پر پڑکر انکو بھی روشن کر دیتی ہے یہ ایک بات ہوئی جس سے قدرت کا کامل ہونا ہے کس لیے کہ اگر صانع عالم کوئی فاعل مختار نہیں طبائع یا مادہ ہی ہے تو یہ ترجیح بلا مرجح کیسی کہ بعض اجسام سیاہ اور بعض نورانی کہ جنکے نور کا انعکاس دوسرے اجسام پر پڑتا ہے اور یہ ظل ہے اور بعض غیر سیاہ بطرح ستارہ ہے کہ کسی دیگر حساد سے متعلق ہو حضرت علیم کی سو ریکلام کریں کہ یہ خصوصیت بھی ہے تو یہ بنایا گیا اور پھر باغ یا دولت ثروت یا ملائکہ ساتھ بھی کی ظاہری خصوصیت ہے اس لیے کہانی گئی الحاصل یہ غرض ہے کہ اجسام میں سے بعض ایسی خصوصیات میسرہ پیدا کر دی ہیں کہ یہ ان میں سے ہے اور کون بیچ جیسے والا ہے پھر اس ظل کو بھی یکحالت پر نہیں رہنے دیا کماقال ولو شاء لجعلہ ساکنا کہ اول الظل کو پھیلاتا دراز کرتا ہے یہ دوسری بات ہوئی ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا اگر چہ در حقیقت سایہ کچھ ہی ہے اور ظل میں کیونکہ عالم میں اور بھی نورانی چیزیں و جواہر ہیں مگر آفتاب سب سے مقدم ہے سایہ کی بڑی گھٹی کا نمونہ آفتاب ہے اس کے ظل میں یہ بات سب سے زیادہ نمایاں ہے یہ تیسری بات ہوئی یہ بھی اسکی قدرت کمال کا نمونہ اور بڑی علامت ہے ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا بعد جہاں تک اس کا بسط مقدر کر رکھا تھا اس ظل کو ہم تھوڑا تھوڑا کرکے بیست و نابود بھی کر دیتے ہیں یا اس کو اسکی حد مقرر تک جو انتہائی حد ہے پہنچا دیتے ہیں جس طرح ہر شے کے وجود کا انبساط اسکی طرف ہے جس طرح انتہا و زوال کا بھی ہے جس اس بات کے سنانے کی لئے قبضناہ الینا فرمایا یہ چوتھی بات ہے بڑی مثال اس کمال قدرت کی ہے جو عالم کی حدوث اور زوال فنا پر ہے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ تمام تیار کردہ اور کائنات اس کے وجود حقیقی کے ظل یعنی پرتو ہیں پھر ان کا دراز کرنا عالم عدم سے فضاء وجود خارجی میں لانا ہی سو یہ اسی کا فعل ہے اگر وہ چاہتا تو ٹھیرا دیتا اور وجود خارجی میں نہ آنے دیتا یا آ گئے بعد ترقی و کمال تک نہ پہنچنے دیتا اسباب پر ہے آفتاب عقل کو دلیل بنا دیا ہے وہی کہتی ہے کہ یہ اسکے اظلال ہیں۔ پھر ہر ایک کو رفتہ رفتہ فنا کرتے ہیں اور وہ در اصل معدوم محض نہیں ہو ملکہ سایہ کیطرح سمٹ کر ہمارے پاس آتے ہیں جسطرح کہ سایہ سمٹ کر جس کا سایہ ہوتا ہے اسکے پاس آ جاتا ہے لیکن اسمیں اشارہ ذات میں دو مرتبہ ہیں عارفین بمقام مشاہدہ نور عقل سے چلکر مشاہدہ صفت کیطرف آتے ہیں پھر وہاں سے مشاہدہ نور ذات کرتے ہیں یہ ایک مرتبہ ہے دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اول ہی مرتبہ میں مشاہدہ نور ذات کا حاصل ہو پھر اسکے بعد صفات کا پھر فعل کا مشاہدہ امت کے نفع کیلئے کیا جائے سو یہ مرتبہ خاص خاتم النبیین کا ہے اسلیے حضرت کو الم ترالی ربک میں مشاہدہ ذات کیطرف پھر کیف مد الظل سے مشاہدہ افعال کیطرف متوجہ کرتا ہے وہو الذی جعل لکم اللیل (۲) خدا نے تمہاری راحت کیلیے رات اور کام کاج کیلیے دن بنایا والسبات الراحۃ ومنہ یوم السبت ای یوم الراحۃ لفراغہ فیہ من الاشغال صاحب کشاف کہتے ہیں السبات الموت والمسبوت المیت رات آتی ہے تو گویا قیامت آ گئی سب جاتے ہیں گویا مر جاتے ہیں کوچہ و بازار میں سناٹا ہوتا ہے پھر صبح ہوتی ہے تو گویا حشر کا دن برپا ہو جاتا ہے بستروں کہاں سے اٹھتے ہیں گویا قبروں سے اٹھتے ہیں اسلیے جعل النہار نشورا فرمایا (۳) وہو الذی ارسل الریاح نشرا جمع نشیر۔ رحمت سے مراد بارش یعنی اللہ وہ قدیر و مدبر ہے کہ بارش آنے سے پہلے ایک ایسی ہوا چلاتا ہے جو بارش کی خوشخبری دیا کرتی ہے یہ بادلوں کے اٹھنے کا سبب ہوتی ہے پھر بادلوں سے پاک و رستھرا پانی ہم اتارتے ہیں جس سے خشک زمین کو جو مثل مردہ کے ہوتی ہے شادابی ہی حیات بخشتے ہیں اور اس پانی کو چارپائے اور انسان پیتے ہیں یہ بھی ہمارا ہی فعل ہے ورنہ یہ باتیں از خود تو ہو نہیں سکتیں اور کوئی کر نہیں سکتا ولقد صرفناہ بینہم پھر اس پانی کو تم میں تقسیم کر دیتے ہیں ایک کے قبضے میں نہیں رکھتے تاکہ تم سمجھو لیکن اکثر لوگ ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے ولو شئنا یعنی جس طرح ہم نے باران رحمت کو عام کر دیا ہر جگہ برساتے ہیں اسی طرح نبوت کو بھی جو بارش روحانی ہے عام کر سکتے تھے ہمارے ہاں کچھ بات نہ تھی۔ ہر گاؤں میں رسول بھیجدیتے جیسا کہ منکرین نبوت اسکی استدعا کرتے ہیں مگر حکمت الٰہی کے خلاف تھا۔ انتظام عالم میں خلل آتا پس اے نبی ان کے کہنے پر التفات نہ کر وجاہدہم بہ جہادا کبیرا جہاں تک ہو سکے ان کے سمجھانے کی کوشش کر

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ○ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

اور اُسی نے دو دریاؤں کو باہم ملا دیا یہ تو میٹھا خوشگوار اور یہ کھاری کڑوا ہے اور ان دونوں میں ایک ایسا پردہ رکھ دیا ہے اور اسی نے انسان کو

مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ○ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ

پانی سے پیدا کیا پھر اسکے لئے رشتہ نسب و دامادی قایم کیا اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ضرر اور کافر

عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ○ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ○ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ○

تو اپنے رب کا مخالف سا ہوا ہے اور اے نبی ہم نے تم کو تو بھیجا ہے محض خوشخبری اور ڈر سنانے کو بھیجا ہے ان سے کہدو میں اس پر تم سے کوئی اجرت تو نہیں مانگتا مگر یہی کہ جو چاہے اپنے رب کیطرف کا رستہ اختیار کرلے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ○ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

اور اے نبی تم اپنے اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو کہ جسکو کبھی موت نہیں اور ستایش کیساتھ تسبیح کرتے رہو اور اسکا اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونا بس کرتا ہے وہی تو ہے کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے سب کو چھ دن میں بنا دیا

سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ○

پھر تخت حکومت پر قایم ہوا وہ رحمٰن پس اسکی شان تو کسی خبردار سے پوچھو اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کیا ہے رحمٰن۔ کیا اسکو جسے کہیگا اسکو ہم سجدہ کرینگے اور یہ حکم تو انکو اور بھی بدکاتا ہے

بینہما ظرف لجعل علی ربہ متعلق ہے ظہیرا سے اور ظہیرا خبر کان۔ الا من شاء استثناء منقطع ہے الرحمٰن بدل ہے الذی سے یا خبر مبتدا محذوف کی۔ فاسئل بہ خبیرا جملہ

تفسیر

وہو الذی مرج البحرین الخ یہ (۴) یہ دلیل ہے کہ اُسنے دو قسم کے دریا رواں کئے۔ یا یوں کہو دو دریا کو باہم ملا دیا ایک ان میں سے نہایت شیریں خوشگوار اور دوسرا کھاری تلخ اور باہم ملنے نہیں پاتے ان میں قدرتی حد فاصل رکھی ہوئی ہے۔ زمین کے دریا رواں جب سمندر میں گرتے ہیں اور یہ دریا شیریں ہوتے ہیں تو دور تک دونوں کے دو دہارے نظر آتی ہیں باہم اختلاط پر اتنا معلوم ہوتا ہی نہیں سمندر کی دہار کھاری اور زمین کے دریا رواں کی دہار شیریں ہوتی ہے سمندر میں ٹہیسے دونوں سمندر ہو گئے اور سمندر کو عرب میں بحر کہتے ہیں اصل المرج الارسال والخلط ومنہ قولہ تعالیٰ فہم فی امر مریج ان دونوں دریاؤں سے اسطرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اسکے اندر دو دریا ہیں ایک قوی ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیریں اور خوشگوار اور دوسرا قوی حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے اور ان دونوں کے درمیان حد فاصل عقل کامل ہے (۵) وہو الذی خلق من الماء بشرا کہ اسنے ایک پانی سے یعنی منی سے بشر پیدا کر دیا وہی مرد کی ایک منی ہے کہ اسی سے مرد پیدا کرتا ہے اور اسی سے عورتیں اور رب قادر ہے

نسبا سے ذو نسب مراد الذکور ینسب الیہم فیقال فلان بن فلان وفلانۃ بنت فلان وذوات صہر ای اناثا یصاہرون۔ یا یوں کہو انسان کو بنا کر اسکی قرابت و مودت کے دو طریقے رکھے۔ ایک نسب دوسرا صہر یعنی دامادی فجعلہ ای فجعل لہ نسبا وصہرا۔ ویعبدون من دون اللہ الخ دلائل توحید کے بعد کفار کے اس طریقہ کی مذمت کرتا ہے جو بت پرستی کیلئے ان میں جاری تھا کہ ایسی لغو چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نہ کچھ نفع دے سکتی ہیں نہ ضرر اور کافر جس سے مراد اکثر کے نزدیک ابو جہل ہے اپنے رب سے پیٹھ پھیر ہوئے ہے جو اسی مانند کرتا ہے۔ ابو سلم کہتے ہیں ظہیر انکے ہاں اسکو کہتے ہیں جو پیچھے ڈالا جاتا ہے اذ ابتدا و انظرہ و منہ قولہ تعالیٰ واتخذتموہ وراءکم ظہریا یعنی اسکی معنی پیٹھ پیچھے ڈالنے اور پیٹھ پھیر کر ہیں۔ گو جہ ظہیر معنی معاون بھی ہو سکتا ہے جسکے یہ معنی ہونگے کہ کافر اپنے اُس رب کا جسکو وہ خدا کے سوا پوجتا ہے مددگار ہے خود اسکو گھڑ کر بناتا ہے یا خیالات سے بناتا ہے ایسا خدا ہی کوئی خدا ہے جسکا مددگار اسکا عابد ہو پھر فرماتا ہے وما ارسلناک الخ یعنی آپ اگر یہ ہدایت پر نہ آویں تو آپکا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ آپ کا کام خوشخبری اور خوف دلانا ہے سو آپ کر چکے پھر فرماتا ہے کہ ان حقاروں سے کہدو کہ میں تم سے اسبات میں کچھ مانگتا تو نہیں یہی چاہتا ہوں کہ تمکو راہ راست نصیب ہو یعنی بے غرض خیرخواہ ہوں پھر ایسے شخص سے سرتابی کرنا کس عقل کا مقتضیٰ ہے اسلئے آپکو تسلی دیتا ہے کہ آپ خدائے حی لایزال پر توکل کریں اور اسکی ثنا و صفت کیا کریں وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے واقف ہے آپ سمجھ لیگا وہ کہ جسنے چھ دن میں آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی سب چیزوں کو بنا دیا پھر تخت حکومت پر قائم ہوا یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے اسپر حکمرانی شروع کی اور وہ کون ہے وہ رحمان۔ خبیر یعنی بڑے خبردار سے پوچھو یا یوں کہو رحمٰن خبردار ہے اس سے پوچھو ان جملوں میں خدا تعالیٰ کی صفات اسطرح پر ثابت کی کہ جس سے ضمناً انکے بتوں کی خدائی بھی باطل ہو گئی کہ نہ وہ حی ہیں نہ موت سے بری ہیں نہ وہ بندوں کے گناہوں سے واقف ہیں نہ انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے اور چھ روز سے یہ بھی بتلا دیا کہ آپ جلدی نہ کریں خدا نے باوجود قدرت کے چھ روز میں مخلوق پیدا کی آپکا دین بھی بتدریج جاری ہوگا۔ واذا قیل لہم یعنی آپ سے کیا برگشتہ ہیں وہ رحمان سے بھی برگشتہ ہیں جو سجدہ نہیں کرتے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ○ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

وہ بڑا بابرکت ہے کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اوس میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند بنایا اور وہ ہی تو ہے کہ جس نے رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات لگا دی جو سمجھنا چاہے

یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ

یا شکر کرنا چاہے تو اسکے لئے مقام عبرت ہے اور رحمان کے بندے تو وہی ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں اور جب اون سے جاہل منہ لگتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور وہ جو اپنے رب کے آگے سجدہ

سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ○ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ○ وَ الَّذِیْنَ

اور قیام میں رات گزارتے ہیں اور وہ دعا کرتے رہتے ہیں اے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھو کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی سخت آفت ہے وہ تو بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت برا مقام ہے اور وہ جو

اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگدلی اور انکا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اوس جان کو قتل کرتے ہیں کہ جس کو

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ○ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ

اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق سے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا بھی ہے تو سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اوسکے لئے قیامت میں دو چند عذاب ہوگا اور اوسمیں وہ سدا خوار ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے

وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ

اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے سو اللہ اُنکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا کرتا ہے اور اللہ غفور الرحیم ہے اور جسنے توبہ کر لی اور نیک کام بھی کرنے لگا تو وہ درحقیقت اللہ کیطرف

مَتَابًا ○ وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ

گناہ سے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور وہ جو کبھی بیہودہ جگہ پر گزر ہو جائے تو منہ پھیر کر گزر جائیں۔ اور وہ جب انکو اسکے رب کی آیات سے سمجھایا جاتا ہے تو اندھے بہرے

عُمْیَانًا ○ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا

ہو کر نہیں گر پڑتے۔ اور وہ جو دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو ہماری بیبیوں اور اولاد کیطرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ وہ لوگ ہیں کہ جنکو انکے صبر کے بدلے میں جنت کے بالاخانے دئے جاوینگے

وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ○ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ○ ع

اور انکا وہاں دعا و سلام کیساتھ استقبال کیا جاویگا وہ وہاں سدا رہا کرینگے جنت میں جو بہت عمدہ ٹھہرنے کی جگہہ اور بہت ہی مقام ہے۔ کہدے میرے رب کو تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں اگر تم اسکو نہ پکارو۔ البتہ تم جھٹلا چکے ہو پھر دیکھو ابھی سزا ہوتی ہے

تبارک الذی الخ یہ جواب ہے انکے اس قول کا وما الرحمان کہ کیا چیز رحمان تو فرماتا ہے رحمان وہ بابرکت ہے کہ جسنے آسمانوں میں برج بنائے اور اوسمیں سراج یعنی آفتاب بنایا ہے جو تمام دنیا کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اندھیرا ہو جاتا اور رات کیلئے بھی اوسنے چاند چمکتا بنایا ہے مطلب یہ کہ رحمان وہ ہے کہ جسنے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر میں آفتاب و ماہتاب کی قندیلیں روشن کیں اور اس گھر میں تمہارے لئے ہر ایک قسم کا سامان معیشت بہم پہونچایا پھر کہتے ہو کہ رحمان کون ہے اور اوسکے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہو اور پھر اوسی نے کیا ملک بنائے رات دن بنائے جو ایک کے بعد دوسرا آتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات۔ یا یوں کہو ایک دوسرے کی مخالف ہے یہ مجاہد و قتادہ و کسائی کا قول ہے یقال لکل شئی اختلفا ہما خلفان فقولہ خلفتہ ای مختلفین ہذا اسود وہذا ابیض وہذا طویل وہذا قصیر اگر ہمیشہ رات یا دن رہتا تو نظام عالم نہ رہتا۔ فرماتا ہے یہ شکر کرنے والوں اور سمجھنے والوں کیلئے ہے جعل فی السماء بروجا آسمان میں تاروں کے اجتماع سے مختلف صورتیں پیدا ہو گئیں کہیں شیر کی کہیں ترازو کی کہیں بچھو کی کہیں بیل کی کہیں مچھلی کی وغیرہ اور آسمان کو حکماء نے بارہ حصوں میں خیالی طور پر اسطرح سے تقسیم کیا ہے کہ جسطرح خربوزہ کی قاشیں اور ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا ہے اور جس برج میں جو صورت کواکب کی جو کسی صورت اوسکو اوسی نام کا برج اسد کہتے ہیں جسمیں مچھلی کی اوسکو برج حوت علی ہذا القیاس اور بعض نے یہ برج عرب میں مشہور اسلم مسلم چلی آتی تھی وعباد الرحمٰن الخ یہانسے اپنے زاہد بندوں کی تعریف کرتا ہے کہ تم رحمان کو کیا جانو ہمارے بندے ہیں جو شیطان کی بندگی سے دور ہیں جو رحمان کے بندے ہیں ان میں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں جو اسی پھر احکام اور قوت عملیہ کی تکمیل کا مسئلہ اسی طرح ہی اور مناسبت سے شروع کرتا ہے۔

عباد الرحمن کے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرتا ہے جس سے مقصود ان باتون کی ہدایت اور ان اوصاف کو حاصل کرنے کی ترغیب دلانی مقصود ہے کہ جاہلیت کے مانند سے رحمان کا بندہ ناقص ہے منتاحسبنا کہ ان باتون کو اپنے مین پیدا کرے اور یون تو رحمان کے سبھی بندے ہیں مگر مراد خاص اور اچھے اور مقبول بندے ہین صفت اول (۱) الذین یمشون الخ کہ جو زمین پر اکڑتے اور اتراتے ہوئے نہین چلتے بلکہ تواضع اور فروتنی سے (۲) واذا خاطبہم الجاہلون جب جاہلون سے ہمکلامی کا اتفاق پڑتا ہے تو سلام کہتے ہین یعنی تسلیم اختیار کرتے ہیں۔ یا یہ کہ سلامتی اور سکوت طلب کرتے ہین جیسا کہ کہتے ہین معاف کیجئے ایسے اُلجھتے جھگڑتے نہین کسلئے کہ سفہا کی باتون سے درگذر کرنا اور مقابلہ نہ کرنا عقلاً و شرعاً بہتر ہے اور اس مین سلامتی اور حفظ آبرو بھی ہے یا یہ کہ سلام تودیع کہتے ہیں یعنی سلام کر کے رخصت اور الگ ہوجاتے ہین سب سے مطلب یہ ہے کہ جہل و فساد کے مقابلہ مین حلم اختیار کرتے ہیں (۳) یہ کہ یہ تو ان کا دن کا اور راہ بھی تمدن کا برتاؤ تھا اب خلق اللہ سے معاملہ اور شب کی کیفیت یہ ہے یبیتون لربہم الخ کہ تمام رات یا اس کا بڑا حصہ خدا کی یاد مین صرف کرتے ہیں نماز پڑھتے ہین جسمین سجدہ اور قیام بھی ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کے سامنے کھڑے رہتے ہین اور نیاز کے ساتھ اسکے آگے سر رکھ دیتے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہین یہ نماز تہجد کیطرف اشارہ ہے جو اسلام کا شیوہ خاص ہے (۴) والذین یقولون ربنا اصرف الخ یعنی اس عبادت پر ان کو غرور نہین بلکہ عذاب جہنم سے ڈرنے اور یہ دعا کرتے رہتے ہین کہ ای ہمارے رب ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھیو کیونکہ وہ بڑا سخت عذاب ہے اور جہنم بری جگہ ہے (۵) والذین اذا انفقوا الخ کہ خرچ کرنے مین میانہ روی کرتے ہین نہ اسراف ہے نہ اقتار کہا ہے لباس سکان سب مین میانہ روی مستحسن ہے بعض کہتے ہین گیا ہ کی کام مین صرف کرنا اسراف ہے اور حق اللہ مین سستی کرنی اقتار یعنی تنگدلی ہے (۶) والذین لایدعون الخ کہ وہ ہر حال مین شرک سے بچتے ہین خدا کا کسی کو شریک نہین سمجھتے اور کسی ناحق قتل نہین کرتے جن مواقع مین قتل کی رخصت ہے جیسا کہ خون کے بدلہ مین خونی کا خون کرنا یا عین جنگ مین دشمن کا قتل کرنا وہان تو وہ ہاتھ نہین روکتے باقی دیگر مواضع مین جن کا خدا نے حکم نہین دیا اور جان کا مارنا حرام کیا ہے وہان ہاتھ روکتے ہین نہیں کہ آپس کی خانہ جنگیون مین یا راہزنی اور چوری وغیرہ امور مین مار ڈالتے ہون۔ رحم اور عدل دونون کی رعایت رکھتے ہین اور نہ وہ زنا کرتے ہیں پھر فرماتا ہے ومن یفعل ذالک یلق اثاما کہ جو ایسے کام کریگا وہ اس کا سزا بدلہ بھی پاویگا ان الاثام والاثم واحد والمراد ہہنا جزاء الاثام۔ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ان کو قیامت مین دوچند عذاب دیا جاویگا ایک شرک کا دوسرا ان گناہون کا ویخلد فیہ مہانا اور اس عذاب مین ہمیشہ خوار و ذلیل ہو کر رہیگا۔

بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بناوے حالانکہ اُسنے تجھے پیدا کیا مین نے کہا پھر کونسا ہے؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالے کہ تیرے ساتھ کھانا پڑیگا (عرب مین ایسا ہی ہوتا تھا) پھر عرض کیا پھر کونسا فرمایا ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اسکی تصدیق مین خدا تعالیٰ نے یہ آیات نازل کین والذین لایدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ یعنی یہ آیات حدیث کی تائید کرتی ہین اور واقع تائید مین آیات کا پیش کرنا متقدمین مین نزول سے تعبیر ہوتا ہے بخاری وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے بعد مشرکین نے کہا ہے تو اور معبودون کو بھی پوجا اور ناحق قتل بھی کیا اور حرامکاری بھی کی ہے پس ہمارے لئے مغفرت کا کیا طریق ہے تب آیت نازل ہوئی الا من تاب وآمن وعمل صالحا کہ جس نے توبہ کی اور ایمان لاکر عمل صالح کئے فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات اللہ ان کے گناہان سابقہ کو مٹا کر یہ نیک کام انکے نامۂ اعمال مین لکھیگا اور ممکن ہے کہ اپنے فضل سے انکی حقیقت بدل دے ٥ ہر کہ در سایۂ حمایت دوست + گُنہش طاعت است دشمن دوست (۷) والذین لایشہدون الزور الخ زور کے معنی جھوٹ کے ہیں یعنی جھوٹی گواہی کے پاس بھی نہین جاتے اور مواضع کذب بھی مراد ہوسکتے ہین اور ہر ناز یبا مجلس بھی مراد ہوسکتی ہے جو خلاف شرع شریف ہو جیسا کہ ناچ رنگ کی مجلسیں اور کھیل اور تماشون کے مجامع اسیطرح کفار و مشرکین و مبتدعین کے میلے اور تیوہار ان سب سے اجتناب کرنا عباد الرحمن کی شان ہے واذا مروا باللغو مروا کراما اور جو کہین ایسی بیہودہ مواقع کے پاس سے گذرنے کا اتفاق بھی ہو تو اعراض کر کے گذر جاتے ہین منہ ڈہانک کر آنکھ بند کر کے گذر جاتے اُسکی طرف متوجہ نہو بزرگانہ گذرنا ہے (۸) والذین اذا ذکروا الخ کہ جب انکو آیات الٰہی سنائی جاتی ہین تو وہ ان پر اندھے بہرے ہو کر نہین گر پڑتے جیسا کہ منافقین کہانیکے لئے ایسا کرتے ہین۔ بلکہ بصیرت اور سمجھ اور سننے کیساتھ ان پر گر پڑتے ہین اُس سے اعراض نہین کرتے (۹) والذین یقولون الخ کہ اپنی اولاد اور ازواج کیلئے بھی دعا کیا کرتے ہین کہ ان کو صلاح و دینداری مین ایسا کر کہ ان سے ہماری آنکھین ٹھنڈی ہون اور اپنے خاندان و کنبے کی ہم بزرگ ہو جاوین۔ یہ بڑی نعمت ہے کہ انسان کے زن و فرزند اسکے موافق ہوان دین مین یا یہ معنی کہ مر کر یہ ہم ملین ہماری آنکھین دار آخرت مین ان سے ٹھنڈی ہون۔ اب عباد الرحمن کی جزا فرماتا ہے اولئک یجزون الغرفۃ کہ یہ لوگ جنت مین بلند محلون کی کھڑکیون مین بیٹھینگے اور انمین ہمیشہ رہا کرینگے قل ما یعبؤ بکم ربی وہ جو رحمان کے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہین ان سے خطاب کیا جاتا ہے کہ کہدو میرے رب کو بھی تمہاری کچھ پروا نہین جو تم اُس کو نہین پکارتے تم تو جھٹلا چکے عنقریب تم پر عذاب آتا ہے

سُورَۃ شعراء مکیۃ ھی اسکی دوسو ستائیس آیات اور گیارہ رکوع ھین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

یہ آیتیں روشن کتاب کی ہیں۔ شاید تو اپنی جان کو کھو بیٹھے گا اس پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے اون پر ایک ایسی نشانی نازل کریں کہ

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ○ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ

اُس کے آگے اُن کی گردنیں جھک جاویں۔ اور اُن کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی پہونچی ہے تو وہ اوس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ سو وہ جھٹلا چکے اب اُن کو اُس کی حقیقت

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

معلوم ہو جاوے گی کہ جس سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ بھلا کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اس میں کس قدر ہر قسم کی عمدہ چیزیں اُگائی ہیں۔ البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ع

اور ان میں سے بہت لوگ ماننے والے ہی نہیں۔ اور البتہ آپ کا رب وہی زبردست رحم کرنے والا ہے۔ (دیکھئے تفسیر حقانی جلد بیس ۲)

الربع

ع ۹ ۵

ان لا یکون الی آخر مفعول لہ ای لئلا کانوا مؤمنین و اتقاء ان حاضعین اصحاب الاعناق جمع المذکر ان المراد اصحاب الاعناق ولیس المراد الرقاب کم الاستفہام منع بعد بیان ما سبق ذکرا من القرآن من الرحمان صفۃ ذکر محدث صفۃ اخری۔

یہ سورہ بھی مکہ میں اُسی وقت نازل ہوئی ہے جبکہ کافروں کا حضرت پر اور مسلمانوں پر بہت (تفسیر) ظلم و ستم تھا اور اسلام کی ترقی اور ابتدا اُنکو بہت عجب معلوم ہوتی تھی حضرت کی سب پر وہ طرح طرح سے لعن طعن وارد کیا کرتے تھے اور جب جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق ہر شخص ایک عجیب و غریب معجزہ کا طالب ہو جاتا کوئی کہتا تھا اس پہاڑ کو یہاں سے ہٹا دو تو جانوں کوئی کہتا تھا کہ اس خشک اور پہاڑی جگہ میں نہر جاری کر دو تو مانوں علی ہذا القیاس حضرت کے دل میں قوم کی خراب حالت کی اصلاح کا جوش تھا اور وہ ہمدردی حد سے بڑھی ہوئی تھی کہ ان کی ان کج بحثیوں پر آپ کو بہت رنج ہوتا تھا اس لئے اس سورہ میں آپکو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لائینگے تو کیا آپ غم میں گھٹ گھٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرینگے۔ اور پھر اسکے بعد چند انبیاء اولو العزم اور انکی سرکش اُمتوں کا تذکرہ کرکے یہ بتلا دیا کہ پہلے لوگ بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ اور چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور شور تھا اور عاجز ہو کر قرآن کو شعر کہہ دیا کرتے تھے اسلئے اخیر سورہ میں شعراء کی حقیقت بھی بیان کر دی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں ہر وادی سخن میں حیران و پریشان پھرا کرتے ہیں برخلاف قرآن مجید کے کہ جسمیں سراسر راستی اور مکارم اخلاق اور توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورہ کا نام سورہ شعراء ہوا۔ اور نیز انکو روحانی بلاغت کا اسمیں ایک جداگانہ لطف دکھا کر نیز کو ٹرا سا مار دیا۔ سورہ فرقان کے اخیر میں جملہ تھا کہ تم جھٹلا چکے اب دیکھو کیسی سزا ملتی ہے ہر چند انکی تکذیب کے مقابلہ میں بہت سے مواقع پر شہادتیں مسکت کیگئیں تھیں کہ انمیں غور کرنیکے بعد عاقل کو تکذیب کی گنجائش نہیں رہتی مگر اسکے بعد دلائل اثبات نبوت بیان کر دیا اور ساتھ ہی گزشتہ انبیاء اور انکی نافرمان اور سرکش قوموں کے واقعات بیان کر دیا تمام حجت اور اپنے محبوب رسول کے دل کی تشفی اور دفع ملال مقصود تھا جو آپ کو اس بدنصیب قوم کی بے نصیبی اور آنیوالی مصیبت سے تھا اسلئے سورہ فرقان کے بعد اس سورہ کا آنا مناسب ہوا طسم الم کی تفسیر میں حروف مقطعات کی بابت ہم بہت کچھ لکھ آئے ہیں۔ یہاں ط سے مراد طرب اور س سے سرور دائمی اور میم سے محمد ہیں یعنی محمد کو طرب سرور ابدی مبارک ہو۔ عمر جنید روزہ ہے واللہ اعلم تلک آیات الکتاب المبین یہ آیتیں جو اے لوگو تمکو سنائی جاتی ہیں۔ روشن اور کھلی ہوئی کتاب یعنی قرآن کی ہیں جنہیں عقل سلیم کو کچھ بھی تردد نہیں ہاں جو کور ازلی اور بدنصیب اصلی ہیں انکو اسپر طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں یہ مضمون الہامی انکے دلمیں نہیں اُترتا اسلئے وہ ایمان نہیں لاتے پھر جب وہ ایسے کور باطن ہیں تو اے نبی آپکو ان کے ایمان نہ لانیسے کچھ رنج نہ کرنا چاہیے پھر آپ کیوں جی میں گھٹتے ہیں لعلک باخع نفسک الخ اے نبی الخ یہ عذر کہ ہمارے سوال کے مطابق حضرت کیوں کوئی نشانی نہیں دکھاتے سو یہ بھی غلط ہے انکو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہو گا ورنہ ہم قادر ہیں ان نشاء ننزل علیہم من السماء آیۃ الخ کہ آسمان سے ان پر کوئی ایسی نشانی اُتاریں جس کے آگے انکی گردنیں جھک جاویں مگر انکا تو یہ حال ہے کہ وما یاتیہم من ذکر من الرحمان الخ کہ جب کوئی نئی بات نصیحت کی انکے پاس خدا تعالی کی طرف سے آتی ہے تو اُس سے انکار ہی کرتے ہیں فقد کذبوا الخ یہ جھٹلا چکے سامنے ہیں مانینگے اب عنقریب اسکی حقیقت انکو معلوم ہو جاویگی۔ اور نشانی دیکھتے ہیں تو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں زمین کی جڑی بوٹیوں کو دیکھیں کہ کس صناع نے کس حکمت سے پیدا کیں ہیں؟ اس جڑی بوٹیوں کے اُگانے میں چند نمونہ قدرت ہیں اول یہ کہ جسطرح ہر سال جڑی بوٹیاں برسات میں پیدا ہو جاتی ہیں اور موسم خزاں میں انکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا دوسرے سال پھر وہی اسی طور سے برآمد ہوتی ہیں اس میں حشر اور قیامت اور انسانی زندگی کا پورا نمونہ ہے دوم جب عالم حسی میں اسکا ایک بار نہیں بلکہ بار بار یہ فضل ہے کہ وہ آسمانی پانی سے حیوانات بالخصوص انسان

وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ؕ وَیَضِیْقُ

اور جبکہ آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ تو ظالم قوم پاس جا۔ فرعون کی قوم پاس۔ کیا وہ ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں اور میرا دم

صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ

رک جاوے اور میری زباں نہ چلے پس ہاروں کو پیغام دے۔ اور مجھپر ان کا ایک گناہ بھی ہے سو مجھے ڈر ہے کہ مار نہ ڈالیں فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ پس تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم تمہارے ساتھ

مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ۝ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ۝ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ

سننے والے ہیں۔ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاکر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ فرعون نے کہا کیا تجھکو ہمنے اپنے گھر بچپن کرکے نہیں پالا

لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۙ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ؕ۝ فَفَرَرْتُ

اور تو اپنی عمر میں ہمارے ہاں برسوں نہیں رہا ہے۔ اور تو نے ایک حرکت بھی کی تھی جو کی تھی اور تو بڑا ہی ناشکرا ہے۔ موسیٰ نے کہا جبکہ میں نے وہ کام کیا تھا تو میں بے خبر تھا پس میں تمسے

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ؕ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ

تمہارے ڈر کے مارے بھاگ نکلا تب مجھکو میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجھکو رسول بنایا۔ اور کیا یہی کوئی احسان ہے کہ جسکو تو مجھپر جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

رب العالمین کیا چیز ہے موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا رب ہے۔ اگر تم کو یقین آوے۔ فرعون نے اُن درباریوں سے جو اُسکے ارد گرد تھے کہا کہ تم موسیٰ کی باتیں سنتے ہو

اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

موسیٰ نے کہا وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ فرعون نے کہا بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے کہا مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ۝ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود قرار دیا تو تجھے قیدیوں میں ڈالدونگا موسیٰ نے کہا اور جو تیرے پاس کوئی کھلی ہوئی بات بھی لایا ہوں (تو بھی) فرعون نے کہا اسکو لا اگر تو سچا ہے۔ پس موسیٰ نے اپنا

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ۙ۝ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ۝ع

عصا ڈالدیا تو وہ فوراً ایک اژدہا سا ظاہر ہوگیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو فوراً وہ ناظریں کو چمکتا ہوا دکھائی دیا

ع ۲ / ۱

کے لئے کیا کیا مفید چیزیں پیدا کرتا ہے تو پھر وہ رحیم و کریم اسکی دوسری حیات کیلئے ابر رحمت یعنی موسیٰ کے فیض سے کیوں محروم کرتا مگر اکثر جاہل ان باتوں پر ایمان نہیں لانیوالے

واذ نادی ربک موسیٰ الخ اب یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ عبرت انگیز **تفسیر** شروع ہوتے ہیں یہ (۱) قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جسمیں انکا فرعون کے پاس جانا اور خدا کا پیغام پہنچانا اور طرح طرح کے معجزات دکھانا اور اُسکا نہ ماننا اور انجام کار دریائے قلزم میں مع لشکر غرق ہونا مذکور ہے۔

ولا ینطلق لسانی فرعون کے گھر جب موسیٰ تھے اور انکے فرزندوں کیطرح پرورش پاتے تھے ایکبار فرعون کی ڈاڑھی پکڑلی جسپر خفا ہوکر اُسنے قتل کا حکم دیا اُسکی بیوی نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اسکے نزدیک آگ اور جواہرات برابر ہیں دونوں لاکر سامنے رکھے گئے تو آگ منھ میں ڈال لی تھی جب سے لکنت زبان پر تھی بعض کہتے ہیں یوں ہی قدرتی طور پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں جملہ سے لکنت ثابت کرنا بیفائدہ ہی کس لئے کہ مراد یہ ہے کہ میں گو یا نہیں ہوں مزاج میں غصہ زیادہ تھا عذر کردیا کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے میرا سینہ تنگ ہوگا زبان نہ چلیگی ولہم علی ذنب یہ گناہ قبطی کو مُکّا مارکر مار ڈالنا ہے۔ الم نربک فینا کیا تو ہم میں لڑکپن سے ایک عمر تک نہیں پلا رہا وفعلت فعلتک اور تو نے وہ کام کیا جو کیا یعنی قبطی کو جو ہماری قوم کا تھا مار ڈالا۔ یہ فرعون نے بطور طعن کے کہا تھا موسیٰ نے اقرار کرلیا کہ بیشک ایسا کام نادانستگی سے مجھ سے سرزد ہوگیا وانا من الضالین کے یہی معنی کہ مجھے طریقہ فہمائش اسوقت تک معلوم نہ تھا یہ کہ میں دراصل گمراہ بت پرست تھا موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا انا رسول رب العالمین کہ ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں مصر کے لوگ اور فرعون بھی بت پرست تھے ستاروں اور دیگر علویات کے بت بناکر پوجا کرتے تھے اور تیرہ بادشاہ ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو رب یعنی لوگوں کا پرورش کرنیوالا سمجھتا تھا جیسا کہ ہندو راجہ کو ان داتا یعنی رزق دہندہ کہا کرتے ہیں اس لفظ سے چونکا جیسا کہ مشرکین مکہ رحمان کے لفظ سے چونکے تھے اسلئے پوچھا رب العالمین کہ کیا ہے رب العالمین؟ موسیٰ نے کہا آسمانوں اور زمین اور انکے اندر جو کچھ ہے سبکا رب فرعون نے تحت سے درباریوں سے کہا سنتے ہو کیا کہتا ہے یعنی ایک شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کا رب ہو؟ وہ اللہ تعالیٰ کا

قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ

لیے درباریوں سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے تمکو لیے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکالدینا چاہتا ہے پھر تم کیا رائے دیتے ہو؟ وہ بولے اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجے اور

فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

شہروں میں ہرکارے بھیجدیجئے۔ کہ آپ پاس بڑے بڑے ماہر جادوگروں کو حاضر کریں۔ پس سب جادوگر ایک دن میں پر جمع کیے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو۔ شاید کہ ہم جادوگروں کے

السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝

تابع ہوجاویں اگر وہی غالب رہے۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا بھلا کچھ ہمکو انعام بھی ہے اگر ہم ہی غالب آویں اُسنے کہا ہاں بیشک جب تم مقربوں میں داخل ہوجاؤگے

قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ۝ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ

اُنسے موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالدیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب رہیں گے۔ پھر موسیٰ نے اپنا

فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ

عصیٰ ڈالدیا پھر تو وہ فوراً اُن کے اُن شعبدوں کو جو بنا رہے تھے نگلنے لگا پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ فرعون نے کہا تم میری اجازت

لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ

سے پہلے ہی ایمان لے آئے؟ بیشک یہ تمہارا اُستاد ہے کہ جسنے تمکو جادو سکھایا ہے سو تم ابھی معلوم کروگے کہ میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹواکے ڈالتا ہوں اور تم سب کو

أَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

ع ۱۸

سولی پر چڑھا دیتا ہوں وہ بولے کچھ مضائقہ نہیں ہمکو تو پھر رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ہمکو اُمید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہ کو معاف کردیگا اس سبب سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے

سکتا تھا موسیٰ نے کہا بلکہ تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بھی اسپر اسکو تاب نہ رہی کہدیا یہ دیوانہ ہے اسپر موسیٰ نے اور ترقی کی کہ مشرق اور مغرب کے لوگوں کا رب تمہارے باپ دادا کی کیا خصوصیت ہے اگر تمہیں عقل ہو سمجھو یعنی میں دیوانہ نہیں ہوں تم احمق ہو اسپر فرعون نے کہدیا کہ اگر تونے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو مقرر تجھے قید خانہ میں ڈالدونگا۔ فرعون کا قید خانہ بھی معاذ اللہ برا قید خانہ تھا کسی کو بھی اس میں قید یونہی ڈالدیا کرتے تھے اور برسوں بند رکھتے تھے جیسا کہ سہد ورا جاؤں کے عہد میں دستور تھا موسیٰ نے کہا اگر میں تجھے کوئی نشانی اپنی صداقت کی دکھاؤں تب بھی تو مجھے قید میں ڈالیگا اُسنے کہا نشانی دکھا موسیٰ نے ہاتھ کو بغل میں سے نکالا تو آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نکلا۔ ید بیضا پھر عصیٰ یعنی اپنی ہاتھ کی لکڑی کو ڈالا تو اسکے دربار میں سانپ بنکر لہرانے لگا فرعون اور درباری ڈر کے مارے بھاگ اُٹھے اسکی جلالی کی قلعی تو وہیں کھلگئی موسیٰ نے اسکو پکڑ لیا پھر وہی لکڑی ہوگئی۔ بد نصیب معجزہ دیکھکر ایمان تو نہ لایا یہ کہدیا کہ یہ بڑا جادوگر ہے اسکے زور سے تمہارا ملک لینا چاہتا ہے فرعونیوں کے عہد میں جادو اور طلسم کا بڑا زور تھا چنانچہ اُس عہد کی یادگار مسلمانوں کے ابتدائے عہد تک موجود تھے جنکو اہل اسلام کے مورخین نے نقل کیا ہے دیکھو تاریخ مصر۔ درباریوں نے صلاح دی کہ آپ بھی اپنے ملک میں سے نامور جادوگر ایک روز معین میں جمع کر کے اسکو عاجز کر دیجئے اور عید یا کوئی فرعونیوں کا میلہ ہوتا تھا جس میں سب لوگ شریک ہوتے تھے وہ روز قرار پایا تاکہ سب لوگ موسیٰ کا عجز ملاحظہ کریں چنانچہ اُس روز وہ سب جادوگر اور طلسم کار آئے اور ایک میدان میں فرعون اور اُسکے امرا اور عام لوگ جمع ہوئے وہاں موسیٰ ہارون بھی تشریف لائے مقابلہ کی ٹھیری موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو یعنی پہلے تم کچھ دکھاؤ اُنھوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں میدان میں ڈالیں لوگوں کو سانپ بنکر پھرتی ہوئیں نظر آنے لگیں پھر موسیٰ نے عصا ڈالا وہ اژدہا بنگیا سب کو کھا گیا۔ فرعون کے جادوگروں کو معلوم ہوگیا کہ یہ کام سحر کی طاقت سے باہر ہے یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہے فوراً ایمان لائے اور وہیں سجدے میں گر پڑے۔ فرعون بڑا خفا ہوا اور کہا میرے حکم سے پیشتر تم کیوں ایمان لائے یہ موسیٰ تمہارا اُستاد معلوم ہوتا ہے تمہاری باہم سازش پائی جاتی ہے تمکو اب سزا دیتا ہوں کہ ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کٹوا کر دار پر چڑھاتا ہوں اُنھوں نے کہا کچھ مضائقہ نہیں دنیا کی تکلیف چند ساعت کی ہے گزر جاویگی آخر ہم اپنے اللہ کے پاس جاوینگے ہمکو اُمید ہے کہ وہ ہمیں بخشدیگا کس لیے کہ سب سے پہلے ہم موسیٰ پر اور اُسکے رب پر ایمان لائے چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا۔ رب العالمین کے بعد رب موسیٰ و ہارون اس لیے کہا کہ فرعون بھی اپنے آپکو رب سمجھتا تھا لعلنا نتبع السحرۃ اسوقت تک فرعونی جادوگروں کو بھی مذہبی اُمور میں قابل اتباع جانتے تھے اگر وہ غالب آگئے تو ہمیشہ انکے کہنے پر چلا کرینگے سحرۃ سے موسیٰ اور ہارون مراد نہیں ہوسکتے اول تو سحرۃ جمع ساحر ہے جس سے مراد بہت ہے دوم لفظ لعل یہ آرزو کرنا ان کی حالت کے خلاف ہے۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ۝ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ

اور موسے کو ہمنے حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاویگا (سو وہ نکلے) پھر فرعون نے بھی شہروں میں ہرکارے دوڑادے کہ یہ ایک تھوڑی سی

قَلِيلُونَ ۝ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ۝ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ۝ فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ كَذَٰلِكَ

جماعت ہے اور یہ ہمارے بڑے دشمن ہیں۔ اور ہم سب اُن سے خطرہ رکھتے ہیں۔ پس ہمنے فرعونیوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مقام سے نکال باہر کیا یونہی کیا

وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ۝ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي

اور ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو وارث کر دیا۔ پھر فرعونیوں نے اون کو دن نکلتے ہی آلیا۔ پھر جب دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں تو موسیٰ کے لوگ کہنے لگے ہم پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے

سَيَهْدِينِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۝ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ۝ وَ

وہ مجھے ابھی راہ بتاویگا پھر ہمنے موسے کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار۔ (موسیٰ نے عصا مارا) سو دریا پھٹ گیا اور پانی کا ہر ایک ٹکڑا ایسا ہوگیا جیسا کہ اونچا پہاڑ اور اس مقام پر ہمنے دوسروں کو (فرعونیوں کو) لاکے

أَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

(اور لاکر ڈبو دیا) اور ہمنے موسیٰ اور اُسکے ساتھیوں کو بچا لیا۔ اور ان دوسروں کو غرق کر دیا۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں۔ اور البتہ آپکا رب تو زبردست مہربان ہے

تفسیر

واوحینا الی موسیٰ باقی تمام قصہ کو حذف کرکے جو موسیٰ کی سرگذشت مصر سے تعلق رکھتا تھا صرف بنی اسرائیل کے مصر سے جانیکا تذکرہ شروع فرمایا۔ کیونکہ نشانی قدرت کا ملہ اور انکے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود مقام تھا۔ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے بندوں یعنی بنی اسرائیل کو رات میں لیکے نکل جا چنانچہ موسیٰ بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ سے باجازت فرعون لے نکلے اور اسرائیلیوں نے فرعونیوں سے عید کے بہانہ سے زیورات بھی مستعار لئے تھے حتیٰ سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ملی کہ وہ نکلکر ملک شام میں جاتے ہیں فرعون نے جا بجا ہرکارے بھیجدیئے کہ لوگ کمک کو آویں اور کچھ خوف نکریں کیونکہ ان ہؤلآء لشرذمة قلیلون یہ تھوڑے لوگ ہیں اور انھوں نے ہمکو ناخوش کیا ہے ایک تو ہماری حکومت سے نکلے جاتے ہیں دوسرے ہمارے زیورات لیگئے محض بنظر احتیاط تم کو کہلا بھیجا ہے کہ مدد کو آؤ وانا لجمیع حٰذرون۔ کہ ہمکو ان سے خطرہ ہے +

پس فرعون اور اُسکے ساتھ بہت سے لوگ انکے تعاقب میں نکلے اور صبح دن نکلتے ہوئے اسرائیلیوں کو دریائے قلزم کے قریب آلیا بنی اسرائیل انکو دیکھکر ڈر گئے موسیٰ نے تسلی دی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مار اُسکے مارنے سے دریا پھٹ گیا اور پانی کی باڑ پہاڑ کی طرح سے دونو طرف کھڑی ہوگئی بنی اسرائیل خشک زمین سے سلامت نکل گئے ان کے پیچھے پیچھے اسی راستہ سے جب وہ یہاں آئے تو دریا باہم ملگیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک اللہ کی طرف کی بڑی نشانی ہے لیکن وہ اکثر نہیں مانتے کذلک واورثنا ہا بنی اسرائیل اسمقام پر اکثر لوگونکو دہوکہا ہو گیا ہے کہ اورثنا ہا بنی اسرائیل ہا کی ضمیر کو فرعونیوں کے خاص جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کی طرف پھیرا ہے اور اسکی تفسیر میں کہدیا ہے کہ فرعونیوں کے غرق ہونیکے بعد انکے باغوں اور عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھر لوٹ کر آکر مالک ہوگئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہوئی کس لئے کہ تمام اہل تاریخ اسپر متفق ہیں کہ دریائے قلزم کو عبور کرکے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیہ میں ٹکراتے پھرے مصر میں واپس نہ آئے اور نیز اس فرعون کے بعد دوسرا فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہے انکی سلطنت کا خاتمہ بابل کے بادشاہ کے ہاتھ سے سینکڑوں برس بعد ہوا صحیح توجیہ جیسا کہ بیضاوی فرماتے ہیں یہ ہے او مثل ذلک المقام الذی کان لہم علی انہ صفة مقام اس تقدیر پر معنی صاف ہوگئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کر دیا۔ یعنے ملک شام او فلسطین میں انکو بھی ہم نے ویسے ہی عمدہ مقامات اور باغ اور چشمے اور خزانے عطا کئے جیسا کہ فرعونیوں کے پاس تھے اور ان سے نکالکر ہمنے اُن کو دریائے قلزم میں غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ اُن عمدہ مقامات سے انکو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کئے اور سورہ دخان میں بھی ایسا ہی آیا ہے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثنا ہا قوماً آخرین۔

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

اور ان کو ابراہیم کا حال بھی پڑھ سناؤ۔ جبکہ اُنہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجا کرتے ہو انہوں نے کہا ہم بتوں کو پوجتے ہیں سو انہیں کے گرد رہا کرتے ہیں ابراہیم نے کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں

إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنْتُمْ

جبکہ تم پکارتے ہو یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا (کچھ نہیں) مگر ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا تم کو خبر بھی ہے کہ تم

وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ

اور تمہارے اگلے باپ دادا جس کو پوجتے تھے۔ وہ تو سب میرے دشمن ہیں۔ مگر رب العالمین (کہ وہ پیار ا دوست ہے) وہ کہ جس نے مجھکو پیدا کیا پھر مجھکو رہنمائی کیا کرتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

تو مجھے شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کریگا۔ اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھیو۔ اور مجھکو جنت النعیم کے وارثوں میں سے کردے۔ اور میرے باپ کو بھی بخشدے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھکو جی اٹھنے کے دن رسوا نکرنا۔ جس دن

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ

کہ نہ مال کام آویگا نہ اولاد۔ مگر اس کو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر گیا اور اُس دن پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائیگی اور جہنم سرکشوں کے لئے ظاہر کیجائیگی اور کہا جاویگا کہ کہاں ہیں وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي

(اب) کیا وہ تمہاری کچھ مدد کرسکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر وہ بھی[له] اور گمراہ لوگ بھی اور سب شیطانی لشکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ وہ وہاں باہم جھگڑتے ہوئے کہینگے کہ اللہ کی قسم ضرور ہم

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً

صریح گمراہی میں تھے۔ جبکہ اے غلط معبودو تمکو ہم رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے اور ہم کو گمراہ نہیں کیا مگر ان بدکاروں نے۔ پھر ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی دوست غمگسار۔ کاش ایک بار پھر ہمیں دنیا میں جانا ملے

فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ع

تو ہم ضرور ایمان والوں میں شامل ہو جاویں۔ البتہ اسمیں ایک نشانی ہے۔ اور ان میں سے بہت اکثر ماننے والے نہیں۔ اور بیشک آپکا رب جو ہے تو زبردست رحم کرنے والا ہے

ع ۵ ... ۹

ترکیب

کذا الک منصوب یفعلون فانہم عدولی انما افرد والقیاس اعداء لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر۔ او المراد وذو عداوۃ الا رب العلمین استثنا جنس اور غیر جنس دونوں سے ہوسکتا ہے الذی مبتداء فہو مبتداء ثان یہدین اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر۔ اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں۔ اور صفات میں و کا داخل کرنا جائز ہے یوم لاینفع بدل ہے اول یوم سے الامن استثناء متصل اور غیر متصل بھی ہوسکتا ہے ۔

تفسیر

واتل علیہم نباء ابراہیم الخ یہ (۲) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کو کامل تسلی دی گئی ہے کہ ابراہیم کا باپ اور اُنکے تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جہنمی ہونے کا کیا کچھ کم غم نہ تھا مگر بجز دعا کرنے کے اور کچھ نہ کرسکے پھر آپ کیوں اسی قدر غم کرتے ہیں ؟ اور جب ابراہیم کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آئے پر بھی دیس چھوڑنا پڑا پس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں جنت النعیم میں جانا اور قیامت کی رسوائی سے پناہ میں رہنا ذکر کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور دوزخ اور مرنیکے بعد دوسری زندگانی کے لئے قریش کہ جنکے مجد ابراہیم بھی معتقد تھے اسمیں نئے کوئی نیا دعوی نہیں کیا ہے اسکے بعد اس مناسبت سے مسئلہ معاد یعنی حشر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ اس روز جہنم بدکاروں کو جنت ابرار کے سامنے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

اور ان کو ابراہیم کا حال بھی پڑھ کر سناؤ۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوجا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بتوں کو پوجتے ہیں سو انہیں کے گرد رہا کرتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا وہ تمہاری بات سنتے ہیں

إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنْتُمْ

جب تم ان کو پکارتے ہو۔ یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کچھ نہیں مگر ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا بھلا تم نے دیکھا بھی ہے کہ جن کو تم پوجتے ہو تم

وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ

اور تمہارے اگلے باپ دادا جن کو پوجتے تھے۔ وہ تو سب میرے دشمن ہیں۔ مگر رب العالمین کہ وہ بڑا زبردست ہے وہ کہ جس نے مجھکو پیدا کیا پھر مجھکو رستہ بتاتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

تو مجھے شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کریگا۔ اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھیو۔ اور مجھکو جنت النعیم کے وارثوں میں سے کردے۔ اور میرے باپ کو بھی بخش دے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھکو جی اٹھنے کے دن رسوا نہ کرنا۔ جس دن

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ

کہ نہ مال کام آویگا نہ اولاد۔ مگر اس کو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر گیا۔ اور اس دن پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جاویگی اور جہنم سرکشوں کے لئے ظاہر کیجاویگی اور کہا جاویگا کہ کہاں ہیں وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي

(اب) کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر وہ بھی اور گمراہ لوگ بھی اور سب شیطانی لشکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ وہ وہاں باہم جھگڑتے ہوئے کہینگے کہ اللہ کی قسم ضرور ہم

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً

صریح گمراہی میں تھے۔ جبکہ تمہیں ہم رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے اور ہم کو گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا ہے۔ پھر نہ ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی دوست غمگسار۔ کاش ایک بار ہمیں دنیا میں جانا ملے

فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

تو ہم ضرور ایمان والوں میں شامل ہو جاویں۔ البتہ اسمیں ایک نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں۔ اور بیشک آپ کا رب جو ہے تو زبردست رحم کرنے والا ہے

ترکیب

کذالک منصوب بیفعلون فانہم عدولی انما افرد القیاس عداً لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر او المراد وکل واحد عدو الارب العلمین استثنا جنس اور غیر جنس دونوں سے ہوسکتا ہے الذی مبتداء فہو مبتداء ثان یہدین اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر۔ اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں۔ اور صفات میں و کا داخل کرنا جائز ہے یوم لاینفع بدل ہے اول یوم سے الا من استثناء متصل اور غیر متصل بھی ہوسکتا ہے ✣

تفسیر

واتل علیہم نبأ ابراہیم۔ الخ یہ (۲) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کو کامل تسلی دی گئی ہے کہ ابراہیم کا باپ اور انکے تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جہنمی ہونے کا کیا کچھ کم غم نہ تھا مگر بجز دعا کرنے کے اور کچھ نہ کرسکے پھر آپ کیوں اسی قدر غم کرتے ہیں؟ اور جب ابراہیم کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آئے پر بھی دیس چھوڑنا پڑا پس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت ابراہیم نے ایسی دعائیں جنت النعیم میں جانا اور قیامت کی رسوائی سے پناہ میں رہنا ذکر کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور دوزخ اور مرنے کے بعد دوسری زندگانی کے لئے قریش کہ جن کا مورث اعلیٰ ابراہیم بھی معتقد تھے اسمیں میں نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا ہے اسکے بعد اس مناسبت سے مسئلہ معاد یعنی حشر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ اسروز جہنم بدکاروں کو جنت ابرار کے سامنے

وقف لازم

ع ۵ ۹

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اونکے بھائی نوح نے کہا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے میں تو تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میں اسپر تم سے کچھہ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے۔ جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قوم نے کہا کیا ہم تجھے مانیں اور تیرے تابع تو

الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا

کمینے لوگ ہوگئے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اے کاش تمہیں اسکا شعور ہوتا اور میں تو ایمان داروں کو اپنے پاس سے کہدیرنیکالنے والا نہیں میں صرف تو

نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ

بس کھولکر ڈر سنانیوالا ہوں۔ انہوں نے کہا اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ نوح نے کہا اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا پس تو میرے اور اونکے درمیان فیصلہ ہی کردے اور مجکو اور میرے ساتھ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ النصف

جو ایماندار ہیں اونکو نجات دے۔ پھر ہم نے اسکو اور اُسکے ساتھ والوں کو جو بھری کشتی میں تھے بچالیا۔ پھر بعد میں و رباقی لوگوں کو غرق کردیا۔ البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر ماننے والے ہی نہ تھے اور اللہ کا رب زبردست مہربان ہے

ترکیب ماعلمی ظاہر میں ما استفہامیہ ہے محل رفع میں بسبب مبتدا ہونے کے واتبعک جملہ حال ہے ضمیر نومن سے ارذلون جمع ارذل بمعنی ذلیل

تفسیر وعلمی اسکی خبر اور ممکن ہے کہ نافیہ ہو باکی ب دونوں تقدیر پر علمی سے متعلق ہے دوسری تقدیر پر خبر کو مضمر ماننا پڑیگا۔ بعد اے بعد انجائہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا عبرتناک قصہ بیان فرماتا ہے۔ اگرچہ سورۂ اعراف وسورۂ ہود میں یہ قصہ مشرحاً بیان ہوچکا ہے لیکن چونکہ اسلوب قرآن مورخانہ نہیں کہ جنکے نزدیک مکرر بیان کرنا عیب ہے بلکہ واعظانہ کہ جنکے نزدیک عبرتناک قصوں کو بمقتضائے مقام وحالات قوم مکرر بیان فرمانا عین حکمت ہے خصوصاً نئے نئے اسلوب سے اسلئے اسکا پھر یہاں اعادہ کیا۔ حضرت نوح کا ساڑھے نوسو برس تک انہیں وعظ وپند فرمانا اور پھر اون کا ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور انکے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے ہموطنوں سرکش قریش کو کامل تہدید ہے۔

کذبت قوم نوح المرسلین گرچہ قوم نوح کے صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ ان کو جھٹلایا تو سب نبیوں کو جھٹلایا کیونکہ دین کی باتوں میں سب ایک زبان تھے ایک کی تکذیب سبکی تکذیب اسلئے المرسلین جمع کا صیغہ آیا کہ انکے فعل بد کی پوری شناعت اور کامل قباحت ظاہر ہوجائے اور اسلئے بعد کے قصوں میں یہی صیغہ استعمال ہوا ہے اخوہم نوح نوح انکے بھائی تھے کیونکہ ایک قوم کے تھے۔ نوح نے اول یہی فرمایا الا تتقون کہ کیوں نہیں خدا سے ڈرتے جو بت پرستی کرتے ہو قوم نوح میں بھی بت پرستی کا رواج تھا یہ تو ان کا وصف تھا اب اپنی حالت ذکر کرتا ہے انی لکم رسول کہ میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہوں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور میں امانت دار بھی ہوں یعنی اس پیغام رسانی میں کچھ کمی زیادتی نہیں کرتا ہوں جب یہ ہے تو فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو کہ اُسکے احکام کی مخالفت نکرو اور میرا کہا مانو وما اسئلکم علیہ من اجر میں تمسے اسپر کچھ مانگتا نہیں یعنی بے غرض ہوں کیونکہ غرضمند کی بات میں دغدغہ ہوتا ہے۔ البتہ مزدوری تو میری ہے مگر تم پر نہیں رب العالمین پر ہے پھر اسی کلمہ کا اعادہ کیا تاکید کیلئے فاتقوا اللہ واطیعون ان سب باتوں کے بعد اُن بدبختوں نے یہ عذر کیا انومن لک الخ کہ ہم تجھ پر کیونکر ایمان لائیں تجھ پر تو پاجی لوگ ایمان لائے ہیں جو احمق اور بے عقل ہوتے ہیں اور کوئی دنیاوی لالچ انکا مقصود ہوتا ہے یعنی دل سے نہیں۔ نوح علیہ السلام پر غریب غربا لوگ ایمان لائے تھے اور ہمیشہ ہر کار میں یہی پیشقدمی کیا کرتے ہیں کیونکہ راہ حق میں مانع جاہ وحشم دنیاوی ہے سو یہ انکے ہاں نہیں ہوتا اسلئے نوح نے فرمایا وما علمی الخ کہ انکی حقیقۃ حال سے اللہ آگاہ ہے مجھے انکے باطن سے کیا کام بظاہر مومن ہیں سو میں انکو دور نکرونگا

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

اسی طرح قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اُسسے اُنکے بھائی ہود نے کہا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے البتہ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا

اسپر کچھ مزدوری تم سے نہیں مانگتا میری مزدوری جو ہے تو رب العالمین پر ہے - کیا تم ہر ایک ٹیلے پر کھیلنے کو بلند عمارت بناتے ہو اور صنعت کے محل تیار کرتے ہو ؟ شاید کہ تم ہمیشہ رہوگے اور جب کسی پر

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَ

ہاتھ اٹھاتے ہو تو جبار بنکر پنجہ مارتے ہو - سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو - اور اوس سے ڈرو کہ جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جنکو تم جانتے ہو - تمہاری چارپایوں اور اولاد سے اور باغوں اور

عُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ

چشموں سے امداد کی ہے - مجھے تمپر ایک بڑے سخت روز عذاب آجانیکا اندیشہ ہے اونہوں نے کہا تو نصیحت کر یا نکیا کر ہمکو تو سب برابر ہے یہ تو

الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اگلوں کی عادت ہی ہے اور ہمپر کوئی آفت نہیں آنے کی - پس اُسکو جھٹلا دیا - پھر ہم نے بھی اُن کو ہلاک کر دیا - بیشک اسمیں بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ایمان نہیں لائینگے اور اللہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

تفسیر

الریع بالکسر والفتح المرتفع من الارض - قاموس - مصانع المصنعۃ کالحوض یجمع فیہا المطر والمصانع ایضا القری والمبانی من القصور والحصون

یہہ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ہے اس کے شروع میں بھی وہی الفاظ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے ابتدا میں تھے اسلئے انکی تفسیر کی بار دیگر ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے - صرف ان کلمات کی تفسیر کی جاتی ہے جو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے دعوے میں فرمائے تھے اور پھر قوم نے ان کو کیا جواب دیا تھا ؟

(۱) اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون ریع بلند جگہ آیۃ نشان - قوم عاد عرب میں ایک بڑی مالدار قوم تھی انمیں سلطنت بھی تھی ایک زمانہ تو انکی سلطنت و شوکت کا ایسا گذرا ہے کہ مصر سے لیکر ترکستان اور ہند تک ایشیا کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرہ ہوا میں اڑتا تھا جب مال و اقبال حد کو پہنچا تو اسکے ساتھہ حرام کاری وغیرہ افعال زشت بھی حد کو پہنچے جس لئے خدا نے ان میں ہود علیہ السلام مبعوث کئے منجملہ ان بیفائدہ اور نکمی باتوں کے ایک بات یہہ بھی تھی کہ ان کو نام آوری اور اپنے یادگار چھوڑ کر مرنیکا از حد شوق تھا جیسا کہ مالداروں کو ہوا کرتا ہے اسلئے وہ ہر ایک بلند پہاڑی یا ٹیلے پر اپنی یادگار کیلئے بلند منارے بناتے تھے جو ان کے مقبرے خیال کئے جاتے تھے چنانچہ مصر کے بلند منار اب تک انکے مناروں کی نظیر دنیا میں باقی ہیں - چونکہ یہ عبث کام ہے اس سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں اسلئے سب سے اول ہود علیہ السلام نے اسی پر اعتراض کیا کہ کیا تم بیکار ایسا کرتے ہو یعنی ایسا کرنا بیجا ہے مفسرین نے گرچہ اسکی تفسیر میں اور بھی توجیہیں لکھی ہیں مگر سیاق و سباق و تاریخ کے یہی موافق ہے

(۲) وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون - مصانع پانی کے حوض - اور بلند محل - جب مقبروں کی تعمیر میں ان کا یہ حال تھا تو مکانات کی تعمیر میں کیا کچھہ اسراف ہوگا ؟ چنانچہ وہ عجائب نُما بلند اور مضبوط محل بنواتے تھے اور انکی تعمیر میں بیشمار روپیہ صرف کرتے تھے اسکو بھی بیجا خرچ اور دنیا فانی کو مقام جاودانی سمجھنے کے خیال سے منع فرمایا یعنی تم جو ایسے استحکام کرتے ہو کیا یہاں ہمیشہ رہوگے ؟ دنیا چندروزہ کے لئے بقدر ضرورت مکان کافی ہے - انبیا علیہم السلام کا یہ پہلا کام ہے کہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا ثبوت دکھا دیں -

(۳) واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی باوجود اس حب دنیا اور حب جاہ اور علو کے غیرو سے تمہارا جابرانہ معاملہ ہے عدل و انصاف کا نہیں جیسا کہ جبار قوم کی عادت ہوتی ہے جسکو چاہا بیگار میں پکڑ لیا ذرا سا انکار کیا پیٹ ڈالا مار ڈالا کسیکا کچھہ دنیا ہوا دبا کا دیا یا مار کر نکالدیا کسی کی عورت یا عمدہ چیز کو زبردستی چھین لیا یہ باتیں بھی بربادی کا سبب ہوتی ہیں اس لئے فرمایا فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو میرا کہا مانو مگر پھر ان کو خواب غفلت سے مجملاً و تفصیلاً بیدار کرکے عذاب الٰہی سے ڈرایا مجملاً واتقوا الذی امدکم بما تعلمون میں پھر اسکی تفصیل کی امدکم بانعام الخ مگر وہ کب مانتے تھے کہدیا آپ وعظ کریں یا نکریں ہمپر کچھہ اثر نہ ہوگا یہ پہلوں کی عادت ہے وہ ہمیشہ یوں ہی وعظ کرتے آئے ہیں پس تکذیب کی تو تمام قوم عذاب الٰہی سے غارت ہوئی

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

اسیطرح قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے انکے بھائی صالح نے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۚ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۚ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ

اسپر کچھ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو ہے تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم یہاں کی نعمتوں میں بے کھٹکے چھوڑ دیے جاؤ گے باغوں اور چشموں میں اور کھیتیوں میں اور ایسی کھجوروں میں کہ جنکے خوشے بوجھ کے مارے ٹوٹے پڑتے ہیں

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۚ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۚ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ

اور کیا تم پہاڑوں میں خوشی سے گھر تراشا کرتے رہوگے پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور بیہودہ لوگوں کی بات پر نہ چلو۔ وہ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۚ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۚ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

وہ بولے تو تو جادو کا مارا ہوا ہے تو ہے کیا مگر ہم سا ہی ایک آدمی پس کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کی ایک دن باری ہے

شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۚ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۚ فَأَخَذَهُمُ

اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسکو برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمکو بڑے دن کی آفت آ لے گی۔ پھر انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہو کر رہ گئے۔ پس انکو آ لیا

الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۚ

آفت نے آ لیا البتہ اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر نہیں ماننے والے۔ اور البتہ تیرا رب جو ہے تو زبردست مہربان ہے۔

ع ٨ ١٢ — قوم ثمود عادات

اٰمنین حال من ضمیر تترکون فی جنات الخ بدل من فیما ھہنا ✦ **ترکیب** ✦ باعادۃ الجار ھضیم لطیف لین تنحتون نحت تراشیدن فارھین حال۔

یہ پانچواں **قصہ** حضرت صالح علیہ السلام کا ہے یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارہ میں تھی۔ انکے ہاں باغ اور کھیتی اور پانی کے جاری چشمے اور عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں یہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب تھا اس قوم کو بڑی فراغبالی حاصل تھی باغوں اور کھیتوں میں عیش کیا کرتے تھے مگر بدبخت بت پرست تھے راہزنی اور غارتگری اور چوری اور دیگر فواحش میں سخت مبتلا تھے قیامت اور روز جزا کے منکر اور انمیں بیہودہ لوگ اکثر تھے جنکی نسبت فرماتا ہے الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ انہیں کے کہنے پر چلتے تھے اس قوم میں خدا تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا حضرت نے فاتقوا اللہ واطیعون کا ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میں تمہارا امین رسول ہوں میرے کہنے پر چلو آخر مرنا ہے خدا سے کام پڑیگا اسلئے فرماتے ہیں (۱) اتترکون فیما ھہنا اٰمنین الخ کہ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ یہاں کی ان نعمتوں باغوں کھیتوں چشموں کھجوروں میں بحالت امن رہنے پاؤ گے ہمیشہ یہیں رہو گے امن سے مزے اڑاتے رہو گے؟ آدمی حب لذات دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے گو وہ زبان سے نہ کہے کہ میں سدا یہاں رہوں گا مگر اسکا برتاؤ اور زبان حال یہی کہا کرتی ہے جسلئے حضرت صالح علیہ السلام نے انکو اس کلام کیساتھ مخاطب فرمایا (۲) وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین کہ تم کس امنگ کے ساتھ پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو گویا ہمیشہ یہیں رہنے کا سامان کر لیا ہے اس سے مراد دنیا سے نفرت اور دار القرار کیطرف رغبت دلانا تھا کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے (۳) فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو بری باتوں کو چھوڑ دو جو میں تمکو ارشاد کروں اوسپر عمل کرو نہ کہ بدمعاشوں مفسدوں کے کہنے پر چلو۔ قوم نے جواب میں تین باتیں کہیں (۱) انما انت من المسحرین کہ تجھپر تو کسی نے جادو کر دیا ہے یعنی تو دیوانہ ہے بھلا دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا اور ایک موہوم گھر کی طرف منہ موڑنا کس عاقل کا کام ہے (۲) اگر یہی خدا کا حکم ہے تو تجھے کسطرح سے معلوم ہو گیا اگر تو نبی ہے تو تجھ میں اور ہم میں کیا فرق ہے جسم ہم سا تو (۳) اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے معجزہ کے طور پر ایک ناقہ یعنی اونٹنی پیدا ہوئی جسکے لئے پانی پینے کا ایکدن مقرر ہوا اور کہدیا کہ اسپر قصد بدی نہ کرنا آخر ایک نے اسکو زخمی کر دیا اور ذبح کر ڈالا تب انپر آثار عذاب نمودار ہوئے ندامت کرنے لگے مگر اوسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ تھا سب کے سب ہلاک ہو گئے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

اسیطرح قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اُن سے اُنکے بھائی لوط نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار رسول ہوں پھر اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ

اور میں تم سے اسپر کچھ مزدوری تو نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین پر ہے کیا تم دنیا میں سے لڑکوں ہی پر ریجھتے ہو اور وہ جو

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

تمہارے لئے تمہارے رب نے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں انکو چھوڑے دیتے ہو بلکہ تم حد سے گذرنے والے لوگ ہو انہوں نے کہا اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکالدیا جاویگا اس نے کہا میں تمہارے کام سے سخت

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

بیزار ہوں اور دعا کی کہ اے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو جو کچھ یہ کیا کرتے ہیں اسکے وبال سے نجات دے پھر ہم نے اسکو اور اُسکے گھر والوں کو بچا لیا مگر ایک بڑھیا کہ جو پیچھے رہجانے والوں میں سے تھی پھر اور سب کو ہلاک کر دیا اور

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اُن پر مینہ برسایا کیا ہی بُری بارش تھی جو ڈرائے گئے ہوؤں پر برسی البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور انہیں سے اکثر تو ماننے والے نہیں اور اللہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بن والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ اُن سے شعیب نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا

اسپر کچھ اُجرت تو نہیں مانگتا میری اُجرت جو ہے تو رب العالمین پر ہے پیمانہ بھر کر دیا کرو اور کسی کو نقصان نہ پہنچایا کرو اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝

اور لوگوں کو اُنکی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو اور اُس سے ڈرو جس نے تمکو اور اگلی خلقت کو بنایا انہوں نے کہا تو جو ہے تو جادو کے مارے ہوؤں میں سے ہے

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

اور تو ہے کیا مگر ہم جیسا ایک آدمی اور ہم تو تجکو جھوٹوں ہی میں خیال کرتے ہیں پھر تو ہمپر آسمان سے سلیں برسادے اگر تو سچا ہے رسول نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

پس انکو سایہ کے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ماننے والے نہیں اور اللہ تیرا رب زبردست مہربان ہے

چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے اور اُنکے حکم سے اُس سرزمین پر بھیجے گئے تھے جو شام کے جنوب و مشرق میں بحر جھیل مردار کے قریب سدوم عمورہ وغیرہ اس جھیل کے قریب چند شہر تھے وہاں کے لوگ علاوہ بت پرست ہونیکے لونڈے باز بھی تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے لڑکوں پر مرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اس فعل بد سے منع کیا اسکے جواب میں کہنے لگے کہ اگر تو اس وعظ سے باز نہ آئیگا تو ہم اسے نکالدیا جائیگا۔ حضرت نے فرمایا میں تو منع ہی کرونگا کسلئے کہ میں اس ناپاک کام سے بیزار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے گھر کے لوگوں کو اسکی شامت سے بچائیو مراد یہ کہ اسپر عذاب آنیوالا ہے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس انکو ان پر عذاب آیا حضرت لوط اور انکے گھر والوں کو حکم ہوا کہ تڑکے تڑکے سے تم شہر چھوڑ کر جلد و پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا صبح کو یہ غارت ہوگئے حضرت کی بیوی انہیں لوگوں میں کی تھیں انکو اہل وطن سے تعلق تھا پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بھی ہلاک ہوئیں تمام شہروں پر پتھر برسے اُلٹ دیے گئے جنکے آثار حضرت نبی آخر الزماں علیہ السلام کے عہد تک باقی تھے اب بھی کچھ سیاحوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ کذب اصحاب الئیکۃ یہ ساتواں قصہ بن والوں کا ہے مدین کے قریب کچھ بن تھا کچھ پانی کیلئے تھے وہاں رہتے تھے وہاں کے لوگوں کو اصحاب الایکہ کہتے ہیں انکی نبی بھی حضرت شعیب علیہ السلام تھے کچھ بت پرستی بھی تھی اور کم تولنے کی عادت تھی اور راہزنی اور چوری بدکاری بھی تھی حضرت نے اس سے منع کیا نہ مانا بلکہ کہنے لگے ہمپر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرادے یعنی کہ سلیں برسوادے اگر تو سچا ہے چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا اور آسمان سے ایک سخت دھوئیں کا بادل سا سایہ نمودار ہوا اور پہاڑ میں آتش فشانی کی جسکی صدمے سے سب کر رہگئے اور اس پہاڑ کا نشان ہوا تھا واللہ اعلم

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝

اور یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے۔ اسکو روح الامین صاف عربی زبان میں آپ کے دل پر لیکر آیا ہے تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ اور البتہ اسکی خبر تو پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے

أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ

کیا انکے لئے یہ نشانی کافی نہیں کہ قرآن کی حقانیت کو علماء بنی اسرائیل بھی جانتے ہیں اور اگر ہم اسکو کسی عجمی پر نازل کرتے۔ پھر وہ اسکو انکے سامنے پڑھتا تو پھر وہ کبھی بھی ایمان نہ لاتے ہیں یہ انکار اسطرح ہم

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ۝

گناہ گاروں کے دل میں بٹھا دیا ہے وہ اس پر عذاب الیم دیکھے بغیر ایمان نہ لاویں گے پھر وہ ان پر دفعتاً آجائے اور انکو خبر بھی نہ ہو تو پھر کہنے لگیں کہ بھلا ہم کو کچھ مہلت بھی ملی گی

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں دیکھ تو بھی اگر ہم انکو برسوں کی مہلت بھی دیں پھر انکے پاس وہ عذاب آجائے کہ جسکا انکو خوف دلایا جاتا ہے تو جو کچھ وہ مہلت سے فائدہ اوٹھا رہے ہونگے انکے کیا کام آئیگا

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ۝ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

اور ہمنے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکو یاد دلانیکے لئے ڈر سنانے والے نہوں یہ نصیحت ہے اور ہمنے کسی پر ظلم نہیں کیا

بلسان نزل سے متعلق اور منذرین سے بھی ہو سکتا ہے۔ او لم یکن کان **تفسیر** تامہ ہی تو فاعل آیۃ وان یعلمہ بدل ورنہ ناقصہ ہی تو آیۃ خبر مقدم ان یعلمہ الخ اسم ان ساتوں قصوں کے بعد چند باتیں ثبوت نبوت در ردّ منکرین کے لئے ذکر فرماتا ہے (۱) وانہ لتنزیل رب العالمین کہ یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے لفظ رب العالمین دو باتوں کیطرف اشارہ کرنیکے لئے فرمایا اول یہ کہ جسطرح ہم تمہاری جسمانی پرورش کرتے ہیں رزق روزی دیتے ہیں اسیطرح روحانی تربیت بھی ہمارا کام ہے اور روحانی تربیت کا ذریعہ وحی اور پیغمبر پر کتاب نازل کرنا ہے دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اور پھر اب تک تم عذاب سے بچے ہوئے ہو یہی سبب ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جسکا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا اور اسلئے قصص مذکورہ میں ہر ایک کا مقطع وان ربک لہو العزیز الرحیم پر کیا جس سے آنحضرت صلعم کے مخاطبوں کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ ہم زبردست ہیں دم بھر میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن رحیم بھی ہیں اور رب ہیں پرورش کرنے والے تم تربیت کہا ہوا ہے (۲) نزل بہ الروح الامین الی عربی مبین جو فرمایا تھا کہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اسپر شبہہ باقی رہتا تھا کہ رب العالمین نے اسکو کسطرح سے نازل کیا ہے۔ کیا لکھی لکھائی کتاب آسمان سے فرشتہ لیکر آیا ہے کیا حضرت کو غیب سے آواز آتی ہے یا آپ سے ہر وقت خدا تعالی باتیں کرتا ہے کیا صورت ہے۔ اسکی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اسکو روح الامین یعنی جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں۔ انکشاف علمی انسان کے دل پر ہوا کرتے ہیں اور جبرئیل چونکہ روح ہیں انکی سرایت دل تک بخوبی ہوتی ہے اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتی ہیں بشر کے دل پر القا کر دیتے ہیں۔ جن لوگوں پر جن یا کسی روح ناپاک کا گذر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ جس زبان سے واقف بھی نہیں ہوتے اس زبان میں انکو وہ دور دراز کی باتیں اور دیگر مطالب القا کر جاتی ہیں جسکا لوگوں کو بارہا مشاہدہ ہوا ہی پھر جائیکہ روحانیت مقدسہ دلوں میں بالخاص حضرت جبرئیل امین جسکو اوپر القا کریں۔ حواریوں پر بعد مسیح کے روح القدس اترا تھا جس سے وہ مختلف زبانیں بولنے لگے تھے (کتاب اعمال) معلوم ہوا کہ حضرت روح الامین نہ صرف معانی بلکہ الفاظ کیساتھہ قرآن کا القا حضرت کے دل پر کرتے تھے پھر اسکو حضرت جمع کر دیتے تھے یہ ہی نزول قرآن کی کیفیت۔ (۳) وانہ لفی زبر الاولین نیز اس قرآن اور نبی علیہ السلام کا پہلوں کی کتابوں میں بھی ذکر ہے یہ بھی بڑی دلیل حقانیت کی ہے۔ گو کتب سابقہ بالفعل بعینہا موجود نہیں ان میں بہت کچھ تحریف و تبدیل ہو گئی اور ہوتی ہی گرتا ہم جسقدر پیشینگوئیاں آنحضرت کی بابت انمیں اب تک پائی جاتی ہیں وہ کسیکو لئے اتنی بہت ہی جاتیں (۴) اولم یکن لہم آیۃ علماء بنی اسرائیل میں بہت سے ویسداروں نے آنحضرت اور قرآن کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ ہماری کتب میں انکا ذکر ہے اور وہ آپکے منتظر تھے یہ بھی ایک بڑی علامت حق ہونیکی ہے عبد اللہ بن سلام وغیرہ علماء یہود نے اقرار کیا (۵) ولو نزلنہ الخ قرآن مجید پر انکا یہی شبہ تھا کہ یہ تو ہماری زبانیں ہیں جسکو محمد بخوبی جانتے ہیں اگر کسی اور زبان میں بنا کے لاتے تو جانتے اسکا جواب یہ ہے اگر یہ غیر عربی زبان میں آتا تو تم پھر کہ جو ماننے۔

سبب نزول قرآن

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ۝ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ

اور قرآن کو شیاطین لیکر نہیں اترے اور نہ یہ انکا کام ہے اور نہ وہ اسکو کرسکتے ہیں وہ تو سننے کی جگہہ سے ہی الگ کردیئے گئے ہیں۔ پس اے نبی اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکارنا

فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۝ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ عَصَوْكَ

ورنہ تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤگے۔ اور اپنے نزدیکی قرابت داروں کو ڈراؤ اور جو ایمان والے آپکے تابع ہیں انکے لئے اپنا بازو جھکائے رکھو یعنی تواضع پیش آیا کرو۔ پھر اگر وہ نافرمانی کریں

فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ إِنَّهُ هُوَ

تو کہدو کہ میں تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہوں اور اپنے خدائے زبردست مہربان پر بھروسہ رکھو وہ جو تمہیں دیکھا کرتا ہے جبکہ تم نماز کیلئے اٹھتے ہو اور تمہارا نمازیوں کی صف میں اٹھنا بیٹھنا بھی دیکھتا ہے بیشک وہی

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۝ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ۝

سنتا جانتا ہے میں بتاؤں تمکو کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں جیسر شیاطین اوڑتی اوڑائی باتیں لاڈالا کرتے ہیں اور بہت تو ان میں سے سر سے جھوٹے ہوا کرتے ہیں

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور شاعروں کی بات پر تو بدراہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ اے مخاطب کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر میدان سخن میں بھٹکتے پھرا کرتے ہیں اور وہ تو کہتے ہیں جو کرتے نہیں مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝ ع ۱۱ ۲۶ ۱۵

اچھے کام کئے اور (اپنے کلام میں) انہوں نے اللہ کا بہت ذکر کیا اور اپنے اوپر زیادتی ہونیکے بعد انہوں نے بدلہ لیا تو وہ مستثنی ہیں، اور ظالموں کو تو ابھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں

تفسیر

یہیمون خبران کی اور حال بھی ہوسکتا ہے تب جیر فی کل واد ہوگی ۱۲ منقلب صفت ہے مصدر محذوف کی والعامل ینقلبون ای ینقلبون انقلاب ای منقلب

مگر اسیر بھی وہ یہ شبہہ کرتے تھے کہ جبرئیل نہیں بلکہ شیاطین آنحضرتؐ پر القاء کرتے ہیں اور ہر مخالف کہہ سکتا ہے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ القا کرنیوالے جبرئیل امین ہیں کوئی شیطان نہیں؟

اسکا کیا ہی تسلی بخش جواب عطا کرتا و ماتنزلت بہ الشیاطین کہ شیاطین تو اسکو نازل نہیں کیا ہے کیونکہ وما ینبغی لہم یہ انکی قبضہ قدرت سے باہر ہے کس لئے کہ شیاطین اور ارواح خبیثہ

کو مضامین خبیثہ سے دلی رغبت ہے ناپاک باتیں انکی خوراک ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالی سے

دلی رغبت اور شہوات لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید میں ہیں اُنسے انکو دلی نفرت ہے پھر یہ مطلب شیاطین کو اول تو معلوم ہی نہیں انکو تو وہی

شہوات و لذت کی باتیں معلوم ہیں کہ جنسے نفس خوش ہوتا اور روح پر تاریکی آتی ہے اور جو معلوم بھی ہوں تو وہ کاہیکو ایسی باتیں تعلیم و القاء کرنے لگے کہ جنسے انکو دلی نفرت

ہو بلکہ وما یستطیعون انکو اسکی قدرت ہی نہیں کہ وہ کسی مقدس اور پاکیزہ دل تک پہونچیں اور پھر ایسی باتیں القا کریں گوہ کے کیڑے کو پھول تک کہاں رسائی خفاش

کو آفتاب تک کہاں دسترس اور بالفرض وہاں تک دسترس بھی ہو تو پھر ملاء اعلی اور حظیرۃ القدس تک کہاں رسائی کہ جہاں سے یہ مضامین عالیہ آتے ہیں اسلئے

فرماتا ہے انہم عن السمع لمعزولون ترمذی نے سورہ جن کی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ جایا کرتے تھے وہاں سے کوئی بات سن آتے تھے

تو ساحروں کاہنوں کو اسمیں سو جھوٹھ ملا کر کہدیا کرتے تھے مگر جب سے کہ آنحضرت صلعم نبی کئے گئے انکو وہاں تک جانیسے روکدیا گیا۔

جب انکے تمام شبہات کا پورا پورا جواب دیدیا گیا اور قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا ثابت کردیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ان بت پرستوں کو شرک سے

منع کرتا اور توحید کا حکم دیتا ہے فقال فلا تدع مع اللہ الہا آخر کہ اللہ کے ساتھ اور کسیکو خدا بنا کر نہ پکارنا اور جو ایسا کریگا تو عذاب دیا جائیگا قوم عرب بلکہ اُس عہد کے تمام

بنی آدم ہندو روم ایران و ترکستان والے عیسائی یہودی اسی بلا میں مبتلا تھے اسلئے اس اصلی مقصد کا بیان کرنا مقدم ٹھہرا اور اسکے بعد خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا

حاشیہ صفحہ ۴۷۲ متعلق بآیت وانہ لفی زبر الاولین

انہ کی ضمیر آنحضرت صلعم کیطرف بھی پھرتی ہے اور قرآن مجید کیطرف بھی شق ثانی کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ قرآن یعنی اسکے مطالب بعینہ اولین کی کتب کے موافق ہیں انہیں بھی پائے جاتے ہیں باستثناء اُن مواضع کے جہاں کتب اولین میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ اگر اس مطابقت کیلئے میں کچھ نظائر پیش کروں تو یہ تمام کتاب بھی بس نہ کرے جو شخص قرآن مجید اور کتب سابقہ کو دیکھیگا اس بات کی پوری تصدیق کریگا عجب مشکل بات ہے مخالف کے ہاتھ سے نجات نہیں اگر قرآن مجید کتب سابقہ کے مطابق ظاہر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں انسے لیا گیا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ آنحضرت امّی تھے اور اُن کے ہاں بھی عرب میں کوئی کتب خانہ کتب سابقہ کا نہ تھا پھر کیسے وہاں سے نقل کیا اور کب کیا اور کسکی معرفت کیا ہے اسی شبہ کی بنیاد پر ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی ہے اور جو اُن باتوں کو دہرایا جاتا ہے کہ جہاں قرآن مجید نے انکی غلط باتوں کو چھوڑ کر صحیح بات ذکر کی ہے تو کہتے ہیں لو صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔

اول شق پر بھی معنی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بلا تحریف میسر نہیں آتیں اسکے اہل مذاہب نے اپنی خود غرضیوں سے بھی انمیں ایسی تحریف و تبدیل کی ہے کہ کچھ کا کچھ کر دکھایا اس بات کو علماء اسلام نے کتب مناظرات میں بڑی خوبی کیساتھہ ثابت کر دیا ہے۔ مگر تاہم انمیں اب بھی آنحضرت صلعم اور آپ کے دین متین کی بابت اسقدر بشارتیں پائی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لئے نہیں پائی جاتیں۔ استحکام بر سطور ناظر کے چند بشارات مختصراً نقل کرتا ہوں مفصلاً کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکھو (۱) توریت سفر استثنا کے اٹھارہویں باب میں ۱۸ درس یہ ہے میں انکے لئے بنی اسرائیل کے لئے انکے بھائیوں میں سے (یعنی اسماعیل میں سے کیونکہ وہی اسرائیل کے بھائی ہیں) (اے موسی) تجھہ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُسکے مونھہ میں ڈالونگا انتہی اس خبر کا مصداق نہ تو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسی کے جانشین ہیں جیساکہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسی کے تابع تھے کتاب و شریعت جدید انکے پاس نہ تھی نہ یہ حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے ہے کیونکہ باعتقاد نصاری حضرت عیسی خدا کبھی خدا کے بیٹے کبھی خدا کے ٹکڑے بحکم تثلیث تھے اور حضرت موسی انسان ہیں خدا اور انسان میں کوئی بھی مماثلت نہیں اور نیز عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے تھے موسی باپ سے پیدا ہوئے تھے نہ عیسی کی شریعت موسی کی شریعت کے مانند ہے نہ انکا طرز نبوت انکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسی کی نبوت حکومت و شوکت کیساتھہ تھی برخلاف عیسی کے اسکے علاوہ حضرت عیسی اور یوحنا یعنی یحیی علیہ السلام کے عہد تک اس بشارت کے موجب لوگوں کو اس نبی کا انتظار تھا اور یہی موعود انمیں نہایت مشہور تھا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے یحیی سے پوچھا کیا تو الیاس ہے کیا تو مسیح ہے یا وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے اشارہ انکا اسی نبی موعود کیطرف تھا جسکو مسیح اور الیاس کے غیر سمجھتے تھے۔ رہی یہ بات کہ بعض حواریوں نے یہود کے مقابلہ میں اس بشارت کا مصداق حضرت عیسی کو قرار دیا ہے جیساکہ کتاب اعمال میں پایا جاتا ہے تو یہ استدلال ہمپر کوئی حجت نہیں البتہ آنحضرت اور موسی کی مماثلت خود کہہ دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں۔ آنحضرت والدین سے پیدا ہوئے تھے جیساکہ موسی نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے رہا کیا آنحضرت نے عرب کو غیر قوموں کی حکومت سے ابد تک رہائی دی جسطرح حضرت موسی کے بعد یوشع ایک غیر شخص انکا جانشین ہوا اسیطرح حضرت کے بعد ابو بکر صدیق جانشین ہوئے جسطرح موسی کے بعد بنی اسرائیل میں سردار ہوئے اسیطرح آنحضرت کے بعد خلفاء ہوئے حضرت موسی کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ کے متعلق احکام تھے اسیطرح آنحضرت کی شریعت میں بھی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسلئے اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا اسلئے آنحضرت کی نبوت کے آنحضرت کے معاصر علماء یہود بھی قائل تھے ہاں الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول نہ کیا بعض نے کیا منجملہ ان کے مخیریق تھا جو جنگ احد میں شریک ہوا۔ اور عبد اللہ بن سلام وغیرہ او لم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل (۲) یشعیا نبی علیہ السلام کی کتاب میں جو ابتک اہل کتاب کے نزدیک کلام الہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپکی امت کا نہایت صراحت کیساتھہ ذکر ہے چنانچہ اوسکے ساٹھویں باب کے یہ جملے ہیں۔ اُٹھہ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کا جلال تجھپر طلوع کیا ہے کہ دیکھہ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھپر طالع ہوگا اور اسکا جلال تجھپر نمودار ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہان تیرے

یہ حکم دیا وانذر عشیرتک الاقربین (۱) کہ اپنے قرابت داروں کو ڈراکہ تمھارے ان بُرے افعال پر آفت آنیوالی ہے امام بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی تو
آنحضرت صلعم جبل صفا پر چڑھ کر پکارنے لگے او بعید کے قبائل سے شروع کیا اے بنی فہر اے بنی عدی یہانتک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا تو
اُنہوں نے اپنے کسی آدمی کو بھیجدیا پس قریش کے لوگ اور ابولہب آئے آپنے فرمایا اگر میں تمکو خبردوں کہ کسی وادی میں تمپر چھاپہ مارنیکو کوئی لشکر جمع ہو رہا ہے تو تم میری تصدیق کروگے اُنھوں نے
کہا کہ بیشک کس لئے کہ ہم نے بارہا تجربہ کرلیا ہے کہ آپنے کبھی کوئی بات جھوٹی نہیں کہی تب آپنے فرمایا میں تمھیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنیوالا ہے تب ابولہب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹیں تو
کیا اسلئے ہمکو جمع کیا تھا۔ بخاری نے ابوہریرہ سے اسی امر میں یہ بھی روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا تھا کہ اے قریش تم اپنا بندوبست آپ کرلو میں تمھارے اوپر سے خدا کا عذاب رد نہیں
کرسکونگا اے عبد مناف میں خدا کے مقابلہ میں تمھارے کچھ کام نہیں آؤنگا اے عباس بن عبدالمطلب میں تیرے لئے اللہ کے مقابلے میں کچھ کارآمد نہ ہونگا اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپی) میں
تیرے لئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آؤنگا اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے میرے پاس سے مال مانگ لے لیکن خدا کے مقابلہ میں میں تیرے کچھ کام نہ آؤنگا۔ افسوس آج ہمکو خاندانوں پر ناز ہے اسیکو آخرت کا
سرمایہ سمجھے بیٹھے ہیں) جس طرح نافرمان اقارب کو ڈر سنانیکا حکم ہوا اسی طرح اسکے مقابلہ میں ایماندارونکے آگے جھکنے اور تواضع اور مدارات کرنیکا حکم دیا بقولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من
المؤمنین یہ دوسرا حکم تھا ایمان و اطاعت رسول کا مرتبہ کہانتک بلند ہے کہ اپنے رسول پاک کو انکی تواضع کا حکم دیا اسی لئے ایمانداروں سے آپ تواضع پیش آتے تھے پھر فرماتا ہے اگر ڈر سنانے
سے بھی آپکا حکم نہ مانیں تو کہدو کہ میں تم سے بری ہوں فان عصوک الخ اور انکی اس مخالفت سے کچھ خوف نہ کیجئے بلکہ توکل علی العزیز الرحیم اللہ زبردست مہربان پر توکل کرو وہ زبردست ہے
اُسکے آگے انکار و ر نجلیگا اور مہربان بھی ہے اپنی مہربانی سے ہروقت محفوظ رکھیگا الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین وہ اللہ جو آپکو دیکھتا ہے جبکہ آپ نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوتے
ہیں اور نیز نمازیوں میں آپکا پھرنا بھی دیکھتا ہے کہ صفیں قایم کرتے ہو تقلب اُٹھنا بیٹھنا بھی ہے کبھی رکوع کرتے ہو کبھی قیام کبھی سجود سب کو خدا دیکھتا ہے مقاتل کہتے ہیں کہ حین تقوم سے مراد تنہا نماز کیلئے
اُٹھنا اور تقلب سے مراد جماعت میں نماز پڑھنا ہے ابن عباس کہتے ہیں ساجدین سے مراد مصلین ہے مجاہد کہتے ہیں تقلبک سے مراد آنحضرت کا نماز میں پیچھے سے نمازیوں کو دیکھنا ہے تقلب بصرک فی المصلین
کیونکہ موطا میں امام مالک نے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہوں مجھپر تمھارا رکوع اور خشوع مخفی نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ
آنحضرت کے آبا مؤمنین تھے کیونکہ تقلبک فی الساجدین سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کی روح پاک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف نقل کیا۔ اس بات کو امام صاحب نے رد کردیا ہے۔
مُراد یہ ہے کہ آپکے ان افعال حمیدہ کو وہ دیکھتا ہے جو تمپر مہربانی اور محافظت الٰہی کا سبب ہیں یعنی آپ نیکو کاریاں ور نیکیوں کی حفاظت ہم ہمیشہ سے کرتے چلے گئے ہیں واللہ اعلم۔
پھر اسکے شبہہ کا رد کرتا ہے بقولہ ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین کفار کہتے تھے کیا عجب ہے کہ محمد پر شیاطین نازل ہوکر اسکو قرآن کی تعلیم کرتے ہوں جیساکہ کاہنوں کو غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں اور شاعروں
کو شعر کا مضمون القا کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ دونوں میں فرق بتلاتا ہے کہ کاہنوں اور شاعروں کی اور حالت ہے پیغمبر کی اور۔ پہلے کاہنوں کا حال بیان کرتا ہے بقولہ تعالیٰ تنزل علی کل افاک
اثیم کہ شیاطین تو بڑے جھوٹے بدکاروں پر نازل ہوا کرتے ہیں اور وہ کاہن ہیں جو یلقون السمع جن پر شیاطین کوئی بات لا ڈالتے ہیں واکثرھم کاذبون اور اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں سفلی عملیات کے
عامل اکثر ناپاک اور گندے رہا کرتے ہیں تاکہ شیاطین انکے پاس خوشی خوشی آویں اب رہے شاعر ان کا یہ حال ہے والشعراء الخ کہ انکے پیچھے تو بدراہوں کی جماعت ہوا کرتی ہے یہ کوئی مضمون نظم کرتے
وہ سکو نقل کرتے پھرتے ہیں مگر اس سے مراد وہ شاعر ہیں کہ جو آنحضرت کی ہجو کیا کرتے تھے جیساکہ ہبیرہ بن وہب و امیہ بن ابی الصلت اور لوگوں کو جمع کرکے سناتے تھے اور وہ لوگوں سے بیان کرتے
پھرتے تھے الم تر الخ یہ انکی بڑی ہی کی دلیل ہے کہ ہر میدان سخن میں ٹکراتے پھرتے ہیں کیا کیا جھوٹی اور مبالغہ آمیز بندشیں باندھتے ہیں وانھم یقولون مونہہ سے کہتے ہیں کرتے نہیں ہجر و وصال معشوق
سب فرضی جھگڑے ہوتے ہیں مطلب کہ مضامین شاعرانہ اور مضامین قرآن میں زمین و آسمان کا فرق ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر جوان میں نیک ایماندار ہیں وذکروا اللہ کثیرا۔ اور اللہ کو اپنے
اشعار میں غار جا بہت یاد کرتے ہیں وانتصروا من بعد ما ظلموا اور جو کسی کی ہجو بھی کرتے ہیں تو اُنپر ظلم ہوچکنے کے بعد کرتے ہیں جیسے حسان بن ثابت کیطرف اشارہ ہے کہ کفار کی ہجو جب کی کہ وہ پہلے آنحضرت
اور مومنین کی ہجو کرچکے تھے مگر یہ بھی سچی ہجو خلاصہ یہ کہ جو شعر برا ہے وہ برا ہے اور جو اچھا مضمون ہے خدا و رسول کی مدح میں یا قوم و ملک کی اصلاح میں تو اچھا ہے وسیعلم الخ ظالموں کو ابھی معلوم ہو جائیگا کہ وہ مرکر کہاں جاتے

سورۂ نمل مکیّۃ ہی اسکے ترانوے آیات اور سات رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی　جو ایمانداروں کے لئے ہدایت اور بشارت بھی ہے　اُن کیلئے جو نماز ادا کرتے　اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

زکوٰۃ دیا کرتے　اور وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہیں　البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُنکے اعمال اُنکے لئے بھلے کر دکھائے ہیں سو وہ سرگرداں پھر رہے ہیں یہی ہیں کہ

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

جن کو بڑا عذاب ہونا ہے اور وہ آخرت میں　بڑے ہی خسارہ میں ہونگے　اور البتہ تم کو تو قرآن　خدائے دانا اور حکیم کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

وکتاب معطوف ہے قرآن مجرور پر مضاف الیہ ہے ہدیً و بشریٰ دونوں محل حال میں ہیں (**ترکیب**) آیات یا کتاب سے اور مبتدا محذوف کی خبر بھی ہو سکتے ہیں الذین یقیمون صفت ہے المؤمنین کی وہم بالآخرۃ الخ تتمہ صلہ کا ہے وحال یا عطف ہا سکے لئے اور عطف کی صورت میں جملہ فعلیہ (**تفسیر**) سے اسمیہ کی طرف تعبیر کرنا اُن کے ثبات اور ایمان پر مستمر اثبات کرنیکے لئے ہے یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بھی توحید اور اثبات نبوت کے مباحث اور چند انبیاء علیہم السلام کے تذکرے ہیں اور اُنپر جو کچھ انعامات ہوئے ہیں وہ بھی بیان ہوئے ہیں جو اُنکی خدا پرستی کا نتیجہ تھا فرماتا ہے طٰس ان دو حرفوں سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے جسکو وہی خوب جانتا ہے تلک یہ یعنی آئینیں جو اس سورہ میں ہیں قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں کسی شاعر کا کلام نہیں کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے مگر کتاب مبین کہنے سے یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بات بعید از عقل نہیں سب باتیں اسکی صاف اور ظاہر ہیں جنکو ہر ایک صاحب عقل سلیم تسلیم کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں کر سکتا مگر وہی کہ جسکے دل کی آنکھیں روشن ہیں ورنہ ہیئے کے اندھوں اور جہنم کے کور باطنوں کج طبعوں کو اس میں ہزار ہا قیل و قال ہیں اسلئے فرمایا ہے ہدی و بشری للمؤمنین کہ یہ قرآن ہدایت ہے سب کے لئے مگر نفع اس سے وہی اُٹھاتے ہیں جنہیں راستی کا مادہ رکھا ہوا ہے اسلئے بشری کو مؤمنین کیساتھ مخصوص کیا پھر آگے یہ بھی کھولدیا کہ زبان سے مؤمن کہنا کافی نہیں جبتک کہ اُس میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں (۱) الذین یقیمون الصلوٰۃ کہ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی اہتمام سے اور اُسکی ساری شرطوں اور قاعدوں سے نماز ادا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ جو نماز نہ ادا کرے وہ پورا اور کامل مؤمن نہیں۔ حیف ہے اُن لوگوں پر جو خدا پرستی اور دین کی حمایت کا تو دعوی کرتے ہیں مگر نماز سے بیفکر ہیں (۲) ویؤتون الزکوٰۃ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ شرع میں مال میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام دینا اور اسکے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات کو بھی زکوٰۃ کہتے ہیں مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کو شامل کرلیا۔ مگر سب کے ساتھ ایک بڑی قید بھی ہے وہ کیا؟ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون کہ وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہوں اس میں ایمان یعنی جملہ اعتقادیات کی طرف ایک اہم جزء کے ذکر کرنے سے اشارہ کردیا کیونکہ مکہ کے لوگ برائے نام خدا تعالیٰ کے اور کچھ کچھ صفات باری تعالیٰ کے معتقد تھے مگر آخرت کے بالکل منکر تھے اور نہ صرف وہ بلکہ اُس عہد میں باستثنا بعض سب مذاہب آخرت کے منکر تھے اسلئے اسکی تصریح کی تاکہ قوت عملیہ و نظریہ کی تکمیل ہو جائے اور اسکے بعد ان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ الخ میں آخرت کے منکروں کا نتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون کہ انکو بہت ہی بُرا عذاب ہے اور آخرت میں وہی زیادہ نقصان اُٹھائینگے کیونکہ یہ جب اسکے منکر ہیں تو اُسدن کے لئے کوئی توشہ کیوں جمع کرنے لگے؟ یہی خسارہ ہے اور آخرت کے انکار کیوجہ بھی بیان کردی کہ زینا لہم اعمالہم فہم یعمہون کہ وہ کام جو لذات و شہوات و فراہمی مال و زر اور دنیا کے استحکام کیلئے کرتے ہیں وہ انکو بھلے معلوم ہوتے ہیں قضاء و قدر نے انکی نظروں میں زیبا کر دیئے ہیں اس میں حیران و سرگردان ہیں آخرت اور مرنے کا تصور بھی بُرا جانتے ہیں جو دنیا میں اس طرح غرق ہے گویا آخرت کا منکر ہے۔ یہاں تک قرآن کا مبین ہونا ثابت کرکے یعنی دعوی کی دلیل پیش فرما کر پھر اس دعوی کو بطور نتیجہ کے پیش کیا جاتا ہے وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم یعنی اے نبی تم قرآن کو حکیم و علیم کیطرف سے پا رہے ہو وہی حکیم و علیم جسکی کوئی بات حکمت و علم سے خالی نہیں قرآن وحی وقتاً فوقتاً تمپر نازل کر رہا ہے اسلئے اس جملہ کو اِنّ اور لام تاکید سے صادر کیا اور نیز یہ جملہ اگلے بیان کیلئے تمہید بھی ہے اسکی حکمت کا ثبوت احکام سے جن میں تکمیل قوت نظریہ و عملیہ (جسکو ہندی میں گیان و کرم کہتے ہیں جس پر نجات و مکتی کا مدار ہے جس میں کوئی بات نہیں چھوڑی بخوبی ثابت ہے اور علم کا ثبوت انبیاء علیہم السلام کے گذشتہ واقعات سے جو ابھی بیان ہوتے ہیں اچھی طرح ہو جائیگا کس خوبی کیساتھ توحید کے مسئلہ کو نبوت کے مسئلہ سے اور نبوت کے مسئلہ کو معاد کے مسئلہ سے اور پھر ان سب سے احکام کی پابندی

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ

یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے ابھی میں تمہارے پاس وہاں کی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو پھر جب موسیٰ اسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ برکت دیا گیا ہے

مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

وہ جو آگ میں ہے اور جو اسکے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے اے موسیٰ میں جو ہوں تو اللہ زبردست حکمت والا ہوں اور اپنی لاٹھی ڈالدے پھر جب اسکو دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح ہل رہی ہے

وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا) اے موسیٰ ڈرو مت کیونکہ میں جو ہوں تو میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے لیکن جسنے ظلم کیا ہو پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا ہو تو میں غفور رحیم ہوں

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (پھر نکالو تو) وہ سفید نکلے گا بے عیب یہ ایک نشانی ہے منجملہ اور نشانیوں کے جو فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں کیونکہ وہ ایک بدکار قوم ہے ع

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

پھر جب اسکے پاس ہماری نشانیاں آئیں جو آنکھیں کھولنے والی تھیں تو کہنے لگے کہ یہ تو صاف جادو ہے اور ان نشانیوں کا ظلم و تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ دل میں مان چکے تھے پھر دیکھو کیا برا انجام ہوا مفسدوں کا

ع ۱ / ۱۶

نیک روی کو نایاب کیا ہے اور خلاف ورزی اور شہوات اور لذات کی پیروی کے فصص انبیاء سے کیا کیسے نتائج دکھائے ہیں یہ ہے وہ قرآن کا اعجاز جس کا معارضہ ناممکن ہے صرف مقفٰے و مسجع عبارت۔ اب قصص انبیاء علیہم السلام شروع ہوتے ہیں فقال

(ترکیب)

اذ کا عامل اذکر محذوف اور علیم سے بھی متعلق ہو سکتا ہے نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ یا تو ضمیر ہے جو موسیٰ کیطرف راجع ہے یا ان بورک علی الاول ان بمعنی ای تفسیر کیلئے من مرفوع ہے بورک سے انہ ضمیر شان انا مبتدا اللہ خبر تہتز حال ہے راہا مفعول سے کانہا حال ہے ضمیر تہتز سے الا من ظلم استثنا منقطع موضع نصب میں اور ممکن ہے کہ محل رفع میں ہو فاعل سے بدل ہو کر بیضاء من غیر سوء فی تسع تینوں حال ہیں الی محذوف سے متعلق تقدیرہ مرسلا الی فرعون مبصرۃ حال ہے مبصرۃ بھی پڑھا ہے تب مفعول لہ ہے ظلما و علوا حال ہیں ضمیر جحدوا سے مفعول لہ بھی ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر)

اذ قال موسیٰ الخ یہ حضرت موسیٰ کا وہاں سے قصہ ہے کہ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر میں سے دس برس کے بعد اپنی بیوی کو لیکر مصر میں جا رہے ہیں سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور سے آگ کی چمک نظر آئی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں جا کر تمہارے تاپنے کیلیے آگ لاتا ہوں ورنہ وہاں جو کوئی ہوگا اس سے رستہ کی خبر پوچھونگا کیونکہ رستہ بھی بھول گئے تھے پھر جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے یعنی منور ہے وہ تجلی حق کی روشنی تھی جسکو حکیمانہ خیال کے لوگ گیاس کہتے ہیں کہ وہ ایک مادہ ہے جو رات کو چمکتا ہوا نظر آیا کرتا ہے وہ گھاس میں بھی ہوتا ہے جانوروں میں بھی ہوتا ہے کرم شب تاب جسکو جگنو یا ہٹ بیجنا کہتے ہیں اسی مادہ سے چمکتا ہے سمندر میں بھی رات کو آگ کی چنگاریاں نظر آیا کرتی ہیں یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی مادہ مان لیا جایا کرے بغیر اسکے تجلی حق کی روشنی کیا محال بات ہے؟ الغرض اسکو دیکھکر حیرت میں رہ گئے تب وہاں سے آواز آئی کہ حیرت نکر کہ اس آگ میں جو ہیں یعنی فرشتے اور جو اسکے اردگرد ہیں (وہ بھی فرشتے) بابرکت ہیں اسی برکت الٰہی کا یہ نور ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا سبحان اللہ رب العلمین کہ اللہ جو رب العلمین ہے جسکے تربیت یافتوں میں سے یہ نورانی ملائکہ بھی ہیں وہ آگ میں نظر آنیسے پاک ہے یعنی اس آگ یا روشنی کو اور اسکے آس پاس والوں کو اللہ نہ سمجھ لینا بلکہ یہ مقام اللہ کی تجلی گاہ ہے اور یہ ملائک اسکے جلوہ میں ہیں خدا نہیں یا موسیٰ انہ انا اللہ الخ خدا جو ہوں تو میں زبردست حکمت والا ہوں پھر موسیٰ سے خدا تعالیٰ کا کلام شروع ہوا یہ آواز کچھ معمولی آواز نہ تھی جسکے لیے حروف اور جہت تجویز کرنی پڑے بلکہ ایک روحانی ندا تھی جسکی حقیقت ہم نہیں جان سکتے اور وہی اسکی ذات پاک سے لائق ہے واللہ اعلم پھر خدا نے فرمایا اپنا عصا زمین پر ڈالدو موسیٰ نے ڈالدیا تو وہ سانپ بنکر لہرانے لگا موسیٰ ڈر کر بھاگے فرمایا ڈرو مت میرے حضور میں انبیاء ڈرا نہیں کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں انکے ہاتھ سے قبطی کے مارے جانیسے گناہ کا کھٹکا بھی تھا اسکی صفائی کیلئے یہ بھی اطمینان دلایا کہ الا من ظلم الخ لیکن جو کوئی گناہ کے بعد نیکو کاری کرتا ہے میں اسکے لیے غفور رحیم بھی ہوں یہ ایک معجزہ دیا دوسرے کے لیے فرمایا وادخل یدک کہ اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو وہ بغیر اسکے کہ اس میں کوئی برص کی سفیدی پیدا ہو چمکتا ہوا نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ منجملہ نو نشانیوں یعنی معجزات کے یہ دو نشانیاں ہیں انکو لیکر فرعون اور اسکی قوم کی طرف جاؤ وہ بدکردار لوگ ہیں حسب الحکم

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا

اور البتہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا تھا اور ان دونوں نے کہا سب تعریف ہے اُس اللہ کو جس نے ہمکو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت دی ہے اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور کہا

النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ

لوگو ہمکو پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمکو ہر ایک نعمت دی گئی بیشک یہ اُس کا صریح فضل ہے اور سلیمان کے لیئے اُس کا لشکر جمع کیا گیا جن اور آدمیوں اور پرندوں کا

الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

پھر وہ صف بستہ کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کے جنگل پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہ تمکو سلیمان اور اُس کا لشکر نہ پیس ڈالے اور اُنکو خبر بھی نہ ہو

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ

پھر سلیمان اُسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر کروں کہ جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور ایسا اچھا کام کروں کہ تو اسکو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھکو اپنے نیک بندوں میں داخل کر

حضرت موسیٰ اُنکے پاس گئے معجزات دکھائے وہ دل میں تو قائل ہو گئے مگر اپنی سرکشی اور غرور سے انکار کیا پھر دیکھو انکا کیا انجام ہوا غرق ہوئے قصہ کو یہاں مختصر کر دیا یہاں اسیقدر کافی تھا۔

ضاحکا حال موکدۃ وقیل مقدرہ لان التبسم مبادی الضحک وقیل ضحکا علی انہ (**ترکیب**) مصدر والعامل فیہ تبسم لانہ بمعنی ضحک حشر کا مفعول مالم یسم فاعلہ جنودہ۔

یہ دوسرا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے جو اس تفصیل (**تفسیر**) سے یہود و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکیم و علیم نے حضرت کو بتلایا ہے فرماتا ہے ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا انکا علم اور دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسکے شکریہ میں وہ الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے تھے یہ مجمل تھا پھر اس علم کی آگے تفصیل فرماتا ہے بقولہ وورث سلیمان داؤد اس وراثت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہتا ہے یہ چیزیں ورثہ میں نہیں آتیں مبدء غیب سے عطا ہوا کرتی ہیں پھر سلیمان کے وارث ہونیکے یہ معنی کہ جو کمالات اُنکے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اس فرزند رشید کو بھی یعنی سلیمان کے کمالات نئے نہیں کہ انھیں کو عطا ہوئے ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہل کمال کی نسبت اُنکے کمالات کا اپنے بزرگوں سے ورثہ پانا محاورہ میں آتا ہے اور یہی قول جمہور پسند ہے بعض کہتے ہیں کہ ملک و سلطنت کا ورثہ ہے وفیہ ما فیہ وقال ای سلیمان یہ اس علم اور ورثہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ سلیمانؑ نے کہا کہ ہمکو جانوروں کی بولی بھی خدا تعالیٰ نے سکھائی اور ہمکو ہر ایک نعمت عطا کی ہے پھر ہر ایک نعمت کے مجموعہ میں سے بعض بعض خاص نعمتوں کا خدا تعالیٰ ذکر کرتا ہے (۱) وحشر سلیمان الخ کہ سلیمان کے پاس تین قسم کا لشکر جمع تھا جنوں کا آدمیوں کا پرندوں کا جو تخت سلیمان کے اوپر سایہ کرتے تھے یہ کبوتر وغیرہ ہونگے جو خطوط اور فرامین پہنچانیکا کام دیتے ہونگے جیسا کہ آگے ہدہد کا ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا خط لیکر بلقیس شاہزادی کے پاس گیا تھا (۲) حتی اذا اتوا الخ ایکبار سلیمانؑ کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گزرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بلے تھے اور وہ زمین پر چل رہی تھیں انمیں سے ایک چیونٹی نے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بیخبری میں اُنکے پاؤں کی رَوند میں نہ آجاؤ یہ بات حضرت سلیمانؑ کو معلوم ہو گئی کیونکہ خدا نے انکو بہت سے علوم عطا کیے تھے اسپر آپ ہنسے اسلیے کہ چیونٹی سلیمان کو بیخبری کا الزام لگاتی ہے دوم اسلیے کہ اسکو یہ معلوم نہیں کہ حضرت کو کیا کیا علم دیئے گئے ہیں سوم خدا تعالیٰ کی عنایات اور رحمت پر خیال کر کے کہ اُسنے مجھے ایسا بلند مرتبہ کیا اسلیئے اسکے بعد سلیمانؑ نے خدا سے دعا کی کہ مجھے شکر گزاری کی توفیق دے اور اس جاہ و حشم پر مغرور و متکبر نکرنا بلکہ اس بلند اقبالی پر اچھے کام کیا کروں اور جماعت صالحین سے باہر نہوں۔ یہ قصہ گو بائبل میں نہیں مگر اسکی تصدیق کرنیوالی باتیں اول کتاب السلاطین کی چوتھے باب میں بہت کچھ ہیں جنمیں سے بعض جملے یہ ہیں ۲۹۔ اور خدا نے سلیمان کو دانش اور خرد نہایت دی تھی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی ایسی جیسے سمندر کے کنارے کی ریت اور سلیمان کی دانش اہل مشرق اور اہل مصر کی دانش سے کہیں زیادہ تھی الخ اور اُسنے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے لیکر جو لبنان میں تھا اُس زوفہ تک جو دیواروں پر اُگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنیوالوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔ منطق الطیر بیضاوی کہتے ہیں نطق کے معنی عرف میں ان الفاظ کا استعمال کرنا جو کسی بات کو ظاہر کر دیں خواہ وہ مفرد ہوں خواہ مرکب اور نطق کا مجازاً اطلاق کبھی اُس حالت پر بھی ہوتا ہے کہ جس سے کوئی بات ظاہر کیجاوے حیوانات کا نطق اسی طرح کا ہے کہ انکی آوازیں اُنکے تخیلات کے تابع ہیں جو بمنزلہ عبارات کے ہوتی ہیں اور شاید سلیمان علیہ السلام قوت قدسیہ سے ہر حیوان کا وہ خیال دریافت کر لیتے تھے کہ جس خیال سے اُسنے وہ آواز نکالی ہے انتہی ملخصًا اب حکیمانہ خیال کو بھی کوئی توجیہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات اُنکے نزدیک ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت کو چیونٹی کا خیال معلوم ہو گیا ہوگا جو وہ اپنی جماعت کے آگے ظاہر کر رہی تھی۔ خدا نے حیوانات کو بھی علم اور ادراک دیا ہے اُنکے باہم ہمکلامی اور اطلاع دینے کے ذریعے پیدا کیئے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم نہیں جانتے اس تقدیر پر کیا ضرورت ہے کہ نملہ کسی قبیلہ کا نام رکھا جائے اور جن سے قوم عمالیق مراد لی جائے۔ ایسی توجیہیں دُور از کار ہیں۔ واللہ اعلم۔

سلیمانؑ کا قصہ

نطق الطیر کے معنی

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ

اور سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کہ کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں کیا وہ غائب ہو گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں اُسکو سخت سزا دونگا یا اُسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ میرے پاس کوئی صاف حجہ

مُّبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن

بیان کرے پھر اُس نے تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ میں آپ کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سبا سے آپکے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں (یعنی) ایک عورت کو دیکھا کہ اُن پر حکمرانی کر رہی ہے اور اُس کو

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

ہر چیز حاصل ہے اور اُس کے پاس ایک بڑا تخت ہے میں نے اُسکو اور اُسکی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور شیطان نے اُن کے اعمال کو اُنکے لئے آراستہ کر دکھایا ہے اُنکو راہ راست سے روک دیا ہے

فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

پھر اُنکو بھی نہیں سوجھتا کہ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں کہ جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو آشکارا کرتا ہے اور جو کچھ تم مخفی رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سبکو جانتا ہے اللہ کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں مالک ہے

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝

بڑے تخت کا — سلیمان نے کہا ہم دیکھینگے کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹا ہے — میرے اس خط کو لیجا کر اُن پر ڈالدے پھر تو لوٹ آ — پھر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝

بلقیس نے کہا کہ اے دربار والو میری طرف ایک فرمان محترم ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ

(۴۵) وتفقد الطیر کہ پرندوں کی حاضری لی تو اُن میں ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ اُسکو سزا دونگا ورنہ کوئی عذر معقول بیان کرے تھوڑی دیر کے بعد ہدہد بھی حاضر ہوا اور اُسنے سبا کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ اُسکے پاس سب زر و سامان سلطنت حاصل ہیں اور ایک بڑا عمدہ تخت بھی ہے کہ جسپر وہ جلوس کرتی ہے مگر انہمہ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں (وہ لوگ آفتاب پرست تھے یا تو صابی ہونگے یا کوئی اور مذہب مروج ہوگا جو شیطانی مذہب تھا) اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے آسمانوں کی چھپی ہوئی ستارے آفتاب و مہتاب چھپ جاتے ہیں پھر اُنکو اللہ ہی ظاہر کرتا ہے پھر اُنکو کیا سجدہ کرنا چاہیئے اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں و اناج وغیرہ اس میں ہدہد نے اپنی خورش بھی ظاہر کر دی اور وہ اللہ جو دلکی مخفی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے وہ اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے یعنی اُسکے تخت کے آگے انکے تخت کی کیا حقیقت ہے؟ یہاں تک ہدہد کی گفتگو تھی جو تمام ہوئی اب سلیمان علیہ السلام اسکے جواب میں فرماتے ہیں سننظر اصدقت الخ کہ ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے کہ سچا ہے؟ جا تو میرا یہ نامہ لیجا اور جا کر اُوپر سے ڈالدینا پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے نامہ لکھا جس کا یہ عنوان تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین۔ اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ تم میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر نہ کرو اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ سلیمان نے بعینہ یہی لکھا ہو بلکہ ممکن ہے کچھ اور ہو جس کا خلاصہ خدا تعالیٰ نے یہ بیان کر دیا۔ لیکن سر نامہ پر بسم اللہ لکھی تھی یہ نامہ عبرانی زبان میں تھا۔ ہدہد نامہ لیکر گیا اور اُوپر جا کر ڈالدیا یعنی بلقیس کے تخت پر اُسنے پڑھا اور اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ سلیمان کے پاس جاؤں یا نہ جاؤں۔

سبا یشجب کا بیٹا اور وہ یعرب کا اور وہ قحطان کا جو تمام قبائل یمن کا باپ تھا پھر سبا کی بہت سی اولاد بھی پھر اسی کے نام سے یمن میں ایک شہر تھا سبا جو صنعاء سے تین دن کے فاصلہ پر ہے سبا سے مراد گر قبیلہ ہے تو مضاف محذوف ہے ورنہ منصرف (ک) بلقیس الہدہاد کی بیٹی وہ شرحبیل کا بیٹا وہ ذوی الاذعار کا وہ افریقیس کا وہ ذوی المنار کا جسکو ابرہہ بھی کہتے ہیں وہ تبع کا جسکو ذوالقرنین کہتے تھے وہ حارث الرائیس کا جسکو تبع اول کہتے ہیں۔ کئی پشت آگے جا کر اس کا نسب نامہ حمیر سے ملتا ہے جو سبا مذکور کا بیٹا تھا۔ اسی سبا نے مارب کی زمین پر ایک بند باندھوا کر تالاب کے طور پر پانی جمع کیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہروں کے ذریعہ سے ملک میں سرسبزی تھی۔ آخر لوگوں کی ناشکری سے وہ بند ٹوٹا اور ملک برباد ہوا جیسا کہ سورۂ سبا میں مذکور ہے سد آوس عاد بن الملطاط بن سبا بھی سبا کی نسل میں سے تھا بلقیس ان ہی کے تحت پر بیٹھی تھی اس قوم کی بڑی شان و شوکت کی سلطنت ہو چکی ہے۔ ان کے آثار آج تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ از تاریخ ابوالفداء ناقلاً عن ابی سعید المغربی ۱۲ منہ

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ

وہ عورت یعنی بلقیس کہنے لگی کہ اے سردارو میرے معاملہ میں رائے دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی انھوں نے کہا ہم لوگ زور آور اور بڑے سخت لڑنے والے ہیں اور سرکار کو اختیار ہے

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝

جو کچھ حکم دیں اسکو دیکھ لیجئے بلقیس نے کہا جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ

اور میں انکے پاس کوئی تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لیکر آتے ہیں۔ پس جب وہ گروہ سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کہ کیا تم میری مدد مال سے کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ مجھکو اللہ نے دے رکھا ہے

اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ يٰٓاَيُّهَا

وہ بہتر ہے (اس سے جو تم کو دیا گیا ہے) بلکہ تم ہی کچھ اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو گے انکے پاس واپس جاؤ ہم ان پر ایک ایسا لشکر بھیجتے ہیں کہ جس کا مقابلہ نہو سکے گا اور انکو ہم وہاں سے ذلیل کر کے نکال دینگے اور وہ ذلیل لوگ ہیں سلیمان نے کہا

الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

اے سردارو تم میں ایسا کوئی ہے کہ اس کے حاضر ہونے سے پہلے میرے پاس ملکہ کا تخت لا حاضر کرے۔ ایک زور آور جن بول اٹھا کہ آپکے دربار سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اسکو لا حاضر کرتا ہوں اور میں اسپر قوی ہوں

اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ

امانت دار ہوں اس شخص نے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا عرض کیا کہ میں اسکو حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لا حاضر کرتا ہوں پھر جب اس تخت کو سلیمان نے اپنے پاس دھرا پایا تو کہنے لگے کہ میرے رب کی عنایت سے ہے

لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پروا عزت والا ہے

انھوں نے کہا ہم بڑے قوی اور بڑے لڑنیوالے لوگ ہیں سلیمان سے کچھ خوف نہیں مگر تاہم جو آپکی رائے ہو وہی ٹھیک بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی سوچی کہ لڑائی کا انجام برا اگر وہ غالب آگیا تو الٹ پلٹ دیگا عزت داروں کو ذلیل کریگا اور بادشاہوں کا یہی دستور ہے صلح کر لینی بہتر ہے۔ اول مرتبہ اسکے پاس جانا تو مصلحت نہیں تحفہ تحائف دیکر ایلچیوں کو بھیجنا چاہیے اس سے سلیمان کی پوری کیفیت معلوم ہو جاویگی یہ بات سبکو پسند آئی بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دیکر ایلچیوں کو بھیجا تاکہ سلیمان اس مال کو دیکھکر نرم ہو جاویں مگر سلیمان علیہ السلام کا مقصد اس بت پرست بادشاہزادی کو اسلام میں لانا اور برائی سے بچانا تھا اسلیئے ان تحفوں کو کچھ بھی خاطر میں نہ لاکر یہ فرمایا کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے ایسے ہدیوں سے تمہیں خوش ہو۔ جاؤ جاکر کہدو کہ حاضر ہوں ورنہ میں ایسا بھاری لشکر بھیجتا ہوں کہ جس کا کوئی مقابلہ نکر سکیگا اور میں انکو وہاں سے ذلیل و خوار کرکے نکالدونگا۔ ایلچی تو ادھر روانہ ہوئے ادھر حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کوئی ہے کہ اسکے آنے سے پیشتر میرے پاس اس کا تخت اٹھا لاوے؟ ایک بڑے قوی جن نے کہا میں اسکو حضور کے پاس آپکے دربار کے رخصت ہونیسے پہلے لے آتا ہوں میں قوی بھی ہوں امانتدار بھی ہوں اسمیں کچھ خیانت نکرونگا مگر اس شخص نے کہ جسکو کتاب الٰہی کا علم تھا اسم اعظم جانتا تھا یہ کہا کہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں چنانچہ لے کے لاکر سلیمان کے سامنے اسکو کھڑا کر دیا سلیمان نے اسپر خدا کی عنایت کا بڑا شکریہ ادا کیا و من شکر فانما الخ بھی کہدیا کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اپنے لیئے یعنی اللہ کو اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بندے کو کہ وہ اور بھی نعمتیں اسکو عطا کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ کو کچھ بھی پروا نہیں (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو دولت و حکومت کا کچھ بھی نشا نہیں چڑھتا) قال نکروا لها الخ یہاں سے پھر اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسکے تخت میں کچھ ایسا تغیر و تبدل کر دو کہ اسکی پہلی صورت بدل جاوے تاکہ میں جب بلقیس آوے اسکی عقل کا امتحان کروں کہ

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ○ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ

سلیمان نے حکم دیا کہ اس کے تخت کو متغیر کر دو اُس کے امتحان کے لیئے تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ ملکہ نے کہا گویا کہ

هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ○ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ

وہی ہے اور ہم کو تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ برگزیدہ ہی ہیں اور ہم تو مان چکے ہیں اور خدا کے سوا جو وہ غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اسی نے اُسکو باز رکھا تھا کیونکہ وہ کافروں میں کی تھی ملکہ سے کہا گیا کہ محل میں چلیے

فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

پھر جب اُس نے اُسکے صحن بلوری کو دیکھا تو اُسکو پانی سمجھی اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا دیا سلیمان نے کہا کہ یہ تو ایک حوض ہے شیشوں سے پٹا ہوا وہ بولی کہ اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی حکمبردار

ترکیب

ننظر بالجزم علی الجواب و بالرفع علی الاستیناف وصدہا۔ الفاعل اما الضمیر الراجع الی اللہ تعالیٰ او الی سلیمان ای وصدہا عما کانت الخ عبادتہا الشمس عن التقدم الی الاسلام انہا بالکسر علی الاستیناف و بالفتح علی البدل من ما یکون ما علی ہذا

(تفسیر)

مصدریۃ الصرح القصر وقیل عرصۃ الدار

کہ دنیاوی چیزوں کی پہچان میں جب یہ حال ہے تو خدا کی ذات و صفات کے پہچاننے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی؟ چنانچہ وہ آئی اور اُس سے پوچھا گیا کہ کیا آپکا ایسا ہی تخت ہے؟ اُسکو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا تخت ہے۔ اُسکو اسکے مشابہ بتلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اسپر اُس نے بطور معذرت کے کہا واوتینا العلم الخ کہ حضور ہمکو کیا آزماتے ہیں ہم کو تو اس حالت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے طاقتور ہیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں وکنا مسلمین اور ہم یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی آپکے فرمانبردار ہو چکے ہیں جب ہی حاضر ہوئے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمانؑ کا کلام ہے کہ ہمکو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکے گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور بلقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے روک رکھا تھا اور یہ اسلیئے کہ وہ بھی کافر قوم میں کی تھی وصدھا الخ کے یہ معنی ہیں۔ یا یہ کہ سلیمان نے اُسکو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قیل لہا ادخلی الصرح الخ صرح قصر کو بھی کہتے ہیں یعنی محل اور اُسکے صحن کو بھی کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا محل بنایا تھا کہ جس کا صحن پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اُسکو اُوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اُسکے اُوپر سے آتے جاتے تھے جب بلقیس کو دربار میں بلایا تو اُس محل کے صدر میں تخت بچھوا کر اُسپر بیٹھے اور بلقیس کو آنیکا حکم دیا جس کا راستہ اُسی حوض پر سے تھا شیشہ و بلور میں پانی لہراتا اور مچھلیوں کا پھرنا دیکھکر یہ سمجھی کہ حوض ہے اسلیئے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا وہ سمجھ گئی تھی کہ گھٹنے سے کم ہی کم پانی ہے کپڑا اُٹھاتا تھا کہ سلیمان نے فرمایا انہ صرح ممرد من قواریر یہ حوض پانی کا شیشوں سے پٹا ہوا ہے کپڑا اُٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ عورت تھی اور اُسپر بادشاہ ملک کے عین دربار میں اُسکی بیعقلی اور گنوار پن ثابت ہو جانیسے اُسکو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان علیہ السلام کے روبرو صاف کہدیا رب انی ظلمت نفسی الخ کہ اے رب اسوقت تک میں بڑی خطاوار تھی اب سلیمان کیساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ سلیمان کے ساتھ سے یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اسیطرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچاننے میں پہلے سے قاصر تھی ؟

قصہ تمام ہوا اب قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ اُسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی یا پھر یمن میں چلی گئی۔ نہ یہ کہ اُس وقت تک اُسکی شادی ہو چکی تھی کہ نہیں اور پھر شادی یمن میں کسکے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تواریخ سے ہوگا ہم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ بلقیس پر سلیمان غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی اس لیئے مشہور تھا کہ اُسکی پنڈلیوں پر بال ہیں اِس بات کے دریافت کرنیکو سلیمانؑ نے

وقال ابن قتیبۃ الصرح بلاط اتخذ لہا من قواریر و جعل تحتہ ماء و سمکا واصلہ من التصریح و ہو الکشف ۔ ای معظم الماء ۔ ممرد ای مستقف مسطح المرد المحکوک الملس و منہ الامرد و ملاسۃ و جہہ و انتمرد المرد ای الی لا ورق لہا ۱۲ مدہ ۔ کیونکہ تخت منگایا اسی لیئے کہ تم مطلع ہو کر آ رہے ہیں ۱۲ مدہ

یہ تدبیر کی تھی۔ یہ سب افسانے ہیں جو اپنے خیالات کے مطابق لوگوں نے قرآن واحادیث میں شامل کر دیئے ہیں۔ واللہ اعلم

فوائد (۱) قرآن مجید سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ہدہد سے حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کی مفصل کیفیت بیان کی اور حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو نامہ دیکر بھیجا جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ بلقیس مطیع ہو کر یہاں آوے بلقیس کے آنے سے پیشتر سلیمانؑ نے اس کا تخت منگا لیا جسکے لانیکی بابت عفریت جن نے یہ کہا تھا کہ آپکے اٹھنے سے پیشتر اسکو لا سکتا ہوں مگر ایک شخص نے جسکو کتاب کا علم تھا (نہ اسکا قرآن میں نام بتلایا ہے نہ یہ کہ کونسی کتاب کا اسکو علم تھا نہ یہ کہ کتاب کے علم سے کیا مراد ہے؟ ہاں مفسروں نے اُس کا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور اسکو سلیمانؑ کا وزیر کہا ہے اور علم کتاب سے مراد اسم اعظم کا علم بتلایا ہے) اسکو لا موجود کیا بلقیس آئی اور اسلام لائی (۲) ان باتوں پر عقلی قاعدہ سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا مگر تاہم مخالفوں نے دو قسم کے اعتراضات کئے ہیں اول اہل کتاب نے کہ یہ قصہ ہماری کتابوں میں نہیں اسلیئے غلط ہے۔

اسکا جواب ہم بارہا دے چکے ہیں کہ بہت سی کتابوں کے بائبل میں حوالے ہیں اور اب وہ کتابیں مفقود ہیں تو پھر اہل کتاب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اُن میں نہوگا ملاحظہ ہو اول سلاطین کا باب ۱۱ پھر سلیمان کے جملہ حالات کا حصر صرف کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل پر کیونکر سمجھ لیا ہے؟ دوسرا اعتراض فلسفیانہ خیالات کا ہے (۱) یہ کہ اگر ہدہد جانور ہے تو اول اُسکی رفتار میں ایسی سرعت کہاں کہ تھوڑی سی دیر میں شام کے ملک سے اڑ کر یمن میں پہنچ جائے اور وہاں سے لوٹکر آ جائے دوم اُس جانور کو خدا پرستی اور آفتاب پرستی میں کیا فرق اور پھر اُسنے اسقدر لمبی چوڑی گفتگو سلیمانؑ سے کیونکر کی؟ یہ باتیں بعید از قیاس ہیں (۳) سلیمانؑ شام کے بادشاہ تھے کیا اُنکو بلقیس کا حال معلوم نہوا ہوگا جو وہ بھی ایک بڑی سلطنت کی مالک تھی باوجودیکہ تم کہتے ہو جن شیاطین اُنکے تابع تھے پھر صرف ہدہد نے خبر دی؟ (۴) سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سلیمانؑ کے پاس کیونکر آ گیا اور علم بالکتاب سے یہ قدرت کب حاصل ہو سکتی ہے کیا اب ایسے لوگ نہیں کہ ایک کتاب تو کیا سینکڑوں کتابوں کو دھوئے بیٹھے ہیں وہ تو دو کوس سے بھی اتنی جلدی تخت تو کیا کوئی تختہ بھی نہیں لا سکتے۔ یہ باتیں پرانے افسانے ہیں۔

اسکے **جواب** معتزلہ اور اُنکے پیروان و مریدان نے بذریعہ تاویل کے یوں دیئے ہیں کہ الطیر جمع طائر پرند کو بھی کہتے ہیں اور تیز گھوڑے کے سوار کو بھی جیسا کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے کہ جو گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ میں تھامے ہوئے تیار رہو تو بطیر جہاں کھٹکا پائے اُڑ جائے الغرض کلام عرب میں طائر تیز گھوڑے کے سوار کو بھی کہتے ہیں تفقد الطیر جمع طائر یعنی سواروں کی فوج کو دیکھا ان میں ہدہد کو نہ پایا جو ان کا سپہ سالار تھا اور ہدہد کا سپہ سالار ہونا کتاب السلاطین سے ثابت ہے وہ نمک حلال سلطنت تھا بغیر اطلاع یمن کیطرف بلقیس کے حالات دریافت کرنے چلا گیا اور سلیمانؑ کو خبر دی فمکث غیر بعید کے یہ معنی نہیں کہ اُسی وقت آ موجود ہوا بلکہ بہت زمانہ نہیں گذرا معمولی زمانہ سفر سے بہت جلد آ گیا لوگوں نے ہدہد کو سچ مچ کا ہدہد جانور سمجھ لیا اور تفصیلی خبر سلیمانؑ کو معلوم نہ تھی اور یہ ممکن ہے کیونکہ اُس عہد میں تار اور ریل نہونیکی وجہ سے غیر مملکتوں کے حال تفصیل سے بمشکل معلوم ہوتے تھے اب رہا تخت کا طرفۃ العین میں حاضر ہونا سو یہ قرآن مجید سے ثابت نہیں جو ثابت ہے سو یہ ہے کہ جب سلیمانؑ نے اسکو اپنے روبرو دیکھا تو شکر کیا کہ ایک بادشاہ کا تخت میرے روبرو خدا کی عنایت سے موجود ہے ہاں ایک عفریت بمعنی قوی جن یعنی عالیقی آدمی نے یہ کہا تھا۔ اور قوی اور سخت آدمیوں کو جن سے تعبیر کیا کرتے ہیں جسطرح نیک کو فرشتہ سے اور خوبصورت کو پری سے اور ایک اہل علم نے بھی کہا تھا کہ میں طرفۃ العین میں حاضر کرتا ہوں۔ اب یا تو وہ اُنکی زیادہ گوئی تھی یا ایک محاورہ کی بات ہے جلدی کام کرنیکو کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ کام طرفۃ العین میں یا پلک جھپکنے میں ہو گیا یا کر دونگا لیکن خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ پلک جھپکنے میں تخت آ گیا یہاں تک کہ اُسکے لانیوالے کا نام بھی نہیں بتلایا بلکہ یہ کہا ہے فلما راہ مستقرا عندہ ممکن ہے کہ یہ اہل علم کسی حکمت عملیہ سے تخت کو لایا ہو اور جلد لایا ہو۔

صحیح جواب یہ ہے کہ جانوروں کا خط لیجانا کچھ مشکل بات نہیں طوطے اور مینا کی گفتگو اور مالک کو باتوں پر مطلع کر دینا بارہا مشاہدہ میں آیا ہے پھر ہدہد نے ایسا کیا ہو تو کیا محال بات ہے؟ اور جب ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جن ایک جداگانہ مخلوق ہے اُسکے افعال و قویٰ انسانی افعال و قویٰ سے کہیں زیادہ قوی ہیں تو پھر اس سے ایسی بات کیا بعید ہے اسیطرح اسمار الٰہی اور روحانیات کی طاقتیں حد سے باہر ہیں جو اس زمانہ میں مفقود ہیں پھر سلیمان علیہ السلام کے پاس اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کیا بعید ہے انسان کی عادت ہے جس بات کو آنکھ سے نہیں دیکھتا اور وہ اُسکے نزدیک محال معلوم ہوتی ہے تو انکار کر دیتا ہے تار برقی اور ریل کے جاری ہونے سے پیشتر جو کوئی ایسے حالات بیان کرتا تو مجنون شمار کیا جاتا تمام عالم خدا کے عجائب اسرار کا مجموعہ ہے سو وقت کے تعلیم یافتوں نے سمجھ لیا کہ ہمنے سب کا احاطہ کر لیا ہے حالانکہ سحر و روحانیات اور اُنکی تاثیرات اور نفوس قدسیہ کی قوتیں جو کرامت یا معجزہ کہلاتی ہیں ابھی تک اُنکے ذہن بلید تک بھی نہیں پہنچیں ان فنون سے نا آشنا محض ہیں اسلیئے انکار کرتے ہیں تمسخر سے پیش آتے ہیں واللہ اعلم

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اور البتہ قوم ثمود کی طرف ہم نے اُنکے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کیا کرو پھر وہ دو فریق ہو کر باہم جھگڑنے لگے — صالح نے کہا کہ اے قوم تم کس لیے نیکی سے پہلے بُرائی کے لیے جلدی کرتے ہو

الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝

تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے کہ تم پر رحم کیا جاوے اُنھوں نے کہا ہم کو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست معلوم ہوئی اُس نے کہا تمھاری نحوست خدا کے پاس ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو جسکو مصیبت ڈالی گئی ہے

وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ

اور شہر میں نو شخص تھے جو زمین پر فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نکرتے تھے اُنھوں نے کہا باہم اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح پر اور اُس کے گھر والوں پر شب خون مارینگے پھر اُس کے وارث سے کہدینگے

لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

کہ ہم اُس کے کنبہ کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور ہم سچے ہیں اور اُنھوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایک داؤ کیا کہ اُنکو خبر بھی نہ ہوئی — پھر دیکھو اُنکے مکر کا کیسا انجام ہوا — ہم نے اُن کو

وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ

اور اُنکی قوم کو غارت کر دیا پھر یہ اُنکے گھر کس حال پڑے ہوئے ہیں اُنکے ظلم سے البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے اُنکے لیے جو جانتے ہیں اور ہم نے اُنکو بچا لیا جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا

قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

جبکہ اُسنے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بے حیائی کرتے ہو اور تم دیکھتے بھی ہو — کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر خواہش کرکے آتے ہو — بلکہ تم جاہل قوم ہو — پھر اُسکی قوم کا اور کوئی جواب

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا

نہ تھا مگر اسکے کہ یہ کہدیا لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکالدو — کیونکہ یہ لوگ پاک رہا چاہتے ہیں پھر ہم نے لوط اور اُسکے گھرانے کو بچا لیا مگر اُسکی بیوی کو — ہم نے اُس کو

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

پیچھے رہ جانے والوں میں سے ٹھہرا چکے تھے اور اُن پر پتھروں کا مینہ برسا دیا پھر کیا ہی بُرا مینہ تھا ڈرائے ہوؤں کا

ع ۱۴ — ۱۹

ولقد ارسلنا الی ثمود اخاہم صالحا یہ **تیسرا قصہ** حضرت صالح علیہ السلام کا ہے اسکی شرح ہو چکی مگر اس جگہ عبارت کا حل کرنا ضروری ہے فاذا ہم الخ جب صالح علیہ السلام نے وعظ و دعوت اسلام شروع کی تو دو فریق ہو گئے ایک اہل توحید کا دوسرا وہی گمراہوں کا اور باہم جھگڑنے لگے لم تستعجلون حضرت صالح نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ مانو گے تو عذاب آلٰہی نازل ہوگا وہ کہنے لگے عذاب کیوں نہیں آتا اسپر صالح نے فرمایا خدا سے بدی کیوں مانگتے ہو بھلائی خیر و برکت مانگو ایمان لاؤ استغفار کرو قالوا اطیرنا حضرت صالح کی دعوت کے بعد اُن پر کچھ خشک سالی نمودار ہوئی تھی اسپر وہ صالح سے کہنے لگے یہ تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست آئی ہے صالح نے فرمایا یہ تمہارے اعمال کی نحوست خدا کے ہاں مقدر تھی اور تمکو اس سے آزمایا جاتا ہے بل انتم قوم تفتنون شہر میں نو شخص بڑے بدمعاش تھے باہم قسم کھائی کہ رات کو گھر میں گھسکر صالح اور اُسکے کنبے کو قتل کر ڈالو اور پھر اُسکے وارثوں سے کہدینا کہ وہاں ہم موجود نہ تھے۔ آخر خدا نے صالح علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور وہ تمام قوم آسمانی بلا سے ہلاک ہوئی اور اُنکے گھر خالی ہو گئے انکا داؤ غلط ہوا خدا کی تدبیر صادق ہوئی اُنکے مکر اور فریب کی پاداش کو مکر و فریب سے تعبیر کرنا ایک محاورہ ہے جیسے بدی را بدی سہل باشد جزا" حالانکہ بدی کی جزا بد نہیں مگر چونکہ دونوں فعل ایک قسم کے ہوتے ہیں اس لیے علی سبیل المشاکلہ اس پر بھی وہی لفظ بولا جاتا ہے جو لوگ ایسے محاورات نہیں سمجھتے وہ قرآن پر الزام لگاتے ہیں کہ اس میں خدائے قدوس کو بُرے صفات سے متصف بنایا ہے ولوطا الخ یہ **چوتھا قصہ** حضرت لوط کا ہے وانتم تبصرون یعنی تم جانتے ہو کہ یہ بے حیائی کا کام ہے پھر اُسکو کیے جاتے ہو آسمانی کا اسکی طرف سے یہی جواب تھا کہ لوط کو اپنے شہر سے نکالدو یہ بڑی پاکیزگی ظاہر کرتے ہیں ائنکم لتاتون استفہام انکاری ہے یعنی تمکو ایسا نکرنا چاہیے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے یعنی لڑکوں سے شہوت رانی کرو۔ قدرنٰہا من الغٰبرین حضرت لوط کو حکم ہوا تھا کہ بڑی رات سے شہر چھوڑ کر چلے جانا جو پیچھے رہیگا ہلاک ہوگا بیوی پیچھے رہ گئی تو وہ ہلاک ہوئی فرماتا ہے کہ ازل میں ٹھہر گیا تھا کہ وہ پیچھے رہے گی

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۗ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ

کہو سب تعریف اللہ کو ہے اور سلام اُسکے برگزیدہ بندوں پر ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا کہ جنکو وہ شریک بناتے ہیں بھلا کس نے بنائے ہیں آسمان و زمین اور کس نے تمہارے لئے

مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۞ اَمَّنْ جَعَلَ

آسمان سے پانی اُتارا ہے؟ پھر ہم نے ہی اُس سے سرسبز و بارونق باغ اُگائے تمہیں کیا مقدور تھا کہ تم اسکے درخت اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں کج رو کر رہے ہیں بھلا کون ہے کہ جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞

زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اُس میں ندیاں بنائیں اور اُس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ بلکہ اکثر وہ بے علم ہیں

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۞ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

بیقرار کی دعا قبول کیا کرتا ہے اور برائی کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بنا رہا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے؟ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو کون ہے جو تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں

وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

رستہ سُجھاتا ہے؟ اور کون ہے جو خوشخبری کی ہوائیں چلایا کرتا ہے اپنی رحمت سے آگے کیا کوئی اور بھی معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ اللہ پاک ہے انکے شریک کرنے سے بھلا کون ہے جو خلقت پیدا کرتا ہے پھر اسکو دوبارہ بنائیگا اور کون تم کو

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ

آسمان اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ کہو اپنی سند لاؤ اگر تم سچے ہو کہو اللہ کے سوا کوئی آسمانوں اور زمین کا رہنے والا غیب کی بات نہیں جانتا

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۞ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۞ ع

اور انکو کیا خبر کہ وہ کب اُٹھائے جاوینگے بلکہ آخرت کے باب میں انکی سمجھ عاجز آگئی بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصہ بیان فرما کر اور انکی مخالفوں کی ہلاکت کا اظہار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ قل الحمد للہ وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ کہدے کہ سب تعریف اللہ کو ہے کہ جسنے اپنے پاک بندوں کو بچا لیا اور سرکشوں کو ہلاک کیا اور ان تمام برگزیدوں پر سلام و صلوٰۃ کہ جنھوں نے خدا کی راہ میں مخالفوں کے کیسے کیسے جور و جفا اٹھائے ہیں یہ کلام گویا قصص سابقہ کا خاتمہ ہے پرکس خوبی کا خاتمہ کہ جس کا بیان نہیں اور نیز یہ کلام آئندہ باتوں کے لئے تمہید بھی ہے کہ اللہ کی تعریف اور برگزیدوں پر سلام کر کے کوئی نصیحت یا عمدہ کام شروع کرنا چاہیے اسکے بعد مشرکین کو اپنے عجائب قدرت ملاحظہ کراتا جاتا ہے اور پوچھتا جاتا ہے کہ بتلاؤ اللہ کے سوا یہ کسکے کام ہیں؟ اول تو مجملاً یہ فرما دیا کہ تمہارے معبود بہتر ہیں یا اللہ پھر اسکے بعد یہ چند دلائل اسکے بہتر اور قادر مطلق وحدہ لاشریک ہونے پر بیان فرماتا ہے (۱) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا پھر اوپر سے پانی برسا کر اُس سے عمدہ عمدہ اور کارآمد باغ اور درخت اُگانا یعنی کسنے تمہارے لئے آسمان و زمین کا گھر بنایا اور اُس میں تمہارے لئے روزی بھی پیدا کی (۲) زمین کو ٹھہرنے کے لئے بنایا اور اُس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں جو انسان کی راحت کے سامان ہیں دو دریاؤں میں پردہ رکھا (۳) بیقراری کے وقت انسان کی فریادرسی وہی کرتا ہے نہ کہ اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے ایک کے بعد دوسرا وارث مالک ہوتا آتا ہے یعنی اُسکا احسان تم پر پشت در پشت ہے (۴) تمکو جنگل و دریا کی اندھیریوں میں رستہ وہی بتاتا ہے جنگل میں رستوں کی اندھیری پھر رات کی پھر ابر کی اسی طرح سمندر کے سفر میں جب رستہ بھول جاتے ہیں وہاں وہی رہنمائی کرتا ہے (۵) بارش کے آنے سے پیشتر خوش آیند ہوائیں وہی چلاتا ہے (۶) وہی ابتدا پیدا کرتا ہے وہی مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کریگا مبدء و معاد کیطرف بھی معاش کے بعد اشارہ کر دیا (۷) آسمان سے پانی کے ذریعہ سے اور زمین سے نباتات کے واسطے سے ہم ہی تمکو روزی دیا کرتے ہیں یہ سب کام اللہ کرتا ہے یا کوئی اور یعنی اور کوئی معبود نہیں تمہارے بتوں کے معبود ہونے پر کیا دلیل ہے؟ آسمانوں و زمین کی مخفی بات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا پھر وہ خدا کے شریک کس بات سے ہو گئے؟ بلکہ انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ مر کر کب زندہ ہونگے بل ادارک علمہم انتہی علمہم یعنی باوجودیکہ مشرکین کو معلوم کرا دیا گیا کہ آخرت برحق ہے مگر پھر اُس سے شک میں ہیں یا یہ معنی کہ ادارک بمعنی انتہی و فنی من قولک ادرکت الثمرة لان تلک غایتہا التی عندہا تعدم دیکھ کر انکا علم آخرت کے باب میں نیست ہو گیا جس لئے وہ شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں ان تین حالوں کے لئے یہ تین ضرب ہیں کہ انکو حشر کا وقت معلوم نہیں بلکہ اسکو جان بھی نہیں سکتے بلکہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں۔ واللہ اعلم

ف دلائل توحید

ربع

سلوک پر ارکی احرارات کے مضمون شرح ہوا ادارک علمہم

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

اور منکروں نے کہا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مرکر مٹی ہوگئے تو کیا ہم پھر زمین سے نکلیں گے اس کا تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداسے بھی وعدہ کیا گیا تھا یہ تو صرف پہلوں کی

الْأَوَّلِينَ ○ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ○ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ○ وَيَقُولُونَ

کہانیاں ہیں کہو تم زمین میں پھر کر دیکھو کہ کیا انجام ہوا گنہگاروں کا اے نبی تم ان پر غم کھاؤ اور نہ اُنکے مکر سے دل تنگ ہوا کرو اور وہ کہتے ہیں

مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ

کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کہدو شاید بعض وہ چیزیں کہ جنکی تم جلدی کرتے ہو تمہاری پیٹھ کے پیچھے آلگی ہوں اور البتہ آپ کا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن

أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ○ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اُن میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔ اور البتہ آپکا رب جانتا ہے جو کچھ کہ اُنکے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں ایسی کوئی بھی مخفی بات نہیں کہ جو کتاب مبین میں درج نہ ہو

(**ترکیب**) اذا کا عامل لمخرجون کا مدلول ہے نخرج نہ خود لمخرجون کس لیے کہ ہمزہ و انّ ولام اسکے عمل کرنے سے مانع ہیں ہمزہ کا مکرر آنا انکار کی تاکید کیلئے ردف لکم تبعکم ولحقکم لام تاکید کے لیے زیادہ کیا گیا بعض الذی ردف کا فاعل غائبۃ صفات غالبہ سے ہے (**تفسیر**) تۃ مبالغہ کیلئے جیسا کہ راوی کو مبالغۃً راویۃ کہتے ہیں یا اسم ہے ت ایسی ہے جیسے کہ عافیۃ میں ✤ آپ اُنکے قصور علم اور اندھے ہونیکا بیان کیا جاتا ہے اور اس مناسبت سے مبدء میں کلام کرکے معاد میں کلام واقع ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت میں شک وہی بات پیدا ہوتی ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو اسبات پر قادر نہ سمجھا جائے دوسرے یہ کہ ممکنات اور اُنکے حالات کے علم اور یاد داشت سے اُسکو عاری سمجھا جاوے کہ مرنیکے بعد ہر ایک جاندار کے اجزا کو اُسی کے بدن میں جمع کرنا دشوار سمجھا جاوے انھیں بناؤں پر وہ حشر کے برپا ہونے میں کلام کرتے تھے۔ اپنا کمال قدرت تو آیات گزشتہ میں ثابت کر دیا تھا کہ ہمنے آسمان و زمین اور سب چیزیں بنائیں اور تمھارے رزق کے کیسے کیسے سامان کیے اسکے بعد اسکی قدرت میں شک کرنا کمال حماقت تھا اسلیے اُنکے احمقانہ شبہہ کو سکے بعد نقل کرتا ہے وقال الذین کفروا الخ یہ بہت بہتر انتظام ہے وہ نوبت یوں پہنچی ہے کہ آیا جب ہم مرگئے اور ریزہ ریزہ ہوگئے پھر انکو کیونکر جمع کیا جائیگا ہے گویا اسکی قدرت کا بھی انکار کیا اور علم کا بھی کہ ہر ایک شخص کے اجزا اسکو کیونکر معلوم ہونگے؟ یہ تو اصلی شبہہ تھا ولقد وعدنا الخ اسپر انکی فضول گفتگو تھی کہ یہ ناممکن و غلط بات ہے نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی پہلے انبیاء اور اُنکے نائب ایسی باتیں کہتے چلے گئے ہیں یہ کہانیاں اور افسانے ہیں اسکے بعد قل سیروا سے اس انکار کا دنیاوی بدنتیجہ بتلاتا ہے کہ ملک میں پھر کر دیکھو ایسے منکروں کا کیا انجام ہوا اُلٹی ہوئی بستیاں اور ڈھے گرے گھر اُنکے قصور حال بتلاتے ہیں کہ حال زار پر کیا گذرا ہے ایک حسرت کہا رہے ہیں آنے والی مصیبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کا رنج و ملال ہونا ضروری تھا آپ سراسر رحمت آلہی تھے اسپر آپکو تسلی دیجاتی ہے ولا تحزن علیہم آپ ان ازلی بدنصیبوں پر کچھ رنج نہ کیجیے ولا تکن فی ضیق مما یمکرون اور نہ اُنکے مکر و فریب سے جو آپکے ساتھ کرتے ہیں تنگدل ہوں اس چشمۂ آلہی کو اپنی تدابیر کی ریتلی مٹی سے یہ بند نکر سکینگے بلکہ اسسے تو وہ اور بھی چاروں طرف پھوٹ نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسکے بعد وہ بے نصیب بجائے خوف کرنے اور ایمان لانیکے دلیرانہ یہ پوچھا کرتے تھے ہذا الوعد الخ اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ قیامت یا عذاب پھر کب آئیگا اسکا جواب دیتا ہے قل عسیٰ الخ کہ ان سے کہدو جسکی تم بہت جلدی کر رہے ہو شاید تمھارے بہت ہی قریب آلگا ہو چنانچہ قحط اور بدر کا واقعہ بہت جلد پیش آیا اور موت تو سر پر ہی کھڑی ہے جو قیامت کا دروازہ ہے مگر خدا کا فضل و کرم ہے جو جلدی سزا نہیں دیتا اسپر شکر کرنا چاہیے نہ کہ دلیر ہونا مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ قدرت کی بابت تو پہلے کلام ہوچکا گو وہاں سے علم کامل بھی سمجھا جاتا تھا لیکن وہ لوگ بلید الذہن تھے اسلئے علم کا اثبات صراحۃً کرنا پڑا فقولہ وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون کہ خدا تعالیٰ انکی دلکی باتوں کو جانتا ہے یعنی جن کا وجود ذہنی ہے وہ باتیں بھی تو اس سے مخفی نہیں چہ جائیکہ جنکا وجود خارج میں ہے اور اُنکے جمیع افعال و حرکات و حالات سے واقف ہے یعنی اعراض کہ جو غیر قار ہیں اسپر موجود ہوتے ہی مٹ گئے چہ جائیکہ وہ چیزیں جو عرصہ تک قائم رہتی ہیں پھر تعمیم کرتا ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ انپر کیا موقوف ہے جو چیزیں کہ آسمان و زمین میں مخفی ہیں ابھی تک میدان ظہور میں نہیں آئی ہیں وہ سب کتاب مبین یعنی علم آلہی میں ہیں جسکو کسی خاص اعتبار سے کتاب مبین اور کبھی لوح محفوظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں انکے مکر اور مخفی تدابیر پر بھی تہدید ہے۔

ع: گو یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ اب بھی ان کو جانتا ہے مگر جبکہ وہ اُن کا خالق ہوا اور سب کو پیدا کیا ہے تو خالق کو مخلوق کا علم ہونا ضروری ہے ۱۲ منہ

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور البتہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان داروں کے لیئے آپ کا رب ان میں

بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا

اپنے حکم سے فیصلہ کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے جاننے والا ہے پس اللہ پر توکل کر کیونکہ تم صریح حق پر ہو بلاشبہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا

بھاگ پڑیں اور نہ تم اندھوں کو انکی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہو تم تو انہیں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو وہ مسلمان ہیں اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا تو انکے لیئے ہم زمین سے

لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝

ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کریگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے

ع ۲

اکثر یقص کا مفعول ہادی العمی علی الاضافۃ وبالتنوین ونصب العمی علی اعمال اسم الفاعل (ترکیب) عن ضلالتہم ہادی سے متعلق اور ممکن ہے العمی سے متعلق المعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم تکلمہم من الکلام او من الکلم ای الجرح وقرئ تکلمہم ان الناس بالفتح (تفسیر) ای تکلمہم بان الناس وبالکسر علی الاستیناف۔

مبداء و معاد میں کلام کر کے پھر نبوت میں کلام شروع کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید ہے اسلیئے سب سے پیشتر قرآن مجید کے ان کمالات کا ذکر کیا ہے جو اسکے الہامی اور کلام الٰہی ہونیکے صاف شواہد ہیں از انجملہ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون کہ اہل کتاب کو شرائع و حالات انبیاء و دیگر امور دینی کے جاننے کا بڑا دعویٰ تھا اور اب بھی ہے بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ عمدہ مطالب ہیں ہمارے ہاں سے لیئے گئے ہیں اور عرب کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ علوم رسمیہ نہیں جانتے تھے لکھے پڑھے نہ تھے حضرت پر وہ قرآن مجید نازل ہوتا جو یقص علی بنی اسرائیل ہے بنی اسرائیل کو بھی ان مواقع میں کہ جہاں وہ خود گرداب اختلاف باہمی میں غوطے کھا رہے ہیں اور تردداتِ گوناگوں اور شکوک و شبہات بوقلموں میں گرفتار ہیں رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک و صحیح بات ہو وہی نپی تلی بتلا رہا ہے اسکے الہامی ہونیکی صاف دلیل ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ جو قوم علوم کا سرچشمہ خیال کیجاتی تھی جب قرآن انکو صحیح بات بتلاتا ہے تو اب بجز اسکے اور کیا خیال ہوسکتا ہے کہ قرآن اُس کا کلام ہے کہ جو تمام جاننے والوں سے زیادہ اور صحیح بات جاننے والا ہے اور وہ بجز اسکے اور کون ہے پس قرآن اُسی کا کلام ہے اب بطور نظیر کے ہم چند وہ مقامات بتلاتا ہوں کہ جہاں قرآن مجید نے علماء بنی اسرائیل اور انکی کتب محرفہ توراۃ و انجیل کو انکی اغلاط فاحشہ پر متنبہ کیا ہے (ا) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے باب میں بہت سی غلطیاں ان میں تھیں جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی **اول** یہ کہ توراۃ موجودہ میں ہے کہ خدا نے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا اور ساتویں روز آرام کیا۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے کیونکہ خدا تھکتا نہیں جو آرام کرے اس لیئے قرآن میں فرماتا ہے وما مسنا من لغوب کہ ہم کو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں تکان نہیں ہوا **دوم** یہ کہ توریت سفر پیدایش اول باب کے ۲۶ ورس میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں حالانکہ خدا کا کوئی مانند نہیں ہوسکتا اور نہ اسکی کوئی صورت و شکل ہے یہ باتیں جسمانی چیزوں کے لیئے ہوتی ہیں۔ اس لیئے قرآن نے اصلاح دی لیس کمثلہ شئ۔ کہ اُس کے مشابہ اور اُس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے (**سوم** حضرت آدم کے قصہ میں عجب خلط ملط کیا ہے سفر پیدایش کے ۲ باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے عدن کے پورب طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو وہاں رکھا اور اُس باغ کے بیچ میں ایک درخت لگایا جو حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اُس درخت کے کھانے سے منع کر دیا (دل میں خیال کہ ہمارے برابر نہو جائے) اور پھر آدم نے اُسکو کھا لیا تو اسی رشک و حسد میں کر باغ سے نکال دیا جیسا کہ اسی سفر کے ۳ باب کے ۲۲ جملہ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہو کہ ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لیئے خداوند نے اُسکو باغ عدن سے باہر کر دیا۔ اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کس خوبی کے ساتھ صحیح

بیان کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے پھر اسی سفر کے باب ۶ درس ۵-۶ میں ہے تب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچتایا اور نہایت دلگیر ہوا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو کما
ناقبت اندیش اور جاہل سمجھا۔ پھر کتاب خروج کے باب ۱۶ اور باب ۲۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ و دیگر مقامات میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں اترا اور خیمہ کے دروازہ پر
کھڑا رہا اور اسکے منہ سے آگ اور نتھنوں سے دھواں نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ ہیں خدا کو
کرسی پر بیٹھے دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اس کا لباس برف سا سفید اور اسکے سر کے بال صاف اور ستھرے اون کی مانند تھے۔ اور نیز کتاب خروج کے باب ۲۰
درس ۵ اور باب ۳۴ درس ۷ اور کتاب برمیاہ کے باب ۳۲ درس ۱۸ میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے
اس کا بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا ولا تزر وازرۃ وزر اخری کہ کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اس کی نیکی بدی اسی کے
لئے ہے (۲) ملائکہ کی بابت اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی بابت زنا کاری بت پرستی شراب خواری دغا بازی قتل وغیرہ کی سینکڑوں تہمتیں انکی توریت
و اناجیل میں ہیں چنانچہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے چور و قزاق تھے۔ ان سب باتوں سے قرآن مجید میں
انبیاء کو پاک اور مبرا بتلایا وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار (۳) تاریخی واقعات میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اور طرز بیان میں بدعنوانیاں ہیں کہ جنکو حسب
موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلا دیا۔

(۴) خود یہودیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے اس سبب سے کہ جب بار دیگر توریت بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت
کا منکر ہو گیا اور باہم بڑی قیل و قال جو تی پیزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا (۵) باہم عیسائیوں کے
فرقوں میں سخت اختلافات تھے یعقوب حواری کہتے تھے کہ بغیر عمل کے ایمان معتبر نہیں جیسا کہ انکے خط میں مذکور ہے برخلاف اسکے پولوس شریعت کی پابندی کو
لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بتلاتا تھا جیسا کہ اسکے نامجات میں متعدد جگہ مذکور ہے اور اسی قسم کے صدہا اختلافات ہیں کہ جنکی قرآن مجید نے صلاح کی اگر ہر ایک کو
مفصل بیان کروں تو ایک دفتر کی حاجت پڑے انشاء اللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک آیہ کی تفسیر ایک ضخیم کتاب میں لکھوں گا ازانجملہ یہ کہ قرآن ہدی ورحمۃ للمؤمنین کہ
قرآن ایماندار وں کے لئے ہدایت ہے مبدء و معاد علم اخلاق و احکام قتل و قصاص نماز و روزہ وغیرہا میں کوئی بات اسنے باقی نہیں چھوڑی اور دوسرا لطف یہ ہے کہ
یہ رحمت بھی ہے یعنی کل احکام میں جو سختیاں پہلے تھیں سب دور کر دیگئیں سہولت کے لباس سے شریعت کو ملبوس کر دیا گیا۔ پھر ایسی کتاب دنیا میں کسی نبی کے بھی ہاتھ پر
ظاہر نہیں ہوئی چہ جائیکہ امی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اسکے الہامی اور اسکے خاتم النبیین ہونے میں کون شک ہے؟ پھر اس پہلی بات کی طرف رجوع کرتا ہے کہ ان ربک یقضی
بینہم بحکمہ وھو العزیز العلیم کہ انکے باہمی اختلاف میں تیرا رب اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے نہ انکی خواہش اور رائے سے کیونکہ وہ زبردست ہے کسی سے نہیں دبتا اور خبردار ہے ہر ایک
بات اسکو ٹھیک معلوم ہے اسلئے نبی فتوکل علی اللہ۔ اللہ پر بھروسہ رکھو جو فریق فیصلہ الٰہی سے ناخوش ہو گا تو آپ کا کیا کریگا؟ انک علی الحق المبین آپ تو صاف حق پر ہیں اور
حق کا حامی اللہ ہے انک لا تسمع الموتی کے بعد عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے انک لا تسمع الموتی الخ کہ یہ تو بوجہ نہونے حس باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مردوں اور بہروں کو سنانے کیلئے
نہیں آئے ہو نہ تم ازلی اندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپ تو انھیں کو سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو کہ جنھیں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے الا من یؤمن بآیاتنا سے یہی مراد ہے
اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مردے زندوں کی بات سن سکتے ہیں یا نہیں؟ تکلف ہے اسکو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں کیونکہ موتیٰ سے مراد یہاں کفار ہیں واذا وقع علیہم القول الخ
یہ قرآن مجید کے لئے ایک اور دلیل ہے جس میں قرب قیامت ایک دابہ یعنی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام کرنیکا ذکر ہے اور نیز اب یہاں سے پھر قیامت کا حال شروع کرتا ہے
اور قیامت سے پیشتر اسکی بڑی علامت بیان فرماتا ہے کہ اذا وقع علیہم القول جب بات پوری ہو جاویگی یعنی انکے گناہوں کا اخیر الزام قائم ہونیکا وقت آئیگا تو اس سے پہلے

ان سب باتوں کو آیات تم پہلے ذکر کی ہیں ۱۲ منہ

۱ انجیل یوحنا ۱۰ باب ۸ درس

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا

اور جس روز ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر گروہ کو ہم جمع کریں گے تو وہ سب صف بستہ کھڑے کر دیئے جائینگے یہانتک کہ جب حاضر ہو چکیں گے تو اللہ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم انکو

عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

سمجھے بھی نہ تھے یا کیا کیا کرتے تھے اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائیگا تو وہ اب بھی نہ بول سکینگے کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے انکے سکون کے لیئے رات کو اور دیکھنے کے لیئے دن کو بنایا ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝

البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جس روز کہ صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی تو گھبرا اُٹھیں گے مگر وہ کہ جسکو اللہ چاہے اور سب اسکے پاس سرنگوں ہو کر چلے آویں گے

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اور اے مخاطب تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے تو بادلوں کی طرح اُڑتے پھرینگے اُس اللہ کی کاریگری کہ جسنے ہر شے کو ٹھیک کر دیا بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو جو کوئی نیکی لاویگا سو اسکو اُس سے

خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

بہتر بدلہ ملیگا اور وہ لوگ اُس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو بدی لیکر آئینگے سو وہ مونہہ کے بل آگ میں ڈالے جاوینگے (کہا جاویگا) تمکو وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ

(اے نبی کہدو) مجکو تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے اُس رب کی عبادت کیا کروں کہ جس نے اسکو محترم کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار ہو کر رہوں اور یہ بھی کہ قرآن سنایا کروں پھر جو کوئی

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ ع

راہ پر آگیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہدو کہ میں بھی ڈرانے والوں میں سے ہوں اور کہو الحمد للہ وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا تم انکو پہچان لوگے اور آپکا رب تمہارے کاموں سے بیخبر نہیں ہے

ع ۷ ۳

ترکیب

یوم منصوب ہے اذکر محذوف سے من کل امۃ من تبعیض کے لیئے ممن یکذب بیان ہے فوجا مفعول نحشر کا ولم تحیطوا جملہ حال کے لیئے ای کذبتم بہا بادی الرای غیر ناظرین فیہا نظر تعرف اماذا ام ای شئی کنتم تعملونہ تحسبہا جملہ حال ہے جبال یا ضمیر تری سے وہی تمر حال ہے ضمیر منصوب سے جو تحسبہا میں ہے ای تمر مرا مثل مر السحاب صنع اللہ مصدر موکد لنفسہ وہو مضمون الجملۃ المتقدمۃ کقولہ تعالی وعد اللہ۔ وان اتلو معطوف ہے ان اکون پر۔

تفسیر

ہم لوگوں کے لیئے زمین سے ایک ایسا جانور یا چارپایہ نکالیں گے کہ جو لوگوں سے کلام کریگا اسلیئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے سو اب دیکھو خدا کی عجیب و غریب نشانی ظاہر ہوئی مگر آپ کیا ہوتا ہے یا معنی کہ لوگوں سے وہ دابہ یہ کہیگا کہ یہ لوگ ہماری یعنی اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے یعنی انپر الزام قائم کریگا۔

دابۃ الارض مسلم نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی اول نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور دابۃ الارض کا لوگوں پر دن چڑھے ظاہر ہونا ہے اور ان میں سے جو کوئی پہلے ہو تو دوسری علامت اُسکے ساتھ ہی ساتھ ہوگی اور بھی احادیث صحیحہ میں اسکا ذکر آیا ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صرف قریب قیامت کے ایک دابہ کا نکلنا ثابت ہوتا ہے جو لوگوں سے کلام کریگا اور قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگا اب قرآن میں یہ نہیں کہ وہ دابۃ الارض کس شکل کا ہوگا کوئی چارپایہ ہوگا یا دو پاؤں کا ہوگا انسان کی صورت ہوگی یا کسی اور چیز کی؟ یہ باتیں علماء نے ثابت کی ہیں معالم التنزیل

میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسا جانور نہ ہوگا کہ جسکے دم ہو بلکہ ڈاڑھی ہوگی مراد آپکی یہ کہ وہ ایک انسان ہوگا۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جانور ہوگا کہ جو کوہ صفا کے زلزلہ آنے کے بعد اسکی کسی کھوہ میں سے نکلیگا اور لوگوں سے کلام کریگا اور اُس کا عام چرچا ہوگا۔ دابۃ الارض کی حقیقت بوجہ اختلاف اقوال علمار اسلام معلوم نہیں مگر قرب قیامت میں کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نمودار ہوگی کہ جو قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگی۔ اب خواہ وہ کوئی انسان ہو جو ملک میں دورہ کرکے قدرت کے آثار دکھائے یا کوئی عجیب وغریب جانور ہو جو لوگوں سے باتیں کرے اور مشرکین اور منکرین کو الزام دے والعلم عند اللّٰہ آمنا باللّٰہ

علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے ویوم نحشر من کل اُمۃ فوجًا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ہر ایک جماعت کو جمع کرکے پوچھیں گے کہ تم نے بے سمجھے بوجھے میری آیتوں کو کیوں جھٹلایا ہو انکو وہاں کچھ جواب نہ آئیگا۔ اولم یروا الخ یہ منکرین کے لیئے الزام دیا جاتا ہے کہ دنیا میں ہم نے اپنی قدرت وکمال کے بہت سے نشان دکھائے تھے منجملہ اُنکے رات اور دن تھے جو کسی سے بھی مخفی نہ تھے ان میں ہماری قدرت اور یکتائی کے بہت سے نمونہ تھے۔ اوّل یہ کہ زمانہ یعنی رات دن بھی کسی کے قبضۂ قدرت میں تھے جن میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ زمانہ کا اور چیزوں پر اثر ہے بڑھاپا جوانی زمانے کے آثار ہیں مگر زمانہ اُسی کے بس میں ہے۔ برخلاف انکے معبودوں کے کہ وہ زمانے کے بس میں ہیں دوم یہ کہ دن اور رات قیامت اور فنا کا نمونہ ہے رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ دوست دشمن سب دوسرے عالم بیخودی میں ہوتے ہیں پھر صبح ہوتے بیدار اور شور وغل برپا ہوجاتا ہے سوئم یہ کہ رات میں ظلمت دن میں نور ہے جس میں اشارہ ہے کہ یہ دنیا ظلمت کدہ ہے شہوات کی اندھیریاں محیط ہیں نیک وبد کچھ نہیں معلوم ہوتا صبح قیامت میں سب روشن ہوجائیگا اور اگر کچھ بھی نہ سمجھا تھا تو ادنی بات یہ تو جانتے تھے کہ رات میں آرام اور دن میں کام ہوتا ہے یہ کسکی طرف سے نشان ہیں ویوم ینفخ فی الصور الخ یہاں سے پھر حشر اور اسکی ابتدا تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتا ہے کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل میں جم جاتی ہے۔ صور پھونکنے کا آلہ تریئی یا بگل کی مانند ہے۔ قیامت کی ابتدا یہیں سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اُسکو مُنہ سے لگاکر بجاویگا اسکی آواز اس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مرجائینگے پھر نباتات فنا ہوجائینگے پھر جمادات اور اسکی ہیبتناک آواز سے آسمان وزمین کے سب لوگ گھبرا اُٹھیں گے مگر جنکو اللہ چاہیگا نہ گھبرائیں گے۔ وہ کون لوگ ہونگے بعض کہتے ہیں ملائکہ حوران جنت بعض کہتے ہیں اہل اللہ انبیار اولیار وشہدار۔ حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ بھی انھیں میں ہونگے وکل اتوہ داخرین اور سب اللہ کے پاس عاجز ہوکر چلے آئینگے یہ جب ہوگا کہ مرکر زندہ کرنے کے لیئے دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ اسلیئے علمار یہ بھی فرماتے ہیں کہ ویوم ینفخ فی الصور سے دوسری بار کا صور مراد ہے اور پہلے صور کا اثر ظاہر کرنے کے لیئے یہ جملہ ہے وتری الجبال کہ یہ پہاڑ جو تمکو جمے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں بادلوں کی طرح اُڑتے پھرینگے اسپر جو وہم ہو کہ یہ کیونکر ہوگا تو فرماتا ہے صنع اللّٰہ الخ کہ یہ کام اُسی اللہ کا ہوگا کہ جسنے ہر شئے کو مستحکم کیا ہے بس جو مستحکم کرنا جانتا ہے وہ اسکو اُکھیڑنا بھی جانتا ہے اُسکو تمھارے سب کام معلوم ہیں۔ یہ تمہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اس لیئے فرماتا ہے کہ اُس روز اس قانون پر عمل ہوگا من جاء بالحسنۃ الخ کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا (ایمان وعمل نیک) وہ اس کا اس سے بہتر بدلہ پاویگا اور اُس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں رہیگا اور جو برائی لیکر آویگا کفر وشرک تو جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ فرشتے کہیں گے یہ تمھارے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہیں۔

انما امرت ان اعبد رب ہذہ البلدۃ الخ مبدء ومعاد ونبوت میں کلام کرکے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پر تمام کرتا ہے جو تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہے اول یہ کہ لوگوں کو کہدو کہ مجکو صرف اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی مکہ کے رب کی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہوں توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نہ صرف مکہ کا رب ہے بلکہ تمام شہروں کا اور کل مخلوقات کا لیکن ہذہ البلدہ کہنے سے قریش کو انفعال دلانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسنے تمھارے اس شہر کو

متبرک کیا حرمت وہی جسکی بدولت تم عرب کی مار دھاڑ سے امن میں ہو اور اسی پر کیا منحصر ہے ولہ کل شیٔ اسکی اور بہت خوبیاں ہیں اور ہر شے اسکے قبضہ میں ہے پس وہی پرستش کے قابل ہے دوم امرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نیک باتوں کا بجالانا بری باتوں سے بچنا بھی میرا فرض ہے سوم وان اتلوا القرآن کہ تمکو قرآن سناؤں تبلیغ احکام کروں پھر جو ہدایت پر آویگا اپنا بھلا کریگا نہ مانیگا اپنا برا کریگا اس ترتیب میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو اسی کی بات اثر بھی کرتی ہے پھر اس خاتمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد للہ سب خوبیاں اللہ کے لیئے ہیں وہ تم کو اپنی نشانیاں ابھی دکھاتا ہے جسکی تمکو جلدی ہے سو ان کو پہچان لوگے چنانچہ بدر اور قحط کا دخان دیکھ لیا وما ربک بغافل عما تعملون اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہیں ہر ایک عمل کا بدلہ دیگا۔ ولہ الحمد اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المصطفیٰ من الانبیاء خصوصاً علی محمد سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار

فقط

تمت

مصنفہ مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق

عقائد الاسلام

مصنف تفسیر حقانی بازار بلی ماران دہلی

مخفی نہین کہ خدانے انسان کی نجات اور سعادت کے دو ہی بازو پیدا کئے ہین جن سے اڑکر منزل مقصود تک جا سکتا ہے۔ اول قوۃ نظریہ جو عقائد اور علمی حصہ ہے دوسرے قوۃ عملیہ جو اعمال صالحہ کیطرف تحریک دلاتی ہے حضرات انبیا علیہم السلام اور شرائع و ادیان انہین دونوں قوتون کی اصلاح و تہذیب کے لئے آئے ہیں جنکی دونون قوتیں ناقص رہ گئیں وہ یہ پیکر جسمانی چھوڑنیکے بعد قبر اور حشر مین معذب ہونگی اور اول قوت دوسری سے اشرف و اعلیٰ ہے مرنیکے بعد انسان کے ساتھ رہتی ہے اگر یہ درست ہوگئی تو عذاب ابدی سے محفوظ رہے گا۔ قوت ثانیہ کا جو علم متکفل ہے اُس کو فقہ کہتے ہین جسمیں اردو میں بھی علمائے بہت مفید اور عمدہ تصانیف رائج کلین اور قوۃ نظریہ کی اصلاح کا علم کلام متکفل ہے جس کو علم العقائد بھی کہتے ہیں اُس مین اِس خوبی اور اِس ترتیب اور ان دلائل عقلیہ اور نقلیہ کیساتھ صاف اور سلیس اردو میں اب تک کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی کہ جس سے زمانہ حال کے موافق خاص و عام اپنے عقائد کو موجودہ کدورتوں سے جو مذاہب مختلفہ اور فلسفہ جدید کے سبب پیدا ہو گئے ہین اور اس آندھی نے زمانہ کو تاریک کر رکھا ہے صاف کر سکین الحمد للہ کہ کتاب عقائد الاسلام جو ۲۶×۲ کی تقطیع پر عمدہ اور صاف کاغذ اور چھپائی کے قالب مین اب پھر بار چہارم بہت سی ترمیم و اضافے کے بعد ظہور مین آئی۔ اس کی قبولیت کی یہ ایک ادنیٰ دلیل ہے کہ ہزارون جلدین بار بار طبع ہوئین زمانے کی دست قدردانی نے اُن کو ہاتھوں پر اٹھالیا اور آنکھون پر رکھ لیا حرز ایمان سمجھکر سینہ سے لگایا یہ کتاب مدارس و اطفال اہل اسلام کے سلسلۂ درس مین داخل ہوگئی۔ اِس کو بچون اور مستورات کے لئے تعلیم میں رکھنا زمانہ کی ضرورتون نے فرض و واجب کردیا ہندوستان کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جہان کے علما و اعیان نے اسکو قدردانی کی آنکھون سے نہ دیکھا ہو۔ اس کتاب کی بنظر رفاہ عام قیمت بھی کچھہ زیادہ نہین رکھی صرف ایکروپیہ چار آنے جسمین محصول ڈاک ہمارے ذمہ اور تاجرون کیلئے ایک خاص رعایت رکھی ہے جو جداگانہ طے ہو سکتی ہے ٭

المشتہر

محمد عبد القیوم کوٹھی نواب لوہارو - واقع بازار بلی ماران شہر دہلی

تفسیر حقانی

اے راستی کے تلاش کرنیوالو اے تاریکی کی بستیوں سے نکلکر ترقی کی سیڑھی پر قدم دھرنیوالو اے زمانہ کی اندھیریوں میں حیران و سرگردان مشعل ہدایت کے طالبو اے خداپرستو اللہ کے طالبو علم آخرت کے مشتاقو ادھر آؤ اور آنکھیں کھولکر دیکھو کہ جس نور نے فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گری کر کے تھوڑے سے دنوں میں مشرق سے مغرب تک دنیا کو منور کر دیا تھا اور جس آسمانی دستور العمل نے دنیا کی بداخلاق وحشی قوموں کو تہذیب و حق پرستی پر چلا کر بنی آدم کیلئے بہشت قایم کر دیا تھا قرآن مجید ہے کہ جسکی برکات سے لاکھوں طالبان نجات عربی زبان جاننے اور اسکے مطالب و حقایق و دقائق پر مطلع ہونیکی وجہ سے محروم تھے اور سیکڑوں قدیم اور نئے مذاہب کے اس بیجا شکوک و شبہات کے گرد و غبار جو اس بارہ میں کافی [illegible] اردو میں یہ حصہ کافی ہو سکے تھی لہذا اس زمانہ میں اسکی اردو سلیس میں ایسی تفسیر لکھی گئی کہ جس کو آج تک چشم فلک نے بھی نہیں دیکھا ہوگا یہ بڑی تفسیر اردو سلیس میں آٹھ جلدوں میں تمام ہوئی ہے **اوّل** جلد کہ جسکو مقدمہ کہتے ہیں تخمیناً بارہ جز کلاں پر ہے اسکے اول باب میں خدا تعالی کا دلائل عقلیہ سے ثبوت اور خدا کے منکرین اور ملحدین کے شکوک و شبہات کا جواب شافی پھر اس کی صفات پر بحث ہے جس میں تمام مذاہب مخالفہ پر رد و قدح ہے پھر دلائل عقلیہ سے ملائکہ اور ان کی صفات کا ثبوت اور [illegible] وجود مستقل اور ہر صورت میں متشکل ہونا اور انکی ماہیت اور اسمیں جو کچھ حکما اور اہل ادیان کے اقوال ہیں ان کی تحقیق اور فرقہ نیچریہ کی تاویلات باطلہ کا بڑی شد و مد کے ساتھ رد پھر نبوت کی بحث اور اسکی حقیقت الہام اور وحی کے اقسام اور خرق عادات اور معجزات کا ثبوت اور اسکی قسمیں اولیاء کرام میں بھی اس قوت کا ثبوت اس بارہ میں مخالفین نبوت اور منکرین معجزات فرقہ نیچریہ کے تمام دلائل ملمع کار کا جواب باصواب [illegible] ... اسکے اعمال پر [illegible] ہزار سال [illegible] کیفیت انہیں ادیان باطلہ [illegible] کا دفع اقوال دوسرے باب میں نزول قرآن اور اسکے جمع و ترتیب کی کیفیت اور آنحضرت علیہ السلام سے پیشتر عرب کے مذاہب اور انکے رسم و رواج کا تذکرہ اور آنحضرت کے وقائع عمریہ اور اسپر مخالفین کے شکوک و شبہات کا جواب مع شہادت محققین فرنگ قرآن کے اعجاز پر بحث اور اسکے علوم خمسہ اور اس کے طرز تکلم کا بیان اس امر میں بھی جو کچھ مخالفوں نے شکوک کئے ہیں سب کا رد پھر شان نزول پھر اختلاف قرأت ائمہ قرا اور انکے تلامذہ اور سبعہ قرأت کا بیان اور مخالفین کے شبہات کا جواب پھر اصول تفسیر اور ائمہ مفسرین اور انکے طبقات اور دیگر بیشمار امور ضروریہ سے بحث تیسرے باب میں توریت و انجیل زبور و وید اور دساتیر پر بحث کہ وہ کس کی تصنیف ہیں اور انمیں کیا کیا مضامین ہیں اور کب تصنیف ہوئی ہیں اور الہامی ہیں کہ نہیں اور اگر الہامی ہیں تو ان تک بلا تحریف پہنچیں یا نہیں یہ بحث بڑی طول طویل اور نہایت دلچسپ کئی فصلوں میں ہے **دوسری** جلد جو صرف پارہ الم کی تفسیر ہے اسمیں چند آیات جو ایک مطلب خاص سے علاقہ رکھتی ہیں صحیح نقل کیجاتی ہیں انکے نیچے اس کا ترجمہ آجکل کے محاورہ کے موافق لکھا جاتا ہے پھر ایک خط کھینچکر ترکیب نحوی اور مفردات الفاظ سے بحث ہوتی ہے پھر ربط آیات و شان نزول مع روایات صحیحہ بیان کر کے آیات کا مطلب صحیح کیا جاتا ہے اگر [illegible] آیات احکام ہیں تو مسائل منصوصہ کی تصریح اور ائمہ مجتہدین کے اقوال اور انکے دلائل اور صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار اگر وہاں قصص ہیں تو ان کی تاریخ کتب مخالفین سے تحقیق چنانچہ بنی اسرائیل کی تمام تاریخ اور انکے مقامات کا جغرافیہ و نقشہ بھی دیا گیا ہے اور پھر آیات کے متعلق نکات محققانہ اور رموز صوفیانہ بھی ہیں اسی طرح دیگر مقامات کا بھی جغرافیہ و نقشہ ہے کوئی قصہ بے اصل نہیں لکھا گیا ہے نہ بے تحقیق مفسرین کے اقوال پر اعتبار کیا گیا ہے احادیث نبویہ مع سند [illegible] سلف صالحین ہیں تو مع حوالہ [illegible] طرز محققانہ طریقہ اہل سنت والجماعت کی پوری پابندی ہے **تیسری** جلد میں سوا چار پارہ کی تفسیر ہے **چوتھی** جلد میں [illegible] تفسیر ہے **پانچویں** [illegible] سورۂ حجر سے لیکر سورۂ نحل کے آخر تک سوا چھ پارہ کی تفسیر ہے اسمیں بھی جا بجا ہر مقام مناسب پر نقشے دیے گئے ہیں اور ایک مطول تاریخ بیت المقدس کی لکھی گئی یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے دریائے ذخار کا ایک قطرہ ہے الغرض زمانہ حال کے جس قدر شکوک و شبہات قرآن شریف اور اسلام پر کئے گئے ہیں ان سب کا جواب شافی دیا گیا ہے چھپائی کی سلاست اور زبان کی لطافت دیکھنے سے متعلق ہے بہرحال ہر جلد کا یہی حال ہے کل آٹھ جلدیں ہیں مجموعہ کی قیمت پہلے [illegible] تھی اب [illegible] کر دی گئی ہے اور جداگانہ ہر جلد کی قیمت یہ ہے جلد اول [illegible] ہر جلد [illegible] مکرر طبع ہوئی ہے بصیغہ ویلیو پے ایبل پارسل یا پیشگی قیمت روانہ کرے پر پتہ ذیل سے مل سکتی ہیں۔

المشتہر

محمد ابو الحسن مہتمم تفسیر حقانی دہلی محلہ بلی ماران